

بدنگاہی و عشق مجازی کی تباہ کاریاں

جہالت کی بیماری

عجب اور تکبر

غیبت اور بدگمانی

حُبِ جاہ اور خود پسندی

دنیائی محبت کی برائی

حسد

بدنگاہی و عشق مجازی کا علاج

بے جا غیظ و غضب کا علاج

ریا اور دکھاوت کا علاج

مقام عاشقانِ حق

اصلاحِ نفس کے طریقے

حلاوتِ ایمان

توبہ و استغفار

روح کی بیماریاں اور ان کا علاج

عارفِ بلند حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم
محمد احمر شاہ صاحب برکات رحمہ اللہ



گلشن اقبال، کراچی ۲۷
پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۳۹۹۳۱۷۶

کتاب خانہ مظاہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رُوحِ کِی بَیْمَارِیٰنِ

اور

اُن کا علاج

مع

دستور ترکیبہ نفس - تکمیل الاجر تحصیل الصبر - مذاکرات دکن
منتخب کلام

بد نظری - عشق تجازی - تکبر - غصہ - حسد جیسے تمام جاہی
اور باہی امراض کے نقصانات اور اُن کا مکمل علاج

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
وہادیم خاص حضرت مولانا عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مجازین بیعت

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد شرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ

ناشر: کتب خانہ مظہری - بلاک ۷ گلشن اقبال کراچی

”ملتتی ہے خدا کے عاشقوں سے“

(نظم بہ عنوان)

زبان عشق

از حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

دیر از شریعت کھولتی ہے
خرد ہے مجو حیرت اس زباں سے
جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
لغت تعبیر کرتی ہے معانی
کہاں پاؤ گے صدر بازغہ میں
مگر دولت یہ ملتتی ہے کہاں سے
یہ ملتتی ہے خدا کے عاشقوں سے
وہ شاہ دو جہاں جس دلیس آئے
اے یارو جو خالق ہو شکر کا
نہ لذت پلو چھہ کھیرد کر خدا کی
یگوید زیں سبب این عشق بے باک

زبان عشق جب کچھ بولتی ہے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
وہ پاسکتے نہیں درد تہانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی
نہاں جو غم ہے دلکے حاشیہ میں
بتاؤں میں ملے گی یہ جہاں سے
دعاؤں سے اور انکی صحبتوں سے
مزے دونوں جہاں بڑھ کے پائے
جمال شمس کا نور قمر کا
حلاوت نام پاک کبریا کی
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہ دولت درد اہل دل کی اختر

خدا بننے جسے اس کا مقدر

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۴۴	بزرگاہی و عشق مجازی کا علاج (منظوم از مولف)	۵	مقدمہ
	کلام عبرتناک برائے عشق ہوسناک	۷	بزرگاہی و عشق مجازی کی تباہ کاریاں
۴۶	بزرگاہی کے طبی نقصانات		اور ان کا روحانی علاج
۴۸	نظم بے شبانی حسن مجاز (از مولف)	۱۴	ارشادات باری تعالیٰ
۴۹	فنائیت حسن مجازی اور برتری رنگ عشق		حضرات مشائخ کرام کا ارشاد
۵۱	فنائیت و بے شبانی حسن مجاز	۱۶	حکایت
۵۲	بیان مذمت عشق مجازی از حضرت سعدی شیرازیؒ	۱۷	حکایت
۵۳	حکایت	۱۷	احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
۵۴	قلب کی حفاظت کیلئے	۲۴	بلعم بن باعور کی عبرتناک حکایت
۵۵	نصیحت حضرت سعدی شیرازیؒ	۲۶	عشق مجازی کے متعلق حضرت مولانا
۵۸	حفاظت نظر کا انعام	۲۷	اشرف علی تھانویؒ کے چند اہم ارشادات
	خالق نظر کی طرف سے	۲۷	چشم دید عبرتناک حکایت
۵۹	حکایت	۲۸	حکایت
۶۲	اشعار۔ از مولف	۲۹	ملفوظات
۶۸	حکایت	۳۲	عشق مجازی کے متعلق حضرت مولانا
۷۳	اقتباس از کتاب		رومی کے ارشادات
	اشرف تغیم تکمیل التعلیم	۳۶	حکایت
۷۹	بزرگاہی اور عشق مجازی کے	۳۹	حکایت
		۴۱	بعض شاعروں کا دھوکہ
		۴۲	ایک اہم انتباہ

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۴۳	پانچواں باب : ربا (دکھاوا)		متعلق حکم الامت حضرت اشرف علی
۱۴۶	چھٹا باب : دنیا کی محبت کی بُرائی میں		تھانویؒ کے ارشادات
۱۴۹	ساتواں باب : حب جاہ اور خود پسندی		علاج بدنگاہی
۱۵۲	آٹھواں باب : غیبت و بدگمانی		عشق کا علاج
۱۵۴	اصلاح الغیبۃ : غیبت کے نقصانات	۸۰	تو بہ شکنی
	اور اس کا علاج	۸۱	عشق اجنبیہ کا علاج
۱۵۷	ارشاد حضرت مرشد مولانا شاہ ابراہیمؒ	۸۲	حال عشق امرد
۱۵۹	مقالہ مفیدہ	۸۳	علاج و سوسہ دیگر
۱۶۰	شریعت اور طریقت پر علامہ شانیؒ	۸۵	ارشادات مرشدی
	کی تحقیق ارشاد حضرت تھانویؒ	۸۶	عرض احقر برائے حفاظت نظر
۱۶۲	حکایت حضرت شیخ الہندؒ	۸۷	نفس کی شرارتوں کے چند نمونے مع ہدایات
۱۶۳	اثار فنا یت نواز م نسبت سے ہے	۹۹	عشق کی نفوی جتنی تحقیق
۱۶۶	جوانی کی عبادت کا نفع بڑھاپے میں	۱۰۷	مجاہدات کے خون کا سمندر۔ از مؤلف
۱۶۷	ذائق قلندری کی حقیقت	۱۱۷	تتمہ مضمون بد نظری و عشق مجازی
۱۶۸	تقویٰ کی دولت اہل اللہ سے ملتی ہے		مع مجموعہ چند اصلاحی اشعار
۱۷۴	احسان مرشد	۱۱۹	انعام خون تمنا
	ہر بزرگ کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے	۱۲۴	حکایت
۱۷۵	حکایت : حضرت شاہ فضل الرحمن صاحب	۱۲۶	چند اقوال مبارکہ
۱۷۶	تصوف اور صوفی کی وجہ تسمیہ	۱۲۸	باب دوم : جہالت کی بیماری
۱۷۷	علامہ قشیری کا ارشاد	۱۳۱	تیسرا باب : غمخہ کا بیان
	ضرورت مرشد پر	۱۳۶	حکایت ۱۳۲۔ حسد
۱۷۹	قصوت اور سلوک کیا ہے	۱۳۸	چوتھا باب : تکبر
	قبض باطنی اور قلب کلہ کے کیفیت پر	۱۴۰	جب اور کبر کا فرق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذَیْبُكَ لَا وَبِصْرِي عَلَى رَسُولِكَ كَيْفَ بَدْرٍ؟

مقدمہ

أَمَّا بَعْدُ ، فَقَالَ اللهُ تَعَالَى

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۗ الْآيَةُ بِمَا سَوْءَ فَعَلَ

یہ آیت دلالت کرتی ہے عشق مجازی اور بزرگابھی جیسے افعال کی بُرائی اور قباحت پر جن کو شعرائے عشق مجاز اور ان کے گمراہ مُتبعین اور جاہل صوفیوں نے بوجہ حُسن پرستی اور شہوت پرستی جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن اور بعض نے تو اس فعل حرام کو کارِ ثواب اور وسیلہ عشق حقیقی قرار دے کر اس حرام اور باطل کے زہر کو شہد میں ملا کر اپنے مُریدوں اور شاگردوں کو فسق و فجور میں مبتلا کر دیا۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تمییز العشق من الفسق تحریر فرمایا تھا جس میں عشق مجازی کے فسق ہونے پر اور روح کے لئے عشق مجازی کا عذاب الیم ہونے پر مضمون مفصل شائع ہوا تھا لیکن احقر کی نظر سے یہ رسالہ نہیں گذرا البتہ احقر نے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس اللہ سرہ کے ان مطبوعہ ارشادات کو خود پڑھا جس کی نقل یہ ہے۔

”ارشاد حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی (راقبہ) اس از جزاء الاعمال) غیر محرم عورت یا مرد (خوبصورت لڑکے) سے کسی قسم کا

علاقہ (تعلق) رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اسکے پسند طبع (طبیعت کی پسند) کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ (سوارنا) و نرم کرنا (یعنی آواز میں عورتوں کی سی لچک و نزاکت اس کے دل کو پھسلانے کے لئے اذائل کرنے کے لئے پیدا کرنا)۔

میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطہ تحریر سے خارج ہیں (یعنی اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ مشکل ہے) انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے (انتہی کلام)

احقر مؤلف رسالہ ہذا عرض کرتا ہے کہ سطور بالا پڑھنے کے بعد احقر کے قلب میں عرصہ سے یہ تقاضا تھا کہ حضرت اقدس کی یہ تمنا پوری ہو جائے اور حق تعالیٰ اپنی رحمت سے اس نااہل و ناکارہ کو اس کام کی توفیق نصیب فرمائیں الحمد للہ کہ اس رسالہ کی تالیف کا داعیہ قلب میں شدت سے محسوس ہو رہا ہے اور تو کلاً علی اللہ اسکے مسودہ کا آغاز کر رہا ہوں حق تعالیٰ اپنی رحمت سے تکمیل فرما کر قبول و نافع فرمائیں۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ بِحَقِّ سَيِّدِ
الْمُرْسَلِينَ ○ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ○

احقر: محمد اختر عفا اللہ عنہ

۲- جی ۱/۱۴ ناظم آباد - کراچی - نمبر ۱۸

بدنگاہی و عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور ان کا روحانی علاج ارشادات باری تعالیٰ

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ
أَبَدًا ۗ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾ (پہلی سورہ نور)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی سبھی بھی پاک و صاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک و صاف کر دیتا ہے۔
فائدہ:- اس آیت سے معلوم ہوا کہ اصلاح نفس کی فکر و کوشش کے ساتھ حق تعالیٰ سے اس کا فضل و کرم اور اس کی رحمت کی بھی الحاح و تضرع کے ساتھ درخواست کرتا رہے تاکہ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم کو من یشاء میں داخل فرمائیں اور ہماری اصلاح و تزکیہ کا اپنے فضل سے ارادہ فرمائیں۔ اور جب حق تعالیٰ ارادہ فرمائیں گے تو ان کے ارادہ کو کون توڑ سکتا ہے۔

گر ہزاروں دام باشد بر قدم چوں تو بامانی بنا شد پہنچ غم
مولانا رومیؒ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا اگر ہمارے قدموں پر ہزاروں نفسانی
اور شیطانی مکرو فریب کے جال ہوں لیکن آپ کی عنایت اور مدد کے
ہوتے ہوئے ہمیں کچھ بھی غم اور اندیشہ نہیں۔

احقر مولف عرض کرتا ہے کہ میرے محسن شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب

وامت الظالمین نے احقر کو ایک عریضے کے جواب میں ازراہ کرم یہ ارقام فرمایا
 کہ حق تعالیٰ آپ کو نفس و شیطان کے مکر و فریب سے مامون
 فرمائیں اور آپ کو نفس و شیطان کے مکر و فریب کے ٹوڑنے
 میں کمال عطا فرمائیں۔ آمین

حضرت اقدس کے ان دُعائیہ کلمات کو پڑھ کر جس قدر احقر کو
 مسرت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے اس
 ناکارہ کے لئے حضرت اقدس کی جملہ دُعائوں کو قبول فرمائیں۔ آمین۔
 دراصل یہ دُعا اس قدر جامع دُعایہ جو ہر سالک کے لئے ابتداء تا
 انتہا شد ضروری ہے۔

۲۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ وَيَحْفَظُونَ أَرْوَاحَهُمْ
 پ ۱۸۔ سورہ نور رکوع ۴ (اقتباس)

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمان
 مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی
 حفاظت رکھیں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی
 رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

فائدہ: حق تعالیٰ نے اس آیت میں آنکھوں کی حفاظت اور شرمگاہ
 کی حفاظت کو ساتھ ساتھ بیان فرمایا کہ یہ سبق بھی دیدیا کہ شرمگاہ
 کی حفاظت آنکھوں کی حفاظت پر موقوف ہے جس نے آنکھوں کی
 حفاظت کا اہتمام نہ کیا اس کی شرمگاہ کی حفاظت خطرہ میں ہے۔

۳۔ وَلَا تَقْرُبُوا الزُّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَأْخِشَةً هُوَ سَاءَ سَبِيلًا ۝۱۵۱

(پارہ ۱۵۱۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بُری راہ ہے۔

فائدہ: حق تعالیٰ نے اس آیت میں زنا کے قریب جانے کو بھی حرام فرمایا کہ یہ سبق دیدیا کہ جو اسباب زنا سے قریب کرنے والے ہیں ان سے بھی بچو کہ مقدمہ حرام کا حرام ہوتا ہے۔ اور انسان کی فطرت بھی یہی ہے کہ زنا کا فعل ہمیشہ انھیں مواقع میں ہوتا ہے جہاں اجنبی مرد کسی اجنبیہ عورت سے احتلاط مجالست اور ہمکلامی کرتا ہے۔ پھر نفس سے مقابلہ دشوار ہو جاتا ہے پس حق تعالیٰ نے لائق توبہ افراد کو تقویٰ کی راہ کو ہم پر آسان فرمادیا۔

۴۷۔ وَلَوْ طَآ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اَتَاْتُوْنَ الْعَآجِزَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ الْبِسْآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝

پٹ سورۃ الاعراف، رکوع ۱۰

ترجمہ: اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا۔ تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد ہی سے گزر گئے ہو۔

فائدہ:۔ ان آیات سے حق تعالیٰ نے لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کو حرام فرمایا اور دوسرے مقامات پر ان کی سزا کا تذکرہ بھی کہ اس بستی کو حضرت جبریل علیہ السلام نے تحت الثریٰ سے اکھاڑا اور آسمان تک لیکے پھر وہاں سے اس طرح گرایا کہ بالائی سطح زمین کی نیچے ہو گئی

اور نچلا حصہ اوپر ہو گیا اور پھر پتھروں کی بارش ہوئی اور ان پتھروں پر خدا کی طرف سے ایک خاص مہر لگی تھی جس سے وہ دنیا کے پتھروں سے الگ پہچانے جاتے تھے۔ اور جس کنکری پر جس مجرم کا نام لکھا تھا وہ کنکری اس مجرم کا تعاقب کرتی تھی پس پہلے بستی کو الٹ دیا گیا پھر پتھر اڑا دیا گیا۔ حضرت مرشد سی پھو پوریؒ نے فرمایا تھا کہ چونکہ یہ عمل اٹا کرتے تھے (یعنی غیر فطری عمل) پس اسی مناسبت سے ان کی بستی الٹ دی گئی۔

حضرت لوط علیہ السلام نے بہت سمجھایا مگر یہ ماننے کے بجائے اپنے نبی کو ایذا دینے لگے بالآخر یہ ۴ لاکھ آدمی ایک دم میں ہلاک کر دیے گئے۔ اس فعل کے مرتکبین کو سورہ ذاریات پڑے میں مجرمین فرمایا گیا ہے۔ جب عذاب کے فرشتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے فرشتو! تم کو بڑی مہم کیا درپیش ہے تو فرشتوں نے جواب دیا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكَ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ ہم ایک مجرم قوم (یعنی قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں ہم ان پر سنگ باری کر کے ان کو تہس نہس کرنے پر متعین ہوئے ہیں جو مجرم جس پتھر سے ہلاک ہونے والے ہیں اس پر اس کا نام بھی لکھا ہے۔ الغرض رب شدید العقاب نے ان کی سخت ناشائستہ حرکت کی یاد دلائی جو ننگ انسانیت تھی ان پر پتھر برسائے جس سے وہ ہلاک ہو گئے اور قوم لوط کی بستی تہہ و بالا کر دی گئی اور دَنْتَرُكْنَا فِيْهَا آيَةً اور ہم نے اس واقعہ میں ہمیشہ کے واسطے لوگوں کے لئے ایک عبرت سمیٹ دی چنانچہ اس سرزمین میں دفعۃً ایک بئیرہ نمودار ہو گیا جو اسی ہولناک حادثہ کی یادگار اور بھیرہ لوط کے نام سے اب تک مشہور ہے اس بھیرہ کا

پانی اس قدر تلخ اور بدبودار ہے کہ کوئی ذی روح اس کو استعمال نہیں کر سکتا اور اس کے کنارے کوئی درخت بھی نہیں اگتا۔

(از تفسیر بیان القرآن ودیگر تفاسیر)

۵ - وَلَا يَضْرِبَنَّ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ط
 اَرْزِيَّةُ پارہ ۱۸ سورۃ النور۔ رکوع ۴

عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے پاؤں اتنی زور سے نہ رکھیں جس سے زیور کی آواز نکلے اور مخفی زینت مردوں پر ظاہر ہو۔ اس آیت سے قبل عورتوں کو مواضع زینت مراد سینہ وغیرہ کو چھپانا واجب بیان فرما کر اس آیت میں حق تعالیٰ نے مزید احتیاط کا حکم ارشاد فرمایا کہ بہت سے فقہانے اسی سبب سے عورتوں کی آواز کو ستر میں داخل کیا ہے۔ بالخصوص جبکہ فتنہ کا اندیشہ ہو تو بالکل ممنوع ہے۔ اسی طرح خوشبو لگانا کریمہ یا مزین برقعہ پہن کر نکلنا بھی ممنوع ہے۔

۶ - يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتُنَّ كَاٰحِدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنۡ اَتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيۡ فِيۡ قَلْبِهٖ مَّرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝
 (پارہ ۲۷ سورۃ الاحزاب)

اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم نامحرم مرد سے بولنے میں جبکہ بہ ضرورت بولنا پڑے نزکت مت کرو اس سے ایسے شخص کو طبعاً خیال قاسد پیدا ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ عفت کے موافق بات کہو یعنی صرف نسبت بلا تقویٰ ہیج ہے (اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ) جیسے عورتوں کے کلام کا فطری انداز ہوتا ہے کہ کلام میں نرمی ہوتی

ہے تم سادہ مزاجی سے اس انداز کو مت استعمال کرو۔ بلکہ ایسے موقع پر تکلف اور اہتمام سے اس فطری انداز کو بدل کر گفتگو کرو یعنی ایسے انداز سے جس میں خشکی اور روکھا پن ہو کہ یہ طرزِ عنفت کا محافظ ہے۔
(تفسیر بیان القرآن)

قائدہ: ان آیات سے حسب ذیل سبق ملتا ہے۔

(۱) عورتوں کو بوقت شدید ضرورت اگر غیر محرم مرد سے بات کرنی ہو تو پردہ کے باوجود آواز کو بھی نرم نہ ہونے دیں تکلف اور اہتمام سے آواز کو ذرا سخت کریں جس میں لچک اور نراکت کی ذرا بھی آمیزش نہ ہو۔
(۲) جب عورتوں کے لئے یہ حکم ہے تو مردوں کو غیر محرم عورتوں سے نزاکت والی آواز سے بولنا کب جائز ہوگا۔ لہذا بوقت ضرورت غیر محرم عورتوں سے بات کرنے وقت اپنی آواز کو سخت رکھنا چاہئے۔

(۳) جس شخص کو عورتوں کی آواز کی نرمی اور نزاکت سے خیالات فاسد پیدا ہوں یا عورتوں کی طرف میلان پیدا ہو تو قرآن نے اس طمع و کوشش، میلان و رغبت کو قلب کی بیماری قرار دیا ہے۔ اس سے دور حاضر کے ان دوستوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو ٹیلیفون یا پیسینج پر عورتوں کو محض اس وجہ سے ملازم رکھتے ہیں کہ ان کی آواز سے کانوں کو لطف ملتا ہے۔ اور مردوں کی آواز سے سمع خراشی ہوتی ہے۔

تنبیہ: خوب یاد رکھنا چاہئے بالخصوص سالکین طریق اور عاشقین حق کو کہ حفظِ نفس کا نقطہ آغاز حق تعالیٰ سے بعد و فراق کا نقطہ آغاز ہوتا ہے لہذا اس دشمنِ ایمان و دین یعنی نفس کو خوش کرنے سے ہوشیار رہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس مرد سے
 (اگرچہ وہ اُمرد یعنی لڑکانہ ہو) گفتگو میں اس کی آواز اور اس کے نقشہ اور
 چہرہ اور آنکھوں سے نفس کو لطف ملنا شروع ہو فوراً اس سے ہٹ جائے۔
 (انتہی کلام) کیونکہ بعض حسین لڑکے دائرہی مونچھ کے کچھ کچھ نکلنے تک بھی
 اپنے اندر حُسن کا اثر رکھتے ہیں اور عشق مجاز کے بیماروں کو بیمار کرتے ہیں۔
 پس نفس کے بیمار کو حُسن رفتہ کے آثار تک دیکھنے سے احتیاط چاہئے۔
 جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس کو جس سے بھی مزہ ملے اس سے فوراً الگ
 ہو جاوے کیونکہ نفس کو ذرا بھی مزہ ملنا خطرہ سے خالی نہیں۔ دشمن کو
 تھوڑا خوش دیکھنا بھی گوارا نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ تھوڑی خوشی سے بھی
 نفس کو طاقت آجاتی ہے اور پھر وہ کسی بڑی معصیت میں کھینچ لے جائے گا۔
 جس طرح غیر محسوس بلکہ حرارت زیادہ خطرناک ہوتی ہے کہ آدمی
 اس کے علاج سے غافل رہتا ہے۔ اسی طرح جس شخص کی طرف نفس کا
 ہلکا سا میلان ہو اس کی صحبت بھی نہایت خطرناک ہوتی ہے کیونکہ
 شدید میلان اور شدید رغبت دانی صورتوں سے تو سالک بھاگتا ہے
 مگر یہاں ہلکے میلان کے سبب اسے احتیاط کی توفیق نہیں ہوتی اس
 طرح ہلکے ہلکے زہر کو شیطان اس کی روح میں اتارتا رہتا ہے یہاں تک کہ
 نفس قوی ہو کر سالک کو بڑے بڑے گناہوں کی طرف نہایت آسانی
 سے کھینچ لے جاتا ہے ع

گوشہ چشم سے بھی ان کو نہ دیکھا کرنا

سے نفس کا اثر دماغ دلا دیکھا بھی مرانہیں

غافل ادھر ہوا نہیں اس نے ادھر سا نہیں

سے بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد

فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہتا
یاد رکھنا چاہئے کہ حفظ نفس کا نقطہ آغاز بعد عن الحق کا نقطہ آغاز ہوتا ہے
یعنی نفس کا کسی گناہ سے ابتدائی مرحلہ میں اگر ایک اعشاریہ سے بھی کم ہو
لطف ینا حق تعالیٰ سے کسی درجہ میں دوری کا سبب ہوتا ہے۔

حضرات مشائخ کرام کا ارشاد

سالک کے لئے عورتوں اور لڑکوں سے اختلاط میل جول نہایت
زہر قاتل ہے کیونکہ ذکر کی برکت سے ان کا دل نرم ہو جاتا ہے اور طبیعت
میں لطافت بھی بڑھ جاتی ہے پس انھیں حسن کا ادراک اور احساس
زیادہ ہوتا ہے اس لئے اکثر شیطان جب گمراہی کے ہر راستے سے یوں
ہو جاتا ہے تو صوفیوں کو حسین لڑکوں اور عورتوں کے چکر میں لانے کی
کوشش کرتا ہے اس لئے سالکین کو لڑکوں اور عورتوں سے بہت ہی احتیاط
اور بہت ہی دوری کا اہتمام رکھنا چاہئے۔ اور اگر لڑکوں کی طرف یا
عورتوں کی طرف بد رنگا ہی یا میلان شدید محسوس ہو فوراً مرشد سے
رجوع کریں۔

حکایت: ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ

اے خدا تجھ سے ملاقات کی کیا صورت ہے ارشاد ہوا۔

دَعْنُ نَفْسِكَ وَتَعَالَ اِپنے نفس کو چھوڑ دو اور آ جاؤ۔

سے تو خود حجاب خودی حافظ از میاں بر خیز

اے حافظ تو خود ہی حجاب ہے تو ہی درمیان سے اٹھ جا

۷۔ یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ○ (پچ سورہ مؤمن)
 اور حق تعالیٰ جانتے ہیں آنکھوں کی چوریوں کو اور ان کو بھی جو سینوں
 میں پوشیدہ ہیں۔

فائدہ: اس آیت سے یہ سبق ملتا ہے کہ بدنگاہی کرتے وقت یا
 دل میں گناہوں کے تصورات اور خیالات سے پوشیدہ لطفیتے وقت
 یہ دھیان بھی ہونا چاہیے کہ حق تعالیٰ ہماری ان بیہودہ اور ذلیل حرکتوں
 سے آگاہ ہیں۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز

جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

اس استحضار اور دھیان سے ندامت و شرمندگی ہوگی اور فوراً توبہ و
 استغفار کی توفیق ہوگی پس یہ آیت دراصل خیانت عین اور خیانت صدہ
 (آنکھ اور سینہ کی خیانت) سے حفاظت کا اکیر نسخہ ہے مگر نسخہ جہمی مفید
 ہوتا ہے جب اس کا استعمال بھی ہو پس اس مضمون کا مراقبہ اور
 دھیان دل میں بار بار جمانا چاہیے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں اور
 وہ ہماری بدنگاہی کی اس ذلیل حرکت سے آگاہ ہیں اور اسی طرح
 دل میں جو بے ہودہ شہوت کے خیالات سے اور حسیتوں کے تصورات
 سے خیالی پلاؤ کا حرام لطف لیا جا رہا ہے اس سے بھی حق تعالیٰ مطلع
 اور آگاہ ہیں۔ اور پھر حق تعالیٰ کے غضب اور قدرۃ قہر و انتقام کو
 سوچا جاوے انشاء اللہ تعالیٰ اس استحضار کی مشق سے اور ہمت و دُعا
 سے دونوں خیانتوں کا ترک آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

صرف مراقبہ اور ذکر اور وظیفوں سے یہ بیماری نہیں جاتی۔ یہ چیزیں تو معین ہیں اصل کام ہمت اور ارادہ سے ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں دُعائے حاصل ہوتی ہیں۔

حکایت: ایک طالب نے حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میں حسن سے بے حد متاثر ہوتا ہوں اور اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں مجبور ہوں اور مجھے حسینوں سے نگاہ بچانے کی طاقت نہیں۔

جواب ارشاد فرمایا کہ یہ فلسفہ کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ قدرۃ ضدین سے متعلق ہوتی ہے پس اگر حسینوں کو دیکھنے کی آپ کو طاقت ہے تو لامحالہ آپ کو نہ دیکھنے کی بھی طاقت حاصل ہے۔ یعنی جس فعل کو آدمی کر سکتا ہے وہ اس فعل کے نہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ یہ عقلی مسلمات سے ہے۔

۸۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُوْلٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْرًا ۝ (پارہ ۱۵ سورۃ الاسراء رکوع ۴)

ترجمہ: حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک کان۔ آنکھ اور دل ہر ایک شخص سے ان کے افعال کے بارے میں پوچھ کچھ ہوگی۔

۹۔ اِنَّ رَبَّنَا لَبَرَصَادٌ ۝

(پارہ ۳۔ سورۃ الفجر)

ترجمہ: بے شک آپ کا رب نافرمانوں کی گھات میں ہے۔

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(اقتباس اور اختصار کے ساتھ)

۱۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غیر عورت کی طرف دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے اور شہوت انگیز باتیں سنانا جو زنا کی رغبت پیدا کریں۔ کان کا زنا ہے اور زبان سے غیر محرم عورتوں سے گفتگو کر کے خوش ہونا یہ زبان کا زنا ہے اور ہاتھوں سے نامحرم عورتوں یا خوبصورت لڑکوں کو چھونا یہ ہاتھ کا زنا ہے اور پاؤں سے ان کی طرف چل کر جانا پاؤں کا زنا ہے اور دل، تو وہ حرام کاری کی آرزو اور چاہ کرتا ہے اور شرمگاہ اس چیز کی تکذیب یا تصدیق کرتی ہے۔ (مسلم، اعضا کی سرحدوں کی حفاظت ہی سے دل کا دارالخلافہ بھی محفوظ ہوگا جس ملک کا باڈر محفوظ نہیں اس کا ہیڈ کوارٹر بھی محفوظ نہیں۔)

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو اور اگر بضرورت بیٹھنا ہی ہو تو راستہ کا حق ادا کرو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستے کا کیا حق ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ نظریں نیچی رکھنا۔ کسی کو ایذا نہ دینا۔ سلام کا جواب دینا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی بھلی بات کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا۔

۱۲۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک نظر کا کیا حکم ہے۔

ارشاد فرمایا کہ إِصْرِيْنَ بَصَرًا كَ اِجْتِنَابِ نَظَرِ الْمَرْءِ إِلَى نِسَاءِ الْغَيْرِ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچانک نظر معاف تو ہو مگر اس نظر کو جمانا حرام

ہے فوراً اس اجنبیہ یا لڑکے سے نظر کو پھیر لینا چاہئے۔

۱۳۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم تابینا صحابی رضی اللہ عنہم آئے ان کو آتے دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں پردہ کرو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ تابینا نہیں کہ نہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہم کو پہچان سکتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں ہو اور کیا تم ان کو دیکھ نہیں رہی ہو۔ (ترمذی)

۱۴۔ امام زہری کہتے ہیں کہ اگر تابا لُغ اور کسن لڑکی ہو لیکن اس کی طرف دیکھنے سے خواہش پیدا ہوتی ہو تو اس کے کسی عضو کو دیکھنا جائز نہیں۔

۱۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اجنبی عورتوں سے بچو ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے بائے میں کیا حکم ہے۔ ارشاد فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔ (بخاری و مسلم)

شوہر کے حقیقی بھائی کو دیور کہتے ہیں اور شوہر کے ہر قریبی رشتہ دار کا بھی یہی حکم ہے جیسے شوہر کے چچا زاد بھائی وغیرہ ان لوگوں سے سخت احتیاط کا حکم ہے۔

۱۶۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر یہ کہ اس کا دہاں محرم بھی موجود ہو۔ (بخاری و مسلم)

مسئلہ: کسی نامحرم عورت یا کسی خوبصورت لڑکے کے پاس تنہائی میں بیٹھنا جائز نہیں اور بالخصوص اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت کرنا

بالاتفاق حرام ہے۔

۱۷۔ لَا تَنْظُرُوا إِلَى الْمُدَّانِ فَإِنَّ فِيهِمْ لَمَعَةً مِّنَ الْحُورِ (حدیث)

(التشریح فی احادیث التصوف للامام احمد فی مسند)

ترجمہ: بے ریش لڑکوں کی طرف نظر مت کرو کیونکہ ان کے حسن میں حوروں کی جھلک ہے (جس سے قلب کو کشش ہوتی ہے اور اس سے اندیشہ فتنہ کا ہوتا ہے)

فائدہ: بعض بے علم یا بددین صوفیوں اور نقلی درویشوں نے

بے ریش لڑکوں سے محبت اور شہوت پرستی کو شغل عیش بنا رکھا ہے اور بعض نے ذریعہ قرب الہی سمجھ رکھا ہے۔ صرف شہوت پرستی لڑکوں سے گناہ کبیرہ ہے لیکن حرام فعل کو ذریعہ قرب الہی سمجھنا تو سخت ضلالت اور کفر ہے۔

۱۸۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے إِنَّ أَخْوَذَ مَا أَخَذَ عَلَىٰ أُمَّتِي عَمَلٌ

قَوِيذُ نُوْطٍ سب سے زیادہ خوف جو میں اپنی امت پر کرتا ہوں

وہ قوم لوط کا عمل ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۲ بحوالہ ترمذی وابن ماجہ)

۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَلْعُونٌ

مِّنْ عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ جس شخص نے قوم لوط کا عمل کیا وہ ملعون ہے۔

(خدای رحمت سے دوری کو عربی میں لعنت کہتے ہیں) (مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۳)

۲۰۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوم لوط والے عمل کے

فاعل و مفعول پر دیوار گر کر ہلاک کر دیا۔

۲۱۔ حق تعالیٰ نظر رحمت سے نہ دیکھے گا ایسے شخص کی طرف جس نے کسی مرد کے ساتھ بد فعلی کی یا اپنی بیوی کے پاس نہ کئے مقام سے شہوت پوری کی (مشکوٰۃ ص ۳۱۳ بحوالہ ترمذی و ابوداؤد)

۲۲۔ ایک جوان شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے زنا کی اجازت دی جاوے۔

آپ نے سوال فرمایا کیا تمہاری ماں زندہ ہے۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا کہ اگر تمہاری ماں سے کوئی زنا کرے تو کیا معلوم ہوگا۔ عرض کیا نہایت مکروہ و ناگوار ہوگا اور سخت غیرت آئے گی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہاری خالہ زندہ ہے، کیا تمہاری پھوپھی زندہ ہے، کیا تمہاری ہم شیرہ زندہ ہے اور ہر ایک کے ساتھ آپ نے اس کی والدہ والا معاملہ پیش فرمایا اور اس نے ہر ایک کے معاملہ میں اظہار ناگواری اور اظہار غیرت کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے ساتھ بھی تم زنا کی خواہش کرو گے وہ کسی کی ماں ہوگی یا کسی کی خالہ یا پھوپھی یا بہن ہوگی پھر آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر یہ دعا فرمائی **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَظَهِّرْ قَلْبَهُ وَأَجْنِبْهُ** (ابن کثیر از مسند امام احمد بروایت حضرت ابوامامہ)

یا اللہ اس کے گناہ معاف فرما اور اس کے قلب کو پاک فرما۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اس کے بعد مرتے دم تک زنا کا دوسوہ بھی کبھی نہ آیا۔

۲۳۔ حضرت عکاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کرفس ایک عبادت گزار شخص تھا کسی سمندر کے کنارے تین سو سال تک اس طرح عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھتا رات کو نماز میں قیام کرتا۔ پھر ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہو جانے کے سبب حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور سب عبادت ترک کر دیا۔ پھر حق تعالیٰ نے ان کو خلاصی

عطا فرمائی اس بلا سے ان کے بعض عمل کی برکت سے اور توجہ فرمائی اور معاف فرمادیا۔ پھر مخاطب سے فرمایا اے عکافؓ تم نکاح کر لو۔
 وَالْاَفَّا نْتِ مِنَ الْمُدْبِرِيْنَ ۝ ورنہ تو خسارہ میں ہوگا۔ اسی حدیث کے شروع میں آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ **بَشْرًا رَّكْحًا** عَزَابِكُمْ وَاَرَادَ اِذْلَ مَوْتَا كُمْ عَزَابِكُمْ تم میں سب سے بُرے وہ لوگ ہیں جو بدون بیوی کے ہیں اور تمہارے مرنے والوں میں بُرے لوگ وہ ہیں جو بدون بیوی کے تھے اور عکافؓ کو نکاح نہ ہونے کے سبب شیطان کا بھائی فرمایا نیز ارشاد فرمایا کہ صالحین پر شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار عورتیں ہیں (پھر عکاف نے نکاح کر لیا) جمع الفوائد ۱/۵۷

فائدہ: اس حدیث میں نکاح کی ترغیب ہے اور نکاح نہ کرنے کے فتنوں کا ذکر ہے۔ لیکن نکاح سے مجبور لوگوں کیسے دوسری روایت میں علاجِ روزہ مذکور ہے۔
 ۲۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مسکین ہے، وہ شخص مسکین ہے جس کے بیوی نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ **دَا اِنْ كَانَ كَثِيْرًا الْمَالِ** اگرچہ مال کثیر رکھتا ہو آپؐ نے فرمایا اگرچہ مال کثیر رکھتا ہو پھر فرمایا وہ عورت مسکینہ ہے مسکینہ ہے جس کے شوہر نہ ہو لوگوں نے عرض کیا **وَ اِنْ كَانَتْ كَثِيْرَةً الْمَالِ** اگرچہ مال کثیر رکھتی ہو ارشاد فرمایا اگرچہ مال کثیر رکھتی ہو

۲۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا پونجی ہے اور بہتری دولت دنیا کی تیک عورت ہے۔

۲۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے صرف حسن کو دیکھ کر یا صرف مال دیکھ کر نکاح نہ کرو کیونکہ ہو سکتا ہے

حسُن اس کو بُرائی کی طرف لے جاوے اور مال اس کو مہر کش اور بد تمیز
 کر دے۔ پس نکاح میں دین کو مقدم رکھو۔ یعنی عورت دیندار سے
 نکاح کرو۔ (جمع الفوائد ص ۵۷)

۲۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ نَزَّوَجَ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ
 نِصْفَ الْإِيمَانِ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي نِصْفِ الْبَاقِي جس شخص نے نکاح
 کر لیا اس نے لے شک نصف ایمان مکمل کر لیا اور نصف باقی میں
 اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ (جمع الفوائد ص ۵۷)

قائدہ: نکاح سے دل کو سکون رہتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت
 آسان ہو جاتی ہے بس ہمت اور تقویٰ کا اہتمام رکھے تو انشاء اللہ تعالیٰ
 محفوظ رہے گا۔

۲۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب سامنے آتی
 ہے تو شیطان کی صورت میں (یعنی اس کا سامنا اور اس کا پیچھا دونوں
 دل کو اور ایمان کو خراب کرتا ہے) پس جب کسی شخص کی نظر کسی عورت پر
 پڑ جاوے (اور اس کا خیال آئے) تو اپنی اہلیہ سے صحبت کر لے اس عمل
 سے اس کے نفس کا بُرا تقاضا دفع ہو جاوے گا۔ (جمع الفوائد ص ۵۷)
 ایک اور حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں إِنَّ الَّذِي مَعَهَا مِثْلُ
 الَّذِي مَعَهَا يَعْنِي جَوْتَمَّارِي يَمُوتُ كَيْفَ يَمُوتُ جَوْتَمَّارِي
 جو اس اجنبیہ کے پاس ہے۔

۲۹۔ مَنْ عَشِقَ وَكَتَمَ دَعَفَ تَرَمَاتٍ فَهُوَ شَهِيدٌ (حدیث)
 جو شخص عاشق ہو اور اپنے عشق کو چھپایا اور عقیف رہا (یعنی نہ
 آنکھ سے دیکھتا ہے نہ ہاتھ سے خط لکھتا ہے نہ پاؤں سے جاتا ہے اس کی

گلی میں نہ دل میں قصداً اس کا خیال لاتا ہے) اور اس ضبط اور گھٹن سے مرگیا تو وہ شہید ہے۔ (از تعانیف حکیم الامت تھانوی)

۳۰۔ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ (رزین) رِلَانَهُ يَصْطَادُ بِهِنَّ الرِّجَالَ وَيَجْعَلُهُنَّ اَسْبَابًا لِاَعْوَابِهِمْ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں شیطان کی جال ہیں (جبال کے معنی پھندا اور جال) یعنی شیطان عورتوں کے ذریعہ سے مردوں کا شکار کرتا ہے۔

۳۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِّنْ سَهَامِ ابْلِيسَ مَسْمُومٌ مِّنْ تَرَكُّهَا مَخَافَتِي اَبْدَلْتُهُ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ (کنز العمال ج ۵ ص ۴۸)

ترجمہ:- حدیث قدسی ہے حق تعالیٰ کا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل فرمایا نظر شیطان کے تیروں سے زہریلا تیر ہے جو شخص میرے خوف سے باوجود دل کے تقاضے کے اپنی نظر پھیرے میں اسکے بدلے اس کو ایسا پختہ ایمان دیدوں گا جس کی لذت کو وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا۔

۳۲۔ حدیث: جب تم میں کوئی دیکھے کسی حسین عورت کو اور وہ اس کو اچھی معلوم ہو پس اس کو چاہئے اپنی بیوی کے پاس چلا آئے یعنی اس سے صحبت کرے فَإِنَّ الْبِضْعَ وَاجِدُومَعَهَا مِثْلُ الَّذِي مَعَهَا کیونکہ شرمگاہ دونوں جگہ ایک ہی سی ہے اور بی بی کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جیسی اس اجنبی عورت کے پاس ہے

ارشاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دیوبندؒ | اپنی نظر کو

ہر چیز میں صرف حاجت روائی کے درجہ تک منحصر رکھنا چاہئے اور لذت کے درجے کے درپے نہ ہو کیونکہ لذت کی کوئی حد نہیں پس جو اس کے درپے ہو گا اس کو کبھی تشویش سے نجات نہ ہوگی اور جو شخص نفس حاجت پر کفایت کرے گا جس وقت حاجت پوری ہو جا دے گی اس کو سکون ہو جا دے گا۔ پس اجنبیہ کی فرج کو اپنی بی بی کی فرج پر کوئی افزونی نہیں اور دونوں میں فرق کرنا محض شیطان کا مصلح ہے یہ تقریر حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جس کو حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے التشریف جلد ثالث میں نقل فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ ایک عالم مقتدا جس کا نام بلعم بن باعورا

بلعم بن باعورا
کی عبرتناک حکایت

ملک شام بیت المقدس کے قریب کنعان کا رہنے والا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ جب غرق فرعون اور فتح مصر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو قوم جبارین سے جہاد کا حکم ملا تو جبارین خائف ہوئے اور جمع ہو کر بلعم بن باعورا کے پاس آئے اور دعا کی درخواست کی کہ ہمارے مقابلہ سے حق تعالیٰ ان کو واپس فرمادیں۔

بلعم بن باعورا کو اسم اعظم معلوم تھا اس کے ذریعہ جو دعا کرتا تھا قبول ہوتی تھی۔ بلعم نے کہا کہ افسوس کہ وہ اللہ کے نبی ہیں ان کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہیں میں ان کے خلاف کیسے بد دعا کر سکتا ہوں اس سے تو میرا دین اور میری دنیا دونوں تباہ ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے جب

بے حد اصرار کیا تو بلعم نے کہا اچھا میں حق تعالیٰ سے اس نوع کی دعا کی اجازت لینا ہوں۔ اس نے کوئی عمل یا استخارہ کیا جو اب میں اس کو بتلایا گیا کہ ہرگز ایسا نہ کرے اس نے قوم کو بتلایا کہ مجھے بدعا کرنے سے روک دیا گیا کہ اس وقت قوم جبارین نے بلعم کو بڑا ہدیہ پیش کیا جو درحقیقت رشوت تھی اس نے ہدیہ قبول کر لیا۔ پھر اس قوم کے لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے اور اس کی بیوی نے بھی مشورہ دیا کہ رشوت قبول کر لو پس وہ بیوی اور مال کی محبت میں اندھا ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے خلاف بدعا کرنا شروع کی۔

اس وقت قدرت الہیہ کا عجیب کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ جو کچھ وہ کلمات بددعا نکالتا تھا وہ کلمات جبارین کے لئے نکلتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے نکلتا ہی نہ تھا پس قوم جبارین کے لوگ گھبر گئے اور چلا آٹھے کہ تو ہمارے خلاف بدعا کر رہا ہے۔

بلعم نے کہا میں کیا کروں میری زبان میرے اختیار سے باہر ہو گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس قوم پر تباہی آئی اور بلعم کو یہ سزا ملی کہ اس کی زبان لٹک کر سینے پر آگئی اسی عذاب کا قرآن حکیم میں ذکر ہے۔

فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحِمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَلَيْسَ لِمَنْ شَرَّهُ يَلْهَثُ ۗ

(پارا ۹ - سورۃ الاعراف رکوع ۲۲)

پس بلعم کا حال ایسا ہے جیسے کتا کہ اس پر بوجھ لادو تو ہانپنے لگے اور اگر چھوڑ دو تو بھی ہانپے۔ پھر بلعم نے کہا کہ اے میری قوم! اب تو میری دنیا اور آخرت تباہ ہو گئی مگر ہم تمہیں ایک چال بتاتے ہیں جس کے ذریعہ تم موسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر پر غالب آ سکتے ہو۔ وہ

چال یہ ہے کہ تم اپنی حسین رذکیوں کو مزین کر کے بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو یہ لوگ مسافر ہیں گھروں سے مدت کے نکلے ہوئے ہیں اس تدبیر سے اگر یہ حرام کاری میں مبتلا ہو گئے تو ان پر قہر و عذاب نازل ہو گا اور پھر یہ قوم فاتح نہیں ہو سکتی۔ بلعم کی یہ شیطانی چال ان کی سمجھ میں آگئی اور اس تدبیر سے بنی اسرائیل کا ایک شخص فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہت روکا مگر نہ مانا جس کے نتیجے میں بنی اسرائیل پر طاعون کا سخت عذاب آیا اور ستر ہزار اسرائیلی مر گئے بعد ازاں جس شخص نے بُرا کام کیا تھا اس جوڑے کو قتل کر کے منظر عام پر لانا لگا دیا کہ سب لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور سب نے تو یہ کی اس وقت یہ عذاب رفع ہوا۔

عشق مجازی کے متعلق حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے

چند اہم اور نہایت نافع ارشادات

مع تشریحات از مؤلف

ملفوظِ عشق مجازی عذاب الہی ہے۔ روح دنیا ہی میں نہایت بے سکون پریشان ہو جاتی ہے۔ نیند حرام ہو جاتی ہے ہر وقت اسی معشوق کا خیال ستاتا ہے نہ موت نہ زندگی اہل دوزخ کے بارے میں ارشاد ہے لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ (پَا اَعْلَىٰ) نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا

موت اور حیات کے درمیان کیا ہی بڑی کشمکش کی زندگی ہوگی۔ دوزخ جو مجرمین کی جگہ ہے اس کے آثار و علامات دنیا ہی میں اُن مجرمین اور گنہگاروں پر کرب و تکلیف روحانی اور امراض جسمانی کی صورت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ احقر کا ایک شعر ہے۔

حسینوں سے جسے پالا پڑا ہے

اسے بس سنکھیا کھانا پڑا ہے

اس شعر کی تشریح یہ ہے کہ اگر اس حسین سے وصال ہوا تو عاشق حرص سے اس قدر مادہ منویہ ضائع کر دیتا ہے کہ اکثر بالکل نامرد ہو جاتا ہے پھر حکیموں کی خوشامد کرتا ہے اور کشتہ سنکھیا کھانا پڑتا ہے اور اگر نہ اچھا ہوا تو سنکھیا کھا کر خود کشی کرتا ہے اور اگر فراق ہی ہمیشہ رہا تو بھی تڑپ تڑپ کر کتے کی موت مرتا ہے۔ اسی سبب سے حضرت خواجہ مجذوبؒ نے فرمایا کہ جب ان آتشی رخوں پر نظر اچانک پڑ جاوے تو انکے رخساروں کی سرخی کو آگ سمجھ کر رَبَّنَا وَ قِنَاعُ ذَابِ النَّارِ پڑھو۔

۷ دیکھ مت ان آتشی رخوں کو تو زہار

پڑھ رَبَّنَا وَ قِنَاعُ ذَابِ النَّارِ ○ مجذوبؒ

احقر نے ایک شاغر خوش گلہ دوکاندار | چشم دید عبرتناک حکایت

دوکان پر خاک برس رہی ہے نہ صفائی ہے نہ مال کا اسٹاک ہے۔ بال پانگلوں جیسے بکھرے آنکھیں زیادہ جاگنے سے خشک بے رونق اور اندر کو دھسی ہوئی۔ احقر کو دیکھ کر اس نے دوکان کے اندر بلایا اور کہا کہ میں بہت پریشان ہوں، دوکان ختم ہو رہی ہے کسی کام میں

جی نہیں لگتا ۔

کیا جی لگے گا اس کا کسی کاروبار میں

دل پھنس گیا ہو جس کا کبھی زلف یار میں (احقر)

رات بھر میند نہیں آتی دوکان کی تباہی سے بال بچوں پر فاقے کی
نوبت ہے خدا کے لئے کسی اللہ والے کے پاس لے چلو جہاں سکون
حاصل ہوا احقر نے عرض کیا آخریات کیا ہے سبب پریشانی تو بتاؤ
کہا کہ عشق مجازی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ پھر احقر کا پاکستان آنا
ہو گیا معلوم نہیں اس غریب کا کیا حشر ہوا۔

ہر عشق مجازی کا آغاز بُرا دیکھا

انجام کا یا اللہ کیا حال ہوا ہوگا

حکایت ۲ | ایک زمیندار کا لڑکا ہینٹش صورت۔ جھاڑو پھرا چہرہ

ذلت کے ساتھ ایک دو خانہ میں دو اکوٹ رہا تھا۔ اس کے باپ کو دیکھا
کہ بھنگی کی طرح میلے پھٹے کپڑے میں بھیک مانگ رہا ہے مقامی دوستوں
نے بتایا کہ یہ باپ نہایت امیر تھا۔ سنگاپور ملا یا کی آمدنی سے لاکھوں روپیہ
اس کے پاس موجود تھا لیکن اس کا یہ نالایق لڑکا جو دو اکوٹنے کی
ملازمت کر رہا ہے عشق مجازی کا شکار ہوا۔ پکڑا گیا۔ خوب جوتے لگے
جیل میں گیا۔ تمام آمدنی اور زمینداری اس لڑکے کو جیل سے چھڑانے
میں ختم ہو گئی اب دونوں باپ بیٹے اور اس کے گھر والے ذلت اور
محتاجی کی زندگی گزارتے ہیں۔

حکایت ۳ | ایک ڈاکٹر کا لڑکا انجمن رنگ کی ڈگری لندن سے لیکر
احقر کے پاس آیا اور بتایا کہ میں لندن میں عشق مجازی کا شکار ہوا اور

بالکل نامرد ہو چکا ہوں علاج کیا مگر نفع نہ ہوا۔ باپ نے شادی کی عورت نے ایک ہفتہ کے اندر میری نامردی سے مایوس ہو کر طلاق لے لیا اور اب منہ چھپائے گھر کے اندر رہتا ہوں ہر طرف سے موت نظر آ رہی ہے مگر موت بھی نہیں آتی۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ دوزخی کو ہر طرف سے موت آتی نظر آئے گی مگر وہ مرنے نہیں پائے گا۔

ملفوظ ۲ لڑکوں کے عشق میں عورتوں کے عشق سے زیادہ شدید ظلمت ہوتی ہے کیونکہ عورت کسی وقت میں بعد نکاح حلال ہو سکتی ہے۔ اور مرد کسی مرد کے لئے کبھی بھی حلال نہیں ہو سکتا اس وجہ سے اس کی ظلمت نہایت شدید ہوتی ہے۔

ملفوظ ۳ کسی چھوٹے بچے یا کسی چھوٹی بچی کی طرف بھی اگر نفس کا میلان ہو اور جس کی پہچان یہ ہے کہ اگر گود میں لیکر اسے پیار کرے تو شہوت محسوس ہو پس اس کو دیکھنا اور چھوتنا بھی حرام ہے۔

ملفوظ ۴ فاعل اور مفعول دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو جاتے ہیں۔

ملفوظ ۵ جس شخص کے چہرہ اور آنکھوں کی بناوٹ سے اور گفتگو سے نفس کو لذت ملے اور میلان حقیف بھی محسوس ہو اس سے فوراً ہٹ جانا چاہیے۔

ملفوظ ۶ جب کسی صورت سے شغف اور عشق میں ابتدا ہوتا ہے تو اس قہر و غراب الہی کو تمویہ کہتے ہیں

اور شیطان اس صورت کو حقیقت سے گنتی گناہ زیادہ کر کے اس کو حسین دکھاتا ہے حتیٰ کے اس کی آنکھوں میں سوتیر و کمان نظر آتے ہیں لیکن جب گناہ کر لیتا ہے تو وہی حسین صورت مکر وہ اور بد صورت اور ذلیل معلوم ہوتی ہے یعنی گناہ سے قبل جو معیار حسن کا اس میں نظر آ رہا تھا وہ باقی نہیں رہتا ہے اسی سے معلوم ہوا کہ وہ شیطان کی طرف سے تصرف اور شعاع انعکاسیہ شیطانیہ کا تجمل تھا۔
 صد کمان و تیر درجے ناو کے (رومی)

جب کسی صورت کے ساتھ شغف و ابتلا سے نجات حاصل ہو جاوے تو اس کو تنبیہ کہتے ہیں۔
 گر نماید غیر ہم تمویہ اوست در رود غیر از نظر تنبیہ اوست
ترجمہ و تشریح جب غیر اللہ کی محبت کا غلبہ ہو تو یہ امتحان ہے اور جب غیر سے نجات حاصل ہو جاوے اور غیر نظر سے جاتا رہے تو یہ حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہے۔

حضرت اقدس تمھانویؒ اس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جب انسان کو کسی صورت کی طرف میلان ہو جاتا ہے اور وہ صورت دل میں اتر جاتی ہے تو وہ زبان سے اگرچہ لاجول اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرتا ہے لیکن چونکہ یہ عاشق دل کو اس صورت کے حصول کی حدیث نفس سے خالی نہیں کرتا اور عزم و ہمت کے ساتھ خالی کرنا بھی نہیں چاہتا بس اس کا وہ حال ہوتا ہے

بکہ بر کف تو یہ برب دل پر از ذوق گناہ

معصیت را خندہ می آید بپراستغفار ما

پس یہ عدم خلوص سبب ہو جاتا ہے عدم تاثیر استعاذہ کا (یعنی اخلاص کے ساتھ اس صورت کو چھوڑنا نہیں چاہتا پس وظیفہ کا اثر اس عدم اخلاص سے اس پر نہیں ہوتا) ورنہ حق تعالیٰ کی شان تو یہ ہے **يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا** اور **وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا** یعنی مضطر کی دعا کو قبول فرماتے ہیں جب وہ دعائیں مانگے اور جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ضرور ضرور ہم اپنے راستے اس کے لئے کھول دیتے ہیں۔ پس کسی صورت کے استحسان کا ضرورت سے زائد مستحسن معلوم ہونا کہ عقل اور دین میں نقصان اور اختلال پیدا ہونے لگے تمومیہ کہلاتا ہے اور اس سے نجات حاصل ہونا حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کہلاتا ہے۔ حضرت اقدس تھانویؒ اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ احقر کو بھی اس وقت ایک تمومیہ میں مبتلا ہے اور ایک تنبیہ کی استدعا ہے اے اللہ رحم و کرم فرما اور اے ناظرین آپ بھی میرے لئے دعا کریں کہ ہر تمومیہ سے نجات حاصل ہو اور نجات کے بعد حفاظت اور موت کے بعد مغفرت کی دعا کریں۔

اللَّهُمَّ نَجِّ أَشْرَفِي عَلِيٍّ وَاحْفَظْ أَشْرَفِي عَلِيٍّ وَاعْفُرْ لِأَشْرَفِي عَلِيٍّ. آمِينَ
(صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ دفتر ششم کلید مشنوی)

نوٹ :- اللہ والوں کا امتحان اور انکی تمومیہ کو ہرگز اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہئے۔ کارپا کاں راقیاس از خود مکیہ۔ البتہ عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ اپنے تقویٰ و تقدرس پر کبھی نار نہ کرے اور حق تعالیٰ سے حفاظت اور پناہ مانگتا رہے۔

عشق مجازی کے متعلق

حضرت مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

از مشنوی رومی

ارشاد ۱۔ کو دکے از حسن شد مولائے خلق

بعد پیری شد خرف رسوائے خلق

ترجمہ: جو لڑکا کم سنی میں اپنے حسن کے سبب سردار خلق بنا ہوا ہے یعنی ہر شخص اس کو دیکھ کر کہتا ہے آؤ بادشاہ۔ آؤ میرے چاند اے میرے دل و جان کے مالک وغیرہ وغیرہ جب یہی لڑکا بوڑھا ہو کر آوے گا تو یہی مخلوق اس کو ذلیل اور کھونٹ سمجھے گی۔ احقر کا شعر ہے

اس کے عارض کو لغت میں دیکھو کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

ارشاد ۲۔ پچھو امر و کز خدا نامش دہند

تا بدیں سالوس درد امش کنند

ارشاد ۳۔ چوں بہ بد نامی بر آید ریش او

نگد دارد دیواز تفتیش او

ترجمہ و تشریح | شعر ۲۔ مثل حسین لڑکے کے کہ عاشق مجاز اس کے

حسن سے متاثر ہو کر اس کو اپنا آقا کہتے ہیں اور بعض خدائے حسن کہتے

ہیں تاکہ اس تعریف اور خوشامد سے اس کو اپنے مکر و فریب کے

جال میں پھانس لیں۔

شعر ۳ لیکن جب وہ حسینؑ کا اسی بدنامی اور معشوقیت کی رسوائی کے ساتھ کچھ دن میں داڑھی مونچھ والا ہو جاتا ہے تو اسکے تمام عشاق اس کو دیکھ کر ادھر ادھر کھسک جاتے ہیں اور اس کی کم سنی میں جو آگے پیچھے اس کی خدمت میں پھرتے تھے اب شیطان کو بھی اس کی خیریت اور مزاج پر سی سے شرم آتی ہے۔

ارشاد ۴ چوں رود نور و شود پیدا دُخاں
بفسر و عشق مجازی آں زماں

جب داڑھی مونچھ آجانے سے چہرہ کا حُسن جاتا رہتا اور دھواں ظاہر ہوا جیسا کہ داڑھی منڈانے کے باوجود رخساروں پر ہلکی سیاہی سی ظاہر رہتی ہے، تو عشق مجازی کا بازار وہیں ٹھنڈا اور سرد ہو کر رہ جاتا ہے۔

ارشاد ۵ وعدہ با باشد حقیقی دلپذیر
دعدہ با باشد مجازی تا سہ گیر

ترجمہ و تشریح | حق تعالیٰ کے وہ وعدے جو مومنین کے لئے دیدار اور جنت کے ہیں ان سے اولیائے کرام اور مومنین کا ملین کے ارواح اور قلوب کس درجہ پر سلکون اور اطمینان کی لذت سے سرشار ہیں لیکن جن کو شیطان عشق مجازی اور حسن فانی پر جو کچھ ملمع سازی کرنے عارضی چمک دمک دکھا کر جن کو بے وقوف بنا لیتا ہے ان کے دلوں کا غم اور ان کی پریشانیاں اس قدر واضح ہیں کہ خود عاشق مجاز اسے نالاں ہیں۔

حکایت | ایک سیاہ فام عاشق مجاز ڈاکٹر میرے مرشد پھولپوریؒ

کے پاس کانپور میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت رات بھر نیند نہیں
آتی ایک عالم اضطراب طاری ہے۔ احقر نے دل میں سوچا کہ عشق مجاز کی
تہراہی ہے دیکھو بیچارہ کس طرح تڑپ رہا ہے۔ اور اللہ وائے کیسے مطمئن
اور خوش ہیں کہ ان کو اپنے محبوب حقیقی سے کبھی فراق ہی نہیں۔

ارشاد علیؑ زیں سبب ہنگامہ باشد گل ہمد

باشد ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر

ترجمہ و تشریح | اسی سبب کہ دنیا کے معشوقوں کا حُسن عارضی ہوتا ہے
کچھ ہی دن میں ان کے عاشقوں کے بازار کا ہنگامہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور
اور اپنی آنکھوں سے حُسن رفتہ کے کھنڈرات اور ویرانیوں کو دیکھ کر ایام
رفتہ کے رازگاراں جلنے پر آہ سرد کھینچتے اور کفِ افسوس ملتے ہیں اور برعکس
عشاقِ حق چونکہ غیر فانی اور ہمیشہ باقی رہنے والی ذات کی محبت میں سرگرم
ہیں اس لئے ان کے بازار محبت کا ہنگامہ گرم تر رہتا ہے۔

ارشاد علیؑ رنگ تقویٰ رنگ طاعت رنگ دین

تا ابد باقی بُود بر عا بد میں

اہل اللہ کے تقویٰ اور طاعت اور دین کا رنگ ہمیشہ ان کی رُوح
پر باقی رہے گا اور ہمیشہ حق تعالیٰ کی محبت کی لذت سے ان کی رُوح سرشار
اور پر کیف رہے گی حتیٰ کہ جنت میں پہنچ کر ہمیشہ کے لئے لطف و عیش کی
زندگی پائیں گے۔

ارشاد علیؑ رنگ شک رنگ کفران و نفاق

تا ابد باقی بُود بر جان عاق

ترجمہ و تشریح | اسی طرح شک اور کفر اور نفاق کا رنگ بھی ہمیشہ

سے تاب نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاباب میں
 اُن کی جھلک بھی تھی مری چشم پر آب میں
 سے جو نکلی آہیں تو حور زین کر جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر
 یہ کون بیٹھا ہے میرے دل میں یہ کون چشم پر آب میں ہے
 پس عاشقان حق ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تازہ و تر اور خوش ہیں۔
 عشق باقی کی خوشی باقی اور عشق فانی کی خوشی فانی۔
 ارشاد ۱۲ عشقہ بائے کز پئے رنگے بُود
 عشق نبود عاقبت ننگے بُود

جو عشق رنگ و صورت پر ہوتا ہے تو صورت و رنگ کے
 فنا کے بعد صرف شرمندگی باقی رہ جاتی ہے اور عشق ختم ہو جاتا ہے۔
 ۵ گیا حسن خوبان دلخواہ کا
 ہمیشہ رہے نام اللہ کا

حکایت : ایک مرید کسی بزرگ کے یہاں خدا کی محبت سیکھنے گئے
 شیخ کی ایک خادمہ پران کی نظر پڑ گئی۔ شیطان کو صوفیوں کی بڑی فکر
 ہوتی ہے کہ ان کا راستہ خراب کر دے اور یہ اللہ والا ہو گیا تو ایک جہاں کو
 اللہ والا بنائے گا۔ پس شیطان نے زہر عشق والی تیر کو اس خادمہ کی
 آنکھوں سے اس مرید کے دل میں پیوست کر دیا۔ وہ خادمہ اللہ والی
 تھی تقویٰ کی برکت سے اس مرید کے آنکھوں کی ظلمت کو اس نے
 محسوس کر لیا۔

حضرت اقدس تھانویؒ نے فرمایا کہ جو لڑکا حسین متقی ہو گا اس کو
 اگر بری نظر سے کوئی دیکھتا ہے تو اس کی ظلمت بزدنگا ہی کو اس کا نور

باظن ادراک کر لیتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس خادمہ نے اس کی خیانت چشم کی ظلمت کو محسوس کر لیا اور اس کی بدزگاہی کا قصہ شیخ سے نقل کیا۔ اللہ والے کسی کو رسوا نہیں فرماتے، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک شخص بدزگاہی کر کے آیا۔ آپ نے نور باطن سے اس کی آنکھوں کی ظلمت محسوس کر کے فرمایا کہ کیا حال ہو گا ایسے لوگوں کا جنکی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے پس وہ سمجھ گیا اور اس نے توبہ کی اور تمام اہل مجلس پر اس مسلمان کی پردہ پوشی بھی رہی۔

پس اس شیخ کا مل نے اس مرید کو کچھ نہیں کہا اور خفیہ تدبیر سے اس کے علاج کی کوشش شروع کر دی دعا بھی کی اور تدبیر کے طور پر اس خادمہ کو مسہل دے دیا اور جس قدر دست آئے سب کو ایک طشت میں جمع کراتے رہے جب دستوں کی کثرت سے اس خادمہ کی شکل خوفناک ہو رہی تو اس کو اس مرید کے سامنے پیش کیا اس مرید نے حُسن کی ویرانیاں دیکھ کر منہ پھیر لیا پھر شیخ نے فسر مایا اے شخص تو اگر اس پر عاشق تھا تو اب کیوں منہ پھیرتا ہے اور اس کے بدن سے تو صرف دستوں کا یہ مجموعہ جو اس طشت میں ہے کم ہوا ہے صرف اسی پائخانہ کے بدن سے نکل جانے کے سبب تیرا عشق ٹھنڈا ہو گیا تو معلوم ہوا کہ تو اسی پائخانہ پر عاشق تھا کیونکہ اس خادمہ کے جسم سے تو اور کوئی چیز نہیں نکلی سوائے پائخانے کے۔ پس مرید شرمندہ ہوا اور اپنی غلطی کا احساس ہوا توبہ کی توفیق ہوئی اور کام میں لگ گیا اور جن کو توبہ نصیب نہیں ہوتی وہ مرتے وقت یہ کہتے ہیں ۵

آئے تھے کس کام کو کیا کر چلے تہمتیں چند اپنے سر پر چلے
 واں سے پرچہ بھی لائے ساتھ میں یاں سے سمجھانے کو دفترے چلے
 اس کے دستوں سے حسن کے زوال پر احقر کے اشعار
 ملاحظہ ہوں۔

حسن جب مسہل سے پھیکا پڑ گیا عشق کا با زار ٹھنڈا پڑ گیا
 شیخ نے طالب کی پھر اصلاح کی اور کہا کہ کیا ہوئی وہ عاشقی
 خادمہ کے جسم سے کیا کم ہوا دیکھ کر کیوں آج تجھ کو غم ہوا
 جسم سے کیا چیز رخصت ہو گئی جس سے تجھ کو اتنی نفرت ہو گئی
 شیخ نے پھر طشت دکھلایا اسے جمع جس میں خادمہ کے دست تھے
 اور کہا کہ دیکھ اے طالب اسے صرف یہ نکلا ہے اسکے جسم سے
 پس ترا عشق یہ پاخانہ تھا تو اسی کا آہ بس دیو انہ تھا
 خادمہ سے عشق تجھ کو تھا اگر اب وہ کیوں بجاتا رٹاے بے خبر
 طالب حق ہو گیا بس منفعل اپنی غلطی سے ہوا بے حد خجل
 رستگاری نفس کی زنجیر سے پا گیا مرشد کی اک تدبیر سے

ارشاد علیؑ | ایں نہ عشق است آنکہ در مردم بود

ایں نسا د از خوردن گندم بود

ترجمہ و تشریح | حضرت رومیؒ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی کا رنگ و صورت
 سے عشق کرنا دراصل عشق نہیں بلکہ فسق ہے اور یہ سب فساد گندم
 کھانے کا ہے، یعنی خدائے پاک کھانے کو دے رہے ہیں اس لیے یہ
 بدستی سوچھ رہی ہے اگر خدائے پاک کھانے کو نہ دیں تو سب عاشقی
 ناک کے راستے نکل جاوے۔

حکایت : حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے کہ دمشق میں عشق بازی اور حُسن پرستی کی بیماری عام ہو گئی تو حق تعالیٰ کی طرف سے قحط کا عذاب آیا اور بھوک کی تکلیف سے لوگ مرنے کے قریب ہونے لگے۔ تو بعض لوگوں نے ان عشق بازوں سے کہا کہ بتا دو روٹی لاؤں یا آپ کا معشوق لاؤں تو ان عاشقوں نے کہا کہ معشوق کو ڈالو چولہے بھاڑیں ہمیں تو روٹی لا دو کہ زندگی خطرہ میں ہے چنانچہ قحط سالی شد اندر دمشق

کہ یاراں فراموش کر دند عشق (سعدی)

حضرت سعدیؒ اس واقعہ کو اس شعر میں بیان فرماتے ہیں کہ دمشق میں ایسی قحط سالی ہوئی کہ یار لوگ بس روٹی کے غم میں عشق ہی بھول گئے۔

حکایت : حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص کو بزدلگا ہی کی عادت تھی ایک عالم بزرگ نے اس فعلِ خبیث سے منع فرمایا۔ کہنے لگا اچی حضرت میں توحسینوں میں خدا کی قدرت کا تماشا دیکھتا ہوں۔ اُن بزرگ نے ایسا جواب دیا کہ دن میں تارے نظر آ گئے۔ فرمایا کہ اپنی ماں کی شرمگاہ میں خدا کی قدرۃ کا تماشا دیکھ کہ تو کس قدر طول و عرض کے ساتھ ایسے تنگ راستے سے برآمد ہوا ہے۔ بس ایسا لا جواب ہوا کہ دم بخود رہ گیا۔

بعض شاعروں کا دھوکہ | بزدلگا ہی کے خبیث اور نص قطعاً سے حرام فعل کو شیطان

نے بعض شاعروں کو یہ پٹی پڑھائی کہ پاک نظر سے دیکھنا جائز ہے جب تک نظر پاک نہ ہو حسینوں کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں اور

اپنی اس حسن پرستی کے جواز میں یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔
ہر بولوا ہوس نے حسن پرستی شعار کی

اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی
اس شعر سے بد نظری کی گنجائش نکالنا دراصل خود اپنے نفس کو دھوکہ
دینا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک عرصہ تک کسی حسین کو دیکھتے رہنے سے
اگرچہ اس کے وصال کی صورت بھی نہ ہو۔ بعض لوگوں کو گندے خیالات
نہیں آتے لیکن ان کی آنکھوں کو زنا کا لطف آتا رہتا ہے اور یہ نادان
سمجھتا ہے کہ میری یہ نظر پاک ہے اور اس کی محبت کو بھی پاک سمجھتا ہے
لیکن شیطان دراصل اس کو بدصو اور بیوقوف بنائے ہوئے ہے اور
اسی طرح آہستہ آہستہ اس کی محبت کا (سلو پائزن) ہلکا زہر اس کے
دل میں غیر شعوری طور پر پیوست کرتا رہتا ہے اور جب زہر عشق پورا
اتر جاتا ہے تب اس کے بغیر چین نہیں آتا۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے تھے کہ بعض لوگوں کو
اس قدر مخفی عشق مجازی ہوتا ہے کہ خود اس عاشق کو بھی احساس نہیں ہوتا
اور زندگی بھر پتہ نہیں پاتے۔ لیکن جب وہ معشوق مر جاتا ہے تب قلب
میں سوزش اس کی جدائی کی محسوس ہوتی ہے ایک محقق شیخ ایسے شخص کو
اس وقت تنبیہ کرتا ہے کہ تو یہ تعلق غیر شعوری طور پر اس اجنبیہ
یا مرد سے تھا جس کے انتقال کے بعد اس کا ظہور اور انکشاف ہوا۔
اسی طرح بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ میری نظر پاک ہے یا میری محبت
پاک ہے میں اس حسین سے کوئی بُرا ارادہ نہیں رکھتا۔ بس اس کے
ساتھ وقت گزارتا ہوں تو واضح رہے کہ یہی حسین اگر تنہائی میں

اس کے پاس رات گزارے پھر دیکھے اپنے نفس کے ہنگاموں اور زلزلوں کو کہ کس طرح اس کے ساتھ منٹوں میں نیت بُری ہوتی ہے نیت خراب ہونے میں کیا دیر لگتی ہے۔

ابلیس نے حضرت رابعہ بصریہؒ اور حسن بصریؒ کے متعلق کہا تھا کہ ایسے جلیل القدر ولی بھی اگر تنہائی میں کچھ وقت گزاریں تو میں ان دونوں کا تقویٰ توڑ دوں۔ اسی سبب اجنبیہ اور امرد کے ساتھ تنہائی حرام ہے۔

حکایت: ایک بوڑھے آدمی نے جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب دہاجر مکیؒ سے بیعت تھے اور ذاکر شاعری تھے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض لکھا کہ مجھے ایک حسین لڑکے سے محبت ہے۔ آج کل وہ ناراض ہے کوئی وظیفہ بتائیے کہ وہ راضی ہو بعض لوگ ایسے بھولے اور سادے ہوتے ہیں کہ انھیں اپنی بیماری کا بھی علم نہیں ہوتا۔

حضرت اقدس حکیم الامت تھانویؒ نے جواب تحریر فرمایا کہ خدا کے لئے اپنے حال پر رحم کیجئے اور توبہ کیجئے یہ عشق و تعلق تو حرام ہے غیر خدا سے دل کا لگانا اور تصوف و سلوک طے کرنا یہ دونوں متضاد ہیں۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں

ایں خیال ست در محال ست و جنوں

بس بڑے میاں کی آنکھیں کھل گئیں اور توبہ کی۔

ایک اہم انتباہ: پیری میں شہوت تو کمزور ہو جاتی ہے لیکن حرص

بڑھ جاتی ہے اور نفس سے مقابلہ کی طاقت بھی کمزور ہو جاتی ہے اسی وجہ سے بزرگوں نے فرمایا ہے اور حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے بھی لکھا ہے کہ بوڑھے آدمی کو زیادہ احتیاط سے رہنا چاہئے اور لوگوں کو بھی چاہیے کہ بوڑھا سمجھ کر اپنی بیٹی یا لڑکا ان کے پاس تنہائی میں نہ رہنے دیں جیسے نادان لوگ جاہل پیروں کے سلسلے اپنی جوان لڑکی کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ تو آپ کی لڑکی ہے اس سے کیا پردہ۔ خدا بچائے ایسے شیاطین پیروں سے جو نامحرم عورتوں سے ہاتھ پاؤں تک دبواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا نفس تو فنا ہو چکا احتیاط کی ضرورت اسے ہے جس کا نفس زندہ ہو۔ ان جاہلوں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو نایمن صحابی سے پردہ کا حکم فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی نامحرم عورتوں سے پردہ سے بات چیت فرماتے اور عورتوں کو بیعت کے وقت ان کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑنے کے بجائے کوئی چادر ہاتھوں میں پکڑ کر بیعت فرماتے، تو ان جاہلوں کا نفس کیا صحابہؓ اور ازواج مطہراتؓ سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ پاک ہو گیا ہے۔ استغفر اللہ یہ زندقہ اور الحاد و گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

بعض لوگ خدا اور رسول سے تو محبت کرنا چاہتے ہیں مگر آزادی کے ساتھ اتباع قانون شریعت سے گھبراتے ہیں یہ عجیب محبت کا دعویٰ ہے کہ محبوب کے دستور سے گھبراتے ہیں ایک بزرگ خوب فرماتے ہیں۔

اگر آزاد ہم ہوتے خدا جلنے کہاں ہوتے

مبارک عاشقوں کے واسطے دستور ہو جانا

احقر نے شعرائے عشق مجاز کی اصلاح سے متعلق کچھ اشعار اپنی کتاب محبت الہیہ میں شائع کئے تھے اس کا اقتباس یہاں بھی تحریر کرتا ہوں۔

دنیا ئے دوں ہے خواب پریشاں لئے ہوئے
 سرمست عشق ہے غم جاناں لئے ہوئے
 برباد زندگی جو تھی عشق مجاز میں
 آئی ہے موت مزہ حرماں لئے ہوئے
 معلوم ہوگی عارض و گیسو کی حقیقت
 ناداں مگن ہے خار مغیلاں لئے ہوئے
 غافل ہے آخرت سے اگر خبط شاعری
 بیکار خوشش ہیں دار کا ساماں لئے ہوئے
 قرآن میں اجازت ہے اگر شعر و سخن کی
 اعمال نیک ذکر اور ایماں لئے ہوئے
 کوئی بھی ہو جو سیرت نبویؐ سے دور ہو
 اک جانور ہے صورت انساں لئے ہوئے
 دھوکہ نہ دے مجھے کہیں دنیا ئے بے ثبات
 آئی خزاں ہے رنگ بہاراں لئے ہوئے
 اظہارِ سخت کوشی الفاظ بیخ ہے
 جب تک نہ ہو عمل کا بھی پیماں لئے ہوئے
 مدّ نظر تو شاعری اختر نہیں مجھے
 کہتا ہوں میں ہدایتِ قرآن لئے ہوئے

بدنگاہی و عشق مجازی کا علاج

(منظوم از مولف)

سخت فتنہ ہے مجازی حسن و عشق	اے خداوند جہان حسن و عشق
عشق کیا ہے درحقیقت ہے یہ فسق	غیر سے تیرے اگر ہو جائے عشق
راستے کا ہے ترے یہ سد باب	عشق بامردہ ہے تیرا اک عذاب
تا ہوز ہر عشق سے دل بے خطر	حکم ہے اس واسطے غضب بصر
دل کو اک دم میں یہ کرتی ہوتباہ	بدنگاہی مت سمجھ چھوٹا گناہ
زہر میں ڈوبا ہوا تلبیس کا	بدنگاہی تیرے ابلیس کا
کھوکے منزلیں گر گئے وہ چاہ میں	ہو گئے کتنے ہلاک اس راہ میں
چند روزہ ہیں فقط یہ ساز باز	چند دن کا حسن ہے حسن مجاز
روسید ہونگے یہ پیش کردگار	عاشق و معشوق کل روز شمار
دل میں ہوگی چین لذت کی بہا	غیر حق کا دل سے جب نکلے کا خار
در دل سے لوں میں اسکا نام پاک	عشق حق سے میں رہوں بس جاہل

عشق سے اپنے تو دل کو طور کر

نور سے اختر کا دل معمور کر

کلام عبرتناک برائے عشق ہوسناک

از مولف

وہ زلف فتنہ گر جو فتنہ ساماں تھی جوانی میں

دُم خربن گئی پیری سے وہ اس دار فانی میں

جو غمزہ شہرہ آفاق تھا کل خونفشانی میں
 وہی عاجز ہے پیری سے خود اپنی پاسبانی میں
 سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہار حسن فانی میں
 ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحر جوانی میں
 ہماری موت روحانی ہے عشقِ حُسنِ فانی میں
 حیات جاوداں مضمر ہے دل کی نگہبانی میں
 جو عارض آہِ رشک صد گلستاں تھا جوانی میں
 وہ پیری سے ہے ننگِ صد خزاں اس باغِ فانی میں
 جو ابرو اور مژگن قتل گاہ عاشقاں تھے کل
 وہ پیری سے ہیں اب مژگانِ خمرِ کچھڑوانی میں
 محبت بندہ بے دام تھی جس روئے تاباں کی
 زوالِ حُسن سے تا دام ہے اپنی جانفشانی میں
 وہ نازِ حسن جو تھا زینتِ شعر و سخن کل تک
 وہ اب پیری سے ہے محسوس کیوں ریشہ دوانی میں
 کہاں کا پردہ مہمل کہاں کی آہِ ہجور سی
 وہ بت پیری سے رسوا ہے عبا رشتہ بانی میں
 شبابِ حسن کی رعنائیاں صبحِ گلستاں ہے
 مگر انجامِ گلشن دیکھ شامِ باغبانی میں
 وہ جانِ نعمتِ عشاق اور جانِ غزل گوئی
 ہے پیری سے گلِ افسردہ بہارِ شعرِ خوانی میں

کے ساتھ یا کثرت احتلام کی صورت میں ضائع ہونے لگتی ہے جس سے دماغ کی کمزوری، دل کا کمزور ہونا اور گھبرانا۔ کمر میں درد۔ پنڈلی میں درد سر میں چکر۔ آنکھ کے سامنے اندھیرا آنے لگتا، سبق نہ یاد ہونا یا یاد ہو کر جلد بھول جانا۔ کسی کام میں دل کا نہ لگنا۔ غصہ کا بڑھ جانا۔ نیند کا کم آنا۔ ہمت اور ارادہ کا پست ہو جانا۔ چونکہ منی ایک قیمتی سرمایہ ہے اس کے ضائع ہونے سے ان علامات مذکورہ کا ظاہر ہونا ایک فطری اور ضروری امر ہے۔ لہذا طالب علموں کو نوجوانی میں بہت ہی اہتمام سے بڑی صحبت اور بزدلگا ہی سے بچنا چاہیے۔

مرقد میں ہم نے دیکھا اختر ہزار کیڑے
چپٹے ہوئے تھے ان کو کل تک جو مہرہ جبین تھے
حسن نانی کے عاشقوں کی بہار چند روزہ ہوتی ہے۔

۷ بہار حسن صورت سے جو عاشق زندہ ہوتا ہے
وہ تبدیل بہار رنگ سے شرمندہ ہوتا ہے
جمال سیرت و معنی سے جو تا بندہ ہوتا ہے
تو لطف زندگی بھی اس کا پھر پائندہ ہوتا ہے

۸ شب زفاف کی لذت کا شور سنتے تھے
گذر کے تھی وہ شب منتظر بھی افسانہ
بزیر سایہ غمش بصر ہے چین اسے
نگاہ عشق حسینوں سے اور مضطر ہے

نظم بے ثباتی حسن مجاز

(از مؤلف)

سوائے تیرے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے یارب جدھر بھی جاؤں
 کسے غم جان و دل سناؤں کسے میں زخم جگر دکھاؤں
 یہ دنیا دالے تو بے وفا ہیں وفا کی قیمت سے بے خبر ہیں
 پھر ان کو دل دے کے زندگی کو حیف سے آہنگ کیوں بناؤں
 جو خود ہی محتاج ہیں سراپا غلام ان کا بتوں تو کیوں کر
 غلام کا بھی غلام بن کر میں اپنی قیمت کو کیوں گھٹاؤں
 اگر چہن میں ہے مست بلیل بہار فانی سے ہے وہ ناداں
 بھلا نشیمن جو عارضی ہو تو اس کو مسکن میں کیوں بناؤں
 مجھے تو اختر سکون دل گر ملا تو بس اہل دل کے در پر
 تو ان کے در کو میں اپنا مسکن صمیم دل سے نہ کیوں بناؤں

راہ چلتے ہوئے اگر بدنگاہی ہوئی تو دل کے نور نکلنے اور دل کے
 پریشان رہنے کا وبال آتا ہے۔ لیکن اگر کسی نا محرم عورت یا حسین
 لڑکے پر ایسی جگہ بدنگاہی ہوتی ہے جس کا رات دن آنا جانا اور قریب
 رہنے کا اتفاق ہوتا ہے تو پھر اس کے عشق کے فتنے میں مبتلا ہو کر
 گناہ کبیرہ کا خطرہ بڑھ جاتا ہے لہذا ایسی جگہ سے فوراً دور ہو جانا
 واجب ہے یا احتیاط سخت کرنا لازم ہے۔

۵ سوائے ذکر خدا اور اولیاء کے تئیں
 کسی نے چین نہ پایا کبھی زمانے میں
 ۵ تم جس کو دیکھتے ہو گناہوں سے شادماں
 زیر لب خداں ہیں ہزاروں الم تہاں
 ۵ یاد کرنا تھا کسے کس کو کیا
 کام تیرے قبر میں آئے گا کون؟ (اختر)

فنایت حسن مجاز اور اتری رنگ عشاق

جہاں رنگ و بو میں رنگ گوتاگوں کا منظر تھا
 مگر براہل رنگ و بو کا حال رنگ ابتر تھا
 نظام رنگ و بو سے ہو کے جو ما فوق رہتا تھا
 اسی مست خدا کا رنگ ہر دم رنگ خوشتر تھا
 بعض عاشقین مجاز نے احقر سے اپنی پریشانی اور نیند کی کمی،
 دل کی بے سکونی کا ذکر کیا۔ احقر نے انھیں ذکر اللہ بتا دیا اور اس
 معشوق سے ملنے جلنے کو منع کر دیا چند دن کے بعد آکر کہا کہ اب تو خوب
 نیند آتی ہے اور نہایت سکون کی زندگی ہے ذاکر حق کی شان یہی
 ہوتی ہے نہ

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
 تیرے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا (اختر)
 عشق مجاز کا علاج دراصل یہی ہے کہ اسے عشق حقیقی سے تبدیل کر دیا

جاوے اور خدا کا عشق، ذکر اللہ کے التزام اور اہل اللہ کی صحبت کے
اہتمام سے عطا ہوتا ہے ۷

درد تو دردِ دل کی مسجدیں دردِ دل کا امام ہوتا ہے (اختر)
دردِ صحبت کا مبتلا جب کسی اللہ والے کی صحبت پاتا ہے تو پھر اس کی
زندگی میں انقلاب آجاتا ہے اور اس کی شان یہ ہو جاتی ہے اشعارِ مولف
لے پا کے صحبت تیری لے مست جمال ذوالجلال

ہو گیا روشن مرا مستقبلِ ماضیِ حال

۷ روحِ ربا ذاتِ حق آویختہ

دردِ دل اندر دعا آئیختہ

ترجمہ:- اللہ والے اپنی روح کو حق تعالیٰ کی ذات سے لٹکائے ہوئے
ہیں اور اپنے دردِ دل کو اپنی دعاؤں میں شامل کئے ہوئے ہیں
تاکہ لذاتِ حرام کو عام مخلوق محروم لذت سمجھتی ہے مگر ان کی شان یہ
ہے کہ حق تعالیٰ کے تعلق سے عظیم راحتِ دل میں محسوس کرتے ہیں۔
قطرہ کا بھی محتاج سمجھتی ہے جسے خلق

دل میں ہے وہی عیش کا دریلے ہوئے (اختر)

کوئی عاشق مجاز جب کسی اللہ والے کے ہاتھ پر تو یہ کرتا ہے اور سلوکِ طے
کرتا ہے تو اس کا دل نہایت دردِ بھرا دل ہوتا ہے اور بہت جلد اللہ تعالیٰ
کے راستے کو طے کر لیتا ہے اور حفاظتِ نظر و حفاظتِ قلب کے مجاہدہ کی
برداشت کو بزبانِ حال یوں کہتا ہے۔

صدورِ دغم میں مرے دل کے بسم کی مثال

جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چنگ لیتا ہے

فنائیت و بے ثباتی حسن مجاز

رات دن کے مشاہدات میں کہ بعض طبائع اور بعض قلوب حسن سے بے حد متاثر ہوتے ہیں اور فطری طور پر ایک عاشقانہ مزاج لیکر پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ قیمتی امانت محبت کی اور یہ قیمتی سرمایہ عشق کا اور یہ درد بھرا دل بڑے کام کا ہوتا ہے جب یہ اپنے مالک اور خالق حقیقی پر کسی اللہ والے سے فدا ہونا سیکھ لیتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا شعر ہے

دے دارم جواہر پارہ عشق ست تجویش

کہ دار دزیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

ترجمہ: میں سینے میں ایسا دل رکھتا ہوں جو عشق الہی کے جواہر پاروں کا خزانہ ہے تو آسمان کے نیچے مجھ سے زیادہ صاحب دولت کون ہو گا۔ اور اس قیمتی سرمایہ محبت کو ان فانی حیثیتوں پر قربان کر کے دراصل دونوں جہاں کی زندگی کو تباہ کرنا ہے کیونکہ دنیا میں عاشق مجاز کو تمام عمر تڑپ تڑپ کر جینا ہوتا ہے۔

نہ نکلی نہ اندر رہی جان عاشق

بڑی کشمکش میں رہی جان عاشق (اختر)

سہ چمن میں تاپ روئے گل اگر دیکھا تو کیا دیکھا

اگر تھا دیکھنا تو دیکھتے بلبل کی بے تابی (اختر)

اور آخرت یوں تباہ ہوئی کہ غیر اللہ سے دل لگانے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ سے دل غافل ہو جاتا ہے اور عبادت کی حلاوت سلب ہو جاتی ہے

دل تباہ ہو جاتا ہے

دل گیا رونق حیات گئی

بیان مذمت عشق مجازی

از حضرت سعدی شیرازیؒ

(۱) جہاں اے برادر نماںد بکس دل اندر جہاں آفریں بندوبس
ترجمہ:- اے بھائی دنیا کسی کا ساتھ نہیں دیتی مرتے ہی سب چھوٹ
جاتے ہیں پس دل کو جہاں کے خالق سے باندھ لے
چوں آبنگ رفتن کند جان پاک

چہ بر تخت مردن چہ بر رئے خاک
ترجمہ:- جب روح دنیا سے رخصت ہوتی ہے تو کیا تخت شاہی پر
مرنا اور کیا خاک پر مرنا سب برابر ہو جاتا ہے۔
(۲) ہر کہ دل پیش دلبرے دارد

ریش درد دست دیگرے دارد
ترجمہ:- جو شخص اپنا دل کسی دلبر کو دیتا ہے دراصل اپنی داڑھی
کی عزت دوسرے کے ہاتھ میں دیتا ہے۔
حکایت:- حضرت سعدی شیرازیؒ نے کسی حسین کے چہرہ پر
داڑھی نکلنے کے بعد دریافت کیا اے بھائی چاند پر چیونٹیاں کیوں
جمع ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے حسن کے زوال پر ماتی لباس
میں ہے۔

مگر مہماتم حُسنِ سیاہ پوشیدست (گلستاں)

حکایت: ایک بزرگ عالم دین نے فرمایا — کہ کسی حسین کے ساتھ خلوت پر رہیں گاری کے باوجود بھی حرام ہے۔ نیز اگر اس حسین کے فتنے سے بچ بھی جاوے گا تو بدگویوں اور بدگمانیوں سے نہ بچ سکے گا یعنی لوگ بہمت سے بدنام کرتے رہیں گے۔

وَإِنْ سَلِمَ إِلَّا نَسَانٌ مِنْ سُوءِ نَفْسِهِ

فَمِنْ سُوءِ ظَنِّ الْمَدْعَى لَيْسَ يَسْلَمُ

ترجمہ: اگر انسان اپنے نفس کی شرارت سے بچ بھی جاوے تو مخلوق کے بُرے گمان سے نہیں سلامت رہ سکتا۔

حدیث میں وارد ہے کہ موضع بہمت سے بچو۔ (گلستان)

حکایت: ایک بزرگ کسی دامن کوہ میں مقیم تھے دوستوں نے کہا شہر کیوں نہیں آتے؟ فرمایا کہ شہر میں پری روکثرت سے رہتے ہیں اور جہاں کیچڑ زیادہ ہوتی ہے تو ہاتھی بھی کھسل جاتا ہے۔ یہ واقعہ حضرت سعدی شیرازیؒ نے جامع مسجد دمشق میں ایک حسین طالب علم سے بیان فرمایا اور اس سے نصحت ہو گئے۔ جبکہ اس نے درخواست کی تھی کہ آپ چندے قیام فرمائیں کہ ہم آپ کے علوم سے مستفید ہوں۔ آپ نے اس جگہ قیام کو اپنے دین کے لئے مفخر خیال فرما کر ہجرت فرمائی۔ پس یہ عاشقان مجاز کے لئے نہایت اہم سبق ہے کہ اتنے بڑے شیخ کامل ہو کر کس قدر احتیاط فرماتے تھے (گلستان)

حکایت: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بڑھاتے تھے تو ان کے حسین ہونے کے سبب ان کو پیچھے پشت کی جانب بٹھاتے تھے۔ جب داڑھی نکل آئی اور چراغ کی

روشنی کے سائے میں ان کی داڑھی نظر آئی تو حکم دیا اب سامنے آ جاؤ۔ اللہ اکبر اور لیاہ اللہ کی کیا شان ہوتی ہے اور کس درجہ وہ نفس کے شر سے محتاط ہوتے ہیں۔

حکایت: حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ اپنے حجرہ تصنیف میں جب تفسیر بیان القرآن تحریر فرما رہے تھے کہ مولانا شبیر علی صاحب نے ایک لڑکے کو کسی کام سے بھیجا۔ حضرت والا اس لڑکے کو دیکھتے ہی حجرہ کے باہر آ گئے اور اپنے بھتیجے مولانا شبیر علی صاحب سے فرمایا کہ خبر دار میرے پاس تنہائی میں کسی لڑکے کو مت بھیجا کرو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اب میرے اس عمل سے ان لوگوں کو سبق مل جائے گا جو مجھے بزرگ اور حکیم الامت اور کیا کیا سمجھتے ہیں (یعنی جب میں اس قدر احتیاط کرتا ہوں تو ان کو کس قدر محتاط ہونا چاہیے)

قلب کی حفاظت کیلئے

حضرت سعدی شیرازی کا ارشاد

ایں دیدہ شوخ میبر و دل یکمند

خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ بہ بند

ترجمہ:- ان شوخ نگاہوں سے دل سینے سے نکل جاتا ہے پس اسے سائلین طریقت اگر تم چاہتے ہو کہ دل سوائے خدا سے تعالیٰ کے کسی مخلوق کو نہ دو تو ان حسینوں سے آنکھیں بند رکھو۔ یعنی نگاہ نیچی رکھو۔

حدیث: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اچانک نظر کے بعد دوسری نظر سے مت
دیکھو کہ پہلی اچانک نظر معاف ہے اور دوسری جائز نہیں ہے

کہ سعدی راہ و رسم عشق بازی چناں دانہ کہ در بغداد تازی
اگر مجنوں و لیلیٰ زندہ گشتے حدیث عشق زیں دفتر نوشتے
دلا آرمے کہ داری دل در بند دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

نصیحت حضرت سعدی شیرازی فرماتے ہیں کہ سعدی عشق
بازی کی راہ و رسم سے اس

طرح واقف ہے جیسا کہ بغداد کے لوگ عربی گھوڑوں کو پہنچاتے ہیں
حتیٰ کہ اگر مجنوں و لیلیٰ زندہ ہوتے تو بیان عشق میرے دفتر عشق سے
کرتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب خواب ہے دل کا چین و آرام اسی
میں ہے کہ دل کو خدائے پاک کے ساتھ وابستہ کر لو اور تمام عالم سے
آنکھیں بند کر لو۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب فرماتے ہیں

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ دنیا کیف و مستی کی

بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی

جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے پستی کی

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خوابِ مستی کی

کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے

لطف دنیا کے ہیں کے دن کیلئے کھونہ جنت کے مزے انکے لئے

یہ کیا اے دل تو بس پھر یوں سمجھ تو نے ناداں گل دئے تنکے لئے

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا عفتل
 موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن ہے
 جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
 میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے
 سے عارفی زندگی افسانہ در افسانہ ہے

صرف افسانوں کے عنوان بدل جاتے ہیں
 احقر مولف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ یہ عالم متغیر ہے پس جس کا کل
 متغیر ہے اس کا ہر چیز بھی متغیر ہے لہذا حسینوں کا حسن میں تغیر اور زوال
 ایک یقینی امر ہے پس ایسی فانی لذت بلکہ ایک خواب کی خاطر ہمیشہ
 دالی آخرت کی زندگی کیوں خراب کی جاوے۔ نیز دنیا کی زندگی بھی گناہوں
 سے خراب اور بے سکون ہو جاتی ہے سے

شب زفاف کی لذت کا شور سنتے تھے
 مگر گذر کے شبِ منتظر تھی افسانہ (آخرت)
 ان حسینوں کے بارے میں یہ جذبہ ہونا چاہیے سے
 جان جائے یا رہے ہرگز نہ دیکھیں گے انھیں
 آخرت برباد ہوگی دیکھ کر آخرت جنہیں
 سے اگر مجنوں حدیث ما بنحو اندے

تو دست از عشق یلی برفشانڈے (آخرت)
 ترجمہ :- اگر مجنوں میری یہ باتیں سن لیتا تو عشق یلی سے ہاتھ جھاڑ لیتا۔
 غیر حق راہرک دارد در نظر شدیکے محتاج محتاج دگر
 ترجمہ :- جو شخص کہ غیر حق کو محبوب بناتا ہے وہ دراصل خود تو محتاج

تھا ہی اب ایک محتاج کا غلام ہو کر محتاج در محتاج ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے اپنی خواہشات کا سر جھکا دو پھر دیکھ
کیا لطف و جلالت دل کو عطا فرماتے ہیں۔ احقر مؤلف کے اشعار
منکشف راہ تسلیم جس پر ہوئی اس کا غم راز دار مسرت ہوا
راہ تسلیم میں جس نے سر دیدیا اس کا سر تاجدار محبت ہوا
مدت سے تھی جو آرزو دل میں دہی ہوئی

بس وہ بھی میں نے تیری رضا کے سپرد کی
اپنی غلط آرزو کا خون کرنے سے حسرت تو پیدا ہوتی ہے مگر قریب خاص
بھی عطا ہوتا ہے۔

(۱) دل نامراد ہی میں وہ مراد بن کے آئے

مری نامرادیوں پر مری ہر مراد قرباں

(۲) خون حسرت رات دن پینے کا لطف

اس کے جلوؤں کی فرادانی سے پوچھ

(۳) لذت زخم شکست آرزو

اس کی آنکھوں کی نگہبانی سے پوچھ

(۴) مجھ کو حسرت میں بھی شادمانی ملی غم کی اک لذت جاودانی ملی

(۵) اس کی رضا کی لذت پر کیف کیا کہوں

صد داغ حسرت دل ویراں مٹا گئی

(۶) وہ نامراد کلی گرچہ ناشگفتہ ہے

وے وہ محرم راز دل شکستہ ہے

(۷) ویرانہ حیات کی تعمیر کر گئی روئید از زندگی کسی نہ خراب کی

یعنی جو اپنی آرزوں کو خدا کی رضا کے لئے توڑتا ہے اسکے درد بھرے دل سے دوسروں کو نور نہایت ملتا ہے۔

حفاظت نظر کا انعام خالق نظر کی طرف سے

(۱) حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جو شخص آنکھوں کی حفاظت کرے گا (یعنی کسی اجنبیہ عورت یا حسین لڑکے سے دیکھاہ کو محفوظ کرے اور نہ دیکھنے سے جو تکلیف ہو اس کو برداشت کرے حق تعالیٰ کی رحمت سے) وہ قلب میں ایمان کی حلاوت پائے گا۔ سبحان اللہ کتنا عظیم انعام ہے۔ حق تعالیٰ کے تعلق کی مٹھاس د شیرینی کس قدر عظیم نعمت اور دولت ہے دراصل یہ نعمت تو دونوں جہان سے بڑھ کر ہے جو تھوڑی سی تکلیف کے بدلہ میں عطا ہوتی ہے۔

جمادے چند دادم جاں خریدیم بحمد اللہ صحب ازراں خریدیم
ترجمہ:- چند پتھر دے اور جان خرید لیا شکر ہے خدا کا کہ کیا ہی
ازراں خریدیا۔

مولانا روحی فرماتے ہیں کہ

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

اُنچہ دروہمت نیاید آں دہد

ترجمہ:- آدھی جان مجاہدہ میں وہ محبوب حقیقی لیتا ہے اور اسکے بدلے میں سو جانیں عطا فرماتا ہے (کیا ہی اچھا داتا ہے وہ ہماری لاکھوں جانیں اس کریم مطلق پر فدا ہوں) وہ وہ نعمتیں عطا فرماتے ہیں جو ہمارے وہم و گمان میں ہی نہیں آسکتی ہیں۔

نہ ہم ملک جہاں دوں دہد بلکہ صد ملک گونا گوں دہد
 ترجمہ :-۔ نہ یہ کہ وہ صرف ایسی حقیر دنیا ہی انعام میں عطا فرماتے ہیں
 بلکہ سیکڑوں انواع واقسام کی باطنی سلطنتیں بھی عطا فرماتے ہیں۔
حکایت : حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ گذر رہے تھے،
 دیکھا کہ ایک حسین کنیز مع اپنی خادما ت کے گذر رہی ہے آپ نے
 ارشاد فرمایا کہ میں اس حسین لڑکی کو صرف چار درہم میں خرید سکتا
 ہوں۔ حالانکہ اس کنیز کو اس کے مالک نے ایک لاکھ درہم میں خرید لیا تھا
 وہ کنیز سمجھی کہ یہ کوئی دیوانہ ہے اس کو اپنے مالک کے پاس لے چلیں تاکہ
 کچھ دیر نہسی کی باتیں ہوں۔ اس نے کہا کیا آپ ہمارے مالک کے پاس
 چل سکتے ہیں ؟

فرمایا ہاں ! اس کے مالک نے جیب یہ بات سنی تو بہت ہنسنا اور
 اس نے بھی سمجھا کہ یہ کوئی دیوانہ ہے اور خوش ہوا کہ درادیر نہسی مذاق کر کے
 اس سے دل بہلائیں گے اس نادان کو کیا خبر کہ یہ عارف باللہ بزرگ ہیں۔
 کنیز کے مالک نے کہا کہ بھائی آپ نے صرف ۴ درہم دام لگایا اور میں نے
 اس کو کس قدر گراں خرید لیا ہے۔

حضرت نے جواب دیا کہ عیب دار سو دے کا دام کم ہی لگتا ہے۔

در یافت کیا کہ ہماری اس کنیز میں کیا عیب ہے ؟

فرمایا اس کے بدن سے پیشاب پانچا نہ نکلتا ہے اور اگر یہ ایک ماہ تک
 اپنے دانتوں کو نہ صاف کرے تو منہ سے ایسی بدبو آوے گی کہ تم اپنا منہ اسکے
 قریب نہ کر سکو گے، اور اگر ایک ماہ تک یہ غسل نہ کرے تو اس کے پاس
 بدبو کے سبب لیٹ نہ سکو گے اور جب یہ بوڑھی ہو جاوے گی اس کی

جوانی کا لطف ختم ہو جاوے گا پھر قبر میں جا کر تو سڑ، گل جاوے گی بس مالک چپ ہو رہا اور لاجواب ہو رہا پھر کچھ دیر میں دریافت کیا کہ کیا تمہارا پاس کوئی عورت ایسی ہے جو ان عیوب سے پاک ہو۔ فرمایا۔ ہاں ! جنت میں ہماری حوروں میں اس قسم کا کوئی عیب نہیں ہے نہ پیشاب نہ پائخانہ نہ منہ سے بدبو۔ ان کے پسینوں میں مشک کی خوشبو ہوگی۔ نہ ان کو موت آوے گی، نہ بڑھاپا آوے گا۔ ہمیشہ باکرہ رہیں گی اور ہمارا انتظار کر رہی ہیں۔ کسی غیر مرد پر نظر نہ ڈالیں گی۔

اس حکایت میں کیا ہی عبرت کا سبق ہے۔ یعنی چند دن دنیا میں آنکھوں کو بچانا ہے اور پھر حوروں سے ملاقات کا انعام کیا ہی اعلیٰ جزا ہے دنیا کی حسینوں کا نقشہ قبر میں کیا ہوگا۔ نذیر اکبر ابادی کی زبان سے سینے! ہے

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
مُشیتن بدن تھا معطر کفن تھا
جو قبر کہن ان کی اکھڑی تو دیکھا
نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

حضرت رومیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ
زلف جعد و مشکبار و عقل بر آخر آدم زشت پیسہ خر
ترجمہ: اے لوگو! جن حسینوں کے گھونگھرواے اور مشکبار اور عقل اڑانے
دا لے بالوں سے آج تم دیوانے ہو رہے ہو آخری انجام اس کا یہ ہوگا کہ
جب یہ بوڑھی ہوگی تو پھر یہی زلف بڑھے گدھے کی بڑی دم معلوم
ہوگی۔

(۲) دوسرا انعام حفاظت نظر کا یہ ہے کہ حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ٹوٹے ہوئے دل سے قریب تر ہوں اور آنکھوں کو بیدنگاہی سے بچانے میں دل کی آرزو ٹوٹنے سے دل ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پھر اس عمل سے اس حدیث کے مطابق حق تعالیٰ کا قرب عظیم ہوتا ہے جو ہزاروں نوافل اور اذکار سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے

میسکہ میں نہ خانقا میں ہے

جو تجلتی دلِ تباہ میں ہے

(۳) تیسرا انعام اور مومن کو اس مجاہدہ کی برکت سے شہادت معنوی باطنی عطا ہونے کی ہے جیسا کہ تفسیر بیان القرآن میں شہداء کے متعلق تفسیر میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء صالحین بھی اس فضیلت میں شہداء کے شریک ہیں۔ سو مجاہدہ نفس میں مرنے کو بھی معنی شہادت میں داخل سمجھیں گے اس طور پر وہ بھی شہداء ہوئے (پ ۷ ص ۹۷ بیان القرآن)

احقر کا شعر اسی نعمت کو بیان کرتا ہے

ترے حکم کی تیغ سے ہوں میں بسلی

شہادت نہیں میری ممنونِ بخشہ

(۴) چوتھا انعام یہ ہے کہ صاحبِ حزن حق تعالیٰ کا راستہ اس طرح تیز طے کرتا ہے جو غیر صاحبِ حزن نہیں کر سکتا جیسا کہ حضرت اقدس تھانوی نے حضرت بوعلی دقاق رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے اور جب سالک اپنی نظر کو

بار بار پچاتا ہے تو نفس کو بہت غم ہوتا ہے۔ پس اس مجاہدہ کی برکت سے
یہ بہت تیز سلوک طے کرتا ہے۔

(۵) پانچواں انعام یہ ہے کہ جب کوہ طور پر حق تعالیٰ نے تجلی فرمائی تو کوہ طور
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا حضرت عارفِ روحی فرماتے ہیں کہ

بر بردن کہہ چو ز نور صمد پارہ شد تا در درویش ہم زند
ترجمہ: جب حق تعالیٰ کی تجلی کوہ طور کی سطح ظاہر پر ہوئی تو وہ علیہ شوق
سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تاکہ نور حق اس کے باطن میں بھی داخل ہو جائے
گویا اس پہاڑ نے پھٹ کر اور ٹکڑے ہو کر بزبان حال بارگاہ کبریا میں یہ
عرض کیا۔

آجامری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں
پس جب مومن اپنی آنکھوں کو بار بار اجنبیہ عورتوں سے اور حسین لڑکوں
سے بچانے کی مشقت کو برداشت کرتا ہے اور قلب کو بھی ان کے تصور خیال
سے لذت لینے کو روکتا ہے یعنی تھدا ان کے تصورات اور خیالات سے
اپنے قلب کو محفوظ رکھتا ہے تو نفس پر یہ امر سخت ناگوار ہوتا ہے اور
دل ان مجاہدات کے صدمات سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے جس سے حق تعالیٰ
کا نور اس کے قلب کے اندر گہرائی میں داخل ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کے
قرب کا مقام نہ پوچھئے۔

اشعار مولف

۱۔ تو نے ان کی راہ میں طاعت کی لذت بھی چکھی
ہاں شکست آرزو کا بھی مقام قرب دکھ
۲۔ سرفروشی دل فروشی جاں فروشی سب سہی
پکی کے خون آرزو پھر کیفِ جاں قرب دیکھ

۴ گرچہ میں دور ہو گیا لذت کائنات سے
حاصل کائنات کو دل میں لئے ہوئے ہوں نہیں

۵ مدتوں خون جگر نے گرچہ دل سبیل کیا
مجھ کو ان محرومیوں نے محرم منزل کیا

۶ تیرے ہاتھ سے زیر تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

(۶) چھٹا انعام یہ ہے کہ کافر کی تلوار سے تو ایک مرتبہ شہادت ہوتی ہے اور مجاہدہ ختم ہو جاتا ہے اور نفس کے ان مجاہدات میں ایک عمر بسر کرنی ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے جہاد اصغر اور نفس سے جہاد کو جہاد اکبر ارشاد فرمایا ہے۔ جہاد اصغر میں جب کافروں کی تلوار سے مومن شہید ہوتا ہے تو اس کا خون دنیا کے لوگوں کو بھی نظر آ جاتا ہے لیکن خواہشات نفس کی گردن پر امر الہی کی تلوار سے جو عمر بھر معنوی باطنی شہادت ہوتی رہتی ہے اس خون کو سوائے خدائے پاک کے کوئی نہیں دیکھتا۔ مثال کے طور پر جب کسی حسین کا سامنا ہوا اور عاشقِ حق نے اپنی آنکھیں باوجود تقاضائے شدید کے اس سے ہٹالی اور آگے بڑھ گیا اور بزبانِ حال آسمان کی طرف دیکھ کر بارگاہِ کبریا میں یہ عرض کیا ہے

بہت گو و لو لے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں

تیری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں
حاصل یہ کہ تمام عمر یہ اندرونی زخم اگرچہ مملوق سے پوشیدہ ہیں مگر
حق تعالیٰ کے علم میں ہیں کہ ہمارا سندانہ ہمارے رضائیں کس طرح لہو

پنی رہا ہے اور زخم پر زخم دل پر کھارٹا ہے سینے کے یہ زخم میدان محشر
میں آفتاب سے زیادہ انشاء اللہ تعالیٰ روشن ہوں گے۔

داغ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی (مجدد بہ)

اشعار از مؤلف

جس زندگی میں غم کی کوئی داستاں نہ تھی
وہ زندگی حیرم کی کبھی پاسباں نہ تھی
اے دوست مبارک ہوں تجھے دل کی حسرتیں
تجھ پر برس رہی ہیں تیرے رب کی رحمتیں
(۴) ساتواں انعام نظر کی حفاظت میں یہ ہے کہ تمام عمر کے اس مجاہد
سے ایسے آدمی کا دل ٹوٹنا ہوا رہتا ہے اور غمزدہ ٹوٹے ہوئے دل سے
مناجات اور دُعا میں خاص لذت عطا ہوتی ہے اور خاص اثر عطا ہوتا ہے
سے اے ٹوٹے ہوئے دل تیری فریاد کا عالم
اے ٹوٹے ہوئے دل پہ نگاہ کرم انداز (اختر)
بارگاہ حق میں قرب اعلیٰ کے ساتھ ان کی دُعا نہایت درد سے نکلتی ہے
جس سے حجابات عالم باقی نہیں رہتے۔

نگاہ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے انھیں
خرد کے سامنے اب تک حجاب عالم ہے (اصغر)

اشعار مؤلف

(۱) گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

(۲) انھیں ہر لحظہ جان نو عطا ہوتی ہے دنیا میں

جو پیش خنجر تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں

(۳) ٹائے کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک

جس نشیمن پر نہ ہو برق حوادث کی چمک

(۸) آٹھواں انعام مجاہدات کے غم سے دل نرم ہو جاتا ہے اور ایسے

دل کی زمین میں نور ہدایت اور ولایت کی صلاحیت پیدا ہو جاتی

ہے۔ حضرت عارفِ روحی فرماتے ہیں

در بعقل ادراک ریں ممکن بدے

قبر نفس از ہر چہ واجب شدے

ترجمہ:- اگر عقل سے معیت خاصہ اور ایمان کامل کی دولت ملتی تو

حق تعالیٰ نفس پر مجاہدہ کی تکلیف کیوں واجب فرماتے۔

وَالَّذِينَ جَاهِدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۗ اٰیٰةٌ

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے راستے میں مجاہدہ اور

تکلیفیں اٹھاتے ہیں ہم ان کے لئے اپنی راہیں کھول دیتے ہیں

(۹) نواں انعام یہ ملتا ہے کہ حضرت سلطان بلخی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے

سلطنت بلخ راہِ حق میں لٹا کر فقیری اختیار کی تھی اور دیگر ایسے اولیاء اللہ

جنہوں نے تخت و تاج شاہی کو خدائے پاک کی محبت میں خیر باد کہہ کر

حق تعالیٰ کی راہ میں بلند مقام حاصل کیا تھا۔

حکایت:- حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم نے جب سلطنت بلخ

پھوڑ کر غار نیشاپور میں عبادت و مجاہدات شروع کئے تو جنگل میں جنت سے کھانا آنے لگا جس سے سارا جنگل خوشبو سے مہک جاتا تھا اسی جنگل میں ایک گھاس کھودنے والے نے اپنا پیشہ ترک کر کے فقیری لے رکھی تھی اس کو بارہ سال سے ۲ روٹی اور چینی خدائے پاک کی طرف سے آیا کرتی تھی اس فقیر کو بڑا بیخ ہوا اور شیطان نے اس کو بہکا یا کہ دیکھ تیری کیا قدر ہے اور اس نئے فقیر کی کیا قدر۔ اللہ میاں نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا یہ دل میں ایسی نامناسب باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ آسمان سے آواز آئی کہ اوبے ادب ادنا شکرے! جا اپنی کھڑپی اٹھا جس سے گھاس کھود کریتا تھا اور اپنی جھولی سنبھال جس میں گھاس رکھتا تھا اور اسی طرح کھا کھا جس طرح کھانا کھاتا تھا۔ تو نے میری راہ میں اپنی کھڑپی اور جھولی قربان کی تھی اور اس نے سلطنت بلخ کا تخت و تاج شاہی اور محل کے گدے اور عزت سلطانی کو میری راہ میں قربان کیا ہے۔

ہے لباس فقیر میں شاہ بلخ	نذرِ بَدَلِ عشق ہے جاہ بلخ
ترک کر کے عزت و جاہ بلخ	گھر سے بے گھر ہو گیا شاہ بلخ
بادشاہی نذر آہ عشق ہے	ہفت دولت بدلِ راہ عشق ہے
جسم شاہی آج گڈری پوش ہے	جاہ شاہی فقر میں رو پوش ہے
عشقِ حق ٹھنڈکے جانِ صادقان	ذکرِ حق ہی ہے غذائے عاشقان
الغرض شاہ بلخ کی جانِ پاک	ہو گئی جب ذکرِ حق سے عشق ناک

فقر کی لذت سے واقف ہو گئی

جانِ سلطانِ جانِ عارف ہو گئی (از مشنوی اختر)

پس نواں انعام جو غرضِ بے سر یعنی آنکھوں کی حفاظت اور حسینوں کی

محبت سے سچی توبہ کی بددلت ملتی ہے وہ یہی مقام ہے جو اوپر مذکور ہے یعنی تلاش اور مفلس اور تہید دست نادار مومن بھی اس مجاہدہ کی برکت سے میدان محشر میں حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی جیسے اولیاء کی صف میں انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔ اور وہ اس طرح کہ بعض وقت عاشقانہ مزاج اور عاشقانہ فطرت رکھنے والے لوگ کسی حسین کے حُسن سے اس قدر متاثر ہو جاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس بھی سلطنت بلخ یا اس سے بڑی سلطنت ہوتی تو یہ اس کے عشق میں اسے فدا کر دیتے اور اس محبوب کو حاصل کر لیتے۔

چنانچہ برطانیہ کے ایک بادشاہ کا واقعہ سنا ہے کہ اُس نے اپنی محبوبہ کے عوض تخت شاہی کو خیر باد کہہ دیا تھا جبکہ وہاں کی اسمبلی نے یہ شرط رکھی تھی کہ یا تو اس حسینہ سے تعلق ختم کر دیا تخت شاہی سے دست بردار ہو جاؤ۔

پس جب مومن ایسے حسین کے عشق سے سچی توبہ کرتا ہے جس پر وہ سلطنت فدا کر دیتا اگر اس کے پاس ہوتی لیکن خدا کے خوف سے اور رضائے حق کی خاطر وہ ایسے چاند و سورج جیسے حسینوں سے نگاہوں کو پچاتا ہے اور ان کے عشق سے دست بردار ہوتا ہے تو ایک سلطنت نہیں نہ جلنے کتنی سلطنتیں راہ حق میں اس نے گویا قربان کر دیا بس مفت میں عشاق طبع حضرات کو اس مجاہدہ کی برکت سے اتنا رفیع مقام میدان محشر میں انشاء اللہ تعالیٰ ملے گا۔

توڑ ڈالے مہہ و خورشید ہزاروں ہم نے
جب کہیں جا کے دکھا مارِ نغزِ مآتہ نے

حکایت :- احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ میرے ایک پیر بھائی نے جو عالم نہیں ہیں ایک دن مجھ سے کہا کہ جب نامحرم عورتوں سے آنکھیں نیچی کر لیتا ہوں تو دل میں عجیب خوشی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا صدق اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بشارت اس عمل پر دی ہے کہ ایسے شخص کو اس وقت ایمان کی حلاوت عطا ہوتی ہے آپ کو یہ خوشی اس حلاوت سے محسوس ہوتی لیکن آپ چونکہ عالم نہیں تھے اس لئے اس حلاوت کی تعبیر آپ نے خوشی سے کی ہے۔ احقر کو انکی اس بات سے بہت لطف آیا۔

حضرت عارف رومیؒ نے ارشاد فرمایا ہے

اے دل میں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل میں قسمر خوشتر یا آنکہ قسمر سازد

ترجمہ :- اے دل یہ شکر زیادہ شیریں ہے یا وہ جو شکر کو پیدا کرنے والا ہے جو کھیتوں میں گنے کے اندر رس پیدا کرے اس کے نام میں بھلا رس نہ ہو اللہ اکبر ہے

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ست نام شیر و شکر میشود جا نم تمام

نام ادچو بر زبانم می رود ہر بن موزا غسل جوے شود

ترجمہ :- اللہ اللہ یہ نام پاک کس قدر شیریں ہے کہ اس نام پاک کو زبان سے لیتے ہی دودھ شکر کی طرح ہماری جان شیریں ہو جاتی ہے یعنی جس طرح دودھ میں شکر گھل کر تمام دودھ کو میٹھا کر دیتی ہے اسی طرح ذکر اسم ذات اللہ اللہ کی شیرینی نے ہماری جان کو شیریں کر دیا۔ جب اللہ پاک کا نام میری زبان سے نکلتا ہے تو میرے ہر بن مو

(بال بال) شہد کے دریا ہو جاتے ہیں۔

مولانا رومؒ دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ اے دل یہ چاند زیادہ حسین ہے یا کہ وہ جو قمر ساز یعنی چاند کا بنانے والا ہے۔ وہ سرچشمہ حسن اور مرکز حسن اور وہ آفتاب حسن و جمال اپنے فضل سے کسی چہرہ پر اور کسی آنکھوں پر ایک شعاع ڈال دیتا ہے تو انسان اسے دیکھ کر پاگل ہونے لگتا ہے اور اس کی آنکھوں میں سیکڑوں تیر و کمان نظر آنے لگتے ہیں
احقر کا شعر ہے

چوں بہ عکس حسن تو از ہوش رفتہ می شوم

پس چہ باشد چوں ترا بے پردہ بینم روز حشر

اور جب وہ شعاع بٹا لیتے ہیں تو پھر وہی چہرہ اور اسی آنکھ کو دیکھ کر (زوال حسن کے بعد) دل متنفر ہو جاتا ہے پس عکس سے عشق کرنا خسار اور دھوکہ ہے کہ عکس بھی بعد زوال حسن یا بعد موت چھن گیا اور اصل سے بھی محروم رہے جس طرح چاند کا عکس دریا میں نظر آوے اور کوئی نادانی سے دریا میں چاند تلاش کرنے کے لئے دریا میں گھس جائے تو نہ عکس ملے گا اور نہ اصل۔ پس عکس سے رُخ کا پھیرنا اصل کو حاصل کرنے کے لئے عقلاً بھی واجب اور ضروری ہے۔ پس اس مثال سے دنیا کے حسینوں کے حسن و جمال کو قیاس کر لیجئے کہ ان سے نگاہ کی حفاظت کا حکم ہماری ہی مصلحت سے اور اپنے قرب کو اور اپنے دیدار کیلئے فرمایا ہے۔ ورنہ ہم ان مرنے والوں پر فدا ہو کر بے قیمت ہو جاتے سے
ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پر مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوق نظر نہیں ہے

ایک مقام پر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح
متنبہ فرمایا ہے

حسن اوروں کے لئے حسن آفریں میرے لئے
جو خاک خاک ہی پر پیدا ہو جاوے تو دونوں خاک ہو جاویں گے زندگی
مٹی میں مل جاوے گی اور جو خاک اس ذات پاک سے رابطہ قائم کرتی
ہے تو وہ زندہ حقیقی اس خاک کو بھی زندہ کر دیتا ہے۔

(۱۰) تقویٰ کا حمام انھیں خواہشات سے روشن ہے یعنی جب بندہ
بُرے تقاضوں پر اپنے مالک حقیقی کے خوف سے صبر کرتا ہے تو اسکے
دل میں تقویٰ کا نور روشن ہو جاتا ہے۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ
فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿۱۰﴾ (پنا سورۃ الذیضۃ)

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ پس جو شخص اپنے نفس کو بُری خواہش
سے باز رکھتا ہے اس خوف سے کہ ہم کو ایک دن حق تعالیٰ کے سامنے
کھڑے ہو کر جوابدہ اور مسئول ہونا ہے تو ایسے شخص کا ٹھکانہ جنت میں
ہوگا۔ حضرت عارف رومیؒ فرماتے ہیں

شہوت دنیا مثال گلخن ست کہ از حمام تقویٰ روشن ست
دنیا کی خواہشات کی مثال آگ کی بھٹی کی طرح ہے کہ تقویٰ کا
حمام اسی سے روشن ہوتا ہے یعنی بُرے بُرے تقاضے گناہوں کے
تقویٰ کی بھٹی کے لئے ایندھن ہیں ان کو اگر خدا کے خوف کے چولہے میں
ڈال کر جلا دو گے تو اس سے تقویٰ کی روشنی پیدا ہوگی اور اگر اس بُری
خواہش پر عمل کر لیا تو گویا ایندھن کو کھالیا ایندھن کھانے کے لئے نہیں

جلانے کے لئے ہے۔ ایندھن کھانے کا انجام بُرا ہے۔
 گنجن۔ دراصل خانہ گُل تھا۔ اضافت مقلوبی ہے گُل کے معنی یہاں
 اُخگر آتش کے ہیں۔

(۱۱) بدنگاہی سے آنکھوں کے اندر بے رونقی اور ظلمت پیدا ہوتی ہے
 جس سے چہرہ بے رونق اور بے نور معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک شخص بدنگاہی کر کے آیا آپ نے اس کی
 آنکھوں سے ظلمت محسوس کر کے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ایسے لوگوں
 کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متقی بندوں کی آنکھوں
 میں ایک خاص چمک ہوتی ہے اور انکے چہروں پر خاص نور ہوتا ہے۔
 (۱۲) متقی بندوں کو آنکھوں کی حفاظت کرتے کرتے ایسا ملکہ اور ایسی
 روحانی قوت عطا ہو جاتی ہے کہ حضرت اقدس تھا نوری فرماتے ہیں کہ
 اگر متقی کامل ہو اور کوئی بے حیا شوخ اس کی آنکھیں زبردستی پھاڑ کر
 اپنے گود کھائے تو وہ اپنی شعاع بصر پر حکومت کرے گا اور اس کو دیکھنے نہ
 دے گا مگر صرف دھندلا سا عکس جو اختیار سے باہر ہے یعنی حسن کے نکات
 سے شعاع بصر کو محفوظ رکھے گا آنکھیں کھلی ہونگی مگر پوری طرح بینا نہ
 ہونگی۔ جس طرح کسی پر پھانسی کا مقدمہ ہو تو دنیا سے دھندلی اور بے
 رونق نظر آتی ہے اللہ والوں کو بھی قیامت کے فیصلہ کا خوف پھانسی
 سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

(۱۳) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
 کہ شہوت اور بدنگاہی کے تقاضوں پر صبر سے ولایت خاصہ عطا ہوتی ہے
 یہی وجہ ہے کہ ہجرہ ولایت عامر سے آگے نہیں ترقی کر سکتا کیونکہ اسکو

مجاہدہ کا وہ غم نہیں جو مرد کامل کو پیش آتا ہے۔
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو
 نصیحتی ہونے سے منع فرمایا ہے۔ یعنی نامرد ہونا گناہوں کے خوف سے
 جائز نہیں نفس و شیطان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہی مردانگی ہے۔
 ۱۔ خلق اطفالند جز مت خدا

نیست بالغ جز رہیدہ ازھوی

۲۔ تاھوی تازہ ست ایماں تازہ نیست

کیں ھوی جز قفل آں دروازہ نیست

ترجمہ ۱۔ حضرت روحی فرماتے ہیں کہ تمام مخلوق طفل نابالغ ہے صرف
 مستان خدا کے یعنی جو لوگ خواہشات نفسانیہ پر غالب ہیں ان کے
 علاوہ سب نابالغ ہیں۔

۲۔ جب تک خواہشات دل میں تازہ اور گرم ہیں ایمان تازہ نہیں کیونکہ
 خواہشات نفسانیہ خدا کے دروازہ کے لئے مثل قفل ہیں۔

(۱۴) بدنگاہی سے اہتمام کر کے بار بار بچنے میں نفس کو بار بار تکلیف
 ہوتی ہے اس سے روح میں بار بار نور پیدا ہوتا ہے حضرت تھانویؒ
 فرماتے ہیں کہ خدا کی راہ میں جب جسم کو تکلیف ہوتی ہے تو دل میں نور بنتا
 ہے۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ گیند کو جتنے زور سے پشکو زمین پر اسی
 قدر اوپر بلند ہوتا ہے اسی طرح نفس کو اُس کے بُرے تقاضے کے
 وقت جس قدر زور سے دباؤ گئے اسی قدر حق تعالیٰ کی طرف اسے بلندی
 و قرب عطا ہوگا۔

اقتباس از کتاب

اشرف التفہیم لتکمیل التعليم

پسند فرمودہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مؤلفہ
مولانا عبد الرحمن صاحب اعظمی

تبویب

حضرت اقدس مخدومی و مصلحی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

(۱) خلوت بالامرود (لڑکوں کے ساتھ تنہائی) سے بہت اجتناب کرے اور امرود، خوبصورت (خوبصورت لڑکے) سے بہت ہی سخت اجتناب کرے ہرگز ان کے ساتھ خلوت نہ کرے اور خلوت میں بھی ضرورت سے زیادہ بات نہ کرے نہ ان کی طرف قصداً دیکھے اور نہ ان کی بات نفس کے تقاضہ سے سنے کیونکہ امرود پرستی کا مرض اسی طرح پیدا ہوتا ہے کہ پہلے بالکل پتہ نہیں چلتا اور جب جزاً مضبوط ہو جاتی ہے تب پتہ چلتا ہے اور اس وقت کنارہ کشی امرود سے بہت دشوار ہوتی ہے کیونکہ یہ مثل مشہور ہے۔

مہر چشمہ شاید گرفتن بہ میل چو پرشد نہ شاید گذشتن ز پیل
ترجمہ :- چشمہ کا سوراخ ابتداء میں ایک سلائی سے بند کیا جا سکتا ہے لیکن
جب وہ پُر ہو جائے گا پانی سے تو باقی کے گزرنے سے بھی نہ بند ہو گا۔

اپنی پاکدامنی پر ناز نہ کرے کہ میں بھلا اس مرض میں کہاں مبتلا
 ہو سکتا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ النَّفْسَ
 لَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ الْاٰیۃ نفس نہایت بُرائی کا حکم کرنے والا
 ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ نے امام محمدؒ کے رخ پر جب تک وہ امر د
 ربے ریش بستے نظر نہ ڈالی۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں
 کہ میں دنیا میں سوائے نفس کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ تو ہم تم پاک بونے
 پر کیا ناز کر سکتے ہیں اگر ایسا خیال میں آوے تو سمجھیں کہ شیطان
 دھوکہ دے رہا ہے اور یہ مرض ان میں ایسی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے
 کہ اسے خبر نہ ہو اور جب خبر ہوگی تو تب اسے قدرت مقابلہ نفس پر نہ
 ہوگی یا بہت ہی مشکل ہوگی۔ یہ شیطان ہی کا مقولہ ہے کہ اگر جنید
 بغدادیؒ ایسا مرد اور رابعہ بصریؒ ایسی عورت خلوت میں ہو جاویں تو
 ہم دونوں کے خیالات بُرے پیدا کر کے دونوں کا منہ کالا کر دیں تو صاحبو
 یہ ایسے اولیاء کے بہکانے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم اور آپ کب اس پھندے
 سے بچ سکتے ہیں رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطٰنِ ۝
 وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ دُپ سورہ مؤمنون

۵ طفل جاں از شیر شیطان باز کن

بعد از انش بالملک انباز کن

ترجمہ ۱۔ طفل روح کو شیطان کا دودھ پینے سے روکو اس کے بعد فرشتوں
 کے ساتھ تمہاری دوستی شروع ہوگی۔

نفس و شیطان دونوں دشمنوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہئے
 ورنہ دنیا اور آخرت دونوں چوہٹ و تباہ ہو جاویں گی۔

سے بگاڑا دین کو اپنے کہیں دنیا ہی بنجاوے
 نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے
 بڑی دولت ملے اس کو جو ہو اللہ کا عاشق

امید اجر عقبیٰ پر یہ دنیا اس سے چھٹ جائے
 نفس و شیطان سے ہر گھڑی مقابلہ کرنے کو تیار رہے جو کام کرنے کو
 یہ کہیں ہرگز نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ اُمُرُ دُرُوبِے رِیش لڑکے کی باتیں سنو یا
 اس کی طرف دیکھو یا اس کے پاس چلو تو ہرگز نفس کا کہنا نہ مانے اور
 دو تین دفعہ نفس کی مخالفت کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا تقاضا
 جاتا رہے گا یا (کمزور ہو جاوے گا)

النَّفْسُ كَالطِّفْلِ إِنْ تَهْمَلَهُ شَبَّ عَلَى
 حَبِّ الرِّضَاعِ وَإِنْ تَفْطِنَهُ يَنْقَطِعَ

ترجمہ: نفس مثل بچہ ہے اگر دودھ پینے کی عادت اس سے نہ چھڑاؤ گے
 تو یہ دودھ پیتے پیتے جوان ہو جاوے گا اور اگر چھڑاؤ گے تو چھوڑ
 دے گا اور اپنے نفس کی نگرانی ہر وقت کرتا رہے اور اپنے ہر کام میں
 سوچتا رہے کہ یہ تقاضائے نفس یا وسوسہ شیطانی سے تو نہیں ہے
 تو فوراً مخالفت کرے ڈھیلا دست نہ پڑے اور اللہ تعالیٰ سے بسد زاری
 اور الحاج سے عرض کرے کہ یا اللہ ان اعداء سے تو پناہ دے اگر تو پناہ
 نہ دے گا تو ہم کو کوئی دوسرا پناہ دینے والا نہیں اور ہم سخت گھائے میں
 پڑیں گے وَمَا ذَلِكُمْ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝ اور یہ حفاظت
 حق تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں، اور یہ سوچ لے کہ اگر امر دہرستی (بے ریش
 لڑکوں سے عشق) کروں گا تو یہ بات ضرور ظاہر ہوگی کیونکہ عشق اور

مشک کو چھسایا نہیں جا سکتا اور حرکات و سکنات اٹھنا بیٹھنا بات چیت کرنا وغیرہ ضرور کہہ دے گا کہ یہ امر درست ہے اور جب یہ ظاہر ہوگا تو تمام عزت خاک میں مل جاوے گی کیونکہ عزت اللہ تعالیٰ کی اعانت میں ہے۔

عزیزیکہ از در گمش سر بتافت

بہر جا کہ رفت پہنچ عزت نیافت

ترجمہ :- جس عزیز نے حق تعالیٰ کی بارگاہ سے سرکشی کی تو جہاں بھی گیا کہیں عزت نہ پائی۔

پس خدمت دین کرے اور اللہ تعالیٰ سے دل لگائے اور ساری خرافات سے دل کو پاک و صاف رکھے اور جہاں تک ہو سکے قلب کو فارغ رکھے یہ بڑی دولت ہے اور بہار دل دیکھتا رہے اور خدائے پاک کے تعلق کی لذت پر جو رشک ہفت اقلیم ہے شکر گزار رہے۔

(۲) طالب علم کو عموماً اور طالب دین کو خصوصاً سب گناہوں سے بالخصوص شہوت کے گناہوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ شہوت کے گناہوں سے تمام اعضا بالخصوص دل و دماغ بہت کمزور ہو جاتے ہیں اور حسن بھی جاتا رہتا ہے، پہرہ بدنما پیلا ہو جاتا ہے، دیکھنے میں خراب معلوم ہوتا ہے، دل بوجہ تردد اور خوف کے اور دماغ بوجہ مادہ منی کے نکل جانے کے نہایت کمزور ہو جاتے ہیں کیونکہ سرمایہ راحت و قوت و صحت منی ہی ہے اسکے صنایع کرنے سے قوت حافظہ بھی کمزور ہو جاتی ہے اور طالب علم کو صحت دل و دماغ اور قوت حافظہ کی نہایت ضرورت ہے۔ اگر یہ اعضا ضعیف ہو گئے تو نہ پڑ سکے گا اور نہ پڑھا ہو یا اور سکے گا

حضرت امام شافعیؒ نے اپنے استاد حضرت دکیع سے حافظہ کی کمزوری یعنی کثرت نسیاں کی شکایت کی۔ فرمایا گناہوں سے پرہیز کرو کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ناقربان کو نہیں عطا ہوتا۔

شَكْوَتُ إِلَىٰ وَكَيْعٍ سُوءَ حِفْظِي
فَأَوْصَانِي إِلَىٰ تَرْكِ الْمَعَاصِي

فَإِنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ مِّنْ إِلَهِ
وَفَضْلُ اللَّهِ لَا يُعْطَىٰ لِعَاصِي

ادریوں سوچے کہ اگر میں نے گناہ کیا تو علم سے محروم رہوں گا اور صحت و عافیت سے محروم ہو جاؤں گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے پردہ دری کر دی یعنی گناہ کو ظاہر کر دیا تو لوگوں میں ذلت و رسوائی ہوگی۔ منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔ ادریوں غور کرے کہ موت و بیماری کا وقت مقرر نہیں جب ہی مر جائے یا بیمار ہو جائے اور بیمار ہو کر یا مر کر تو گناہ چھوڑنا ہی پڑے گا تو جو چیز مر کر یا بیمار پڑ کر چھوٹ جانے والی ہو صحت و حیات ہی میں اسے چھوڑ دینا چاہئے تاکہ تارک معصیت ہو متروک معصیت نہ ہو اور قابل اجر و مدح تارک ہے نہ متروک اور پختہ ارادہ کرے کہ میں شہوت کے تقاضے پر نہ عمل کروں گا نہ دیکھوں گا نہ بات کروں گا اور نہ بات سنوں گا اور لڑکوں اور عورتوں کی صحبت سے بہت سخت پرہیز کرے اگر کسی لڑکے کے ساتھ پڑھنے اور سبق میں تکرار کرنے یا دور کرنے میں ہو تو بقدر ضرورت پر اکتفا کرے اور اگر اپنی طبیعت میں بُرا میلان پادے تو فوراً بہت جلد اس کا ساتھ چھوڑ دے۔

اور تکرار وغیرہ سب بند کر دے۔ علیحدہ پڑھے اور جلد سے جلد دو رکعت توبہ کی نماز پڑھ کر خوب دل سے توبہ کرے۔ کیونکہ اگر علیحدہ ہونے میں تاخیر کرے گا تو تعلق کی جڑ مضبوط ہو جاوے گی اور الگ ہونے کی ہمت کمزور ہو جاوے گی اور پھر گناہ سے بچنا مشکل ہو جاوے گا اور اور اگر اللہ تعالیٰ نے بعد مدت کے فضل فرمایا اور توبہ نصیب ہوئی تب بھی برسوں اس کے خیالات اور وساوس نماز اور کتاب کو خراب کریں گے اور سخت الجھن ہو جاوے گی۔ دل پریشان و مغموم اور متفکر رہے گا اور جلدی الگ ہو جانے سے ان سب بلاؤں سے نجات رہے گی اور دل میں فرحت و خوشی کا خزانہ اور ایک بڑا عالم رہے گا۔ لڑکوں اور عورتوں کو دل میں جگہ دینا اور دل کو خدا کی محبت سے محروم کرنا کس قدر بری بات ہے اور خدائے عزوجل کے جمال بے مثال کو چھوڑ کر ان مردہ نا پائیدار صورتوں پر عاشق ہونا کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ کہاں وہ نور آفتاب اور کہاں یہ مردہ چراغ۔

(۳) طالب علم کو بڑی ضرورت فراغ قلب کی ہے پس کسی امر دلیکے یا عورت سے ناجائز تعلق ہرگز نہ پیدا کرے ورنہ علم سے محروم رہے گا اور مرد سے خارج کر دیا جائے گا جس سے کتنی رسوائی ہوگی۔ کسی اللہ والے کی خدمت میں بار بار حاضری دیتا رہے۔ اور اپنے نفس کی اصلاح کا مشورہ لیتا رہے۔ احقر محمد اختر عنہ کا شعر ہے

خاک گر خاک ہوئی خاک پہ تو کیا حاصل

کاش یہ خاک فدائے شہد عالم ہوتی

بدنگاہی اور عشق مجازی کے متعلق

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
قدس اللہ سرہ کے ارشادات از تربیت سالک

تحقیق : یہ بے شک مرض ہے اس کا
علاج بدنگاہی صفحہ ۲۲۴

کرنا نفس کی اور صدور خطا پر کوئی جرمانہ اس پر مقرر کرنا مثلاً ایک نظر
پر بیس نفلیں اس سے انشاء اللہ تعالیٰ پوری اصلاح ہو جاوے گی۔

عشق کا علاج صفحہ ۲۳۵ | حال ۱۹۰۱ء میں مجھ کو شملہ جانے کا
اتفاق ہوا اسی روز بوقت شام

سفر میں راستے میں ایک نہایت حسین عورت گھوڑے پر سوار سیر کو نکلی
جس کو دیکھ کر میں اور میرا دل قابو میں نہیں رہا۔ اپنی عمر میں ایسا حسن نہیں
دیکھا۔ چھ ماہ سے ہر وقت اس عورت کا خیال ستاتا ہے۔ سینے میں
سخت تکلیف دل میں درد اور گرمی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت میرا علاج
فرمادیں کہ میرے سینے میں سے اس کا خیال چلا جاوے اور عشق و محبت
حضور سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو۔

تحقیق | السلام علیکم۔ ایک وقت خلوت کا مقرر کر کے لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ ۵۰۰ بار اس طرح سے کہ لَا إِلَهَ کے ساتھ تصور

کیا جائے کہ اُس کے تعلق کو قلب سے خارج کیا اور اَللّٰهُ کے ساتھ
یہ تصور کہ خدا اور رسول کی محبت کو قلب میں داخل کیا شروع کیجئے۔ اور
اس کے بعد اپنے مرنے کا مراقبہ کہ دنیا سے رخصت ہو کر خدا کے روبرو جانا

ہے اگر وہ اس کا سوال کریں گے تو کیا جواب دوں گا اور کیا منہ دکھاؤں گا اور اس کے مرنے کا تصور کہ مگر گھل سٹر کر کیڑے پڑ جائیں گے صورت بگڑ جاوے گی کہ دیکھنے والے کو بھی نفرت ہوگی اور وقت فرصت میں استغفار کی کثرت پھر دو ہفتہ کے بعد حالت سے اطلاع دیجئے اور ساتھ ہی یہ خط بھی کھینچئے۔

حال بعد سلام علیکم کہ گزارش خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ مجھ کو حضور والا نے جب سے پڑھنے کے واسطے ارشاد فرمایا تھا جس پر میں نے عمل کیا اس کی برکت سے مجھ کو اُس عورت کی صورت سے نفرت پیدا ہوگئی اور اُس کے خیال سے طبیعت علیحدہ ہوگئی ہے۔
تحقیق۔ الحمد للہ۔ الف الف مرۃ (ہزار ہزار شکر خدائے پاک کا)۔

توبہ شکنی (بار بار توبہ کا ٹوٹ جانا) حال۔ نفس غالب ہے گناہ کبیرہ بھی ہو جاتا ہے بعد میں بہت شرمندگی ہوتی ہے بار بار توبہ کرتا ہوں اور پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ آئندہ اب یہ گناہ نہ کروں گا مگر توبہ ٹوٹ جاتی ہے گذشتہ ارادہ یاد نہیں رہتا تدبیر بیان فرمادیں کہ معاصی کی رغبت سے خلاصی ہو
تحقیق کوئی گراں جرم انہ نفس پر مقرر کریں انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔ میرے نزدیک جب معصیت کی طرف عود ہو (یعنی گناہ ہو جاوے) تو چالیس یا پچاس نقلیں اس کے تدارک کے لئے پڑھی جاویں اور پھر اطلاع دیں۔

سوال : میں کسی عورت پر عاشق
عشق اجنبیہ کا علاج صفحہ ۲۳۴

بھی ہوں اور اس کی محبت سے
بے حد پریشان ہوں۔ دس دو تین دنوں تباہ ہو رہے ہیں براہ کرم علاج
سے مطلع فرمادیں۔

جواب :- جس سے عشق ہے اس کی صحبت کو فوراً چھوڑ دو اور اس سے
بہت دوری اختیار کر لیجئے۔ ظاہری دوری اور باطنی دوری دونوں ضروری
ہیں۔ ظاہری دوری یہ ہے کہ اس سے نہ بولو نہ اس کی آواز کان میں پڑنے دو
نہ اس کو دیکھو نہ اس کا تذکرہ کرو، نہ اس کا تذکرہ کسی سے سناؤ اور باطنی
دوری یہ ہے کہ قصداً اس کا تصور دل میں نہ لاؤ اگر تصور آجائے تو اور
کسی کام میں لگ جاؤ اور حق تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہو اور ذکر اللہ
میں مشغول رہو گو دل نہ لگے۔ اور موت مابعد الموت کو سوچا کرو اور
پھر اطلاع دو۔

حال | الحمد للہ کہ اس عورت کی محبت میں کمی شروع ہو گئی
تحقیق | انشاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ نفع ہو گا۔

حال | اس عورت کی محبت تو بہت کم ہو گئی اور اہل خانہ سے محبت
بڑھ گئی مگر اس کی محبت اب تک دل سے بالکل نہ ختم ہوئی۔ جب اس کا
خیال آتا ہے دل میں درد سا معلوم ہوتا ہے حضرت دعا فرمائیں کہ یہ
اثر بھی ختم ہو جاوے۔

تحقیق | تدبیر صرف یہی ہے کہ اس سے اس قدر دوری ہو کہ کبھی
سامنا نہ ہو پھر یہ کیفیت نہ رہے گی۔ اور اگر بلا کا میلان باقی
رہا وہ مضر نہیں۔

نوٹ :- احقر مولف عرض کرتا ہے کہ حضرت اقدس تھانویؒ نے ایک جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ اگر صدمہ جدائی سے کسی کو غم برداشت کرتے کرتے موت آجائے تو وہ شہید ہوگا۔ پھر یہ حدیث لکھی۔

مَنْ عَشِقَ وَكَفَّتْ وَعَفَّتْ ثُمَّ مَاتَ فَهُوَ شَهِيدٌ

ترجمہ :- جو عاشق ہوا پھر اپنے عشق کو مخفی رکھا (یعنی اپنے مصلح و مرشد کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کیا نہ اس معشوق پر ظاہر کیا) اور وہ پاک دامن رہا (یعنی آنکھوں کو دیکھنے سے کانوں کو اس کی بات سننے سے دل کو اس کے خیالات لانے سے پاؤں کو اس کی طرف جانے سے ہاتھ کو اس کو خط لکھنے سے باز رکھا اور اس ضبط و صبر سے مرگیا تو فوض شہید، وہ شہید ہوا۔

حسین لڑکوں کو دیکھتا ہوں تو دل میں
حال عشق امر و صدمہ | ایک لذت شعلہ زن ہو جاتی ہے مگر فوراً

منہ پھیر لیتا ہوں۔

جواب :- منہ بھی پھیرنا چاہئے اور قلب بھی یعنی توجہ بھی اُدھر سے ہٹلے جس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ فوراً خیال دوسری طرف کر لے۔

نوٹ :- احقر مولف عرض کرتا ہے کہ وسادس سے تنگ پریشان حال حضرات کو اس مضمون کو غور سے پڑھ کر عمل کرنا چاہئے جو احقر حضرت اقدس تھانویؒ کی کتاب التکشف صفحہ ۵۵ سے اقتباس کر کے درج ذیل کرتا ہے۔

چونکہ یہ مسئلہ ہدایت عقل و یہ تسلیم حکما و علما ثابت ہے کہ نفس جس وقت ایک طرف متوجہ ہوتا ہے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کسی بری چیز کا خیال دل میں آئے تو اس کے دفع

کرنے کا قصد نہ کرے نہ اس کے اسباب میں غور کرے کہ اس سے وہ خیال اور زیادہ آتا ہے مگر فوراً کسی تیک چیز کی طرف خیال کو متوجہ کر دے اس سے وہ بُرا خیال خود بخود دفع ہو جاوے گا اور اگر کچھ وہ خیال آئے پھر ایسا ہی کرے انشاء اللہ اس تدبیر سے اس کا اثر بلکہ خود وہ خطرہ ہی متخلفہ سے نکل جاوے گا۔ علاج کلی اس کا یہی ہے اگر دل میں ضعف ہو تو مقوی قلب دوا کا استعمال (مثلاً مرہائے آملہ و خمیرہ وغیرہ) بھی ضروری ہے۔ چونکہ بعض سالکوں کو یہ آفت پیش آتی ہے اس لئے یہ مجرب علاج تحریر کیا ہے اس علاج کو اختصار کی وجہ سے بے قدری کی نظر سے نہ دیکھیں امتحان کر کے اس کا نفع ملاحظہ کریں۔

اشرف علی

۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

از تکشف

علاج وسوسہ دیگر صفحہ ۶۵۳

حضرت بن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ بعض لوگ ہم میں سے اپنے دل میں ایسے خیالات پاتا ہے اور ایسی چیزیں پیش آتی ہیں کہ جل کر کونلہ ہو جانا زیادہ محبوب معلوم ہوتا ہے اس سے کہ اس کو زبان پر لاوے۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ کا شکر ہے کہ جن نے شیطان کے فریب اور کوشش کو وسوسہ ہی تک رکھا۔ آگے نہیں بڑھنے دیا۔ (ابوداؤد)

اس حدیث میں جو علاج وسوسہ کا مذکور ہے محققین اسی کے

فائدہ موافق تعلیم دیتے ہیں حاصل اس کا یہ ہے کہ وسوسہ پر

مخزون اور غمگین نہ ہو بلکہ خوش ہو کہ جو بلائیں وسوسہ سے بڑی ہیں ان سے حق تعالیٰ نے بچا لیا اور اس خوش ہونے سے ایک نفع یہ بھی ہے کہ شیطان مومن کی خوشی سے ناخوش ہوتا ہے پس جب وہ دیکھے گا یہ وسوسہ سے خوش ہوتا ہے (جیسا کہ الفاظ حدیث میں تعلیم ہے **لَا تَلْعَبُ الْوَسْوَسَةُ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ** **الَّذِي رَدَّ أُمَّرًا إِلَى الْوَسْوَسَةِ**) تو شیطان وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا اور ان بڑی بلاؤں سے بچنے میں بعض اوقات خود اس وسوسہ کو بھی دخل ہوتا ہے کیونکہ جب نفس اس طرف اضطراباً متوجہ ہوا تو بعض اوقات معاصی عظیمہ ظاہرہ یا باطنہ میں مشغول ہونے کی جہلت نہیں پاتا اور بچارہ تلمہ اسی واسطے فرمایا گیا ہے ایں بلا دفع بلائے بزرگ، نیز جب سرور شکر میں مشغول ہو گیا تو توجہ الی الوسوسۃ قصداً مرفح ہو گئی۔ ایک حدیث میں استعاذہ کا حکم بھی ہے مضمون حدیث یہ ہے کہ بعض کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلان کو کس نے پیدا کیا حتیٰ کہ آخر میں کہتا ہے کہ تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا اس وقت فوراً اللہ کی پناہ مانگے اور سوچنے سے باز رہے (بخاری و مسلم) حاصل اس علاج کا یہ ہے کہ ذکر اللہ میں مشغول ہو جاوے اور خدا سے پناہ مانگے۔ پس توجہ خدا کی طرف جب ہو جاوے گی نفس وسوسہ کی طرف متوجہ نہ رہے گا کیونکہ ایک وقت میں نفس دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں رہ سکتا۔ احقر آخر عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر میں روایت ہے کہ جب شیطان دل میں وسوسہ ڈالے کہ خدا کو کس نے پیدا کیا تو تم کہو **أَمِنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ** ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ پس اس کے پڑھنے سے وہ وسوسہ چلا جائے گا۔

ارشادات مرشدی

جو بدنگاہی کے لئے عجیب النفع ہے

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے چند مفید ارشادات جو سائلین اور طالبین کے مشعل راہ میں نقل کرنے کے بعد احقر مولف بدنگاہی کے متعلق عرض کرتا ہے کہ یہ بیماری باوجود ذکر و نوافل اور صحبت مرشد کامل بعض لوگوں میں بوجہ غفلت اور شرارتِ نفس کی قدیمی عادت کے ۸۰ اور ۹۰ برس کی عمر میں بھی سالک اور طالب کو پریشان کرتی ہے اور آنکھوں کے زنا میں اور دل کے اندر اس کے تصور سے دل کے زنا میں مبتلا کرتی رہتی ہے، نیز بدنگاہی سے عشق مجازی اور حُسن پرستی کی بیماری میں سخت بےجان اور تیزی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے بدنگاہی کا راستہ بند کرنے کے لئے حضرت مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحبِ طابت برکاتہم کا ترتیب دیا ہوا حفاظتِ نظر کا معاملہ بھی یہاں بیان کرتا ہوں۔ جس میں ۷ نمبر ہیں ہر روز بعد نماز فجر ان نمبروں کو (بعد تلاوت معمولات) مثل وظیفہ گہری فکر سے پڑھ لینا نہایت نافع ہے یہ سب معمولات جو اوپر درج ہیں ان پر عمل کرنے کی برکت سے نہ جانے کتنے بندگانِ خدا بدنگاہی اور عشقِ مجازی کی بلا اور عذاب سے نجات پا گئے اور نہ صرف نجات پا گئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اللہ والے اور شیخ کامل بن گئے۔

جو شش میں آئے جو دریا رحم کا

گر صد سالہ ہو فجر اولیا

عرض احقر برائے حفاظت نظر

مرتبہ: مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق حساد امت برکاتہم
خلیفہ

حضرت مجدد ملت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ
اما بعد۔ بدنگاہی کی مضرات اس قدر ہیں کہ بسا اوقات ان سے دنیا
اور دین دونوں تباہ و برباد ہیں۔ آج کل اس مرض روحانی میں مبتلا
ہونے کے اسباب بہت زیادہ پھیلتے جاتے ہیں اس لئے مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ اس کی بعض مضرات اور اس سے بچنے کا علاج مختصر طور پر
تحریر کر دیا جائے تاکہ اس کی مضرات سے حفاظت کی جاسکے۔ چنانچہ
حسب ذیل امور کا اہتمام کرنے سے نظر کی حفاظت بہ سہولت ہو سکے گی۔
① جس وقت مستورات کا گزر ہو۔ اہتمام سے نگاہ نیچی رکھنا گو نفس کا
تقاضا دیکھنے کا ہو۔ جیسا کہ اس پر عارف ہندی حضرت خواجہ عزیز الحسن
صاحب مجددی نے اس طور پر متنبہ فرمایا ہے۔

دین کا دیکھ ہے خطر اٹھنے نہ پائے ماں نظر

کوئے بتاں میں تو اگر جائے تو سر جھکائے جا

② اگر نگاہ اٹھ جاوے اور کسنی پر پڑ جائے تو فوراً نگاہ کو نیچے کر لینا خواہ
کتنی ہی گرانی ہو۔ خواہ دم نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

③ یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے حفاظت نہ کرنے سے دنیا میں ذلت کا اندیشہ ہے

طاعات کا نور سلب ہو جاتا ہے۔ آخرت کی تباہی یقینی ہے۔

④ بدنگاہی پر کم از کم چار رکعت نفل پڑھنے کا اہتمام اور کچھ نہ کچھ

حسب گنجائش خیرات اور کثرت سے استغفار

⑤ یہ سوچنا کہ بد رنگا ہی کی ظلمت سے قلب ستیا ناس ہو جاتا ہے اور یہ ظلمت بہت دیر میں دُور ہوتی ہے۔ حتیٰ کے جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے باوجود تقاضے کے اس وقت تک قلب صاف نہیں ہوتا ہے۔

⑥ یہ سوچنا کہ بد رنگا ہی سے میلان پھر میلان سے محبت اور محبت سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اور ناجائز عشق سے دنیا و آخرت تباہ ہو جاتی ہے

④ یہ سوچنا کہ بد رنگا ہی سے طمان - ذکر شغل سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہو جاتی جاتی ہے۔ حتیٰ کے ترک کی نوبت آتی ہے پھر نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔

احقر ابرار الحقی عفا عنہ

۲۶ شعبان ۱۳۸۱ھ

شہوت نفسانی و بد رنگا ہی سے متعلق

نفس کی شرارتوں کے چند نمونے۔ مع ہدایات

۱۔ ایک حاجی صاحب نے مکہ شریف میں کہا کہ انڈونیشیا کی کم عمر لڑکیاں بڑی تعداد میں سفید برقعے پہنے ایک طرف کو بیت اللہ میں اس طرح جمع ہو کر بیٹھی ہیں جیسے بہت سی سفید کبوتریاں بیٹھی ہوں اور ان کے چہروں پر بڑا ہی نور معلوم ہوتا ہے۔ احقر نے کہا حاجی صاحب تو بے کھچے یہ تو نفس کی بڑی خفیہ شرارت ہے۔ ان نامحرم لڑکیوں کے چہروں پر نور کا پتہ لگانے کے بہانے سے شیطان نے آپ کو بد رنگا ہی کے فعل حرام میں مبتلا کر دیا۔ ان کو اتنے اہتمام سے دیکھنا انکے چہروں کی

نورانیت کا پتہ لگانا یہ سب کب جائز ہے آپ کو کعبہ شریف میں اور لوگوں کے چہروں پر نور ہی نظر نہ آیا۔

انہوں نے فوراً توبہ کی اور نفس کے مکر کو سمجھ گئے۔

۲۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ زندگی میں جس نامحرم کی طرف میلان نفسانی کا احساس نہ ہو اور اس کے انتقال کے بعد بہت صدمہ محسوس ہو اور بار بار اس کی یاد ستائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس سے نفس کا تعلق ضرور تھا اگرچہ خفیف اور کم درجہ کا تھا جو اس کی موت اور جدائی سے تیز ہو گیا فوراً استغفار کرنا چاہئے۔

۳۔ بدنگاہی کا جس قدر شدید تقاضا ہوتا ہے اسی قدر اس کو روکنے میں نور بھی قوی قلب میں پیدا ہوتا ہے اور سالکین کا سلوک اسی مجاہدہ سے طے ہوتا ہے ورنہ حق تعالیٰ تو ہماری رگ جان سے بھی قریب تر ہیں پھر ان کا راستہ چلنے اور طے کرنے کے کیا معنی ہوں گے اکابر مشائخ نے یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ طے کرنا اور قرب الہی حاصل کرنا اسی طور پر ہے کہ اپنی خواہشات کو مجاہدات سے توڑ کر احکام الہی کے تابع کرنے پس اس طرح ہر وقت قرب بڑھتا رہتا ہے۔

۴۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ جب جسم کو خدا کے راستے میں تکلیف ہوتی ہے تو روح میں نور پیدا ہوتا ہے پس بدنگاہی کے تقاضوں سے رکنے میں دل کی تکلیف کے ساتھ ساتھ روح میں نور پیدا ہوتا ہے کسی صاحب ذوق کا خوب شعور ہے۔

زمیکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے

جو تجلی دل تباہ میں ہے

۵۔ کبھی سامنے چہرہ سے تو آنکھیں آدمی بچا لیتا ہے مگر پھر چھپے سے اس کے لباس یا کسی عضو پر نظر ڈال کر لطف لیتا ہے اس سے بھی احتیاط چاہئے نا محرم کا جسم اور لباس بھی نہ دیکھنا چاہئے اور کوتاہی پر استغفا کرنا چاہئے۔

۶۔ عورتوں سے گفتگو کے وقت نفس اپنی آواز کو نرم کر کے بات کرتا ہے تاکہ اس کے دل کو خوش کرے یہ بھی گناہ ہے اسی طرح حسین لڑکوں سے بھی بات چیت میں نرم لہجہ میلان نفس سے اختیار کرنا گناہ ہے۔

۷۔ کبھی پوری نظر سے آدمی نہیں دیکھتا لیکن گوشہ چشم سے دیکھ کر کچھ مزہ لے لیتا ہے یہ عمل بھی دل کو خراب کرتا ہے اور گناہ ہے نفس کی ان شرارتوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔ ذکر و فکر کا محنت سے کمایا ہوا نور ذرا سی غفلت میں ضائع ہو جاتا ہے۔

۸۔ بدنگاہی سے بچنے کے وقت بعض لوگ نگاہ تو نیچی کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں مگر دل اس کے ساتھ ہوتا ہے یعنی دل میں اس کے تصور لطف لے لیتے ہیں اس لئے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ نگاہ چشمی کی حفاظت کے ساتھ نگاہ قلبی کی بھی حفاظت کا اہتمام ہونا چاہئے۔ یعنی قلب کو بھی اس سے ہٹالے۔ اور کسی دوسرے خیال میں مصروف ہو جاوے اور سب سے بہتر ذکر الہی میں مشغول ہو جانا ہے خلاصہ یہ کہ نگاہ چشمی اور نگاہ قلبی کو یہ یک وقت ساتھ ہی ساتھ دور کرے۔

۹۔ حدیث پاک میں گناہوں سے دوری اللہ تعالیٰ سے اتنی مانگی گئی ہے جتنی دوری کہ مشرق اور مغرب میں ہے بزرگوں نے فرمایا کہ عورتوں سے اور لڑکوں سے اختلاط اور بالخصوص تنہائی میں میل جول اور بات چیت

کرنے والے ان کے فتنے اور گناہ میں ایک نہ ایک دن مبتلا ہی ہو جاتے ہیں بالخصوص ساکین کو شیطان اکثر دو صورتوں سے خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے یا تو بڑائی دل میں ڈال کر تکبر کی لعنت میں مبتلا کر کے خدا سے دور کر دیتا ہے یا پھر عورتوں یا لڑکوں کے عشق میں مبتلا کر کے تباہ کر دیتا ہے اور یہ ابتلا بہت آہستہ آہستہ رفتار سے کرتا ہے یعنی پہلے غیر محسوس طور پر کسی حسین کی آنکھوں یا تبسم یا کسی ادا سے متاثر کر دیتا ہے پھر آہستہ آہستہ اختلاط میل جول بڑھاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ صرف دل بہلاتے میں کیا مضائقہ ہے گناہ نہ کریں گے لیکن جب زہر عشق آہستہ آہستہ دل پر چھا جاتا ہے پھر بقول حضرت سعدی شیرازگی کہ جب کچھ زیادہ ہو جاتی ہے تو ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے پھر بد عملی کا نمبر بھی آ جاتا ہے۔

۱۰۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے حکایت لکھی ہے کہ ایک صاحب جو مرید حضرت حاجی صاحبؒ سے تھے بہت بوڑھے آدمی تھے تھانہ بھون خط لکھا کہ آپ تعویذ دید و ایک نوجوان سے مجھے جنت ہے وہ آج کل ناراض ہے دل گھبرا رہا ہے۔ اسی سے دل بہل جاتا تھا۔ حضرت تھانویؒ نے جواب ارقام فرمایا کہ تو بہ کیجئے یہ نفس کی شرارت ہے کسی حسین نوجوان سے دل بہلانا حرام ہے اور ارشاد فرمایا کہ جس خوبصورت نوجوان سے گفتگو میں نفس کو لذت ملنے لگے فوراً اس سے دور ہو جانا چاہئے کہ یہ نفس کا حصہ ہو گا اور ظلمت کا سبب ہو گا۔

۱۱۔ ایک تاجر پارچہ فروش ادھیڑ عمر کا آنکھوں میں گہرا سرمہ لگائے ہوئے ہر خریدار عورت کو لہجائی نظر سے دیکھتا ہوا خالہ اماں خالہ اماں کہہ کہہ کر بات کرتا تھا تو واضح ہو کہ کسی اجنبیہ اور نامحرم عورت کو خالہ اماں کہنے سے وہ نہ

خالہ ہو جاتی ہے نہ اماں ہو جاتی ہے یہ محض اپنے نفس کو دھوکہ دینا ہے اور شرارت نفس کا بہانہ ہے اس طرح عورتیں بھی دھوکہ کھا جاتی ہے کہ اسکی نیت بُری کیا ہو سکتی ہے یہ تو خالہ اماں کہہ رہا ہے خدا کی پناہ یہ سب فسق و فجور اور گناہ کے سوا کچھ نہیں۔

۱۲ - ایک نواب صاحب جو ذاکر شاغل کسی بزرگ سے بیعت بھی ہیں کہنے لگے کہ ایک رشتہ دار کے یہاں عورت کا نایاب دیکھنا ہے۔ ان سے ان کے دوست نے کہا کہ آپ ذکر بھی کرتے ہیں اور یہ فعل ناجائز اور حرام بھی کرتے ہیں۔ اس سے آپ کے ذکر کا نور سب ضائع ہو جاوے گا۔ کہنے لگے داد صاحب داد آپ ذکر کی طاقت اور نور کی تو ہیں کر رہے ہیں۔ ذکر کا نور اور ذکر کی طاقت کو ہمارے گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ دیکھئے کس طرح شیطان نے حسین لفظوں کے چکر میں ڈال کر گناہ میں مبتلا کر رکھا ہے اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی حکیم کسی مریض کو خمیرہ مراد اید کھلائے اور کہے کہ خردار مشکہیا کا زہر مت کھانا اور نہ خمیرہ کا اثر ختم ہو جاوے گا۔ اور دل پہلے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاوے گا بلکہ موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اب وہ مریض کہے کہ داد صاحب پھر آپ کا خمیرہ ہی کیا ہوا۔ یہ سب نفس اور شیطان کا دھوکہ ہے اگر گناہ مضر اور نقصان دہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہم کو کیوں منع فرماتے حدیث پاک میں ہے **إِنَّ الْمَحَارِقَ تَكُنُّ أَعْبَادَ النَّاسِ** اے ابو ہریرہؓ حرام اعمال سے بچو تم سب سے زیادہ عبادت گزار ہو گے۔

دنیا کی محبت میں محبوب کی ذرا سی ناراضگی برداشت نہیں ہوتی ہے پھر گناہوں سے مولائے کریم کی ناراضگی پر کیسے صبر آجاتا ہے۔

سے اے کہ صبر، نیست از فرزندوزن

صبر چوں داری زرت ذوالمنن

اے لوگو! تمہیں بیوی بچوں سے تو صبر نہیں ہوتا لیکن مولائے کریم سے
کیسے صبر آجاتا ہے محبوب فانی پر شاعر فانی بدایونی کا شعر ہے کہ س
میں نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبض کائنات

جب مزاج یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

انصاف تو کیجئے کہ یہاں تو مزاج یار کے کچھ ناراض ہونے سے عاشق صاحب
کی اپنی نبض نہیں ڈوبی بلکہ کائنات کی نبض ڈوبتی معلوم ہوئی اور
اللہ تعالیٰ جو محبوب حقیقی ہیں ان کی محبت میں ان کی ناراضگی کی پروا نہ
ہو تو دراصل محبت کا یہاں محض زبانی دعویٰ ہے۔

حکیم الامت حضرت تمھانویؒ اور حضرت امام غزالیؒ ان اکابر نے تو
یہاں تک لکھا کہ قلب کا نور فضول اور لغو کلام سے بھی کم ہو جاتا ہے پھر
سوچیے گناہ کا ارتکاب اور نامحرم عورت کا گانا اور ناچ خدا کی پناہ
یہ غضب الہی کا خریدنا اور پھر یہ گمان کہ ہم ذاکر ہیں اور ولی بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں ہمارے اولیا صرف متقی
بندے ہیں اِنْ اَوْلِيَاؤُكُمْ اِلَّا الْمُتَّقُونَ اے آیت سے امت کا
اجماع ہے کہ جو شخص ایک گناہ کا بھی عادی مجرم ہے ہرگز ولی نہیں ہو سکتا
گناہوں کی عادت کے ساتھ صاحب نسبت ہونے کا بھی گمان کرنا محض
دھوکہ ہے۔

وَقَوْمٌ رَدَّ عُنَّ وَصَالَ بَيْنِي ۖ وَيُنِي لَا تَقْرَبُهُمْ بِذَاكَ

ایک قوم ہے جو وصال یسلی کا دعویٰ کرتی ہے اور یسلی کے حبیب عاشقین

میں ان کا نام تک نہیں ہے۔

داڑھی غیر شرعی، پانچامہ سے ٹخنے ڈھکے ہوئے، نماز باجماعت کا اہتمام نہیں اور وظیفوں کا نشہ چھایا ہے کہ ہم درویش اور تصوف کے امام ہیں اور اگر ان کے دم اور پھونک سے کوئی مریض اچھا ہو گیا یا کوئی دعا قبول ہو گئی تو پھر تو انھیں اپنی ولایت اور فقری کے کمال میں پورا یقین ہو جاتا ہے حالانکہ دعا تو حق تعالیٰ نے شیطان کی بھی قبول فرمائی جب اس نے قیامت تک کے لئے زندگی مانگی دیدی گئی۔ تو کیا وہ بھی ولی ہو گیا۔ بعض کافروں کی جھاڑ پھونک سے سانپ کا زہر اتر جاتا ہے تو کیا وہ کافر بھی ولی ہو گئے؟ یہ سب گمراہی، علم صحیح نہ ہونے کے سبب ہے۔ ایک بزرگانے خوب فرمایا ہے۔

گر ہوا پہ اڑتا ہے وہ رات دن

ترک سنت جو کرے شیطان گن

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے درویشی اور فقری کو اپنے قصد السبیل رسالہ میں واضح کر دیا کہ درویشی اور فقری صرف اتباع شریعت اور اتباع سنت کا نام ہے اس کے بغیر سب گمراہی اور زندقہ ہے خواہ وہ کتنا ہی وظیفی اور جھاڑ پھونک اور کمالات رکھتا ہو۔ دجال کے بارے میں حدیث کے اندر ہے وہ بھی عجیب عجیب کرشمے دکھائے گا۔ لیکن اتباع شریعت سے محروم ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے تصوف، ذکر و مراقبہ یہ سب شریعت کے احکام پر عمل کرنے کے لئے بمنزلہ اسٹیم اور پیٹرول کے ہے تاکہ محبت پیدا ہو جاوے اور پھر اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آسان

ہو جاتی ہے اور اپنی خواہشات مقابلہ کر کے آسانی سے گناہ کو ترک کر دیتا ہے۔

۱۳۔ بعض لوگ فیشن والی ٹیڈیوں اور عورتوں کو خوب لذت سے دیکھتے ہوئے زبان سے لاحول ولاقوۃ بھی پڑھتے ہیں اور اپنی دینداری کی سزا کے جانے کے لئے اپنے ساتھیوں سے زمانہ اور معاشرہ کی بُرائی پر تقریر بھی شروع کر دیتے ہیں۔ گزارش ہے کہ اگر لاحول ولاقوۃ پڑھنا ہے تو انکی طرف نگاہ نہ کیجئے، آنکھوں کو محفوظ کیجئے پھر لاحول کا وظیفہ پڑھنا نہایت نافع ہے ان کی طرف دیکھتے بھی رہنا اور زبان سے لاحول پڑھتے رہنا یہ اپنے نفس کو دھوکہ دینا ہے اور یہ عمل دلیل نفرت نہیں بن سکتا۔

۱۴۔ اگر آنکھوں کو ایک بار غلط استعمال کیا گیا تو پھر ہر عورت کو دیکھنا ہی چلا جاوے گا کیونکہ ایک نافرمانی دوسری معصیت کے لئے سبب بن جاتی ہے۔ جیسے ایک نیکی دوسری نیکی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص گھر سے باہر نکلا اور اپنی آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے لیکن ایک یا دو دیکھ لیا تو پھر قوت رکنے کی کمزور ہو جاتی ہے اور پھر مشکل سے بچ سکے گا اور تمام دن گناہوں میں ملوث رہے گا۔ جیسے بریک (BRAKE) فیل ہو جانے سے گاڑی ہر جگہ ٹکر کھاتی ہے۔

۱۵۔ کبھی آدمی اپنی آنکھیں تو بچا لیتا ہے اور کسی روز تک آنکھیں محفوظ رکھتا ہے پھر شیطان یہ تدبیر اختیار کرتا ہے کہ اس کے پچھلے گناہوں کا لطف یاد دلاتا ہے اور سینے کی خیانت میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب ماضی کے گناہوں کا تصور اور لطف اس کے دل کو خیانت صدر کے فعل حرام کی ظلمت سے خراب کر دیتا ہے تو دل کے خراب ہونے سے تمام اعضاء خراب

ہو جاتے ہیں کیونکہ دل بادشاہ ہے دوسرے تمام اعضا اس کے تابع ہیں حدیث پاک میں ہے کہ انسان کے اندر ایک گوشت کا لو تھڑا ہے جب وہ صالح ہو جاتا ہے تمام اعضا صالح ہو جاتے ہیں اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تمام اعضا سے خراب اعمال صادر ہونے لگتے ہیں اور وہ قلب ہے۔ لہذا شیطان دل کے اندر گناہوں کے وساوس کے ذریعہ دل کو خراب کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے پھر جب دل شہوت سے مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ اپنی آرزو کی تکمیل کے لئے آنکھوں کو، کانوں کو اور ہاتھ پاؤں سب کو اپنے کام میں استعمال کرتا ہے پس گناہ کے تصور سے اگر دل نے لطف لے لیا تو اس کا بریک (BRAKE) فیمل ہو گیا اور معلوم ہو کہ دل اور آنکھوں کا آپس میں بڑا گہرا رابطہ ہے بلکہ دونوں کی بریک لائن ایک ہی ہے چنانچہ آنکھوں کے خراب ہونے سے دل خراب ہو جاتا ہے اور دل کے خراب ہونے سے آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں یعنی کبھی آنکھ گناہ میں پہل کرتی ہے پھر دل بھی اس حسین کا تصور کر کے حرام لذت لیتا ہے اسی طرح کبھی دل کسی حسین کو سوتھ کر مزہ حرام لیتا ہے پھر آنکھیں اس کو تلاش کرنے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ دل اور آنکھوں کی حفاظت میں دونوں ہی اہم ہیں کسی ایک سے غافل ہو تو دونوں ہی خرابی میں مبتلا ہو جاویں گے حق تعالیٰ شانہ اسی حقیقت کے پیش نظر اپنے ارشادِ باری تعالیٰ **وَمَا تَخْفَى الصُّدُورُ** میں آنکھوں کی خیانت اور سینے کی خیانت دونوں ہی پر خبردار فرمایا ہے کہ دیکھو جب تم کسی جگہ کسی نامحرم کو دیکھتے ہو یا دل میں گندے خیالات پکاتے ہو تو ہم دونوں ہی سے باخبر ہیں پس ہماری قدرہ اور پکڑ سے خبردار ہو جاؤ۔ کسی بزرگ شاعر کا شعر ہے۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز

جانتا ہے سب کو تو اسے بے نیاز

۱۶۔ بعض لوگ اپنی بیوی سے صحبت کے وقت کسی دوسری حسین صورت کا تصور کر لیتے ہیں کیونکہ بدنگاہی سے وہ صورتیں دل میں گھر کر لیتی ہیں لیکن معلوم ہو کہ ایسا تصور کرنا حرام اور سخت گناہ کی بات ہے کسی اجنبیہ یا امر کا تصور بوقت صحبت جائز نہیں۔

۱۷۔ بعض لوگ پہلی نظر اس نیت سے ڈالتے ہیں کہ دیکھ لوں اگر یہ لڑکا زیادہ حسین ہو تو پھر آئندہ نہ دیکھوں گا اور اگر معمولی حسن ہے تو پھر نہ دیکھنے کا مجاہدہ کیوں اٹھاؤں یہ تفتیش حسن بھی شیطان کا ایک ٹریک دھوکہ ہے۔ زیادہ حسن ہو یا تھوڑا اجنبیہ اور امر سے ہر حال میں آنکھوں کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ قبل تفتیش مجاہدہ بھی آسان ہوتا ہے اور اگر بعض تحقیق اور مشاہدہ معلوم ہو کہ بلا کا حسن ہے اور دل متاثر ہو گیا تو پھر مجاہدہ بھی سخت کرنا ہو گا اور اس مشاہدہ کا گناہ الگ ہو تو عافیت کی راہ کو چھوڑ کر سختی اور مصیبت کی راہ اختیار کرنا کس قدر نادانی اور حماقت ہے۔

۱۸۔ بعض لوگ بیوی کے انتقال کے بعد بھی رات کی تنہائیوں میں اس کا تصور شہوت کے ساتھ کرتے ہیں اور سابقہ جماع وغیرہ کا نقشہ قصداً کھینچتے ہیں تو معلوم ہونا چاہئے کہ بیوی مرنے کے بعد حکم میں اجنبیہ عورت کے ہو جاتی ہے قصداً اس کے تصور سے شہوت کی تشنگی بجھانا جائز نہیں البتہ بدون قصد خیال آجاوے تو معذور ہے۔ کیونکہ ایک عمر اس کے ساتھ بسر ہوتی ہے۔

۱۹۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ بعض لوگ اذیت دے کر کہتے ہیں معاف کرنا میرا ارادہ تکلیف دینے کا نہ تھا۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ ایذا رسانی کے گناہ سے بچنے کے لئے عدم قصد ایذا کافی نہیں بلکہ قصد عدم ایذا ضروری ہے۔

یعنی تکلیف پہچانے کا ارادہ نہ ہونے سے کام نہیں چلے گا قیامت کے دن گرفت ہوگی البتہ ارادہ ہونا چاہئے کہ مجھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ پہلی صورت میں غفلت ہوتی ہے، دوسری صورت میں اہتمام سے آدمی فکر رکھتا ہے کہ میری ذات سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

اسی کلیہ کے تحت احقر مؤلف رسالہ عرض کرتا ہے کہ بد لگا ہی کے مسئلہ میں عدم قصد نظر کافی نہیں قصد عدم نظر ضروری ہے یعنی دیکھنے کا ارادہ نہ ہونا ضروری ہے۔ متعدد اجنبیہ عورتوں اور خوبصورت لڑکوں سے آنکھوں کو ناپاک کرتے رہنے سے ارتکاب جرم کے الزام سے نہ بچ سکے گا جب تک کہ قصد عدم نظر نہ ہو یعنی اہتمام سے ارادہ کر لے کہ میں کسی غلط جگہ نظر نہ کروں گا۔

۲۰۔ اچانک نظر کی معافی جو روایت میں ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جہاں امکان نہ ہو نظر پڑنے کا لیکن اچانک کوئی عورت سامنے سے گذر گئی اور بدون ارادہ نظر اس پر پڑ گئی پھر دوسری نظر سے اس کو دیکھنا حرام ہو گا اور پہلی نظر معاف ہوگی مگر اس کا مقصد یہ نہیں کہ پہلی نظر کی معافی ایسے مواقع پر بھی ہے جہاں عورتوں اور خوبصورت لڑکوں کی بہتات ہو جیسا کہ آج کل ہر بس اسٹاپ پر آدمیوں سے زیادہ لڑکیاں کالج کی کھڑی رہتی ہیں بازاروں میں انھیں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے پس ایسی جگہ اگر اہتمام سے

۲۳۔ لڑکوں کے عشق میں مبتلا ہونے والے تو نہایت تباہ ہو جاتے ہیں شادی کے قابل بھی نہیں رہتے اور فاعل و مفعول دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لئے ذلیل اور رُسوا ہو جاتے ہیں۔ جس آنکھ کی کشش سے کبھی بیہوش ہوئے جاتے تھے دارِ صحنی مونچھ آنے کے بعد اسی آنکھ سے آنکھ ملا بھی مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔

سمجھے تھے جس نظر کو کبھی وہ حیاتِ دل
کیوں اس نظر سے آج نظر کو بچا گئے

۲۴۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم حسینوں سے نگاہ کو بچانے کی دل میں طاقت ہی نہیں رکھتے یہ خیال سخت ترین شیطانی دھوکہ ہے۔ حضرت حکیم الامت تمنا توئی فرماتے ہیں کہ جو دیکھنے کی طاقت رکھتا ہے وہ نہ دیکھنے کی بھی طاقت رکھتا ہے کیونکہ قدرۃ ضدین سے متعلق ہوتی ہے یہ فلسفہ کا قاعدہ مسلمہ ہے۔

۲۵۔ بد نگاہی شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے عورتیں اس کی رسیاں ہیں جن سے شکار کرتا ہے۔ کبھی معمولی حسن کو تباہیت زیادہ دکھا دیتا ہے، پھر منہ کالا ہونے کے بعد اسی صورت کو جب دیکھتا ہے تو شیطان اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد اپنا کرشمہ فوکس ہٹا لیتا ہے اور اصلی صورت نظر آ جاتی ہے پھر آدمی ندامت سے ماتھ ملتا ہے کہ ملے میں نے کیوں اس کے لئے اپنا ایمان و اعمال خراب کئے۔

۲۶۔ اگر اپنی بیوی کم حسین ہو تو حلال کی چٹنی روٹی کو حرام کی بریانی اور پلاؤ سے بہتر سمجھے بالخصوص جبکہ حرام لذت میں دنیا اور آخرت کی سزا اور رُسوائی بھی ہے بعض سانپ بڑے ہی حسین منقش ہوتے ہیں مگر آپ

اپنی جان کے خوف سے اس کو پیار نہیں کرتے کیونکہ یقین ہے کہ اس حسین میں زہر قاتل بھی ہے۔ اسی طرح گناہ جس قدر حسین معلوم ہو وہ جان اور ایمان دونوں کو تباہ کرتا ہے اس میں حق تعالیٰ کے غضب اور قہر اور ناراضگی کا زہر بھرا ہوا ہے ایک حاکم شہر کو ناراض کر کے چین سے رہنا مشکل ہے تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے کیسے چین مل سکتا ہے۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ سے

عزیزے کہ از در گمش سر بتافت

بہ ہر جا کہ رفت ہیچ عزت نیافت

ترجمہ :- جس عزیز نے اللہ تعالیٰ سے روگردانی اور سرکشی کی جہاں سے بھی گیا اور کہیں عزت نہ پائی

نیز یہ مجاہدہ چند دن کا ہے جیسے سفر میں چاء اچھی نلے تو وطن کی چھی چاء ملنے کی امید پر اس کو گوارا کر لیتے ہیں اسی طرح جنت میں حوریں ملیں گی اور یہ بیسیاں ان سے بھی خوبصورت بنا دی جائیں گی بوجہ اعمال صالحہ کے۔ ۲۷۔ جو آدمی بذلگاہی اور شہوت نفسانی کا بیمار ہو وہ بس خلوت میں اتنی دیر رہے جتنی دیر کہ تلاوت و ذکر یا دینی کتب کا مطالعہ کرتا ہو۔ ورنہ فارغ ہونے کے بعد بھی خلوت میں رہنے سے شیطان دل میں گندے خیالات کے سمندر اور طوفان اٹھانا شروع کر دے گا۔ اسی لئے مصروف زندگی اکثر گناہوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اپنے لڑکوں کو ابتداءً جوانی میں خوب مصروف رکھنا چاہئے خالی نہ بیٹھنے دے اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ بندے خلوت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

تما ہے کہ اب ایسی جگہ چھو کہیں ہوتی اکیلے بیٹھے رہتے یا دانک نشین ہوتی

لیکن جن کی زندگی کا کوئی زمانہ گناہوں میں ملوث ہو چکا ہے ایسے لوگ جب تنہائی میں فارغ بیٹھیں گے تو خیالات ناسدہ کا، نجوم ہو گا اور سینے کی خیانت کے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو جائیں گے لہذا ایسے لوگ معمولات سے فارغ ہو کر اپنے کو بیہوشی پنچوں کی خدمت میں یا صالحین کی صحبت و خدمت میں مصروف کر لیں اکیلے نہ رہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ بُرے ساتھی سے تو تنہائی بہتر ہے اور نیک ساتھی بہتر ہے تنہائی سے۔

۲۸۔ بعض سالکین اور صالحین کو صحبت شیخ اور معمولات ذکر کی پابندی کے باوجود بھی شہوت اور بزدلگاہی کے تقاضے پریشان کرتے رہتے ہیں اور وہ اس طرح سے کہ کبھی بہت زور ہوتا ہے اور کبھی ہلکا تقاضا ہوتا ہے۔ پس اس سے گھبرانا نہ چاہئے کہ دل میں ایک سمندر ہے اور سمندر کا پانی کبھی آگے بڑھ جاتا ہے جس کو مد کہتے ہیں اور کبھی پیچھے ہٹ جاتا ہے اس کو جزر کہتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں بھی سالک پر دو حالتیں پیش آتی رہتی ہیں ایک حالت کا نام بسط ہے، دوسری کا نام قبض ہے بسط کی حالت میں ذکر میں دل خوب لگتا ہے نفس و شیطان کے تقاضے کم زور رہتے ہیں اور قبض کی حالت میں ذکر میں مزہ کم ملتا ہے بلکہ بعض وقت بالکل دل نہیں لگتا اور گناہوں کے تقاضے شدید ہوتے ہیں۔ اس حالت میں شیطان کا ایک زبردست حملہ یہ ہوتا ہے کہ ارے بھائی تیرا بزرگوں کے پاس جانا بیکار ہے تو کوٹھو کے بیل کی طرح ترقی سے محروم ہے جہاں پر تھا وہیں اب بھی ہے سب چھوڑ تیرا کام اللہ تعالیٰ کا راستہ چلنا نہیں یہ بڑے ہمت والوں کا کام ہے تو چل میرے ساتھ سینما دیکھ اور خوب عورتوں کو

دیکھ کر مزے اڑا۔ اور ٹانگ پھیلا کر سوتا رہا۔ تیرے اوپر تیرے مرشد کا کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ غرض اس طرح کی باتیں اس کے دل میں شیطان ڈالتا ہے اسوقت ہوشیار سی سے اس مردود کے مشورہ کو لات مار دے اور اپنے مرشد کی صحبت میں جاتا رہے اور تو بہ واستغفار کثرت سے کرتا رہے اور یقین کر لے کہ قلب کے معنی بدلنے کے ہیں دل سب کا بدلتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت بڑے پیر صاحب اپنا حال بیان فرماتے ہیں کہ

گہے فرشتہ رشک برد ز پاکی ما

گہے دیو خندہ زند ز نا پاکی ما

ایماں چو سلامت بہ لب گور بریم

احسنت بریں چستی و چالاکی ما

ترجمہ | کبھی تو فرشتہ ہمارے اچھے حالات پر رشک کرتا ہے کبھی ہماری دینی بد حالی پر شیطان بھی ہنستا ہے پس ایمان جب ہم سلاستی کے ساتھ قبر میں لے جا دیں گے تو سمجھ لوں کہ بے شک ہم بڑے صالح اور نیک اور چست تھے دین میں۔ جب ایسے کا ملیں پر حالات کا تغیر ہوتا ہے تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر کیساں حالت رہے تو سالک میں کبر اور عجب پیدا ہو جاوے اور خدا سے دور ہووے اس بد حالی پر سالک نام ہوتا ہے اور اپنے کو مخلوق میں سبک کتر سمجھتا ہے یہ وہ بلند مقام ہے جو بسط کی حالت سے کبھی نہیں مل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ذلت اور عبودیت اور فنایت ہی کی قدر ہے جو قبض کی حالت میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے لہذا اس حالت سے نا امید نہ ہو اور انتظار کرے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ حالت کچھ دن میں بسط کی حالت سے

تبدیل ہو جاوے گی جب تک تبدیل نہ ہو اسی میں اپنا نفع سمجھے حالت
قبض میں حضرت خواجہ صاحب کے چند اشعار کو پڑھتا رہے جو دراصل
حضرت حکیم الامتؒ کے ارشادات ہیں۔

جب گناہوں کا تقاضا زور پر ہو یہ اشعار پڑھے
طبیعت کی زد زور پر ہے تو رک

نہیں تو یہ سر سے گذر جائے گی
بٹالے خیال اس سے کچھ دیر کو

چڑھی ہے یہ ندی اتر جائے گی
ظاہر و باطن کا ہر چھوٹا گناہ

اس سے پنج رہبر دکھے یہ سدراہ
لب پہ ہر دم ذکر ہو دلیں ہر دم فکر بھی

پھر تو بالکل راست ہے صاف تار بارشا
اگر نفس سے بار بار مغلوب ہو رہا ہے تو یہ اشعار پڑھے۔

کر نفس کا مقابلہ ملن بار بار تو

سو مرتبہ بھی مار کے ہمت نہ بار تو
اسکو پچھاڑ کے کبھی نہ پچھڑا ہوا کچھ

بروقت اس کیمن سے رہ ہوشیار تو

نہ چت کر سکے نفس کے پہلوں کو	تویوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی	کبھی وہ دیا لے کبھی تو دبا لے
جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی	بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ حجت کا قائم ہی رکھے	جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

رہِ عشق میں ہے تگ و دو ضروری
 کہ یوں تا یہ مندرل رسائی نہ ہوگی
 پہنچنے میں حد درجہ ہوگی مشقت
 تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی

۲۹۔ طبیعت کی گندگی بعض لوگوں کی دیر تک نہیں جاتی تو نا اُمید نہ ہو
 کیونکہ طبیعت کی گندگی اور بڑے تقاضوں پر غراب نہ ہوگا بلکہ مجاہدہ
 کا ثواب ملے گا۔

بڑے تقاضے پر جب تک عمل نہ کرے کچھ غم و فکر کی بات نہیں چاہے
 تمام عمر یہ مجاہدہ اور تکلیف رہے۔ نفس دراصل مجاہدہ سے گھبراتا ہے
 اس لئے اس کی تکلیف کا خیال نہ کرے اپنے دل کی آرزو کو توڑ دے اور
 حکم الہی کو نہ توڑے۔

حکایت :- محمود ایاز (مثنوی مولانا روم) میں ہے کہ سلطان محمود
 نے اراکس سلطنت سے ایک نایاب اور بیش قیمت موتی کو پتھر سے توڑ
 نے کا حکم دیا سب نے انکار کر دیا کہ اتنا قیمتی موتی جو دربار شاہی میں نادر
 اور بے مثل ہے توڑنا مناسب نہیں۔ ایاز کو حکم دیا اس نے فوراً توڑ دیا
 اور جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نے کیوں توڑا تو اس نے جواب دیا ہے
 گفت ایاز اے بہتران نامور

امر شہ بہتر یہ قیمت یا گھر
 ایاز نے کہا کہ اے حضرات شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی ؟
 اس حکایت میں یہی سبق مرلانا رومیؒ نے دیا ہے کہ ان حسین

صورتوں کو دیکھنے کی آرزو کو توڑنے میں دیر نہ کرو اور الہی کے مقابلے میں
دل کی کچھ قیمت نہیں۔ ان شمس و قمر صورتوں سے نظر کو بچاؤ پھر قرب الہی
کی لذت و حلاوت دل میں دیکھو۔

توڑ ڈالے مہر و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا یخِ ریا تو نے

۳۰۔ نگاہ کی حفاظت پر نقد انعام ایمان کی حلاوت کا عطا ہوتا ہے
۳۱۔ اگر ایسی حسین صورت سے نظرِ سٹالی اور قلب کا سُرخ پھیرا جس پر
سلطنت لٹا کر اس کو حاصل کرنے کو دل چاہتا تھا تو انشاء اللہ تعالیٰ
بروزِ قیامت راہِ حق میں سلطنت لٹانے والوں کے گروہ میں اکٹھا یا
جاوے گا۔ یعنی حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ جنہوں نے سلطنت
بلخِ خدا کی راہ میں چھوڑی تھی ان کے مقام پر یہ عاشقِ مفلس بھی ہو گا۔
کیونکہ یہ سلطنت تو نہیں رکھتا تھا لیکن اس نے ایسی آرزوں کا خون کیا ہے
اور ایسی دلکش صورتوں سے دستبردار ہوا ہے جن پر سلطنت بھی ہوتی
تو فدا کر دیتا مگر حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر خونِ آرزو کا لہو اُسما ر گیا ہے

عارفان زانند ہر دم امنوں

کہ گذر کردند از دریائے خوں (رومی)

ترجمہ :- عارفین اسی سبب سے ہر وقت حق تعالیٰ کے تعلقِ خاص کے
فیض سے امن اور سکون میں ہیں کہ انہوں نے مجاہدات کے دریائے
خوں سے اپنے نفس کی کشتی کو عبور کیا ہے۔

آرزوئے دل کو جب زیرِ زور کر لے ہیں وہ

ملیۂ دل میں انھیں کو میہاں پاتا ہے دل (اختر)

ہزار خوں تمنا ہزار باغم سے دل تباہ میں فرمانروائے عالم ہے
 میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے جو تجلی دل تباہ میں ہے
 احقر کی ایک نظم مولانا رومیؒ کے اس شعر کی تشریح میں یعنی مجاہدات
 کے دریائے خون کی وضاحت میں ہے جس کا نام خون کا سمندر ہے
 کچھ اس کا اقتباس یہاں درج کرتا ہوں اور اس سے قبل بطور مہید
 دو شعرا حقر کے ملاحظہ ہوں ے

ہزار خوں تمنا ہزار باغم سے دل تباہ میں فرمانروائے عالم ہے
 وہ سرخیاں کہ خون تمنا کہیں جسے بنتی شفق ہیں مطلع خورشید قرب کی

”مجاہدات کے خون کا سمندر“

از مؤلف

میں کلی ہوں ناشگفتہ مری آرزو شکستہ
 میں ہوں ایک ہوش رفتہ مراد درد راز بستہ
 مری حسرتوں کا منظر
 ذرا دیکھنا سنبھل کر

یہ تڑپ تڑپ کے جینا لہو آرزو کے پینا
 یہی میرا جام و مینا یہی میرا طور سینا
 مری عاشقی کا منظر
 ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرا غمزہ جگر ہے مری چشم چشم تر ہے
 مرا بحر خوں سے تر ہے مرا بر لہو سے تر ہے

مرے بھر و بر کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

وہ جو خالق جہاں ہے وہی میرا رازداں ہے
مرا حال خود زباں ہے مرا عشق بے زباں ہے

کسی بے زباں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری فکر لا مکاں ہے مراد رجا و داں ہے
مراقصہ دستاں ہے مری رگ سے خوں رواں ہے

مرے خون کا سمندر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

۳۲۔ بدنگاہی کرنے والوں کے گردے اور مٹانے کمزور ہو جاتے ہیں
مادہ منی رقیق ہو جاتی ہے جس سے پیشاب کے قطروں کی شکایت
اور سرعت انزال کی شکایت ہو جاتی ہے کمزور دردا عصاب اور
دل و دماغ کمزور ہو جاتے ہیں۔

۳۳۔ بدنگاہی کرنے والوں کی آنکھیں بے رونق اور چہرہ پر پھٹکار
برستی ہے کیونکہ بدنگاہی کرنے والے اور ان عورتوں کے بارے میں
جو اپنے آپ کو بے پردہ دکھاتی پھرتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لعنت فرمائیے اللہ ناظر پر بھی اور منظور ایھا پر بھی اور
لعنت کا مفہوم خدا کی رحمت سے دوری اور محرومی ہے پس ایسے
چہروں پر کیسی پھٹکار برے گی۔

۳۴۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک شخص

بدننگا ہی کر کے آیا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ایسی قوم کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کو اپنی بصیرت سے ان کی آنکھوں سے بدننگا ہی کی ظلمت کا ادراک اور شعور ہو جاتا ہے۔

۳۵۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک حسین لڑکا جو صالح اور متقی تھا اس کو ایک بڑے میاں شہوت کی نظر سے بار بار دیکھتے تھے اس لڑکے کو اپنے قلب کی سلامتی اور نور تقویٰ کی برکت سے ان کی آنکھوں سے اس بدننگا ہی کی ظلمت کا احساس ہو گیا اور موقع مناسب دیکھ کر عرض کیا کہ بڑے میاں آپ مجھے جو بار بار دیکھتے ہیں تو میرے قلب میں آپ کے اس عمل سے تاریکی محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ واقعی ہم گہنگار ہیں اور آپ کو بُری نیت سے اور نفس کے تقاضے سے دیکھا کرتے تھے اب میں توبہ کرتا ہوں کہ آپ کو دیکھنے سے آئندہ اپنے نظر کی احتیاط اور حفاظت رکھوں گا۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا تھا کہ وہ لڑکا متقی اور ذاکر تھا۔ ذکر کے نور سے یہ بصیرت اس کو حاصل ہوئی تھی۔

۳۶۔ بدننگا ہی کی عادت کے ساتھ کوئی شخص خدائے تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا اور نہ ذکر و طاعت کی حلاوت اسے حاصل ہوگی۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ بدننگا ہی کا یہی کیا کم عذاب ہے کہ ذکر و عبادت کی حلاوت (مٹھاس) ختم ہو جاتی ہے۔

۳۷۔ بدننگا ہی کرنا ایسا ہے کہ دل غیر خدا کو دیدینا ہے کیونکہ دل سینے سے نہیں چوری ہوتا ہے آنکھوں کے دروازے سے نکل جاتا ہے اسی سبب سے حضرت سعدی شیرازیؒ نے فرمایا ہے

خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ ببیند
اگر تو چاہتا ہے کہ دل کسی کو نہ دے تو آنکھیں بند رکھ (حسینوں سے)
کیونکہ سے

ایں دیدہ کہ شوخ میبرد دل بکمند
یہ شوخ نظر کو سینے سے نکال لیتی ہے اور دل تو اسی کو دیدینا چاہتے،
جس نے دل دیا ہے۔ اسی لئے اللہ والوں کو اہل دل بھی کہتے ہیں۔ احقر کا
شعر ملاحظہ ہو

اہل دل آنکس کہ حق را دل دہد دل دہد اور کہ او دل میدہد
اہل دل وہ ہے جو اپنا دل خدا کو دیدے یعنی دل اس کو دیدے جو دل
عطا فرماتا ہے۔

عاشق مجازی کا دل جیب معشوقِ فانی لیتا ہے تو اس کو پریشانی
م شروع ہو جاتی ہے کیونکہ آب شور پیاس کا علاج نہیں لہذا بے ساختہ
کہا کسی شاعر نے سے

دل گیا رونق حیات گئی

مگر اللہ والے جب اپنا دل خدائے تعالیٰ پر فدا کرتے ہیں تو اس خالقِ دل
کی طرف سے ان کے دل میں وہ چین اور سکون عطا ہوتا ہے جو بڑے
بڑے سلاطین کو خواب میں بھی میسر نہیں ہو سکتا۔ تمام کائنات اس
سکون سے بے خبر ہے جو اللہ والوں کی روح کو رب الارواح سے عطا ہوتا
ہے۔ جو شکر کا خالق ہے جو قمر کا خالق ہے جب وہ کسی دل میں اپنا
رابطہ عطا فرمائے گا تو سمجھ لیجئے کہ کیسی کچھ مٹھاس اپنے قلب میں
پائے گا اور وہ کیسا قمر دل میں پائے گا۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دہکی
طریق عشق میں دیکھے کوئی جولانیاں دہکی

کہ دم میں دونوں عالم سے گذر کر پہلی منزل کی
پس اللہ والوں کو انعام یہ ملتا ہے کہ ان کی رونق حیات اور بڑھ جاتی ہے
زندگی میں حقیقی زندگی عطا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جسم تو قائم ہے جان سے
اور خود جان اپنے اندر جان پا جاتی ہے جب اپنے خالق سے رابطہ اور قرب
کی دولت پا جاتی ہے، درتہ خدا سے دوری میں جان خود بے جان ہوتی ہے
پھر ایسی بے جان جان سے جسم کی کیا رونق اور اس کو کیا سکون مل سکتا ہے۔
قرآن میں اسی نعمت کا اعلان ہے کہ لا یذکر اللہ تطہن القلوب

خبردار ہو جاؤ خوب غور سے سُن لو کہ دلوں کو اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے
اطمینان ملتا ہے۔ اور جن کو ذکر کرنے کی ابھی توفیق نہیں وہ آزمانے
کے لئے اللہ والوں کے پاس ذرا بیٹھ کر دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ سکون کے
ایرکنڈیشنڈروم میں بیٹھ گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کا دل فیصلہ کرے گا
بشرطیکہ معاند بن کر نہ جائیں قلب کے آئینہ کو صاف کر کے جائیں۔
حُسن ظن نہ ہو تو بدگمانی بھی نہ ہو دل کو باسکل خالی کر کے کچھ دیر ان کی
باتیں سنیں۔ جیسے مجنوں کو لیلیٰ کی قبر سے لیلیٰ کی خوشبو آتی تھی۔ اسی طرح
ان اللہ والوں کے ابدان اور اجسام سے مولیٰ کی خوشبو محسوس ہوگی۔
کیونکہ عطر کی شیشی سے بھی عطر کی خوشبو آتی ہے جس شیشی میں قیمتی عطر ہوتا
ہے اس شیشی کی بھی حفاظت اور قدر و منزلت کی جاتی ہے انبیاء اور
اولیاء کے اجسام کا احترام اور توقیر اس سبب سے ما مور بہ ہے کہ ان کی

ارواح میں مولائے کرم رب العرش العظیم کے قرب و رابطہ کا موتی چھپا ہوتا ہے۔

۳۸۔ چھوٹے بچہ کو ماں کے علاوہ کوئی چھین لے جاوے تو بے چین رہے گا اور اگر غیسر سے چھین کر ماں کی گود میں کوئی بٹھا دے تو کس قدر اس کو سکون ملے گا تو اسی طرح دل کا بھی یہی حال ہے کہ جب آنکھوں کے دروازے سے (بدنگاہی سے) شیطان دل کو اغوا کر کے ڈاکر مار کے کسی غیر اللہ کے عشق میں مبتلا کر دیتا ہے تو بے چین رہتا ہے نیند حرام ہو جاتی ہے بعض لوگوں نے شدت صدمہ و الم سے خودکشی کر لی اور حرام موت کی سزا الگ خرید لی ہے

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے

مر کے بھی چین نہ پایا تو کہہ دھر جائیں گے

اور جب دل کو اللہ تعالیٰ سے رابطہ کسی اللہ والے کی صحبت کی برکت سے حاصل ہو جاتا ہے تو گویا اس نے اپنے دل کو آغوش رحمت خداوندی میں بٹھا دیا تو ماں کی گود کا سکون اس رحم الرحیم کی آغوش رحمت کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ احقر کے شعر ہیں۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے

اس کے کرم نے گود میں لیکر سُلا دیا

معدور تھا ضمیر کے اظہار سے لیکن

اختہ کو تیرے درد نے پہروں بلا دیا

۳۹۔ بدنگاہی سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت بڑھتے بڑھتے

عشق سے بدل جاتی ہے پھر عقل مغلوب ہو جاتی ہے اور بے عقلی سے

اپنے دل کے تقاضے بجز مانہ راستوں سے پورا کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ پھسر
رسوائی۔ ذلت۔ پٹائی۔ جیل کی سزا اور قتل و پھانسی تک نوبت پہنچ
جاتی ہے کہ جب کلمہ پڑھایا جاتا ہے تو دل میں جس مردار کی محبت گھسی
ہوتی ہے اسی کا نام نکل جاتا ہے اور اس طرح خاتمہ بھی خراب ہو جاتا
ہے اور دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات حضرت
حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو کتابوں میں موجود ہیں۔

۴۔ حسین صورتوں کی طرف جذب و کشش کے متعلق حضرت روٹیؒ فرماتے ہیں ۷
گر ز صورت بگذری اے دوستان گلستان است گلستان است گلستان
(ترجمہ) اے دوستو! اگر صورت پرستی سے تم خلاصی پا جاؤ تو پھر حق تعالیٰ
کی قرب کا باغ ہی باغ تمہیں نظر آئے گا۔

عشق ہلے کز پے رنگے بُور عشق نیو د عاقبت ننگے بُور

(ترجمہ) جو عشق عارضی رنگ و روغن کے سبب ہوتا ہے وہ جلد ہی
زائل ہونے کے بعد شرمندگی اور ندامت کا سبب بنتا ہے۔

اسی عارضی حیات کو امتحان کی حالت میں سمجھنا چاہیے تقویٰ
کے ساتھ مجاہدہ اور تکلیف کا تحمل راحت دائمی کا سبب ہوتا ہے۔ جب
یہاں کی فانی زندگی میں فانی صورتوں کی طرف جذب و میلان پریشان
کرے عذاب و دوزخ کا مراقبہ کے ساتھ جنت کا بھی تصور کرے کہ جلد ہی
یہ امتحان کا زمانہ موت سے ختم ہو جائے گا اور پھر جنت میں ایسی حوروں
سے ملاقات ہوگی جو گوری گوری اور بڑی بڑی آنکھوں والیاں ہیں
اور ان میں محبوبیت بلا کی ہوگی اور ہم عمر نوخیز ہوں گی یہ مجاہدہ چند
دن کا ہے پھر لطف ہی لطف ہوگا۔ احقر کا یہ شعر بھی خیال میں رہے۔

۵ دنیا سے مر کے جب تم جنت کی طرف جانا

اے عاشقان صورت حوروں سے لپٹ جانا
آخرت میں ہر آرزو کی تکمیل کے لئے دنیا میں ناجائز آرزوں کا خون
رائگاں نہیں ہے۔ حضرت رومیؒ کا ارشاد ہے۔

نیم جاں بستاند و صد جان دہد

انچھ دروہمت نیاید آں دہد

مجاہدہ میں حق تعالیٰ بندوں سے آدھی جان لیتے ہیں اور اس کے عوض
میں سو جانیں عطا فرماتے ہیں کیا ہی نفع بخش تجارت ہے کہ آدھی جان
کے بدلے اس کرم رب سے ساڑھے ننانوے زیادہ پاوے اور اس سے
بھی زیادہ وہ نعمتیں عطا فرمائیں گے جو تمہارے دہم میں بھی اس وقت
متصور نہیں ہو سکتی ہیں۔

نئے ہمہ ملک جہاں دوں دہد بلکہ صد ملک گونا گوں دہد

صرف اسی دنیا کے حقیر کا ملک نہیں عطا فرماتے بلکہ سیکڑوں ملک باطنی
قسم قسم کے عطا فرماتے ہیں دنیا میں بس اس طرح جینا چاہئے کہ حق تعالیٰ
جس طرح خوش ہوں اسی میں ہم بھی خوش رہیں۔ اپنی تجویز ختم کر کے
لذت تسلیم چکھئے۔ احقر کے چار اشعار

حقیقت بندگی کی ہے یہی اے دوستوں لو

دل پُر آرزو رکھتے ہوئے بے آرزو رہتا

علامت جذب پنہاں کی یہی معلوم ہوتی ہے

تری خاطر مری ہر سانس وقفِ جستجو رہتا

یہ دعوت بے زبان بھی ہے مگر آتش فشاں بھی ہے

گر یہاں چاک جو کر عشقِ حق میں کو بہ کو رہتا

جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

کسی خاک پر مت کر خاک اپنی زندگانی کو

اس شعر کی تشریح یہ ہے کہ ایک بلاک جس سے یہاں مکان تعمیر کئے جلتے ہیں ۲ روپے قیمت سے خوب سمٹ ڈال کر تیار کر دیں اور اس کو کسی بھنگی کے مکان میں لگا دیں اور اسی طرح دوسرا بلاک اسی قیمت کا اپنے بیت الخلاء میں لگا دیں اور اسی قیمت کا تیسرا بلاک مسجد کی تعمیر میں لگا دیں اور چوتھا بلاک اسی قیمت کا مسجد نبوی میں لگا دیں اور پانچواں بلاک اسی قیمت کا خانہ کعبہ میں لگا دیں تو آپ خود فیصلہ کریں گے کہ یہ سب بلاک اپنی قیمت کے اعتبار سے تو یکساں اور برابر ہیں مگر موقعہ استعمال سے کیا ان کی حیثیتوں اور شرافتوں میں فرق نہیں ہوا کیا بیت الخلاء کے اندر بلاک دعوائے ہمسری کر سکتا ہے مسجد کے اندر لگے ہوئے بلاک سے ؟

پس یہ جوانی اگر اس کی طوفانی خواہشات کے نظر کر دی گئی تو مرنے سڑنے گلنے والی لاشوں پر جوانی کا بلاک لگ کر جوانی بے قیمت ہو گئی خاک سے بنا عاشق خاک سے بنے معشوق پر فدا ہو کر تباہ ہو گیا خاک جب خاک پر فدا ہوگی تو گویا خاک نے اپنے کو خاک میں ملا دیا۔ جیسا کہ قبرستان میں عاشق اور معشوق دونوں کی قبروں میں چھ ماہ بعد ان کا حشر دیکھ سکتے ہو کہ دونوں خاک ہو کر رہ گئے برعکس اس کے اگر جوانی کو حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف کیا اور ان کی رضا کے تابع کر دیا تو گویا جوانی کے بلاک کو رضائے الہی کے محل میں لگا دیا پھر یہ جوانی کس قدر قیمتی ہوگی حق تعالیٰ کی اس توفیق پر وہ جوانی جس قدر بھی شکر کرے حق ادا نہیں ہو سکتا اور قیامت کے دن اس جوان

عہ بعض مقامات پر اس کو اینٹ کہتے ہیں جو مٹرخ رنگ کی ہوتی ہے۔

کو عرش کا سایہ عطا ہوگا اور کیسے کیسے انعامات سے نوازہ جائے گا۔
پس خون ارماں کا غم نہ کرے بلکہ شکر کرے اور بزباں حال کہے۔
سرِ دوستان سلامت کہ تو خیر آزمائی

خلاصہ رسالہ یہ ہے کہ بدنگاہی اور عشق مجازی عذاب الہی ہے دنیا اور
آخرت دونوں کی جیسے تباہی منظور ہو وہی اس بیماری کے علاج سے
غفلت کرتا ہے ایسے مریضوں کو چاہئے کہ فوراً کسی روحانی معالج یعنی
اللہ والے شیخ کامل سے اپنا حال بتا کر علاج شروع کر دے اور ہرگز یہ
خیال نہ کرے کہ اللہ والے ایسے بُرے حالات سن کر حقیر سمجھیں گے یا
نفرت کریں گے بلکہ یہ حضرات ایسے بیماروں پر نہایت درجہ شفقت
و مہربانی کرتے ہیں اور اس خدمت کو اپنی خوش قسمتی اور حصول رضائے
الہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان حالات کو امانت سمجھ کر کسی مخلوق پر ظاہر بھی
نہیں کرتے۔ ماں باپ سے بھی زیادہ رحمت و شفقت اور مہربانی اگر
دیکھنا ہو تو اللہ والوں کی صحبت میں مشاہدہ کریں۔

انشاء اللہ تعالیٰ اللہ والوں کے پاس آنے جانے کے اہتمام
کو اور ان کے مشورہ پر عمل کو اس شدید بیماری اور نا صورتی
شفائے کاملہ کے لئے اکسیر اور مجرب پائیں گے۔

الحمد للہ کہ یہ بات عشق مجازی و بدنگاہی مع علاج آج تمام
ہوا۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے حسن قبول اور نافع فرمائیں۔

آمین

کتبہ: محمد اختر عفا اللہ عنہ

۲۹، ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

تتمہ مضمون بد نظری و عشق مجازی

مع مجموعہ چند اصلاحی اشعار

حُسنِ عارضی پر احقر کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔ دنیا کے شاعر لفظ عارضی
 زحسار محبوب کو کہتے ہیں سے

انکے عارضی کو نعت میں دیکھو کہیں مطلب نہ عارضی نکلے
 واڑھی مونچھ نکل آنے پر لڑکوں کے اس عارضی حُسن کے زوال پر احقر کے
 یہ دو شعر ملاحظہ ہوں۔

کبھی جو سبزہ آغازِ جواں تھا وہ سالارِ گروہ دبیراں تھا
 بڑھاپے میں اُسے دیکھا گیا جب کسی کا جیسے وہ نانا میاں تھا
 زوالِ حسن کا منظر اب آپ احقر کے اس شعر میں ملاحظہ فرمائیے۔

یہ چمن صحرا بھی ہو گا یہ خبر بلبیل کو دو

تا کہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے

حفاظتِ نظر کے سلسلے میں احقر کا سبق آموز شعر ملاحظہ فرمائیے

جب سامنے وہ آگئے نایبنا بن گئے

جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

یعنی اپنی بینائی جو حق تعالیٰ کی امانت ہے نامحرم یا امرِ دہش کے سامنے

استعمال نہ کیا مختار ہوتے ہوئے اپنے عارضی اختیار کو حتماً حقیقی کے

حکم پر قربان کر دیا اور جب سامنے سے نامحرم یا امرِ دہش گئے تو

یتا بن گئے۔ محل حلال میں بیٹا اور محل حرام میں ناپیٹا بن گئے۔

یہ نظری سے احتیاط پر انعام کے سلسلے میں احقر عرض کرتا ہے کہ سلطان ابراہیم ادھم نے تو سلطنت بلخ خدا کی راہ میں دی تھی لیکن ایک فقیر اور مفلس بندہ اگر سلطنت بلخ کی متبادل کسی حسین صورت سے اپنی نظر کو بچا لیتا ہے تو گویا اس نے بھی سلطنت بلخ لٹا دی اور اگر بار بار نظر کی حفاظت کرتا ہے تو ہر بار سلطنت بلخ فدا کرنے کا ثواب پائے گا۔ اور اگر ہفت اقلیم دے کر اس حسین کو خریدنے کا داعیہ ہو اور پھر بھی اپنی نظر کی حفاظت ایسے حسین سے کر لی تو ہفت اقلیم خدا کی راہ میں فدا کرنے کا اجر اس کو ملے گا۔ اسی مضمون کے پیش نظر اب احقر کے اشعار سبق آموز ملاحظہ ہوں۔

نگہ جس نے نا محرموں سے بچالی	حلاوت بھی ایمان کی اُس نے پالی
ہو یا ملک و اقبال جساہ بلخ کا	ہے شہرہ ز بانوں پہ شاہ بلخ کا
مگر پی گیا جو بہو آرزو کا	نہ دیکھا کبھی منہ کسی خوب رو کا
اگر شاہ ادھم سے برتر نہیں ہے	وے شاہ ادھم سے کمتر نہیں ہے
جو دل روکش غیر حق ہو رہا ہے	فقیری میں شاہ بلخ ہو رہا ہے
مرد شمس سے دست بردار ہو کر	میں پہنچا خدا تک سر دار ہو کر
ہوئی تیغ حق سے شہادت کسی کی	نہیں جس پہ لیکن شہادت کسی کی
مگر دل کے اندر بہو آرزو کا	خدا نے گو دیکھا یہ منظر بہو کا
قیامت کے دن باطنی یہ شہادت	کرے گی شہیدوں کے صف میں اقامت
جس عاشق کا سر ہو تری تیغ سے خم	عجب کیا کہ ہو رشک سلطان ادھم
نوٹ :- یہ اشعار ابھی عالیہ سفر بند (حیدر آباد دکن) میں ہوئے ہیں	

ایک شعر بعد نماز فجر یہ موزوں ہو جو سالک کے مجاہدات کے ثمرات پر
بشارت دیتا ہے ۔

بائے جس دل نے پیا خون تمنا برسوں
اسکی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلمان ہوں

انعام خون تمنا | جو سالک اپنی آنکھوں کی حفاظت میں
اپنے دل کی خواہشات کا خون کرتا ہے تو
اس مجاہدہ کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ اس کے سینے میں اپنی محبت کا
در د بھرا دل عطا فرمادیتے ہیں اور اس کے کلام اور وعظ میں اثر عطا
فرمادیتے ہیں جس سے دوسروں کے قلوب بھی حق تعالیٰ کی محبت کیلئے
ترپ جاتے ہیں بالخصوص جو سالک جوانی ہی سے حق تعالیٰ کا فرما بردار
ہو جائے اور اپنی جوانی فدا کر دے اس ذات پاک پر سے
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

کسی خاک پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
سنبھل کر رکھ قدم لے دل بہار حسن نانی میں

ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحر خوانی میں
پس اپنی کوئی مرضی جب شریعت کے خلاف ہو تو اس آرزو کا خون
کرنا اور نفس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا یہ ایک ایسا جہاد اکبر ہے جو تمام
عمر سالک کو جھیلنا پڑتا ہے۔ لیکن اس مجاہدہ کے صلہ میں جو درو
بھرا دل عطا ہوتا ہے اس کی خوشبو خود اس سالک کو بھی مست
کرتی ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والے بھی ایسے سوختہ جان کی
صحبت سے حق تعالیٰ کی محبت کا وہ درد لذت بد یا جاتے ہیں جس

دولت کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے یوں فرمایا ہے کہ میں
 سینے میں ایک درد بھرا دل رکھتا ہوں جس میں حق تعالیٰ کی محبت کے
 موتی بھرے ہیں اس دولتِ لازوال کے ہوتے ہوئے کون ہے جسے
 زمین پر اس آسمان کے نیچے جو مجھ سے زیادہ رئیس ہو۔
 دے دارم جو اہر پارۂ عشق است تجویش

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم
 اور حضرت عارفِ روحیؒ فرماتے ہیں :-

ملک دنیا تن پرستاں را حلال
 ما غلام عشق ملک لازوال

ترجمہ :- دنیا کا ملک تن پرستوں کو مبارک ہو اور ہم تو حق تعالیٰ
 کی محبت کی لازوال سلطنت کے غلام ہیں ایسے ہی عاشقینِ حق کے کلام
 میں بھی درد ہوتا ہے اب تمام مضمون مذکورہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے
 احقر کا شعر ملاحظہ فرمائیے اور یہ شعر حیدرآباد دکن میں بعد نماز فجر
 موزوں ہوا۔

ہم نے جس دل نے پیا خون تمنا برسوں

اسکی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلمان ہوں گے (اختر)

میں نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہاؤ زندگی

اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا راضعاً

اسی مضمون کے مناسب کہ حق تعالیٰ کے عاشقین کے کلام میں اثر ہوتا

ہے اور درد بھرے دل سے الفاظ نکلتے ہیں اس پر چند اشعار جو الہ آباد

میں موزوں ہوئے پیش ہیں۔

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے زبانِ عشق جب کچھ بولتی ہے
 خرد ہے محو حیرت اس زباں سے بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
 جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی وہ پاسکتے نہیں درِ تنہائی
 لغت تعبیر کرتی ہے معانی محبتِ دل کی کہتی ہے کہانی
 کہاں پاؤں گے صدرا یا زغہ میں نہاں جو غم ہو دل کے حاشیہ میں
 بوڑھے آدمی کو چاہئے اپنے نفس کو نہ بوڑھا سمجھے ہر وقت نفس
 کی طرف سے ہشیار رہے خواہشاتِ نفسانیہ پر بڑھا پانا نہیں آتا
 اس مضمون پر احقر کا شعر ملاحظہ ہو۔

مت دیکھنا سفیدیِ ریشِ دراز کو

ہے نفس نہاں ریشِ مسودے ہوئے

اہل اللہ کی صحبت میں جو دن گزر جائیں تو ان کو غنیمت سمجھنا چاہئے
 اور احقر عرض کرتا ہے کہ جس شخص کو یہ تمنا ہو کہ وہ جنت کا مزہ دنیا
 میں چکھ لے تو اس کو چاہئے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھے عاشقانِ
 حق کی صحبت میں انشاء اللہ تعالیٰ وہ سکون ملے گا جو سلاطین کو خواب
 میں بھی میسر نہیں ہے۔ اس مضمون پر احقر کا شعر ملاحظہ ہو۔

میسر چوں مرا صحبت بہ جان عاشقان آید

ہمیں بینم کہ جنت بر زمین از آسماں آید

ترجمہ:- جب عاشقانِ حق کی صحبت مجھے میسر ہو جاتی ہے تو مجھے
 ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنت زمین پر آسمان سے اتر آئی ہے۔

اہل اللہ کی صحبت کے لطف کو احقر نے چند اشعار میں اس

طرح عرض کیا ہے۔

اُن مری جنت کے وہ لیل و نہار
 لائے تیرا دروہی تیسرا دیار
 یہ خزاں ہو جائے میری پُربہار
 گر میسر ہو مجھے دربار یار
 ہاں بنا م جام مے و میسکا
 اپنے رندوں کو نہ بھولے ساقتیا
 اے تو صد مینا و صد جام و سبو
 اے تو تنہا میسکہ از فیض ہو
 آہ جب سنتا ہوں میں کوئل کی کو
 تیز ہو جاتی ہے میری لائے ہو
 اے تو خنداں در میاں گلہائے ہو
 من پریشاں در غم صحرائے ہو
 بہر از سہرمدی و راز ہو
 من ترا جو ہم جیبیا کو بہ کو
 عاشقان حق کی صحبت کی مٹھاس
 پاؤ گے جب چھوڑ دو دنیا کی گھاس
 مر کے تو چھوڑو گے آخر دستو
 زندگی ہی میں اسے تم چھوڑ دو
 دل ہے جس کا گھر اُسے آنے تو دو
 گھر نہیں جن کا اُنہیں جانے تو دو
 خالق عالم ہو دل میں آشکار

دیکھنا پھر دل کے عالم کی بہار
 اہل دل کے دردِ دل کا گلستاں
 درسِ گاہِ غم برائے عاشقاں
 شرحِ غم بھی مجھ سے سن لو دوستو
 ہاں مگر پہلے کیلجہ سہتا م لو
 ہاں مگر جس کو خدائے پاک دے
 دردِ دل بہرِ دلِ غمناک دے
 دوستو یہ غمِ غمِ دنیا نہیں
 یہ وہ غم ہے جو نہیں ملتا کہیں
 مست کرتا ہے جو جانِ انبیاء
 ہے وہی غم تو ہمارا مدعا

سینہ جو اس درد سے اپنا بھرے
 کیوں نہ پھر حق پر جئے حق پر مرے
 زندگی بے دوست کیا ہے زندگی
 زندگی بے بندگی شرمندگی

بد نظری اور عشقِ مجازی سے نجات حاصل کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کا
 دلی بننے کا طریقہ ۴ اجزا سے مرکب ہے
 (۱) تقویٰ حاصل کرنا۔

(۲) کسی متقی بندے کی صحبت میں بار بار حاضری دینا بلکہ کچھ دن
 کے لئے رہ پڑنا جس کی کم از کم مدت ۴۰ دن ہے اور زیادہ سے
 زیادہ ۶ ماہ ہے اور اگر اتنی فرصت نہ ہو تو جتنا وقت مل سکے

غنیمت سمجھے اور متقی بندہ سے مراد وہ مرشد کامل ہے جو کسی شیخ
کامل کا اجازت یافتہ ہو۔

(۲) اس متقی بندے کی صحبت کا نفع موقوف ہے اس بات پر کہ اپنا
سب حال اس سے کہا جاوے پھر جو مشورہ اس کی جانب سے ملے
اس کی اتباع کی جاوے۔

چار شرطیں لازمی ہیں استفادہ کے لئے
اطلاع - اتباع - اعتماد - انعقاد

(۴) شیخ کامل کے مشوروں پر عمل کرنے میں جو مجاہدات پیش آئیں
ان کو برداشت کرنا بس چند دن یہ مجاہدات ہیں پھر ہنسنا ہی
ہنسنا ہے۔

چند روزے جہد کن باقی بخند

حکایت | ہمارے مرشدنا حضرت مولانا شاہ ابراہیم صاحب
دامت برکاتہم نے ایک مرید کو جو بد نظری کی سخت
بیماری میں مبتلا تھے، کپڑے کی دکان کرتے تھے ہر بد نظری پر ۵ روپیہ
جرمانہ مقرر فرمایا اور تحریر فرمایا کہ یہ جرمانہ خود نہ ادا کرنا بلکہ ہر دوئی
مجلس دعوتہ الحق میں بھیج دینا خود خرچ کرنے میں نفع نہ ہوگا۔ بس یہ
علاج ایسا مفید ہوا کہ دس دن کے بعد ان کا خط آیا کہ دس دن کے
اندر ایک بھی يد ننگا ہی نہ ہوئی۔ اللہ والوں کے مشوروں میں برکت
ہے خود سے آدمی یہی جرمانہ مقرر کر لے تو نفع نہ ہوگا۔ عادتہ الشر یہی ہے کہ
جب کوئی صاحب نسبت شیخ کامل سے علاج کرایا جاتا ہے تو نفع ہوتا ہے
حق تعالیٰ جو تدبیر بھی اُس کے قلم سے یا زبان سے بیان کرادیں وہ لہما

سے ہوتا ہے اس کے اندر برکت ہوتی ہے بلکہ بعض وقت کرامت کے طور پر وہ نسخہ تیر بہدف ہوتا ہے اور اولیاء سے کرامت کا صدر ثابت بالنصوص ہے۔

حکایت | ایک شخص نہایت بدکار، بدنظر تھا شہوت کے گناہوں میں رات دن غرق تھا پھر کسی اللہ والے سے اصلاح نفس کی توفیق ہوئی۔ پہلے ان کو سب بُرا بُرا کہتے تھے ذلیل پھرتے تھے اور اصلاح و حصول تقویٰ کے بعد وہی مخلوق ان کی عزت کرنے لگی۔ اُن سے دعا کرنے لگی کیونکہ جس نہر میں پانی آجاتا ہے اس کی شان ہی اور ہوتی ہے۔ دور سے اس کے قریب کی ٹھنڈک بتا دیتی ہے کہ یہ پانی سے لبریز نہر ہے برعکس جو نہر خالی اور خشک ہو وہاں خاک اڑتی ہے اسی طرح جو دل حق تعالیٰ کی محبت کے درد سے خالی اور محروم ہوتا ہے وہ اُجڑا ہوا ویرانہ ہوتا ہے صحرائے خشک ہوتا ہے اور جس دل میں حق تعالیٰ کا خاص نور آجاتا ہے وہ تعلق مع اللہ کی برکتوں سے ہر ابھرا اور گلستان ہوتا ہے اس کے اندر وہ سکون ہوتا ہے جو سلاطین کو بھی خواب میں میسر نہیں مولانا رومیؒ نے بیان فرمایا ہے۔

باز آمد آب من در جوئے من

باز آمد شاہ من در کوئے من

ترجمہ:- میری نہر میں پھر میرا پانی آگیا اور میری گلی میں پھر میرا شاہ آگیا۔

بہر حال تقویٰ کی برکت سے اُن صاحب کی وہی مخلوق عزت کرنے لگی جو اُن کے فسق و فجور سے اُن کو ذلیل سمجھتی تھی اور ان پر تبصرہ کیا کرتی

تھی اور یہ چونکہ ولی ہونے والے تھے اس لئے کہا کرتے تھے ہ
میرے حال پر تبصیرہ کرنے والو

تمہیں بھی اگر عشق یہ دن دکھائے

ایک دن وہ بھی آیا کہ ان کو ان کے شیخ کامل نے اجازت بیعت بھی عطا
کردی اور ان سے دوسروں کو فیض ہونے لگا اُس وقت انہوں نے
اپنے شیخ کا شکر یہ اس طرح ادا کیا جس کو احقر نے منظوم کر دیا ہے۔

مری رسوائیوں پر آسماں رو یا زیں روئی

مری ذلت کا لیکن آپ نے نقشہ بدل ڈالا

بہت مشکل تھا میرے نفس امارہ کا چت ہونا

ترمی تدبیر الہامی نے اسکا سر کچل ڈالا

اسی مضمون کو احقر نے چند اشعار میں یوں عرض کیا ہے جو ایک دوست
سید صاحب کے بارے میں ہے۔

خوب رویوں سے ملا کرتے تھے میر

اب ملا کرتے ہیں اہل اللہ سے

مت کرے تحقیق کوئی میر کی

رابطہ رکھتے ہیں اب اللہ سے

چند اقوال مبارکہ بابت عشق مع الامارہ

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی امر پر نظر مت جماؤ۔ (حدیث)

② حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہزادوں سے بچو کہ یہ دو شیرازہ
رہکیوں سے اشد قتنہ ہے۔

③ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی عالم پر کسی درندے
اتنا نہیں ڈرتا جتنا کہ مرد سے ڈرتا ہوں۔

④ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کے ساتھ
ایک شیطان ہوتا ہے اور مرد کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں۔

⑤ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ کسی
عابد پر شیر کا رُخ کرنا اتنا خوفناک نہیں سمجھتا جتنا کہ غلامِ مرد کا
خوف کرتا ہوں

⑥ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر بد نظری سے ایک تیز شیطان کا لگتا ہے
اب اگر دوسری مرتبہ اس خیال سے دیکھے گا کہ دوسری بار اچھی طرح دیکھ
کر خوب دل کو تسلی دیدیں تاکہ یہ خلش ختم ہو جاوے تو یہ حماقت ہے
خلش ختم ہونے کے بجائے اور اضافہ ہو گا کیونکہ ایک تیز کے بعد دوسرا
تیز کھانا زخم کو گہرا کرتا ہے زخم کو بھرتا نہیں ہے۔ خوب سمجھ لیجئے۔
خلاصہ یہ کہ سے

گر گریہ زری بر امید راحتے

زاں طرف ہم پیشت آید آفتے

بیج کینجے بے ددو بے دام نیست

جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جہاں بھی راحت کی امید پر جاؤ گے وہاں
آفت ہی آفت پاؤ گے کوئی گوشہ بے پریشانی وقتنہ نہیں سوائے اسکے

کہ آرام صرف خلوت میں حق تعالیٰ شانہ کی یاد میں ہے سے
 خدا کی یاد میں بیٹھے جو سبکے بے غرض ہو کر
 تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تخت سلیمان تھا
 پھرتا ہوں دل میں یار کو ہماں کئے ہوئے
 روئے زمیں کو کوچہ جاناں کئے ہوئے

باب دوم

جہالت کی بیماری

حدیث برا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے
 اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے (اللہ کی رحمت سے دور ہے) مگر
 اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم
 (ترمذی دا بن ماجہ)

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے ذکر میں جو چیزیں معین ہوں مثلاً کھانا پینا
 لباس اور زندگی کے تمام اسباب ضروریہ سب ذکر کے قریب ہیں اور
 اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قرب سے تمام عبادتیں اس میں شامل ہیں اور
 دونوں صورتوں میں علم ان میں خود داخل ہے اس وجہ سے کہ علم ہی
 اللہ تعالیٰ کے ذکر کے قریب لے جاتا ہے بغیر علم کے خدا کو پہچانتا ممکن نہیں
 لیکن علم کی اتنی ضرورت اور اہمیت کے باوجود عالم اور طالب علم کو علیحدہ
 اہتمام کی وجہ سے بیان فرمایا کہ امت کو معلوم ہو کہ علم دین بہت بڑی

دولت ہے (اصل علم علم دین ہے اور اس کے علاوہ تمام علوم فنون ہیں) ایک حدیث میں ہے کہ علم کا صرف اللہ کے لئے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے اور علم کی تلاش میں کہیں جانا عبادت ہے اور علم کا یاد کرنا تسبیح ہے۔ تحقیقات علمیہ کے لئے بحث کرنا جہاد ہے اور پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے یہاں قربت ہے اس لئے کہ علم جائز ناجائز کے پہچاننے کی علامت ہے اور جنت کے راستوں کا نشان ہے وحشت میں جی بہلانے کا سامان ہے اور سفر کا ساتھی ہے (سفر میں کتاب کا مطالعہ) تنہائی کا ایک ہمکلام دوست ہے۔ خوشی اور رنج میں دلیل ہے دشمنوں پر ہتھیار ہے۔ دوستوں کے لئے حق تعالیٰ شانہ اسکی وجہ سے ایک جماعت علماء کو بلند مرتبہ کرتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور ایسے امام ہوتے ہیں کہ انکے نشان قدم پر چلا جائے اور ان کے افعال کی اتباع کی جائے۔ انکی رائے کی طرف رجوع کیا جائے فرشتے ان سے دوستی کرنے کی رغبت کرتے ہیں فرشتے اپنے پروں کو برکت حاصل کرنے کے لئے یا محبت کے طور پر ان پر ملتے ہیں اور ہر تر و خشک چیز دنیا کی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمند کی مچھلیاں اور جنگل کے درندے اور چوپائے اور زہریلے جانور (سانپ وغیرہ تک) بھی دعائے مغفرت کرتے ہیں اور یہ سب اس لئے کہ علم دلوں کی روشنی ہے آنکھوں کا نور ہے علم کی وجہ سے بندہ امت کے بہترین افراد تک پہنچ جاتا ہے دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کر لیتا ہے اسکا مطالعہ روزوں کے برابر ہے اس کا یاد کرنا تہجد کے برابر ہے اسی سے رشتے جوڑے جاتے ہیں اور اسی سے حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے۔

وہ علم کا امام ہے اور عمل کا امام ہے اور عمل اس کا تابع ہے سعید لوگوں کو اس کا اہتمام کیا جاتا ہے اور بد بخت اس سے محروم رہتے ہیں۔

(از فضائل ذکر شیخ الحدیث دامت برکاتہم)

حدیث ۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد (غیر عالم) پر ایسی ہے جیسے کہ ہماری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ اور تمام آسمانوں اور زمین پر بسنے والے حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندروں میں دعائے رحمت کرتے ہیں ان لوگوں پر جو لوگوں کو علم دین سکھاتے ہیں۔
(مجمع الفوائد کتاب العلم)

حدیث ۳ ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے سخت ہوتا ہے
(ترمذی)

حدیث ۴ تین قسم کے لوگ ہیں کہ جس کے ساتھ امانت و حقارت کا معاملہ کوئی نہیں کرتا سوائے منافق کے۔

ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم، تیسرا امام عادل
(مجمع الفوائد)

فائدہ۔ یعنی ان لوگوں کا اکرام ایمان کی علامت ہے اور امانت نفاق کی علامت ہے۔

حدیث ۵ جس نے کسی کو علم سکھایا اس کے عمل کا ثواب بھی سکھانے والے کو ملے گا اور اس عمل کرنے والے کے ثواب سے کوئی کمی بھی نہ کی جائے گی۔
(مجمع الفوائد)

حدیث ۶ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (مجمع الفوائد)

حدیث کے جب جنت کی کیاریوں سے گذرو تو خوب کھپتی لیا کرو
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاریاں کیا ہیں ؟
ارشاد فرمایا علما کی مجالس (جمع الفوائد)

حدیث ۸۷ عالم کو اپنے علم پر خاموشی جائز نہیں اور جاہل کو اپنے
جہل پر خاموشی جائز نہیں (یعنی جاہل کو عالم سے سوالات کر کے علم
سیکھنا چاہئے) جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر
سے سوال کرتے رہو اور اہل ذکر سے مراد اہل علم ہیں (جمع الفوائد)
حدیث ۹۰ جو شخص علم کو رخصتے حق کے لئے نہ حاصل کرے (بلکہ
دنیوی اغراض کے لئے علم دین سیکھے یعنی صرف دنیا کمانا مقصود
ہو اور لوگوں سے جاہ و عزت حاصل کرنا مقصود ہو) تو وہ اپنا ٹھکانہ
جہنم میں بنائے۔

فائدہ :- علم دین سیکھنے والوں کے لئے اس حدیث سے اخلاص
نیت کا سبق ملتا ہے۔

تیسرا باب غصہ کے بیان میں

وَالْكٰذِبِيْنَ الْغٰثِيْنَ وَالْعٰفِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ
حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جو غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کی خطاؤں
کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب
رکھتا ہے۔

حکایت | حضرت علی بن حسینؑ کی باندی سے آپ کے اوپر گرم پانی گر گیا آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا باندی نے

تلاوت کی وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظِؕ آپ کے چہرے سے اس آیت کو سنتے ہی غصہ کا رنگ ختم ہو گیا پھر اس نے پڑھا وَالْعٰرِفِيْنَ عَنِ النَّاسِ آپ نے فرمایا کہ معاف کر دیا پھر اس نے پڑھا وَاللّٰهُ يَجِبُ الْمُحْسِنِيْنَ آپ نے فرمایا جا تجھے آزاد بھی کر دیا غصہ میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ انجام اور نتیجہ سوچنے کا ہوش نہیں رہتا۔ اس لئے ہاتھ اور زبان سے ایسی نامناسب

حرکتیں انسان سے صادر ہو جاتی ہیں جس سے قتل۔ خون۔ بے عزتی اور بسا اوقات گھر کے گھر اُجر جاتے ہیں۔ اور نہ جانے کتنی قیمتی جانیں اور مال و اسباب تباہ ہو جاتے ہیں اور کتنی مقدمہ بازیوں نے دل کا سکون اور رات کی نیند حرام کر رکھی ہے۔ جس سے دنیا کی ترقی اور آخرت کی تیاری کے لئے وقت اور فراغ اور اطمینان قلب بھی میسر نہیں ہوتا۔ غصہ کی تباہ کاریوں سے کتنے بچے یتیم اور بیویاں بیوہ اور گھروں کے چراغ بجھ گئے۔ اس خطرناک بیماری کی فکر نہایت ضروری ہے غصہ سے مغلوب ہونا اور مخلوق خدا کو ستانا نہایت درجہ بد بختی اور شقاوت اور سنگدلی ہے۔ بزرگوں کا طریقہ تو یہ رہا ہے کہ جس نے ستایا اس کو معاف کر دیا اور اس کے لئے دعا کا بھی معمول رکھا۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب کا عجیب نافع شعر ہے ۵

جو رو ستم سے جس نے کیا دل کو پاش پاش

احمد نے اس کو بھی تہہ دل سے دعا دیا

حضرت مولانا رومیؒ کے سامنے دو آدمی لڑ رہے تھے ایک نے کہا اگر ایک

کہے گا تو مجھ سے دس سنے گا۔ مولانا نے فرمایا ہم کو ایک ہزار کہہ لو اور ہم سے ایک بھی نہ سنو گے بس دونوں پاؤں میں گر گئے اور توبہ کی صلح کر لی۔

علاج | سب سے پہلے یہ کرے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے سامنے سے ہٹا دے اگر وہ نہ بیٹے تو خود ہٹ جائے پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصور وار ہے اس سے زیادہ میں خدائے تعالیٰ کا قصور وار ہوں۔ اور جس طرح میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا قصور معاف کر دیں مجھ کو بھی چاہئے کہ میں اس کا قصور معاف کر دوں اور زبان سے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بار بار پڑھتا رہے اور پانی پی لے اور وضو کر لے۔ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے پھر جب عقل ٹھکلنے ہو جائے اس وقت بھی اگر قصور پر سزا دینی مناسب معلوم ہو مثلاً سزا دینے میں قصور وار کی بھلائی ہو جیسے اپنی اولاد ہے کہ اس کی اصلاح فرد کی ہے یا کسی مظلوم کی مدد کرنی ہے اور اس کی طرف سے بدلہ لینا ہے تو اول خوب سمجھ لے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہئے۔ جب اچھی طرح شریعت کے مطابق تسلی ہو جائے تو اسی قدر سزا دیدے چند روز اسی طرح کرنے سے غصہ قابو میں آ جاوے گا۔

حکایت | ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ایک خادم کو ڈانٹ رہے تھے اس نے کہا معاف کر دیجئے شیخ نے فرمایا کہ کتنی مرتبہ معاف کروں تم تو بار بار غلطیاں کرتے ہو میں تمہاری کتنی غلطیوں کو بھگتوں۔ حضرت مولانا ایسا صاحب بھیات تھے پاس بیٹھے تھے کان میں حضرت شیخ کے فرمایا کہ مولانا جتنا اپنا قیامت کے دن بھگتوانا ہوا اتنا یہاں بھگت لو۔ عجیب اصلاح کا عنوان ہے اور نہایت

موت ہے جس پر غصہ آئے یہ بات یاد کر لے انشاء اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی توفیق ہو جاوے گی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اپنے بھانجہ حضرت مسطون پر غصہ آیا اور آپ نے غصہ میں قسم کھائی کہ اس کی جو مالی امداد کیا کرتا تھا اب نہ کروں گا تو قرآن میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اصلاح کے لئے یہ حکم نازل ہوا۔ وَلَا يَأْتِلْ أَوْلِيَا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَفُودٌ رَحِيمٌ ﴿۱۸﴾ (سورہ نور)

یعنی تم میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی بزرگی اور دنیا کی وسعت دی ہے انہیں لائق نہیں کہ ایسی قسم کھائیں ان کا ظرف بہت بڑا اور ان کے اخلاق بہت بلند ہونے چاہئے۔ بڑی جو انمردی تو یہ ہے کہ بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیا جائے، محتاج رشتہ داروں اور خدا کے لئے وطن چھوڑنے والوں کی اعانت سے دستکش ہو جانا۔ بزرگوں اور بہادروں کا کام نہیں اگر قسم کھالی ہے تو ایسی قسم کو پورا مت کرو اس کا کفارہ ادا کرو تمہاری شان یہ ہونی چاہئے کہ خطا کاروں سے اغماض اور درگزر کرو ایسا کرو گے تو حق تعالیٰ تمہاری کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں گے کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ حق تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف فرمادیں اور اگر تم یہ خواہش رکھتے ہو تو تمہیں حق تعالیٰ کے بندوں کی خطائیں معاف کرنا چاہئے تاکہ اس کے صلہ میں ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں۔ حدیث شریف میں روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کو سنا۔

أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ

رکھا تم نہیں چاہتے اللہ تعالیٰ

تم کو معاف کر دیں) تو فوراً کہا بلی یَا رَبَّنَا اِنَّا نَحِبُّكَ بے شک اے پروردگار ہم ضرور چاہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ کہا وَاللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ خُذْ كِي قِسْمٍ مِّنْ مَّحْبُوْبٍ رَّكَّهْتَا هُمُوْلَ كِه اللّٰهُ تَعَالٰی مِیْرَى مَنفَرْتِ فِرْمَادِیْنَ یِهْ كِهْ كِهْر حَضْرَتِ صَدِیْقِ اَكْبَرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ نَعْنِیْ حَضْرَتِ مَسْطُوْمِ كِی اَمْدَادُ كُو بَدَسْتُ وَرُصْرَفْ جَارِیْ هِیْ نَهْیْسْ فِرْمَا یَا بَلَكِهْ بَعْضُ رُوَایْتِ كِهْ مَطَابِقِ پَهْلے سَهْ دُكْنِیْ كِر دِیْ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

اللّٰهُ تَعَالٰی نَعْنِیْ اَوْلِیَاءَ (مُتَّقِیْنَ) كِی شَانِ مِیْنَ یِهْ فِرْمَا یَا بَعْنِیْ
 اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّاءِ وَالصَّرَّاءِ وَ اَلْكُفْرِیْمِیْنَ اَلْعِیْطِ
 وَ اَلْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۷﴾ (پہرے رُكُوْعِ ۵۷)

متقین بندے وہ ہیں جو خوشی اور عیش میں بھی اور تکلیف و تنگی میں بھی خرچ کرتے ہیں (یعنی کسی حالت میں بھی خدا کو نہیں بھولتے) اور غصّہ کو پی جاتے ہیں اور مزید یہ کہ لوگوں کی خطاؤں کو معاف بھی کر دیتے ہیں اور نہ صرف معاف کر دیتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان اور نیکی سے پیش آتے ہیں اب تبلیغ دین مصنفہ امام غزالیؒ سے تین احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ جن کا بار بار مطالعہ کرنا چاہئے۔

۱۔ حدیث پاک میں ہے کہ پہلوان وہ نہیں جو اپنے دشمن کو بچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو اپنے غصّہ پر غالب آجائے اور غصّہ کو بچھاڑ دے۔

۲۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر گھونٹ جو مسلمان پیتا ہے غصّہ کا گھونٹ ہے۔

۳۔ تیسری حدیث میں ہے کہ جس مسلمان کو اپنی بی بی بچوں یا ایسے لوگوں پر غصّہ آئے جن پر اپنا غصّہ اتار سکتا ہے اور کپھر وہ ضبط کر لے

اور تحمل سے کام لے تو حق تعالیٰ اس کا قلب امن اور ایمان سے بھر دیگا۔
 غصے کے مریض کے لئے ان آیات کریمہ کو لکھ کر گٹھے میں ڈالنا اور ان کو
 زعفران سے لکھ کر شستری پر عرق گلاب یا پانی سے دھو کر ۴۰ دن تک
 پلانا مجرب ہے آیات کریمہ یہ ہیں -

وَالْكٰظِمِيْنَ الْعَيْنِ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
 دیارہ ۴۰. سورۃ آل عمران

ح

کسی کے عیش اور آرام کو دیکھ کر دل کو صدمہ، رنج اور جلن ہونا اور
 اس کے آرام و عیش کی نعمت کے ختم ہو جانے کو پسند کرنا حسد کہلاتا ہے
 جو حرام ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حسد نیکیوں کو
 اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

البتہ ایسے شخص پر حسد جائز ہے جو خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کو نافرمانی
 میں خرچ کر رہا ہو اس کے مال کے زوال کی تمنا کرنا گناہ نہیں کیونکہ
 یہاں دراصل اس معصیت کے بند ہونے کی تمنا ہے۔ حسد دراصل
 فیصلہ الہی سے ناگواری کا نام ہے کہ بتائے اس کو خدائے تعالیٰ کیوں نعمتیں
 دے رہے ہیں۔ اور اس کی نعمتوں کی تباہی سے دل خوش ہو اور اگر کسی کی
 نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ ہم کو بھی حق تعالیٰ اپنی رحمت سے عطا فرمادیں
 تو اس میں کوئی حرج نہیں اس کو غیبطہ کہتے ہیں حسد سے دینی نقصان یہ
 ہے کہ سب نیکیاں ضائع ہو جائے گی اور دنیا کا نقصان یہ ہے کہ عاصد کا
 دل ہر وقت رنج و غم میں جلتا رہتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے ایک شخص نے حسد کی
 بیماری کا علاج دریافت کیا آپ نے تحریر فرمایا کہ تین ہفتہ

علاج

یہ عمل کر کے پھر اطلاع کرو۔

(نوٹ) یہ مضمون احقر نے حضرت مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے سنا ہے۔

- ۱- جس پر حسد ہو اس کے لیے ہر روز دُعا کا معمول بنالینا۔
- ۲- اپنی مجالس میں اس کی تعریف کرنا ۳- گاہ گاہ ہدیہ اور تحفہ بھیجنا۔
- ۴- ناشتہ یا کھانے کی گاہ بگاہ دعوت کرنا۔
- ۵- جب سفر کرنا ہو تو ان سے ملاقات کر کے جانا اور واپسی پر کوئی تحفہ ان کے لیے بھی لانا۔

تین ہفتہ کے بعد لکھا کہ حضرت میری بیماری حسد کی آدھی ختم ہو گئی تھی۔ فرمایا کہ تین ہفتہ پھر یہی نسخہ استعمال کریں تین ہفتہ کے بعد لکھا کہ حضرت اب تو بجائے نفرت اور جلن کے ان کی محبت معلوم ہونے لگی ہے یہ دوا تلخ تو ہوتی ہے لیکن حلق سے اتارنے کے بعد کیسا دل کو چین عطا ہوا اور نہ تمام زندگی حسد کی آگ سے تباہ رہتی اور سکون و چین، سب چھین جاتا اور آخرت الگ تباہ ہوتی۔

حسد کی اصلاح کے بارے میں حضرت مولانا محمد احمد صاحب پر تباہ گدھی دامت برکاتہم کے دو شعر ملاحظہ ہو۔

حسد کی آگ میں کیوں جل رہے ہو
 کھٹ افسوس تم کیوں مل رہے ہو
 خدا کے فیصلے سے کیوں ہونا راض
 جہنم کی طرف کیوں چل رہے ہو

از صدائے غیب

(مؤلفہ احقر اختر عقی عنہ)

چوتھا باب تکبر

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تکبر کرنے والے کا ٹھکانہ بہت بُرا ہے کبریائی خاص میری چادر ہے پس جو شخص بھی اس میں شریک ہونا چاہے گا اسے قتل کر دوں گا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا۔

تکبر کس کو کہتے ہیں؟ حدیث پاک میں تکبر غمط الناس اور بظرا الحق کا نام ہے یعنی لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق بات کو قبول کرنے سے اعراض اور انکار کرنا۔ تکبر کرنے والا تواضع سے محروم رہتا ہے اور حسد و غصہ سے نجات نہیں پاتا یا کاری کا ترک اور نرمی کا برتاؤ اس کو دشوار ہوتا ہے اپنی عظمت اور بڑائی کے نشہ میں مست رہتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب بندہ رضائے حق کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے (جیسا کہ من تواضع للہ کے اندر حرف لام سے ظاہر ہے) تو یہ شخص اپنے دل میں خود کو کتر اور حقیر سمجھتا ہے اور مخلوق کی نظر میں اس کو اللہ تعالیٰ بلند میاں اور عزت عطا فرماتے ہیں اسی طرح جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے تو وہ اپنی نظر میں تو بڑا ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نظر میں ذلیل کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ سورا اور کتے سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

اپنے گناہوں کو سوچا کرے اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور محاسبہ کا دھیان رکھے جب اپنی فکر میں پڑے گا دوسروں کی تحقیر

علاج

تنقید اور تبصرہ سے بچے گا۔ جیسے کورمھی کسی زکام کے مریض کو حقیر نہیں سمجھتا اسی طرح اپنی روحانی اور قلبی بیماری کو شدید سمجھے اور اپنے خاتمہ کے خوف سے لرزاں اور ترساں رہے۔ میرے مرشدؒ اس بیماری کی اصلاح کے لئے ایک حکایت بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک لڑکی کو شادی کے موقع پر اس کو خوب اچھے لباس اور زیور سے سجایا گیا۔ محلہ کی سہیلیوں نے تعریف شروع کی کہ بہن تم تو بڑی اچھی معلوم ہوتی ہو۔

اس نے رو کر کہا کہ ابھی تم لوگ بیکار تعریف کرتی ہو جب میرا شوہر مجھے دیکھ کر پسند کر لے اور اپنی خوشی کا اظہار کر دے تب وہ خوشی اصلی خوشی ہوگی معلوم نہیں اس کی نگاہ میں میری صورت کیسی معلوم ہوگی تمہاری نگاہوں کے فیصلے ہمارے لئے بیکار ہیں۔

پھر حضرت مرشدؒ فرماتے تھے کہ اس طرح بندہ کو مخلوق کی تعریف سے یا اپنی رائے سے خود کو اچھا اور بڑا نہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ میدان محشر میں حق تعالیٰ کی نظر سے ہمارے کیا فیصلے ہوں گے اس کی خبر ہم کو ابھی کچھ نہیں پھر کس منہ سے اپنے کو موت سے قبل اور حُسنِ خاتمہ سے قبل اپنے کو اچھا سمجھنے کا حق ہوگا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں

ایمان چوں سلامت بہ لب گور بریم احسنت بریں چستی و چالاکی ما
جب اسلام کو ہم قبر میں سلامتی سے لیجائیں گے پھر اپنی چستی اور شہیاری
پر خوشی منائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اولیائے کرام مرنے سے قبل
کبھی نازکی بات نہیں کرتے اور حُسنِ خاتمہ کی دعا کرتے رہتے ہیں اور دوسروں
سے بھی درخواست دعا کرتے رہتے ہیں۔ یہ بیوقوف لوگوں کا کام ہے۔

۱۔ یہ حضرت تھانویؒ کا ملفوظ ہے جس کو احقر نے اس شعر میں عرض کیا ہے۔

۲۔ نامناسب ہے اے دل ناداں اک جذامی ہنسے زکامی پر

جو اپنے بارے میں مالک کے فیصلہ کا انتظار کئے بغیر اپنے ہی فیصلہ سے یا مخلوق کی تعریف سے اپنے لیے بڑائی اور اچھائی کا فیصلہ کر بیٹھے ہیں۔

اپنے کو اچھا سمجھنا اور کسی کو حقیر نہ سمجھنا

عجب اور کبر کا فرق

عجب کہلاتا ہے اور اپنے کو اچھا سمجھنے کے

ساتھ دوسروں کو کمتر بھی سمجھنا تکبر کہلاتا ہے اور دونوں حرام ہیں۔ جب بندہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے تو حق تعالیٰ کی نظر میں عزت والا ہوتا ہے اور جب اپنی نظر میں اچھا اور بڑا ہوتا ہے تو حق تعالیٰ کی نظر میں حقیر اور ذلیل ہوتا ہے۔ “معاصی سے نفرت واجب ہے لیکن عاصی سے نفرت حرام ہے۔ اسی طرح کسی کافر کو بھی نگاہ حقارت سے نہ دیکھے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر مقدر ہو چکا ہو۔ البتہ اس کے کفر سے نفرت واجب ہے۔

بیچ کافر را بخوارسی منگرید

کہ مسلمان بودنش باشد امید (ردمی)

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ میں اپنے کو تمام مسلمانوں سے فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے کتر فی المال سمجھتا ہوں یعنی موجودہ حالت میں ہر مسلمان مجھ سے اچھا ہے اور خاتمہ کے اعتبار سے کہ نہ معلوم کیا ہو اپنے کو کفار سے بھی کمتر سمجھتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول ہے کہ مومن کامل نہ ہو گا جب تک کہ اپنے کو بہائم اور کفار سے بھی کمتر نہ جائے گا۔

جب حق تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ چاہے تو بڑے سے بڑے گناہ کو بدون سزا معاف فرمادے اور چاہے تو چھوٹے گناہ پر گرفت کر کے عذاب میں پکڑے تو پھر کس منہ سے آدمی اپنے کو بڑا سمجھے اور کیسے کسی مسلمان کو خواہ وہ کتنا ہی گنہگار ہو حقیر سمجھے۔ حضرت سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں

ازیں بر ملائک شرف داشتند

کہ خورا بہ ار سگ نہ پنداشتند

اللہ والے اس سبب سے فرشتوں پر شرف و عزت میں بازی لیجاتے ہیں کہ خود کو کتے سے بھی بہتر نہیں سمجھتے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ولایت و قرب کو حق تعالیٰ نے بندوں میں مخفی رکھا ہے لہذا کسی بندہ کو خواہ کیسا ہی گنہگار ہو حقیر نہ جانو کیا خبر کہ شاید یہی بندہ علم الہی میں ولی ہو اور اس کی ولایت کسی وقت کبھی تو یہ صادقہ اور اتباع سنت کی صورت میں ظاہر ہو جاوے۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ بعض بندے زندگی بھر رند بادہ نوش مست و خراب بادہ اور فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں اور اچانک ان میں تبدیلی آجاتی ہے اور توبہ کر کے پاک و صاف ہو جاتے ہیں جیسے کوئی شاہزادہ حسین جس کے منہ پر کالک لگی ہو اور اچانک صابن سے نہا دھو کر چاند کی طرح روشن چہرہ والا ہو جاوے۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا گبر صد سالہ ہو نخر او لیاہ

حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں انسان اپنے وجود میں دو مرتبہ کس قدر گندے راستے سے گذرتا ہے ایک مرتبہ باپ کے پیشاب کی نالی سے لطفہ کی شکل میں ماں کے شکم میں گیا اور دوسری مرتبہ ماں کے رحم سے ناپاک راہ سے وجود میں آیا پھر تکبر کیسے زیبا ہو گا۔

بڑے بڑے متکبر یا شاہوں کا موت، قبر میں کیا حال کرتی ہے اور کس طرح لاکھوں کیڑوں کی غذا بنتی ہے۔

جس طرح امتحان کا نتیجہ سننے سے قبل اپنے کو بڑا اور کامیاب سمجھنے

والا طالب علم بے وقوف ہے اسی طرح میدان محشر میں اپنا فیصلہ سننے سے قبل دنیا میں اپنے کو کسی سے افضل سمجھنا اور بڑا سمجھنا حماقت ہے حضرت علامہ سید سلیمان صاحب کا خوب شعر ہے ۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے دناں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے
ایک شخص کا گھوڑا شریار اور عیب دار تھا کسی دلال سے کہا کہ فروخت
کر دے اس نے بازار میں خوب تعریف کی ۔ اس بے وقوف نے اس تعریف
کو صحیح سمجھ کر کہا اب نہ فروخت کروں گا ۔ میرا گھوڑا مجھے دید و اس نے کہا
زندگی بھر کا اپنا تجربہ میری جھوٹی تعریف سے جو محض بیچنے کے لیے ہے ۔
بھول گئے ۔ یہی حال ہمارا ہے کہ ہر وقت اپنے نفس کی شرارت اور خباثت
اور گناہوں کے تقاضوں کو جانتے ہوئے جہاں کسی نے ذرا تعریف کر دی
کہ حضرت آپ ایسے ہیں بس حضرت کی کانشہ چڑھ گیا اور اپنے نفس کو بھول
گئے اللہ والے ایسے وقت اور شرمندہ ہو جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی بارگاہ
میں اس کی ستاری کا شکر ادا کرتے ہیں ۔ حضرت حاجی صاحبؒ مہاجر کی
کا ارشاد ہے کہ جو لوگ مجھ سے محبت اور عقیدت رکھتے ہیں یہ سب حق تعالیٰ
کی ستاری ہے ورنہ اگر وہ ہمارے اترے پترے کھول دیں تو سب معتقدین
راہ فرار اختیار کریں پس مخلوق کا حسن ظن بھی حق تعالیٰ کا انعام ہے ۔ اور
اپنے کو کمتر اور حقیر سمجھنا درجہ یقین میں ایک یقین حقیقت کو تسلیم کرنا ہے
اور عبدیت کا ملہ کے لوازم سے ہے ۔

پانچواں باب

ریا (دکھاوا)

ریا کہتے ہیں کسی عبادت اور نیکی کو کسی شخص کو دکھانے کے لیے کیا جاوے اور اس سے کوئی ذمیوی غرض اور اس سے مال یا جاہ حاصل کرنے کی نیت ہو۔ لیکن اگر اپنے استاد یا مرشد یا کسی بزرگ کو اس نیت سے اچھی آواز بنا کر قرآن پاک سنائے کہ ان کا دل خوش ہو گا تو یہ ریا نہیں جیسا کہ روایت حدیث کی موجود ہے کہ ایک صحابیؓ کا قرآن رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور دن میں ان کو مطلع فرما کر اظہار مسرت فرمایا تو ان صحابیؓ نے عرض کیا کہ اگر ہم کو علم ہوتا کہ آپؐ سن رہے ہیں تو میں اور عمدہ تلاوت کرتا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سکوت فرمانا اور نکیر نہ فرمانا مدلول مذکور کے لیے دلیل ہے۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اعمال خیر (رضائے حق کے لئے) کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں (تو آپؐ کی کیا رائے ہے) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ **تَذَكُّ عَاجِلٌ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ** یہ مومن کی جلد ملنے والی بشارت ہے۔ یعنی یہ دنیا کا انعام ہے آخرت کا انعام اس سے الگ ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ لوگوں کے دیکھ لینے کے خوف سے اپنا نیک عمل ہی چھوڑ دیتے ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ محققین مشائخ نے فرمایا کہ نیک عمل جس طرح مخلوق

کے لئے کرنا ریبا ہے اسی طرح مخلوق کے خوف سے یعنی ریا کے خوف سے کسی عمل خیر کا ترک کرنا بھی ریا ہے۔ پس جس معمول کا جو وقت ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے اسی وقت کرنے کسی کے دیکھنے نہ دیکھنے کی ہرگز پروا نہ کرے ریا ایسی بلا نہیں ہے جو بدون نیت اور ارادہ خود بخود کسی کو چپٹ جائے جب تک دکھاوے کی نیت نہ ہو اور نیت بھی غرض دنیا کی ہو تب ریا ہوتی ہے اور اگر نیت تو رضائے حق کی ہے مگر پھر دل میں وسوسہ آتا ہے کہ شاید اس عبادت سے ریاکاری کر رہا ہوں تو یہ وسوسہ ریا ہے جس کی ہرگز پروا نہ کرے اور نہ پریشان ہو ورنہ شیطان وسوسہ ڈال کر اس عمل خیر سے محروم کر دے گا یعنی خوف ریا پیدا کر کے آپ کو اس عمل ہی سے روک دے گا حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اس کی عجیب مثال دی ہے کہ آئینہ کے اوپر جب مکھی بیٹھتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکھی آئینہ کے اندر بھی موجود ہے حالانکہ وہ باہر بیٹھی ہوتی ہے اس طرح سالک کے قلب کے باہر شیطان ریا کا وسوسہ ڈالتا ہے اور سالک سمجھتا ہے ہائے یہ تو میرے قلب کے اندر ہے پس اس کو ریا نہ سمجھے بلکہ وسوسہ ریا سمجھے۔ اور بے فکری سے کام میں لگا رہے۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے گھر میں نماز پڑھ رہا تھا کہ چانک میرے پاس آدمی آگیا اور مجھے یہ حالت پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا۔

آپ نے ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھ پر رحم کرے تیرے لئے دو اجر ہیں ایک اجر پوشیدہ کا ایک اجر علانیہ کا۔ اس حدیث سے کس قدر عابدین کے لئے بشارت ہے۔ کبھی اپنی عبادت کا اظہار جاہ کیلئے

ہوتا ہے یہ بھی بدترین ریا ہے مثلاً اجاب کے حلقے میں یہ کہنا کہ آج تہجد میں بہت لطف آیا اور خوب رونا آیا۔ اور بہت سویرے آنکھ کھل گئی یہ باتیں سوائے اپنے مرشد کے کسی کے رو برو نہ کہنا چاہئے۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ایک صاحب نے دو حج کئے تھے اور ایک جملہ سے دونوں حج کا ثواب ضائع کر دیا اور وہ اس طرح کہ ایک جہان کے لئے کہا کہ اے ملازم تو اس صراحی سے اس کو پانی پلا جو میں نے دوسری بار حج میں مکہ شریف سے خریدی تھی۔

ریا کا علاج حصول اخلاص ہے اور حدیث پاک میں اخلاص

علاج

کی حقیقت یوں ارشاد ہے کہ عبادت اس دھیان سے کرے

کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ اگر ہم ان کو نہیں دیکھتے تو وہ تو ہمیں دیکھ ہی رہے ہیں۔ جب حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا دھیان ہو گا مخلوق کا خیال نہ آئے گا۔ اور یہ مراقبہ یعنی دھیان مشق کرنے سے دل میں قائم ہوتا ہے تھوڑی دیر خلوت میں بیٹھ کر یہ تصور جایا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ کچھ مدت تک اس طرح مشق سے استحضار حق آسان ہو جائے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اخلاص کا حصول اور ریا سے طہارت اہل اللہ کی صحبت

اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کئے بغیر عادتاً ناممکن ہے اسی لئے حضرت

تھانویؒ نے فرمایا کہ اصلاح نفس کے لئے مشائخ کا ملین میں سے جس سے

مناسبت ہو تعلق قائم کرنا فرض عین ہے کیونکہ مقدم فرض کا فرض ہونا ہے

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ جس نیک کام میں لگا ہے

ریا کے خوف سے ترک نہ کرے اپنی نیت درست کرے اور زیان سے بھی

کہہ لے کہ یا اللہ یہ نیک عمل آپ کی خوشنودی کے لئے کرتا ہوں پھر اگر

خدا خواستہ نفس کی شرارت سے یہ ریا بھی ہوگی تو چند دن میں یہ عادت
بن جائے گی۔ اس مضمون کو حضرت خواجہ صاحب نے اس شعر میں بیان
فرمایا ہے۔

وہ ریا جس پر تھے زاہد طعنہ زن
پہلے عادت پھر عبادت بن گئی

چھٹا باب

دنیا کی محبت کی بُرائی میں

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی (اختر)

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ آخرت سے غفلت کا سبب یہی دھوکہ کا
گھر ہے جو قبرستان میں سُلا کر ایک دن بے گھر رہتا ہے۔ اور موت کا کُرب
فکر سے مراقبہ کرنے سے دنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے۔ قبرستان
بھی گاہ نگاہ جا کر خوب غور سے سوچے کہ یہاں بوزے۔ جوان بچے۔ عورت
مرد۔ امیر۔ غریب حتیٰ کہ ذررا اور سلاطین بھی آج لیٹوں کی خوراک بن کر
بے نام و نشان ہو گئے۔

کنٹی بارجم نے بد دیکھا جن کا
جو قبر کہن ان کی اکھری تو دیکھا

معطر بدن تھا مشیق بدن نما
نہ عنصیر بدن تھا نہ تارِ لقمں تھا

(نذیر اکبر آبادی)

آ کر قضا با ہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامت حیات کو خاموش کر گئی

(اختر)

دنیا اور آخرت کا امتزاج اور ارتباط کا فلسفہ حضرت عارفِ رومیؒ
مشکلم امت نے یوں حل فرمایا ہے۔
آب اندر زیر کشتی پشتی است،

آب در کشتی ہلاک کشتی است۔

دنیا کی مثال پانی سے اور آخرت کی مثال کشتی سے دی ہے کہ جس طرح پانی
کے بغیر کشتی چل نہیں سکتی مگر شرابیہ ہے کہ یہ پانی نیچے رہے کشتی میں داخل
نہ ہو اگر پانی اندر داخل ہو تو یہی کشتی کی ہلاکت کا بھی سبب ہو گا جو نیچے
روانی کا سبب تھا۔ ٹھیک اسی طرح دنیا اگر دل کے باہر ہو اور دل میں
حق تعالیٰ کی محبت غالب ہو یعنی نعمت کی محبت سے نعمت دینے والے کی
محبت غالب ہو تو آخرت کی کشتی ٹھیک چلتی ہے اور اسی دنیا سے دین کی
خوب تیارسی ہوتی ہے اور اگر دنیا کی محبت کا پانی دل کے اندر گھس گیا یعنی
آخرت کی کشتی میں دنیا کا پانی داخل ہو گیا تو پھر دونوں جہاں کی تباہی کے
سوا کچھ نہیں دنیا کا نفع اور سکون بھی چھین جاوے گا جس طرح کشتی کے
غرق ہوتے وقت پھر وہ پانی کشتی کے لئے باعث سکون ہونے کے بجائے
باعث ہراس و تباہی ہو جاتا ہے، پس نافرمان انسان کے پاس یہ دنیا
سبب نافرمانی بن جاتی ہے اور اللہ والوں کے پاس یہ دنیا فرمانبرداری میں
صرت ہوتی ہے اور باعث سکون و چین ہوتی ہے۔

تعبیر ہے کہ دنیا کا پیدا کرنے والا تو دنیا کو قرآن میں دارا فرور
دعو کہ کا گھر، فرمائے اور ہم مخلوق ہو کر اس دعو کہ کے گھر سے دل لگائے
بیٹھے ہیں۔ حق تعالیٰ نے دنیا کی جبرت، اور حیات دنیا سے اطمینان اور خوشی
کا سبب آخرت پر عدم یقین ارشاد فرمایا ہے ورنہ آخرت، لی فکر کے ساتھ تو

ذکر الہی کے سوا کوئی چیز باعث اطمینان نہیں ہو سکتی۔ چوب بوسیدہ پر سہارا لگا کر کھڑا ہونا جس طرح حماقت ہے اسی طرح موت کے یقینی آنے کے باوجود دنیا کی لذتوں کو سہارۃ اطمینان بنانا بھی حماقت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی پیاری دعا مانگی کہ اے اللہ جب اہل دنیا کی آنکھیں تو ان کی (فانی، دنیا سے ٹھنڈی کر تو ہماری آنکھیں اپنی عبادت سے ٹھنڈی فرما جس کی لذت غیر فانی ہے)۔

رنگ تقویٰ رنگ طاعت رنگ دیں

تا ابد باقی ہو دیر عابدیں (روحی)

تقویٰ اور عبادت کا رنگ۔ عابدین کی ارواح پر ہمیشہ قائم رہتا ہے کیونکہ وہ معبود بھی توحی قیوم ہے۔

حب دنیا کا علاج

علاج ① موت کو بار بار سوچنا اور قبر کی تنہائی اور دنیا سے

جدائی کا مراقبہ۔

② دنیا کی حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں احقر کی

اس کتاب کا مطالعہ ہر روز چند منٹ کر لیا جاوے جس میں ان احادیث

نبویہ کو جمع کر دیا گیا ہے جن کو پڑھ کر دل نرم ہو جاتا ہے اور

آخرت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب ۱۸۵ حدیثوں کا مجموعہ ہے۔

③ اللہ والوں کی مجالس میں بار بار حاضری۔ بلکہ کسی اللہ والے سے

جس کسی سے مناسبت ہو باضابطہ اصلاحی تعلق قائم کر لینا

شفائے روح کے لئے اکسیر ہے۔

④ دنیا کے ناشتقوں سے دور رہنا۔ کہ اس کے جراثیم بھی متعدی

ہوتے ہیں۔

⑤ گاہ گاہ قبرستان میں یا د آخرت کی نیرت سے حاضر می دینا۔

⑥ ذکر کا اہتمام والتزام کسی دینی مرتبی کے مشورہ سے کرنا۔

⑦ آسمان اور زمین، چاند و سورج اور ستاروں میں اور رات دن

کے آنے جانے میں غور کرنا اور اپنے خالق اور مالک کو پہچانتا اور

ان کو حساب دینے کی فکر کرنا۔

ساتواں باب

حُب جاہ اور خود پسندی

حُب جاہ اس بیماری کا نام ہے جس میں آدمی اپنی شہرت کا طالب اور خواہشمند ہوتا ہے مخلوق میں بڑا بننے کا یہ شوق بھی نہایت خطرناک مرض ہے اور اسی بیماری کے سبب آدمی حق بات قبول کرنے سے محروم رہتا ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آخرت کی بھلائیاں انھیں کے لئے مخصوص ہیں جو زمین پر رہ کر بڑائی اور فتنہ فساد نہیں چاہتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دو بھیڑے اگر بکریوں کے گلے میں آپڑیں تو وہ اتنا نقصان نہ کریں گے جتنا مال اور جاہ کی محبت دیندار مسلمان کے دین کو نقصان کرتی ہے شہرت کی آرزو یا خواہش حرام ہے ہاں اگر بدون چاہے کسی کو حق تعالیٰ ہی مشہور فرمادیں جیسا کہ اولیائے کرام اور بزرگان دین کی شہرت ہے تو حق تعالیٰ ہی ان کی حفاظت فرماتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے جاہ اور شہرت

چاہی نہ تھی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے طاعت کی تعمی اور جس حالت میں
خدا نے تعالیٰ نے رکھا راضی رہے اس سبب سے نہ وہ حُبِ جاہ میں مبتلا ہوئے
نہ حُبِ مال میں۔ پس وہی کبھی مشہور ہوتا ہے لیکن مفتون نہیں ہوتا (رسالہ شیریہ)۔
حُبِ جاہ کا مرینس ہر وقت یہ چاہتا ہے کہ لوگ میری تعریف کیا کریں
اور اپنی تعریف سن کر اس کا نفس خوب موٹا ہو جاتا ہے۔

جانور فریہ شود از راہِ نوحِ آدمی فریہ شود از راہِ گوش
جانور تو بھوسہ گھاس سے موٹا ہوتا ہے اور آدمی کان کی راہ سے اپنی تعریف سن کر
موٹا ہوتا ہے۔

اس کا علاج بھی موت کی یاد ہے کہ اگر ساری دنیا میرے
علاج قدموں میں لگ جائے تو قبر میں کیا ہوگا۔ وہاں کون سلام
 کرنے آئے گا اور کس کی تعریف کام آئے گی۔ ایسی نانی خوشی چند دن کی کس
 کام کی۔ ایسی خوشی حاصل کرے جو کبھی فنا نہ ہو اور وہ حق تعالیٰ سے تعلق
 اور ان کو راضی کرنا ہے جب کوئی تعریف کرے تو یہ سوچے کہ یہ حق تعالیٰ
 کی ستاری ہے ظاہری اور باطنی اور معنوی تمام نجاستوں کو چھپا رکھا ہے۔
 حسی نجاست یہ ہے کہ پیٹ میں پیشاب اور پانسخانہ بھرا ہے اگر کوئی
 سوراخ پیٹ میں ہوتا اور اس سے بھپکا بدبودار نکلا کرتا تو معلوم
 ہوتا کہ کتنے لوگ آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کی تعریف کرتے پس حق تعالیٰ
 کا شکر بجالائیں کہ اس نے کس طرح ستاری کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔
 اسی طرح معنوی نجاست یعنی گناہوں کا معاملہ ہے کہ حق تعالیٰ ہمارے
 عیوب کو چھپائے ہوئے ہیں اور دل میں جو گندے گندے شہوت کے

خیالات آتے ہیں اگر ان خیالات سے مخلوق کو آگاہی ہو جاوے تو معلوم ہوگا کہ پھر حضرت اور شیخ صاحب کے القاب کون استعمال کرتا ہے پس حق تعالیٰ کی ستاری ہے کہ وہ ہمارے گندے وساوس اور گندے اعمال پر مخلوق کو مطلع نہیں فرماتے لیکن حق تعالیٰ کی ستاری کا شکریہ کیا ہی ہے کہ ہم اپنے کو بڑا سمجھیں یا مخلوق سے تعریف چاہنے لگیں۔ بلکہ اور ہم کو اپنے کو مٹا دینا چاہئے اور بروقت ندامت اور شرمندگی ظاری رہنی چاہئے کہ یا اللہ آپ کا احسان ہے ورنہ اگر یہ ستاری نہ ہوتی تو مخلوق ہم کو پتھر مارتی۔

فقیری اصل یہی ہے کہ اپنے کو مٹا دے حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے مرشد حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی خدمت میں یہ شعر کہا تھا۔

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجئے مٹا دیجئے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

جب اپنے اعمال کی قبولیت کا پتہ نہیں اور یقینی فیصلہ کا علم قیامت میں ہوگا تو پھر مخلوق سے تعریف چاہنا اور اس پر خوش ہونا نادانی ہے۔ جو مخلوق ضعیف اور عاجز اور کوئی نفع نقصان اس کے ہاتھ میں نہیں اُس سے تعریف چاہنا بھی بے کار ہے سب تعریف اور ہر کمال حق تعالیٰ ہی کے لئے زیبا ہے۔

مَا أَمَّا بَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَمَّا بَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ
حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو تم کو نیکیاں اور بھلائیاں پہنچتی ہیں وہ اللہ کی طرف سے اور جو برائیاں ہیں وہ تمہارے نفس کی طرف سے یہ بیماری بھی کسی شیخ کامل کی صحبت اور خدمت ہی سے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین

۵ اے تو افلاطون و جالینوس ما

اے دو اے نخوت و ناموس ما

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کو پاک و صاف اور اچھا نہ سمجھا کر د
یہ کافروں کی شان ہے کہ اپنے اعمال اور اپنے آپ کو اچھا سمجھیں۔ حدیث پاک
میں آتا ہے کہ خود پسندی تباہ کر دیتی ہے کیونکہ آدمی جب اپنے آپ کو
نیکو کار سمجھنے لگتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے اور سعادت اُتر دیتی ہے محروم ہو جاتا
ہے۔ شیطان نے ۴ ہزار برس عبادت کی مگر انجام کیا ہوا حضرات صحابہ رض
اتنے نیک اعمال کے باوجود ہر وقت ڈرتے رہتے تھے۔ مَخَافَةٌ أَنْ لَا
يُقْبَلَ مِنْهُمْ اس نخوت سے کہ نہ معلوم قبول بھی ہے یا نہیں
اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کے سامنے اپنے جمال و کمال کو دیکھنا ایسا ہے جیسے
کوئی عاشق اپنے محبوب کے حُسن و جمال کو دیکھنے کے بجائے ایک آئینہ جیب سے
نکالے اور اپنا چہرہ اور سنگار دیکھتا رہے تو وہ محبوب ایک طہانجہ لگا کر اسے
بھگادے گا کہ جب اپنے ہی کو دیکھتا ہے تو یہاں کیوں آیا ہے؟ پس اپنے
ہر وصف اور خوبی کو حق تعالیٰ کی عطا سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے شکر و ثنا سے زبان
کو تر رکھے اور انہیں کے کمالات و جمال کے سوچنے میں غرق رہے۔

آٹھواں باب

غیبت و بدگمانی

یہ بیماری بھی نہایت عام ہو رہی ہے اور اکثر صلحاء میں بھی غیبت کا یہ
سلسلہ چل پڑا ہے ہر ایک دوسرے پر تنقید اور اپنی فوقیت کا سکا اپنے مصاحبین

پر بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح بدگمانی کی بیماری بھی عام ہو رہی ہے اور تمام جھگڑوں کی بنیاد اور قلب کی تشویش و پریشانی کا سبب عموماً غیبت اور بدگمانی ہے۔

ہر بدگمانی پر قیامت کے دن دلیل شرعی کا مواخذہ ہو گا اور حسن ظن پر بدون دلیل اجر عطا فرمایا جاوے گا۔ پس نہایت نادانی ہے کہ بدون دلیل مفت ثواب نہ حاصل کرے اور بدگمانی پر دلیل کے مواخذہ میں خود کو گرفتار کرادے۔ حق تعالیٰ نے دونوں بیماریوں کو قرآن پاک میں بیان فرمایا اور بندوں کو اس سے بچنے کا حکم فرمایا۔ اور حدیث پاک میں بھی غیبت کو زلزلے سخت تر گناہ فرمایا ہے اور بدگمانی کو سب سے زیادہ جھوٹی بات فرمایا ہے۔

حضرت مرشدنا شاہ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اب میں بیعت کرتے وقت غیبت، بدگمانی اور بدنگاہی نہ کرنے اور قرآن پاک کے حروف کی صحت کے ساتھ ادائیگی کی مشق کرنے کا بھی عہد لیتا ہوں اور ہر دوئی سے مطبوعہ پرچہ بھی اس سلسلے میں شائع فرمایا جس کی نقل یہاں بھی تحریر کرتا ہوں۔

اصلاح الغیبت

یعنی

غیبت کے نقصانات اور اس کا علاج

مرتبہ :- مرشدی و مولائی حضرت مولانا الحاج شاہ ابرار الحق صاحب
مدظلہم العالی ناظم مجلس دعوتہ الحق ہرودی

آج کل غیبت کا بہت زور ہے حالانکہ یہ ایسی بُری عادت ہے جس سے
دنیا و دین دونوں کی رسوائی و خرابی کا قومی اندیشہ ہے اس لئے بعض اجنبی
کی خواہش پر مختص طور پر اس کے کچھ نقصانات اور اس کا علاج بزرگوں کی
کتب و ارشادات سے مرتب کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ ان باتوں کو بار بار
سوچنے سے اور ان پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس مرض کا ازالہ ہو جائے
گا اور اس سے حفاظت رہے گی۔

① غیبت کا نثر و نقصان یہ ہے کہ اس سے افتراق پیدا ہوتا ہے اور افتراق
سے مقدمہ بازی لڑائی جھگڑے سب کچھ ہوتے ہیں اور اتفاق کے اندر
جو مضامین و منافع ہوتے ہیں افتراق کی صورت میں ان سے بھی محرومی
ہو جاتی ہے۔

② غیبت کرنے کے ساتھ ہی قلب میں ایسی ظلمت پیدا ہوتی ہے جس سے
سخت تکلیف ہوتی ہے جیسے کسی نے گلا گھونٹ دیا ہو جس کے دل
میں نیرا بھی حس ہو اس کو یہ بات محسوس ہوتی ہے۔

۳) غیبت کرنے سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔ دنیا کا نقصان یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے وہ اگر سن پاوے تو غیبت کرنے والے کی فضیحت کر ڈالے گا اگر بس چلے تو بُری طرح سے خبر لے گا۔ دین کا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی گویا سامان دوزخ ہے۔

۴) حدیث شریف میں ہے کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ ضرر کا باعث ہے۔

۵) غیبت کرنے والے کی اللہ تعالیٰ بخشش نہ فرمائیں گے جب تک بندہ معاف نہ کرے کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔

۶) غیبت کرنا گویا اپنے مُردار بھائی کا گوشت کھانا ہے بھلا کون ایسا ہوگا جو اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے گا جیسا اس کو بُرا و ناگوار خیال کیا جاتا ہے اسی طرح غیبت کے ساتھ معاملہ چاہیے۔

۷) غیبت کرنے والا بزدل ڈرپوک ہوتا ہے۔ جیسی تو پیٹھ پیچھے بُرائی کرتا ہے۔

۸) غیبت کرنے سے چہرہ کا نور پھیکا پڑ جاتا ہے اور ایسے شخص کو ہر شخص دُلت کی زکام سے دیکھتا ہے۔

۹) غیبت کا بڑا ضرر یہ ہے کہ قیامت کے دن غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی ہے اس کو دے دی جائیں گی اگر اس سے کمی پوری ہوئی تو جس کی غیبت کی ہے اس کی بدیاں اس کی گردن پر لا دی جائیں گی جس کے نتیجے میں بہنم کا داخلہ ہوگا۔ ایسے شخص کو حدیث شریف میں دین کا مفلس فرمایا گیا ہے۔ لہذا دنیا ہی میں اس کی معافی کرا لینی چاہئے۔

⑩ غیبت کا عملی علاج بھی کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ جب کوئی غیبت کرے اور منع کرنے پر قدرت ہو تو منع کر دے ورنہ وہاں سے خود اٹھ جانا ضروری ہے اور اس کی دل شکنی کا خیال نہ کرے کیونکہ دوسرے کی دل شکنی سے اپنی دین سکتی (دین کو نقصان پہنچانا) زیادہ قابل احتراز ہے یوں اگر نہ اٹھ سکے تو کسی بہانے سے اٹھ جاوے یا قصداً کوئی مباح تذکرہ شروع کر دیا جائے۔

⑪ غیبت کا عجیب و غریب ایک عملی علاج یہ ہے کہ جس کی غیبت کرے اس کو اپنی اس حرکت کی اطلاع کر دیا کرے تھوڑے دن اس پر مدد ^{میت} سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ مرض بالکل دور ہو جائے گا۔

تنبیہ نمبر ۱: غیبت کے معنی یہ ہیں کہ کسی مسلمان کے بیٹھ چھپے اس کے متعلق کوئی ایسی بات ذکر کرنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو ناگوار گدھے مثلاً کسی کو موقوف یا کم عقل کہنا یا کسی کے حسب و نسب میں نقص نکالنا یا کسی شخص کی کسی حرکت یا مکان یا مویشی یا لباس غرض جس شے سے بھی اس کا تعلق ہو اس کوئی عیب ایسا بیان کرنا جس کا سنتا اسے ناگوار گدھے خواہ زبان سے ظاہر کی جلتے یا رمز دلنا یہ سے یا ماتھ اور آنکھ کے اشارہ سے یا نقل اتاری جلتے یہ سب غیبت میں داخل ہے۔

⑫ نفع کامل کے لئے ان باتوں کے ساتھ ساتھ کسی کا من مصلح سے اصلاحی تعلق بھی ضروری ہے تاکہ اگر ان تدابیر کا اثر ظاہر نہ ہو تو ان سے رجوع کیا جاسکے۔ واللہ اعلم

تنبیہ نمبر ۲: بعض صورتوں میں غیبت جائز ہے۔ مثلاً جہاں کسی شخص کی حالت چھپانے سے دین کا یا دوسرے مسلمانوں کا ضرر ہونے کا

گمان غالب ہو تو وہاں اس کی حالت ظاہر کر دینا چاہئے یہ منع نہیں ہے یہ خیر خواہی و نصیحت میں داخل ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ جس کی غیبت کرنا چاہیں پہلے اس کے حالات لکھ کر عالم باعمل سے پوچھ لیں اس کے فتوے کے بعد اس پر عمل کریں اگر دینی ضرورت نہیں ہے بلکہ محض نفسانیت ہی نفسانیت ہے تو ایسی صورت میں حالت واقعی بیان کرنا غیبت حرام میں داخل ہے اور بلا تحقیق کسی عیب کا بیان کرنا تو بہتان ہے۔

تنبیہ نمبر ۱۰: اگر شیخ کی مجلس میں بھی غیبت ہونے لگے تو فوراً اٹھ جانا چاہئے۔ جیسے بارش عمدہ چیز ہے اس میں نہانا مفید ہے مگر اگلے پڑنے لگیں تو بھانگنا ہی چاہئے۔

احقر۔ ابرار الحق عفا عنہم خادم اشرف المدارس ہر دوئی

ارشاد حضرت مرشدنا مولانا شاہ ابرار الحق صاحب

دامت برکاتہم

جو حضرات باضابطہ اصلاح نفس کہ تعلق کسی بزرگ سے نہیں رکھتے ہیں لیکن اہل اللہ سے مانوس ہیں اور محبت رکھتے ہیں اور ان کی مجالس میں آنا جانا رکھتے ہیں تو ایسے حضرات کو حسب ذیل معمولات شروع کر دینا چاہئے۔

- ① ایک تسبیح - لا الہ الا اللہ
- ② ایک تسبیح - اللہ (یعنی اسم ذات)
- ③ ایک تسبیح - درود شریف

ان معمولات کی برکات و انوار سے ان کے قلوب کو حق تعالیٰ کی طرف توجہ اور تعلق میں اضافہ اور ترقی محسوس ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ پھر وہ باضابطہ اصلاح کی فکر محسوس کرنے لگیں گے۔ یہ اکیس نسخہ ہے اور حق تعالیٰ نے ہمارے قلب میں یہ بات ڈالی ہے۔

ابرار الحق عفا اللہ عنہ

الحمد للہ کہ یہ کتاب مکمل ہوگئی اور اختتام پر حضرت مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا اصلاح امت کے لئے عجیب التأثير اور آسان نسخہ بھی افادیت عامہ کی نیت سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول و نافع فرمائیں۔ آمین

ناظرین کرام سے عموماً اور حضرت مرشدنا دامت برکاتہم سے خصوصاً عاجزانہ درخواست ہے کہ اس نااہل عبد کے لئے حق تعالیٰ کی رضائے دائمی۔ حسن خاتمہ اور مغفرت کاملہ کی دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

محمد احمدر عفا اللہ عنہ

۶ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ

مقالہ مفیدہ

ضرورت تصوف ——— ضرورت مرشد ——— محبت مرشد

تصوف کے مسائل پر حضرت حکیم الامت مولانا سمیع اللہ نے مسائل اُسْلُوک اور الفِطْرَت اور التَّكْلِيف میں ڈیڑھ ہزار آیات قرآنی اور ۲ ہزار احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تنبیاط فرمایا ہے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ملت برکات تہنہ نے مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ کو اپنے ایک مکتوب میں مسائل تصوف کے دلائل کے سلسلے میں کتب مذکورہ کا طرف مروجت کا مشورہ دیا ہے۔ اس مقالہ میں چند صفات پر مشتمل جو ضروری باتیں تحریر کیا جا رہی ہیں ان میں اپنے اکابر کے جن کتب آخر نے استفادہ کیا ہے ان کے نام یہ ہے تصوف اور نسبت صوفیہ معنی مولانا شاہ وسی اللہ صاحب نے۔ مذکورہ شاہ فضل جبرئیل صاحب نے مولانا ابو الحسن علی میاں کلاتی بشریہ راجعہ کلامات حضرت سمیع اللہ نے۔

ملائے خشک نامہ ہوار نہ باشی“
حضرت مولانا شاہ وسی اللہ صاحب نے اپنی کتاب تصوف و نسبت

صوفیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے والد ماجد نے ان کو ہدایت کی تھی کہ ملائے خشک و نامہ ہوار نہ باشی چنانچہ عمر بھر ان کے ایک ہاتھ میں جام شریعت اور دوسرے ہاتھ میں سندان عشق رہا۔ شیخ سیف الدین نے ان میں عشق حقیقی کے وہ جذبات پھونک دیئے تھے جو آخر عمر تک ان کے قلب و جگر کو گرماتے رہے۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نہ راتے ہیں کہ شریعت اور طریقت میں فرق کرنا گمراہی ہے اور جبر شریعت پر عامل نہیں وہ صوفیا کہلانے کے مستحق نہیں۔

شریعت اور طریقت پر علامہ شامی کی تحقیق

شامیؒ بھی فرماتے ہیں کہ شریعت و طریقت اور حقیقت میں باہم تلازمہ ہے چنانچہ
مشائخ فرماتے ہیں :

اطريقة سلوك طريق الشريعة والشريعة اعمال شرعية

معدودة وهما والحقيقة ثلثة متلازمة شامی ج ۱ ص ۱۰۰

اور علامہ شامیؒ فرماتے ہیں ان علم الاخلاص والعجب والحسد
والرياء فتن عين ومثلها غيرها من افات النفوس كالكبر والشح
والحقد والغش والغضب والعداوة والبغضاء والطمع والبخل و
البطرد والخيلاء والخيانة والمداهنة والاستكبار عن الحق والمكر
والمخادعة والقوة وطول الامل ونحوها مما هو بين في ربع
المهلكات من الالحياء الخ

علامہ شامی جو فقہاء متاخرین میں سے ہیں اور انہیں کے کتاب سے عام
طور پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور ہم سب لوگ اس کو تسلیم کرتے ہیں وہ فرمایا ہے
میں کہ علم اخلاق و تصوف کی تکمیل فرض عین ہے۔ اس لئے کہ ہر آدمی الایمان اللہ
کبر و بخل - کینہ - خیانت - غصہ - عداوت - بغض - طمع - بخل - بطر و حق بات
سے اعراض اور قبول نہ کرنا، خیلار - مداہنت - استکبار من الحق - مکر
خدع (دھوکہ) قسوت (دل سخت ہو جانا)، طول امل - ان امراض مذکورہ
میں سے ایک یا کئی میں ضرور ہی مبتلا رہتا ہے جن کا ازالہ فرض ہے۔

ارشاد حضرت حکیم الامت تھانویؒ | حضرت حکیم الامت مولانا
تھانویؒ فرماتے ہیں کہ

چونکہ ظاہر دین پر اعمال آسان ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو اختیار کر لیتے ہیں اور باطنی اعمال اختیار اور اخلاق کی اصلاح کرنا چونکہ نفس پر مشکل متبادل ہے نفس کو مارنا پڑتا ہے اس لئے اصلاح باطن سے گھبراتے ہیں نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کام کے لئے آدمی کو عالی ہمت اور بلند حوصلہ ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ اس راہ میں تعلقات غیر اللہ پر تعلق اللہ کا غالب کرنا پڑتا ہے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر تو صبر کر لیتے ہیں اور غیر اللہ سے تعلقات پر صبر نہیں ہوتا۔

احقر اختر عفی عنہ ایک بزرگ کا عربی شعر نقل کرتا ہے

لکل شیء اذا فارقتہ عوض

ولیس للہ ان فارقتہ من عوض

(ترجمہ) ہر شے جس سے تم جدا ہو گے اس کا بدل مل سکتا ہے مگر اگر اللہ

تعالیٰ سے تم کو بُدائی ہوگی تو حق سبحانہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر اور بدل نہیں

علامہ شامی نے علم الاخلاق کو فرض فرمایا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے لیکن فقط

علم سے کام نہیں چلتا، دانستن اور داشتن میں فرق ہے۔ مرغ کی آواز کی

مشق کر لینے سے یہ ضروری نہیں کہ یہ نقال اسرار در موز ضمیر مرغ سے بھی

واقف ہے پس ابل اللہ کی اصطلاحات یاد کر لینے سے ابل اللہ نہیں

ہو جاتا جیسا کہ حضرت رومی فرماتے ہیں

گر بیا موزی صفیہ مبلبلے

توچہ دانی کوچہ گوید بانگے

لکن مرغان را اگر واقف شوی

بر ضمیر مرغ کے عارف شوی

ترجمہ۔ تو نے اگر نیبل کی آواز کی مشق کر لی تو کیا خبر ہے تجھے کہ نیبل گُل سے
کیا کہہ رہا ہے چڑیوں کی آواز کی نقل کر لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تو ان
کے ضمیر اور قلبی حالات سے بھی باخبر ہو گیا۔

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں چونکہ بدون رہبر کامل کے اصلاح اخلاق
ناممکن ہے اور اصلاح نفس فرض ہے پس حصول فرض کا مقدمہ یعنی ذریعہ
بھی فرض ہوتا ہے اور یہ کیسے ہم میں فعل تزکیہ اس کی تائید کرتا ہے کہ
مُزَکِّی کی ضرورت ہے تزکیہ فعل متعدی ہے جو صورت اپنے فاعل پر تمام
نہیں ہو جاتا ہے یعنی مُزَکِّی بھی ہو اور مُزَکِّی بھی ہو اور تزکیہ بھی ہو جیسے
مُزَکِّی بدون مُرَبِّی کے نہیں بنتا۔ اب اگر آملہ کا مُرَبِّی چاندی کے ورق کے
ساتھ کوئی تقویت قلب کے لئے کھائے تو وہ آملہ جو غیر مُرَبِّی ہے اگر وہ
بھی ہماری کا دعویٰ کرتے ہوئے مطالبہ کرے کہ ہمارے اوپر بھی چاندی کا
ورق لگاؤ اور ہمارے ساتھ بھی وہی اعزازی برتاؤ کر دو تو آپ کیا جواب
دیں گے۔ پس وہ علماء جو بزرگوں کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ ہوتے
ہیں ان کی شان نسبت اور شان مقبولیت کو اسی طرح قیاس کر لیا جائے۔
حضرت، شاہ فضل الرحمن صاحبؒ اپنے مرشدؒ کی محبت میں یہ دو شعر پڑھا کرتے تھے
لے شہہ آفاق شیریں داستاں باز گواز من نشان بے نشاں
صرف نحو و منطقم را سوختی دردلم عشق خدا اسر دختی
ترجمہ: لے شاہ محمد آفاقؒ شیریں داستاں مجھ سے حق تعلقا شانہ کے قرب
کی باتیں کیجئے آپ نے ہمارے صرف نحو اور منطق کے پندار کو جلا کر ہمارے
قلب میں حق تعلقا کا عشق روشن کر دیا۔

حکایت حضرت شیخ الہندؒ | احقر سے حضرت مفتی محمد حسن صاحب

گنگوہی صدر مفتی دیوبند نے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند ہر جمعہ کو دیوبند سے اپنے
 شیخ و مرشد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے
 ایک دن ایک بے تکلف دوست نے کہا مولانا کیوں جلتے ہو گنگوہ میں
 کیا ملتا ہے ؟ فرمایا

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
 ہائے کبخت تو نے پی ہی نہیں

آثار فنایت لوازم
 نسبت سے ہے

احقر عرض کرتا ہے کہ یہ پندارا اور خود بینی
 اور انانیت بدون صحبت مرشد کابل اور
 بدون عطار نسبت فنا نہیں ہوتی حضرت

مولانا شاہ رمی اللہ صاحب خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اس
 مضمون کی تائید میں ایک عجیب اور لطیف استدلال پیش فرمایا ہے جو احقر
 کو ڈاکٹر صلاح الدین صاحب سے معلوم ہوا وہ یہ کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها وجعلوا اعزاهلها

اذلة

ترجمہ و تفسیر | سلاطین جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہہ و بالا
 کر دیتے ہیں اور اس بستی کے معززین کو ذلیل کر دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یعنی جب کسی شہر میں لڑائی کے ساتھ داخل ہوتے
 ہیں تو شہر والوں کو خراب کر دیتے ہیں اور سرداروں کو بے عزت کر دیتے ہیں یعنی میروں
 اور وزیروں کو سخت ذلیل کرتے ہیں یا قتل کر دیتے ہیں یا گرفتار کر لیتے ہیں اور حضرت
 بن عباسؓ نے فرمایا کہ اذلة تک بلیقین کا قول ہے وکذالک يفعلون حق تعالیٰ
 کا قول ہے (ابن کثیر)

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس آیت سے یہ بات قلب میں وارد ہوئی کہ یہی حال تجلیات ربانی کا ہے جب سالکین کو ذکر اور صحبت اہل اللہ کی برکت سے نسبت خاصہ عطا ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کا نور قرب اس کے دل میں داخل ہوتا ہے کما ہون فی الحدیث (ان النور اذا قذف فی القلب الخ) تو یہ تجلیات ربانی اس سالک کے عجب و پندار اور تکبر اور خود بینی و خود پرستی اور اس کی انانیت کو تہہ و بالا کر دیتی ہیں پھر اس کا انا فنا سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ حق تعالیٰ
حُسن اخلاق اور نسبت باطنی کے بندوں کے ساتھ شفقت

اور رحمت کی شان اگر سالک پر ظاہر نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ شخص بھی باوجود ذکر و نوافل کے راہ میں ہے منزل سے دور ہے۔ چنانچہ علامہ ابوالقاسم قشیریؒ اپنے رسالہ قشیریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ولی پر صدق ادا و حقوق حق سبحانہ تعالیٰ اور رفق و شفقت علی المخلوق فی جمیع احوالہ غالب ہوتا ہے ثم انسیاط رحمته رکافة المخلوق ثم دوام تحمله عنهم بمجلیل المخلوق و ابتداءه لظہ الاحسان من اللہ الیہم من غیر التماس منهم و ترک الانتقام منهم و ترک الطمع کل وجہ فیہم ولا یكون خصماً لا احد فی الدنیا ولا فی الاخرہ

خلاصہ ترجمہ | علامہ موصوفؒ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہوتا ہے جو صدق کے ساتھ حق تعالیٰ کے حقوق ادا کرتا ہے اور مخلوق خدا پر نرمی اور شفقت جملہ احوال میں کرتا ہے اور حق تعالیٰ سے مخلوق کے لئے دعا گو رہتا ہے بدون اس انتظار کے کہ مخلوق خدا اس سے دُعا کی درخواست کرے اور ترک انتقام کا خوگر ہوتا ہے اور مخلوق سے بے طمع ہوتا ہے

اور دنیا و آخرت میں کسی کی مفاہمت و عداوت اپنے نفس کی خاطر نہیں کرتا۔
 احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ اہل ظاہر اہل باطن سے اسی وقت تک
 منحرف اور گریزاں اور نفور رہتے ہیں جب تک ان کا باطن اپنے باطن سے
 بے خبر ہوتا ہے لیکن بعد معرفت وہ اپنے باطن کو ان کے باطن کے سامنے
 تلاش و تہی مایہ سمجھتے ہوئے ان کے سرمایہ باطنی سے خوشہ چینی کے لئے سراپا
 عجز و نیاز و محبت اور غلام ہو جاتے ہیں

اہل اللہ کی صحبت کے لطف پر
لطف صحبت اہل اللہ
 میرا شعر ہے۔ ۵

حاصل جسے کہ آپ کی صحبت مدام ہے
 دنیا میں رہ کے پھر بھی وہ جنت مقام ہے
 دوسرا شعر فارسی میں ہے ۵

میسر چوں مرا صحبت بجان عاشقان آید
 ہمیں بینم کہ جنت بر زمیں از آسماں آید
 یہ شعر الہ آباد میں ہوا۔ احقر نے حضرت والا پر تا بگڑھی کی خدمت میں
 ایک مضمون عرض کیا تھا جس پر حضرت کو وجد آ گیا اور پھر اس مضمون کو بعد
 عصر کی مجلس میں دوبارہ بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے
 کہ حق تعالیٰ نے فادخلی عبادی کو و ادخلی جنتی پر مقدم فرمایا ہمارے
 حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس تقدیم سے حق
 تعالیٰ شانہ نے اپنے مقبول بندوں کی معیت اور رفاقت کو جنت کی نعمت
 پر افضل قرار دیا ہے۔ پھر احقر مؤلف نے عرض کیا کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ
 مگر افضل ہوتے ہیں مکان سے اور اہل جنت مکیں ہیں اور جنت مکان ہے

۵ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پر تا بگڑھی و راست برکاتیم

نیز جنت کے یہ لیکن دنیا ہی سے جلتے ہیں اور ہر زمانے میں یہاں موجود ہوتے ہیں۔ پس جس نے یہاں ان کی صحبت اور رفاقت کو اخلاص اور صدقِ دل سے اختیار کیا تو اس نے افضل نعمت تو یہیں پالی پھر مفضول نعمت بھی ضرور پائے گا پس فادخلی عبادی پر عمل جس نے دنیا میں کر لیا یعنی صحبت اولیاء اللہ اختیار کر لی اور صحبت کاملہ اتباع کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ** تو آخرت میں بقاعدہ جزاء و فاقا **۱۱۰** کے مطابق (یعنی جزاء موافق عمل) جنت میں بھی ان کی رفاقت پا جائے گا۔ لہذا حق تعالیٰ کے عاشقین کی صحبت میں بیٹھنا گویا کہ جنت میں بیٹھنا ہے اور قلب سلیم ہو تو ان کے پاس بیٹھنے سے واقعی جنت کا لطف ملتا ہے اس مضمون کو اس شعر میں احقر نے بیان کیا ہے کہ سے

میسر چوں مرا صحبت بجان عاشقاں آید

ہمیں بنیم کہ جنت بر زمین از آسماں آید

حضرت پرتا بگدھی نہایت مخلوط ہوئے۔

اس کے بعد احقر نے عرض

کیا کہ جو اولیاء اللہ جوانی

جوانی کی عبادت کا نفع بڑھا پے میں

میں بہت عبادت و ذکر کرتے ہیں تو بڑھا پے اور بیماری میں بدون ذکر و نوافل بھی ان کے قلوب کو انوار سے حق تعالیٰ معمور رکھتے ہیں جیسا کہ حدیث ہے **اِذَا مَرَضَ اَوْ سَافَرَ اَوْ حُجِبَ بِنَدَى مَرِيضٍ اَوْ مَسَافِرٍ مَوْجُودًا** ہے تو جو معمولات اس کے حالتِ صحت اور وطن کے ہوتے ہیں ان کا ثواب بدون ان معمولات کے اس کو عطا فرمایا جاتا ہے احقر نے ایک مثال سے اس مضمون کو سمجھایا تھا جس کو حضرت پرتا بگدھی نے بہت پسند فرمایا تھا وہ یہ کہ سرکاری ملازمین کو ضعیف

اور بوڑھے ہونے کے بعد نیشن ملا کرتی ہے تو حق تعالیٰ کی سرکار سے انکے سرکاری بندوں کو بھی جب وہ کمزور اور بیمار ہو جاتے ہیں تو بد دن معمولات ان کے قلوب کو انوارِ قرب سے بھر دیا جاتا ہے پس بظاہر ان کے اعمال نافذ کم نظر آتے ہیں مگر ان کی روحانی برکات بہت بڑھ جاتی ہیں خواہ وہ بوجہ ضعف و کمزوری یا نکل خاموش بیٹھے ہوں یا لیٹے ہوں ہمارے مرشدِ شاہِ ابرار الحق صاحبِ دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ رات کی رانی خاموش ہے مگر اس کے پاس جو بیٹھنے والے یا سونے والے ہیں رات بھر ان کا دماغ معطر ہوتا رہتا ہے پس جب رات کی رانی میں یہ قوتِ فیضان ہے تو اہل اللہ کی روحانیت میں کس قدر فیضان کی صلاحیت ہوگی۔

بعض اولیاء اللہ کا مذاق قلندری ہوتا ہے اور وہ نسبت قلندریہ سے مشرف

مذاق قلندری کی حقیقت

ہوتے ہیں ہمارے مرشدِ شاہِ عبدالغنی صاحب نے حضرت حکیم الامت تھا نوٹی سے عرض کیا تھا کہ حضرت نسبت قلندریہ کیا ہے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ رنگ نسبت ہے کہ جس کے حاملین کثرتِ نوافل اور کثرتِ تسبیحات کے اہتمام کی یہ نسبت حق تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت اپنے قلب کا رابطہ خاص قائم رکھنے کا اہتمام رکھتے ہیں کہ کسی دقت بھی ذہول نہ ہو اور استحضارِ دائمی اور حضورِ دائمی کی نسبت ان کو حاصل رہتی ہے اور اس کا پتہ ان کی مجالس اور گفتگو سے اہل دل حضرات کو محسوس ہو جاتا ہے اور ذاکرین و شاعلیں تو بوقتِ ذکر حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں یا مسجد میں اشراق و نوافل و تلاوت کے وقت تک باخدا رہتے ہیں اور جب گھر آئے اور بال بچوں میں پھنسے یا تجارت میں لگے تو ان کے قلوب غافل ہو جاتے ہیں مگر یہ صاحبِ نسبت بندے راہِ لیسے کرام (مجدد

اور گھر اور بازار ہر جگہ باخدا رہتے ہیں احقر کو اپنا ایک شعر اسی مقام کے
حسب حال یاد آیا ہے

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا ہے

یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب کے جدا ہے

اپنا ایک اور شعر یاد آیا ہے

خدا کے دردِ محبت نے عمر بھر کے لئے

کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستاں میں

حضرت پر تابلہ حمی اس دائمی حضوری کو اس طرح بیان فرماتے ہیں

خدا کی یاد میں بھی ہوں مشغول زباں خاموش دل غافل نہیں ہے

مجھے اجاب کی خاطر ہے منظور یہ کیا طاعات میں شامل نہیں ہے

جسے منزل سمجھتا ہے تو ناداں نشان راہ ہے منزل نہیں ہے

حضرت علامہ سید سلیمان
ندویؒ نے فرمایا کہ حق

اہل اللہ کی محبت نعمت عظمیٰ ہے

تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اہل اللہ کی محبت سے بڑھ کر کوئی عمل موثر

نہیں سب سے قوی ذریعہ کائنات میں اللہ تعالیٰ تک رسائی کا اللہ والوں کی

محبت ہے

اُن سے ملنے کی ہے یہی اک راہ

ملنے والوں سے راہ پیدا کر

علامہ موصوف نے اس دعویٰ کی تائید میں یہ حدیث پیش کی ہے اللّٰهُمَّ اِنِّی
اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ رَاٰ اَمْرًا اَلَّذِیْ لَا یُبَاغِیْ حُبَّكَ (ترمذی)

اس حدیث پاک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کی محبت کو مانگنے

عہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پر تابلہ حمی دامت برکاتہم

کے بعد حق تعالیٰ کے عاشقین مجہین کی محبت کا سوال فرمایا اور اس کے بعد ان اعمال کا سوال فرمایا جو حق تعالیٰ کو محبوب ہیں پس اس تقدیم سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی محبت کو اعمال پر بھی اولیت اور اہمیت حاصل ہے۔

صدر مفتی دیوبند حضرت مولانا محمود حسن گنگوہی دامت برکاتہم نے اس ناکارہ سے فرمایا کہ جمیع الفوائد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

تقویٰ کی دولت
اہل اللہ سے ملتی ہے

تعالیٰ عنہما سے یہ روایت مروی ہے

بَلَّغْ شَيْخِ مَعْدِنٍ وَمَعْدِنُ التَّقْوَىٰ قَاوِبُ الْعَارِفِينَ (حدیث)

(ترجمہ) ہر شے اپنے کان سے ملتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفین (اللہ والوں) کے قلوب میں حضرت پر تا بگدھی دامت برکاتہم کا ایک سادہ سا شعر اس حقیقت کو خوب بیان کرتا ہے۔

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں

میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئیے

ارشادات در بیان عاشقان حق از حضرت عارف مولانا ردوی؟

ہمچو پروانہ بوصلش کشتہ اند

یک شے در کوئے بیخواباں گذر

گویم اندر مجمع روحانیوں

عقل در شرح شما باشد فضول

کہ ہوشا نند خور شید تر

چشم مست خویشتن را چوں کند

چوں نزاہد از لبش سحر جلال

بنگہ ایشاں را کہ مجنوں گشتہ اند

نخواب را بگذار امشب اے پدر

مدح توجیف ست ہا زندانیاں

قدر تو بگدشت از درک عقول

قصہ کردستند این گل پارہا

بویے مے را گر کے مکنوں کند

ہر کہ باشد قوت او نور جلال

در فراخ عرصہ آں پاک جاں تنگ آید عرصہ مہفت آ سماں
شمرہ از گلستاں با ما بگو جرعه بر ریز بر ما زیں سبو
خونداریم اے جمال مہتری کہ لب ما خشک و توتہنا خوری
اونیادار در درونہا نغمہ ہاست طالبان رازاں حیات پے بہاست
مہرپاکاں در میان جاں نشان دل مدہ آلا بہسر دلخوشاں
ترجمہ | ۱۔ حضرت عارفِ رومی فرماتے ہیں کہ خدا کے ان عاشقین سوختہ جانوں

کو دیکھو کہ مثلِ پردانہ تجلیاتِ الہیہ سے کتنا مہو ہے ہیں۔

۲۔ اے اباجان! بہت سوئے ایک رات سونا ترک کر کے ان اللہ والوں کے پاس
رہ کے دیکھے کہ ان بیخوابوں کی گلیوں میں کیا مہور ہے۔

۳۔ آپ کی تعریف یہ اہل مہوشی اور اہل نفس یعنی دنیا پرست لوگ کیا سمجھیں گے
ہاں اللہ والے حضرات آپ کی قدر سمجھ سکتے ہیں اس لئے انہیں کے جمع میں آپ کا
ذکر کروں گا یہاں مخاطب مولانا رومی کے سامنے حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ
میں اور احقر کے سامنے ہمارے اکابر ہیں آپ کی قدر و منزلت عقولِ عامہ سے
ما فوق اور بالاتر ہے عقلِ عام آپ کے مقامِ بلند کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

۵۔ بعض نادان لوگ جو نورِ باطن سے بے خبر ہیں آپ کے آفتابِ باطنی کو چھپانا
چاہتے ہیں لیکن

داغِ دل چلے گا بن کر آفتاب لاکھ اس پر خاک ڈالی جلے گی

۶۔ جس طرح کوئی رند اگر بوتے کو چھپا بھی لے تو اپنی مست آنکھوں کو کیسے چھپا سکے گا
اسی طرح آپ حق تعالیٰ کی محبت کے انوار کو اپنے چہرہ اور آنکھوں سے کیسے چھپا سکتے
ہیں جبکہ نورِ ذکر آپ کی غذا ہے۔

۷۔ سرکہ باشد قوت او نورِ جلال چون نژاد از لبش سحرِ حلال رومی

جس کی روحانی غذا حق تعالیٰ کا نور ہوتا ہے اس کے لبوں سے کلام موثر کیوں نہ پیدا ہوگا و حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے سحر حلال کا ترجمہ کلام موثر فرمایا ہے)

(۸) اللہ والوں کی روح میں نسبت مع اللہ کی برکت سے اس قدر وسعت پیدا ہو جاتی ہے کہ ہفت آسمان اس وسعت کے آگے تنگ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک سے تائید ہوتی ہے ان النور اذا قدن فی القلب الفرح له الصدور و انفسح

ترجمہ : جب حق تعالیٰ کا نور ہدایت کسی دل میں داخل ہوتا ہے تو اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے)

۹۔ ہاں اپنے گلستاں قرب سے مجھے بھی تو کچھ دیکھو اور اپنے معرفت کے سبوت سے مجھے بھی تو کچھ پلائیے

کچھ راز بتانا مجھ کو بھی اے چاک گرمیاں

اے دامن ترا شکرداں زلف پر نیشاں اختر

۱۰۔ اے سرا پا جمال (روحانی) ہم اس امر کے خوگر نہیں ہیں کہ ہمارے لب تو خشک رہیں اور آپ معرفت کا دریا پیتے رہیں۔

۱۱۔ اولیائے کرام کے باطن میں بہت سے نعمات عشق حقیقی پوشیدہ ہیں جن سے طالبین کو آپ حیاتِ محبت ملتی ہے اور وہ مردہ دل حق تعالیٰ کی محبت سے زندہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں۔

یہی زندگی جاودانی بنے	جو آپ حیاتِ محبت ملے
توے غم کی جو محکوم دولت ملے	غم دو جہاں سے فراغت ملے
محبت تو لے دل بڑی چیز ہے	یہ کیا کہ ہے جو اس کی حسرت ملے

اور فرمایا کہ

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا ذکر میں تاثیر دور جام ہے
دعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

۱۲ اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کی یعنی عاشقانِ حق کی محبت کو درمیان جاں رکھ لو
اور دل کسی حکومت دینا اگر جن کے دل حق تعالیٰ کے انوار سے اچھے اور منور ہو چکے
میں یعنی اللہ والوں کی صحبت ہی سے حق تعالیٰ کا در محبت ملتا ہے جس کا
لطف ہفتِ اقلیم کی سلطنت کو نگاہوں میں پہنچ کر دیتا ہے

چو سلطانِ عزتِ علم برکشد جہاں مہرِ بکبیبِ عدم درکشد
اگر آفتاب است یک ذرہ نیست اگر ہفتِ دریا ست یک قطرہ نیست

ترجمہ: جب وہ سلطانِ حقیقی اپنی محبت و قرب کا جھنڈا کسی اقلیمِ دل میں بلند
کر دیتا ہے تو اس دل میں یہ تمام کائنات بے قدر ہو جاتی ہے جس طرح آفتاب
کے سامنے ایک ذرہ اور ہفتِ دریا کے سامنے ایک قطرہ سے

بوئے گل سے یہ نسیمِ سحری کہتی ہے

حجرہٴ غنیمہ میں کیا کرتی ہے آسیر کو چل

پس جس طرح کلیوں کی خوشبو کی مہر کو نسیمِ سحری توڑتی ہے اور حجرہٴ غنیمہ سے
وہ خوشبو چمن اور اہل چمن کو معطر کر دیتی ہے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت
کا فیضانِ طالبینِ مخلصین کے قلوب کی سیل توڑ دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے
در محبت کی وہ خوشبو جو اس تمام ازل نے اس کے اندر سر بہ مہر کیا تھا وہ
وہ پھوٹ نکلتی ہے حضرت شاہِ نفلِ رحمن صاحبِ گنجِ مراد آبادیؒ اکثر یہ
شعر پڑھا کرتے تھے ۷

یاد نسیمِ آج یہ کیوں مشکبار ہے

شاید ہوا کے رخ پہ کھلی زلفِ یار ہے

ہے جہاں کس واسطے دردِ میخانہ کے بیچ

اور ہی مستی ہے اپنے دل کے پیمانے کے بیچ

علامہ سید سلیمان ندویؒ کی حاضری تھا نہ بھون کے بعد کیا حالت ہوئی
تھی اس کا نقشہ علامہ موصوف نے خود بیان فرمایا ہے کہ حاضری تھا نہ بھون کے
بعد چند ہی مجالس میں یہ محسوس ہوا کہ ہم جس علم کو علم سمجھتے تھے وہ جہل تھا
علم حقیقی تو ان اللہ والوں کے پاس ہے پھر اپنے تاثرات قلبی کو اس طرح ظاہر
فرمایا ہے

جانے کس انداز سے تقریر کی	پھر نہ پیدائشِ شبہ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ تیراں میں	بھیے قرآن آج ہی نازل ہوا
چھوڑ کر تدریس و درس و مدرسہ	شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا

اور فرمایا ہے

جی بھر کے دیکھ لو یہ جمال جہاں فرور

پھر یہ جمال نور دکھایا نہ جائے گا

چاہا خدا نے تو تری محفل کا ہر چراغ

جلتا ہے گا یونہی بجھایا نہ جائے گا

علامہ ندویؒ کی اس تبدیلی میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کا وہ مکتوب
بھی اہمیت کا حامل ہے جس میں مولانا ندویؒ کے یہ اشعار نقل کئے گئے تھے۔

قال را بگذار مرد حال شو پیش مرد کامل پامال شو

بینی اندر خود علوم انبیاء بے کتاب و بے امید و داستا

ترجمہ: قال کو چھوڑ دو صاحب حال بنو اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ کسی شیخ کامل کے
سامنے اپنے نفس کو مٹا دو پھر اپنے قلب میں مشکوٰۃ نبوت سے علوم کا فیضان محسوس کرو گے

بدون مطالعہ اور اُستاد کے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کا ایک ملفوظ
یاد آیا فرمایا کہ بعض نادان لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت

احسانِ مرشد

عاجی امداد اللہ صاحبؒ چند مشاہیر اہل علم کے تعلق سے چمک گئے یہ بالکل غلط
خیال ہے واللہ خود انہیں علمائے مشاہیر سے معلوم کر لیا جائے کہ وہ خود حضرت
عاجی صاحبؒ کی برکت و توجہ اور دعاء سے چمک گئے چنانچہ وہ خود اپنے باطن
کو منقول لیں کہ کیا حاجی صاحبؒ کے تعلق سے قبل بھی ان علماء کے باطن کا یہی
حال تھا جواب ہے۔

ایک ملفوظ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا اور
یاد آیا، ارشاد فرمایا کہ ع

ہر گلے رازنگ دہوئے دیگر ست

ہر بزرگ کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے

بزرگوں کی شانیں مختلف ہوتی ہیں کیونکہ طبائع خلقت ہی متفاوت ہوتے
ہیں جب وہ بزرگ ہوجاتے ہیں تو وہ امور طبعیہ جو پیدائشی ہیں جیسے تیزی
نزاکت - تحمل - عدم تحمل - صفائی - انتظام - بے انتظامی باقی رہتے ہیں اور
ان سے بزرگوں کی شانیں مختلف ہوجاتی ہیں چنانچہ حسب ذیل حکایتیں
مختلف شان کے بزرگوں کی بیان فرمائیں۔

۱۔ مولانا محمد قاسم صاحب تانویؒ اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ جب
چچ کو چلے تو بمبئی میں مولانا محمد قاسم صاحبؒ تو لوگوں سے ملتے پھرتے تھے اور
مولانا گنگوہیؒ انتظام میں مشغول رہتے تھے جب مولانا محمد قاسم صاحبؒ واپس
آئے تو مولانا گنگوہیؒ فرماتے کچھ فکر بھی ہے کہ کیا انتظام کرنا چاہیے آپ ملتے
چلتے ہی پھرتے ہیں مولانا فرماتے کہ مجھے فکر کی کیا ضرورت ہے جب آپ بڑے

سر پر موجود ہیں۔

۲۔ مولانا محمد قاسم صاحب کے پاس کوئی بیٹھا ہوا ہوتا تو اشراق اور چاشت سب قضا کر دیتے تھے اور مولانا رشید احمد صاحب کی شان اور تھی کوئی بیٹھا ہو جب ذلت اشراق کا یا چاشت کا آیا وضو کر کے وہیں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے یہ بھی نہیں کہ کچھ کہہ کر اٹھیں کہ میں نماز پڑھ لوں یا اٹھنے کی اجازت لیں جہاں کھانے کا وقت آیا لکڑی لی اور چل دیئے چاہے کوئی نواب ہی کا کچہ بیٹھا ہو، وہاں یہ شان تھی، جیسے بادشاہوں کی شان، ایک تو بات ہی کم کرتے تھے اور اگر کچھ مختصر سی بات کہدی تو جلدی سے ختم کر کے تیس لے کر ذکر میں مشغول ہو گئے کسی نے کوئی بات پوچھی تو جواب دید یا گیا اور اگر نہ پوچھی تو کوئی گھنٹوں میٹھا ہے انہیں کچھ مطلب نہیں۔ مولانا قاسم صاحب کے پاس جب تک کوئی بیٹھا رہتا بولتے رہتے۔

۳۔ فرمایا کہ ایک بار مولانا محمد قاسم صاحب مولانا گنگوہی سے زمانے لگے کہ ایک بات پر بڑا رشک آتا ہے کہ آپ کی نظر فقہ پر بہت اچھی ہے ہماری نظر ایسی نہیں بولے جی ہاں میں کچھ جزئیات یاد ہو گئیں تو آپ کو رشک آنے لگا اور آپ مجتہد بنے بیٹھے میں ہم نے کبھی آپ پر رشک نہیں کیا۔ ایسی ایسی باتیں ہوا کرتی تھیں وہ انہیں اپنے سے بڑا سمجھتے تھے اور وہ اٹھیں۔

(کمالات اشرفیہ ص ۲۲۷)

مولوی تاج حسین صاحب نے حضرت
شاہ فضل الرحمن صاحب سے دریافت
کیا کہ حضرت کا سب عمل سنت پر

حکایت حضرت شاہ
فضل الرحمن صاحب

ہے مگر مخلوق سے اس قدر بگڑنا یہ کیسی سنت ہے؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ میا

ادھر آؤ اور کان میں فرمایا کہ اد پر کے جی سے میں کر کے کرتا ہوں اور تم نے اپنے خالق سے دعا کر لی ہے کہ جس کے لئے بد دعا کروں وہ دعا سمجھی جائے، ورنہ جو ہم خلق سے نماز پڑھنا مشکل ہو۔ دمقانی لوگ بہت تنگ کریں۔

(تذکرہ شاہ مولانا فضل حسین ص ۳۸)

وہو علم تعون بہ احوال تزکیۃ النفس
وتصفیۃ القلب وتعمیر الظاہر والباطن

تصوف کی تعریف

لنیل السعادة الابدیة

(ترجمہ) مشائخ تصوف فرماتے ہیں کہ تصوف اس علم کا نام ہے جس سے تزکیہ نفس اور صفائی قلب اور تعمیر ظاہر و باطن کے تدابیر معلوم ہوتے ہیں تاکہ اس پر عمل کر کے سعادۂ ابدی حاصل ہو اور قد افلیح من زکھا کے وعدے کے مطابق فلاح حاصل ہو

علامہ ابوالقاسم قشیری رسالہ نشیریہ
ص ۷ میں فرماتے ہیں کہ حضرت صحابہؓ

تصوف اور صوفی کی وجہ تسمیہ

کو صحابی کا اور حضرات تابعین کو تابعی کا اور بعد میں تبع تابعین کا لقب کافی تھا اس کے بعد جو لوگ بہت عابد زاد اور قیاس سنت ہوتے تھے انہوں نے اپنے مسلک اور طریق کا نام تصوف تجویز کیا اور اسی جماعت کا لقب صوفی کہا جاتا تھا اور یہ جماعت دو سو ہجری سے قبل ہی وجود میں آچکی تھی رتصوف اور نسبت صوفیہ صوفیہ؛ لیکن اسم تصوف کا وجود اگرچہ ۲ سو ہجری کے بعد ظہور میں آیا مگر اس کا مُسَمَّی یعنی حسان اور اخلاص حدیث میں موجود تھا اور اس حدیث سے دکان اور اسلام کی صحت کا احسان اور اخلاص پر موقوف ہونا اہل علم پر بالکل واضح ہے۔

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکاتیب رشیدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ فی الواقع شریعت فرض اور مقصد اس ہے اور طریقت بھی شریعت باطنی

ہے اور حقیقت و معرفت متم شرعیات ہیں اتباع شرعیات بحکال بدون معرفت نہیں ہو سکتا۔ (مکاتیب رشیدیہ ص ۲۴)

امام ابوالقاسم قشیری اپنی مشہور کتاب رسالہ قشیریہ ص ۱۹۹ میں ضرورت مرشد پر **علامہ قشیری کا ارشاد** **ضرورت مرشد پر** لکھتے ہیں،

ثم يجب على المريد ان يتأدب بشيخ فان لم يكن له استاذ لا يفلح ابد ادهذا ابو يزيد يقول من لم يكن له استاذ فاما له الشيطان وسمعت الاستاذ ابا علي دقاق يقول الشجرة اذا نبتت بنفسها من غير غارس فانها تؤرق لكن لا تثمر وكذلك المرید اذا لم يكن له استاذ يأخذ منه طريقته نفساً نفساً فهو عابد هو الا لا يجد نفاذاً

ترجمہ: پھر مرید پر واجب ہے کہ کسی شیخ سے ادب و تعلیم و تربیت حاصل کرے اگر اس کا کوئی شیخ نہیں تو کبھی فلاح نہ پائے گا۔ اس کا رہبر شیطان ہوگا یعنی اس کے کہے پہلے گامیں نے اپنے استاذ ابوعلی دقاق کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو درخت کو خود رو ہوتا ہے وہ پتے تو لاتا ہے مگر پھل نہیں لاتا ہے اسی طرح مرید کا بھی یہی حال ہے یعنی جب اس کا کوئی شیخ نہ ہوگا جس سے وہ طریق شیعناً فیئناً حاصل کرے تو پھر وہ اپنی خواہش نفسانی کا غلام بن جائے گا اور اس کو اس فلاحی سے کبھی خلاصی نہیں ہو سکتی۔

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین عا سب جو حضرت شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے ہیں اپنے رسالے **بیعت کا مقصد**

بیعت میں تخریر فرماتے ہیں کہ اے سالکین طہریق سُن لو بیعت کا مقصد یہ ہے کہ انسان غفلت اور معصیت سے نکل کر تقویٰ اور طاعت کی زندگی بسر کرنے لگے اور بیعت کے لئے ایسے عالم باعمل متقی کو منتخب کرے جو شیخِ کامل کا تربیت یافتہ ہو اور اپنے مشائخ کا اتباع کرتا ہو خود رانی میں مبتلا نہ ہو ورنہ بیعت کا راستہ کھل جائے گا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں مدد ملے اور متساہل نہ ہو نیز طالب کے حال کے لئے جو چیزیں افضل اور سہل ہوں اس سے واقف ہو اور مرید کو چاہیے کہ شیخ کے ہاتھ میں اس طرح رہے جس طرح مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے یعنی اس کی رائے میں اپنی رائے کا دخل نہ لے اور یہ اتباعِ کامل اس کے معالجہ روحانی اور اصلاحِ رذائل کے باب میں بتائے ہوئے ہمدانیر کے اندر ہے جس طرح جسمانی علاج میں ڈاکٹر و حکیم کی رائے مریض کو اتباعِ کامل کا مشورہ دیا جاتا ہے مگر یہ اتباع صرف علاج تک محدود رہتا ہے پس بعض اہل ظاہر کو اتباعِ شیخ کے لفظ سے جو وحشت ہوتی ہے وہ اس تحقیق حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے رفع ہو جانی چاہیے (حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبِ محدث دہلویؒ کے شاگرد اور حضرت مولانا مرزا مظہر جان جاناؒ کے خلیفہ ہیں اپنی کتاب مالا بدینہ میں فرماتے ہیں بدایاں کہ اسعدک اللہ تعالیٰ یہ ہمہ کہ گفتہ شد صورت ایمان و اسلام و شریعت است و مغز و حقیقت در خدمت درویشاں باید جست و خیال نباید کرد کہ حقیقت خلاف شریعت است کہ این سخن جہل و کفر است

ترجمہ: جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو نیک بخت بنائے یہ جو بیان گذرا تو ایمانِ اسلام اور شریعت کی ظاہری صورت تھی باقی اس کا مغز اور حقیقت درویشوں کی خدمت میں ملائی گئی ہے اور یہ سرگز نہ سمجھنا چاہیے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے

یعنی مقابل کوئی چیز ہے کیونکہ ایسی بات زبان سے نکالنا جہالت بلکہ کفر ہے۔
پھر ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

نور باطن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را از سینہ درویشاں باید جست بدان
نور سینہ خود را روشن باید کرد تا بہ خیر و شر بفرست صحیحہ دریافت شود (ملا بلدیہ)
ترجمہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نور باطن کو بزرگوں کے سینے سے حاصل کرنا
چاہیے اور اس نور سے اپنے سینے کو روشن اور منور کرنا چاہیے تاکہ بہ خیر و شر بفرست
صحیحہ کے ذریعہ معلوم ہو سکے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ

تصوف اور سلوک کیا ہے

اپنے مکتوب (ج سوم) میں تحریر

فرماتے ہیں سنت احمدی علیہ السلام پر مستقیم ہے اور (غیر ضروری) دنیوی تعلقات
سے دور اور علائق ماسوی اللہ سے نفور ہے اور اپنے قرب و معرفت کے سزا پر
کے ساتھ انس و محبت رکھے، یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قرب خاص جس کا نام
نسبت ہے یہ چیز اس عالم اسباب میں حضرات صوفیہ ہی کے طریق پر چلنے سے حاصل
ہو سکتی ہے چنانچہ ان بزرگوں نے حضرت حق تعالیٰ کی محبت میں نہ اپنے کو دیکھا اور
نہ غیر کو بلکہ سب سے یک لخت خالی ہو گئے اور جس سے محبت کرتے ہیں اللہ کی
رہنمائی لے کرتے ہیں اور جس سے بغض رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رہنمائی لے لے

حضرت خواجہ محمد معصومؒ

قبض باطنی اور قلب کا بے کیف ہونا

تحریر فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قبض کا منشا نسبت باطنی کا ضعف
ہوتا ہے کیونکہ نسبت جب قوی نہیں ہوتی تو کبھی اس کا ظہور ہوتا ہے کبھی
مستور ہو جاتی ہے بالخصوص جب کہ مرشد سے صوری اور ظاہری دوری بھی ہو

چنانچہ جب تک نسبت (تعلق مع اللہ) کا رسوخ و استحکام (بچھکی) قلب میں نہ پیدا ہو جائے اس سے پہلے شیخ سے جوئی اس قسم کے ضعف کا سبب بن جاتی ہے یعنی جب شیخ کی صحبت میں رہے گا تو قوت محسوس ہوگی (تعلق مع اللہ میں) اور جب دوری ہوگی تو اس تعلق مع اللہ میں کمی محسوس ہوگی۔ اس کا علاج رہبرِ کامل یعنی شیخ کی صحبت میں اتنے زمانے تک ہے کہ تعلق مع اللہ کی یہ نسبت راسخ ہو جائے پھر نسبت قوی ہو جائے اور مملکہ راسخہ حاصل ہو جانے کے بعد سالک فنا کی حد تک پہنچ جائے۔ اور نسبت مع اللہ میں کمزوری کبھی

محسوسیت کے سبب پیدا ہوتی ہے اور لغزش و گناہ کے سبب نسبت میں تاریکی پیدا ہو جاتی ہے اس وقت بھی شیخِ کامل کی توجہ اور صحبت نافع ہوتی ہے اس لئے کہ یہ شیخِ کامل کی توجہ ایسی چیز ہے کہ اگر ظلمات و کدورات کے پہاڑ ہر زرف سے نمودار ہو جائیں تو ان کو بھی مرید صادق سے دفع کر کے اس کے باطن کی تطہیر کر سکتی ہے اسی طرح سے شیخ کی یہ توجہ سالک کے لئے حالت قبض میں بھی مفید ہے چنانچہ بہت جلد اس میں بسط پیدا کر کے ترقی کا راستہ اس پر کھول سکتی ہے۔ مگر شیخ کی صحبت اور توجہ کا اثر جب ہوتا ہے جب محبت اور عقیدت اور سہرگی کے ساتھ صحیح ہو جائے یہ محبت ہی کا کیشمہ ہے کہ وہ تنہا شیخ کی توجہ باطنی کو جذب کر لیتی ہے اور اس کے مخصوص کمالات کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہے اور فنا فی اللہ کے ساتھ بلکہ فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر دیتی ہے۔ ۱۶۵ چنانچہ جو طراز صادق کسی کامل کی صحبت میں پہنچ جائے اور وہ تمام شرائط کمال کے جنہیں اکابر طریق نے مقرر کیا ہے تو امید ہے کہ ضرور بالفرد دروہل ہو جائے گا مکتوبات معصومیہ^{۱۶۶} اور طریق کا مقصود نیستی و گنہامی کی تحصیل اور نفس کی سرکشی اور خورد رانی کو دور کرنا ہے اس لئے کہ معرفت کا حصول اسی کے ساتھ واجب ہے۔ مکتوبات معصومیہ^{۱۶۸}

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا الْاٰیةِ

دستور تزکیہ نفس

یعنی

اصلاح نفس کا طریقہ

افادات

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
 (ناظم مجلس دعوت الحق بہنڈا)

مجاز بیعت

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب
 نور اللہ مرتدہ

مرتبہ

حکیم مولانا محمد اختر صاحب

مجاز بیعت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
 خادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مجھولہ پوری

ظہم اشاعت الحق گلشن اقبال لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسالہ دستور تزکیہ نفس

احقر مؤلف نے حضرت اقدس مولانا شاہ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم (ہر دوئی) سے طویل مدت اصلاحی مکاتبت کے بعد اصلاح نفس کے متعلق نہایت مفید ارشادات کو توضیح و تشریح کے ساتھ اس سال میں جمع کر دیا ہے۔

مقدمتہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَسْرَفِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ اما بعد
یہ دستور العمل برائے تزکیہ و تطہیر نفس از جملہ رذائل و برائے حصول نسبت و دولت قرب لازوال کیمیا ایست عجیب تاثیر کا مصداق ہے اگرچہ ہر مومن دل سے یہ چاہتا ہے کہ اپنے محبوب حقیقی حق تعالیٰ شانہ کی کامل فرماں برداری کرے اور نافرمانیوں سے اپنی روح کو پاک و صاف رکھے لیکن ۷

دائم اندر آب کار ماہی است مار را با او کجا ہماہی است (رومی)
پانی میں ہمیشہ رہنا یہ مچھلیوں کا کام ہے سانپ کو مچھلیوں کی ہماہی کبب نصیب ہو سکتی ہے۔ سالک کا نفس اپنی خواہشات نفسانیہ کی وجہ سے مثل سانپ کے ہے جو ہر قدم پر مومن کو اقتال و اطاعت سے روکتا ہے اور پرواز روح کو اپنے شکنجہ مکر و فریب سے عذاب بیہوش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ سالک ہر گناہ کے بعد جب اپنے قلب میں اس کی ظلمت محسوس کرتا ہے تو زیچہ غمگین ہوتا ہے ۷

بزدل سالک ہزاراں غم بود گرز باغ دل خلا لے کم بود
اور یہ غم کیوں نہ ہو جب کہ ایک شخص گندم جمع کر رہا ہے اور موش (چوہا) خفیہ خفیہ اس انبار کو غائب کر رہا ہے پس سالک عبادات و اذکار سے کچھ انوار جمع کرتا ہے مگر خجب بدنگاہی یا خیانت صدر یا کسی دیگر معصیت سے اس میں کمی پاتا ہے تو اس پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں حتیٰ کہ نفس سے مسلسل شکست اس کو مایوسی کی خطرناک

منزل کے قریب کر دیتی ہے (حق تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھیں) بار بار گناہ کی عادت ہو جانے سے سالک کے شب و روز اس قدر تلخ ہو جاتے ہیں کہ اس کو اپنی زندگی سے بھی نفرت ہو جاتی ہے اور زمین باوجود اپنی وسعت کے اس پر تنگ معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہر گناہ پر یہ سو جان سے روتا ہے اور اس کو حیا بھی معلوم ہوتی ہے کہ میں کس قدر نالائق و بے غیرت ہوں کہ مسلسل نافرمانیوں میں مبتلا ہوں۔

حیا طاری ہے تیرے سامنے میں کس طرح آؤں

نہ آؤں تو دل مضطر کو پھرنے کو کہاں جاؤں

اس میں شک نہیں کہ ہمارے گناہ خواہ کتنے ہی عظیم تر ہوں مگر حق تعالیٰ کی عظمت اور وسعت رحمت کے سامنے وہ حقیر اور قلیل ہیں کما قال العارف الرومیؒ

اے عظیم ازما گناہان عظیم تو توانی عضو کردن در حریم

یہ جو کھڑا پہاڑ ہے سر پہ مرے گناہ کا وہ جو مری مدد کریں ہے مری ایک آہ کا

بندایا یوسی کو تو کسی حالت میں قریب نہ آنے دینا چاہئے اگرچہ آخری سن

تک تزکیہ کامل نہ ہو سکے لیکن مجاہدہ تمام عمر لازم ہے کما قال المجدوبؒ

نہ چت کر سکے نفس کے پہلوان کو تو یوں ہاتھ پاؤں کبھی ڈھیلے نہ ڈالے

اے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی کبھی وہ دبا لے کبھی تو دبا لے

(ضروری تہنید) توبہ کے سہارے پر کسی گناہ میں ہمیشہ مبتلا رہنا اگرچہ استغفار

سے تلافی بھی کرتا رہے اس میں خطرناک پہلو بھی ہے وہ یہ کہ توبہ کی توفیق اپنے اختیار

میں نہیں یہ سلسل جرات یہ سلسل ابتلاء دلیل ہے ہماری بے فکری اور قلت اہتمام کی۔

جسکی نحوست سے اندیشہ ہے کہ ہم سے توفیق توبہ ہی سلب ہو جائے۔ قال العارف الرومیؒ۔

میں بہ پشت آن کمن جرم و گناہ کہ کنم توبہ در آیم در پناہ

زانکہ استغفار از دم درد دست نیست ذوق توبہ نقل ہر مرست نیست

اندریں اُمت نہ بد مسخ بدن لیک مسخ دل بود اے بوالفظن

مولانا فرماتے ہیں کہ خبردار توبہ کے سہارے پر جرم و گناہ کی جرات و عادت

مت بناؤ کہ چلو اس وقت تو عیش و لذت گناہ سے حاصل کر لو پھر جلد ہی سے توبہ کر کے پناہ حاصل کریں گے۔ (یہ شیطان چال تم کو عمر بھر حق تعالیٰ کی محبت کا لہ اور ولایت خاصہ سے محروم رکھے گی نیز یہ بھی خطرہ ہے کہ حق تعالیٰ تمہارے ان حیلوں کے ٹاٹ میں آگ لگا دیں اور تم سے توفیق توبہ سلب فرمائیں حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب کبریا میں عرض کرتے ہیں اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں اَنْ نَقْتَرِفَ عَلٰۤی اَنْفُسِنَا سُوْءًا اَدْ تَجْزِلُنَا اِلٰی مُسْلِمٍ اَوْ نَكْتَسِبَ خَطِيْئَةً اَوْ ذَنْبًا لَا تُغْفِرُہَا (الْحَدِيثِ) اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں یہ کہ ہم حاصل کریں اپنی جان پر کسی برائی کو یا اس کو پہنچائیں کسی مسلمان کی طرف یا کریں ہم کو کوئی ایسی خطا یا گناہ جس کی آپ مغفرت نہ فرمائیں (الحديث) مولانا رومی اسی کو فرماتے ہیں کہ اس امت سے مسخ بدن کا عذاب مثل امم سابقہ تو رحمتہ للعالمین کے صدقے میں مرفوع ہے مگر مسخ قلب کا عذاب اس امت پر بھی ہوتا ہے یعنی مسلسل نافرمانیوں کی نحوست سے اندیشہ ہے کہ ہماری بے فکری رنگ لائے اور قلب کا ذوق سلیم سلب کر لیا جائے جس کے نتیجے میں معاصی کی نفرت و رغبت سے تبدیل ہو جائے اور فسق و فجور ہمارا مزاج ثانی بن جائے (العیاذ باللہ) اور اسی سلب اور اک سلیم کا نام مسخ دل ہے

لیک مسخ دل بود اے بوالفطن

پس خبردار توبہ کے سہارے پر بے فکر ہو کر گناہوں کی عادت نہ ڈالنا

زانکہ استغفار ہم در دست نیست

کیونکہ استغفار کا دوام ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے

نقل توبہ ذوق ہر سر مست نیست

توبہ کی غذا کا ذوق ہر سر مست کا حصہ نہیں ہے۔ تشریح بالا سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ مسلسل نافرمانیوں کی عادت میں مبتلا رہنے کے باوجود تزکیہ کا اہتمام نہ کرنا اور ترک معصیت کی تدابیر نہ معلوم کرنا دو خطرناک مصیبتوں میں گرفتار

کرنا ہے۔ ع۔ ایک یہ کہ ایسا آدمی حق تعالیٰ کی راہ میں انوار و برکات قرب خاص سے محروم رہتا ہے ظاہر ہے کہ انوار طاعات و اذکار و ظلمات معاصی سے کبھی بالکل سلب ہو جاتے ہیں اور کبھی حد درجہ یہ انوار بے کیف اور مضمر ہو جاتے ہیں۔ اسی مضمون کی تائید حضرت عارفِ رومیؒ کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

اے درینا اے درینا اے درینا
 کاں چناں ماہے نہاں شد زیر میغ
 ملے افسوس ملے افسوس ملے افسوس کہ ہماری روح کا ایسا منور چاند جو کثرتِ ذکر سے مثلِ بدر کے روشن تھا ہمارے ظلمات معاصی کے ابر میں مخفی ہو گیا ع۔ دوسرے یہ کہ ایسا آدمی ہر وقت علیٰ معرض الخطر ہے یعنی چاہے طرد و ضلالت کے کنارے کھڑا ہے۔ نہ معلوم کب کوئی گھڑی ایسی آجائے کہ یہ اپنی عادتِ معصیت کے مطابق گناہ کرے اور گرفت ہو جائے اور تجلی صفتِ رحمت و حلم مہرِ دل بہ تجلیِ قہر و انتقام ہو جائے جس کے نتیجے میں آئندہ توفیقِ استغفار نہ ہو اور شدہ شدہ یہ ظلمات سارے قلب کو زنگ آلود کر دیں حتیٰ کہ ذکر سے وحشت و نفرت ہونے لگے اور پھر مردود ہو کر سوءِ خاتمہ کی لعنت کا طوق پہن کر جہنم میں چلا جائے۔

حق تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔

ان دو خطرناک جہلکات کے پیش نظر یہ بات واضح ہو گئی کہ جس گناہ کی عادت پڑ گئی ہو اس کے علاج میں غفلت اور بے فکری ہرگز نہ کرنی چاہئے۔

حق تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مجھ ناکارہ کو اس دستورِ العمل کی ترتیب کی توفیق بخشی ہے جس پر عمل کر کے سالکینِ بدنگاہی و عشقِ مجازی کی ساہا سال پرانی بیماریوں سے شفا یاب ہو چکے ہیں اور یہ دستورِ العمل بزرگوں کے ارشادِ آہیں اور قرآن و حدیث ہی سے استنباط کردہ ہیں عشقِ مجازی اور بدنگاہی اور تمام علائق کو سوختہ کرنے کے لئے اس قدر اکیسر ہے کہ سبحان اللہ بیان سے باہر ہے مَنْ شَاءَ فَلْيُجَسِّدْ اس دستورِ العمل پر عمل کرنے کے برکات و ثمرات علاوہ علاجِ بدنگاہی و عشقِ مجازی حسبِ ذیل اور بھی ہیں:-

(۱) نسبت مع اللہ میں تقویت۔ یعنی حق تعالیٰ سے قلب میں رابطہ قوی ہوتا چلا جاتا ہے۔

(۲) حصول معیت خاصہ۔ یعنی ذوقاً اور حالاً قلب میں معیت حق کا احساس ہونے لگتا ہے۔

(۳) حصول ولایت خاصہ۔ تقویٰ برکت سے یہ دولت بھی عطا ہو جاتی ہے کیونکہ شرط ولایت منصوص بآیت **الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ** ○ الایۃ ایمان و تقویٰ ہے اور اس دستور العمل کی برکت سے تقویٰ کامل یعنی کبار و صغائر سے حفاظت ہونے لگتی ہے۔

شہوات نفسانیہ کا بالکل معدوم ہونا بھی مطلوب نہیں اور نہ یہ ممکن ہے کیونکہ اگر ان کو معدوم کر دیا جائے تو حرام تقویٰ روشن ہونا بھی ناممکن ہو گا۔ شہوت دنیا مثال گلخن است کہ از وحام تقویٰ روشن است نیز شہوات کا نفس کے ساتھ اقران منصوص بھی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا الدُّعَاءَ الَّذِي لِي بِهِمْ وَلَا يُغْنِيكُمْ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ** کون کر سکتا ہے اور نہ اس کی خواہش ہی ہونی چاہئے کیونکہ حکمت البیہ سی مجاہد سے بندوں کو درجہ ولایت خاصہ سے مشرف کرتی ہے۔

در بعقل ادراک این ممکن باریے قہر نفس از بہر چہ واجب شدے اگر عقل سے اس کا ادراک ممکن ہوتا تو نفس پر قہر کرنا یعنی مجاہدہ کیوں واجب ہوتا (۴) اس دستور العمل پر ایک طویل مدت تک عمل کرنے کی برکت سے روز بروز ایمان میں اس درجہ انشاء اللہ تعالیٰ ترقی ہوگی کہ تمام مغیبات یعنی جنت و دوزخ قیامت اور آخرت کا ہر وقت استحضار رہنے لگے گا اور ایک مومن کو جس درجہ یقین کا مقام حاصل ہونا چاہئے رفتہ رفتہ انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو جاوے گا۔

(۵) اس کامل ایمان اور کامل یقین کی برکت سے سالک کو ہر عبادت میں عجیب

حلاوت محسوس ہونے لگتی ہے اور نماز آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے تمام احکام شرعیہ کی اطاعت آسان اور لذیذ ہو جاتی ہے اور جملہ معاصی سے وحشت ہو جاتی ہے اور ایسی حیات طیبہ یعنی ستھری پاکیزہ زندگی عطا ہوتی ہے کہ تمام کائنات کے انعامات و خزائن اس نعمت کے سامنے بیچ نظر آتے ہیں۔

چو سلطان ۶۰ ت علم بر کشد جہاں سز مجیب عدم در کشد
اس مقام قرب میں سالک بزبان حال یہ کہتا ہے کہ

ترے تصور میں جان عالم مجھے یہ راحت پہنچ رہی ہے

کہ جیسے مجھ تک نزول کر کے بہار جنت پہنچ رہی ہے

اور سالک اس وقت انوار قرب کی حلاوت محسوس کرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے تو آدمی ہی جان دی مگر اس کریم مطلق نے سو جانیں بخش دیں یعنی خواہشات نفس کے خون کرنے میں جو کلفت ان کی راہ میں اٹھانی پڑی وہ تو اس دولت کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور سالک کہتا ہے کہ ملے اب تک خواہشات رذیلہ کیلئے اپنی زندگی کو ناحق جہنم کدہ بنا رکھا تھا اور اپنی تمام عبادات کے انوار کو معاصی کے ارتکاب سے ضائع کرتا رہا اور اس وقت سالک برباد شدہ عمر پر خون کے آنسو رونے کو بھی تلافی کے لئے کافی نہیں پاتا اور اپنے رب سے اب کھڑا روتا ہے اور عمر رفتہ برجفا پر رحمت کی درخواست کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اے اللہ آپ ایسے خوبیوں والے اللہ ہیں کہ میری جملہ تباہی اور بربادی خواہ کتنی ہی اتہا کو پہنچ گئی ہو آن واحد میں آپ کا فضل اس کی تلافی کر سکتا ہے اور تلافی ہی نہیں بلکہ اب تک پہنچنے میں میری نالائقیوں کی وجہ سے جس قدر تاخیر ہوئی اور جس قدر عمر ضائع ہوئی اور نفس و شیطان نے جس قدر میرا راستہ کھوٹا کیا آپ کا کرم آن واحد میں مجھے قرب کا وہ مقام عطا فرما سکتا ہے کہ میں اپنے مجاہدہ سے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ سالک جب تک گناہوں کی عاد میں مبتلا تھا تو لذت مناجات سے بھی محروم تھا اور اب گھنٹوں کا تھکاٹھائے

مانگئے ہی میں لطف پارہا ہے سے

ازدعا نمود مراد عاشقان جز سخن گفتن باں شیریں دباں

اب خاموش بھی بیٹھا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دل ہی دل میں باتیں کر رہا ہے اور مجلس
اجاب میں بھی ہے تب بھی قلب حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہے اور اللہ میاں سے
بزبان حال کہہ رہا ہے سے

تم سا کوئی ہمدوم کوئی دمساز نہیں ہے باتیں تو میں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
یہ مقام دوام ذکر اور حضور تام اور حضور دائم کہلاتا ہے اور یہی وہ دولت ہے
جو گناہوں کی عادت میں مبتلا رہتے ہوئے نہیں ملتی سے

أَحْسَبُ مُنَاجَاةَ الْحَبِيبِ بِأَوْجِهٍ ۖ وَ لَكِنْ لِّسَانَ الْمُنْذِرِينَ كَلِيلٌ
ترجمہ :- میں محبوب کے ساتھ ہمکلامی اور مناجات کو کئی وجہ سے محبوب رکھتا ہوں
لیکن گناہوں کے ارتکاب سے مذنبین کی زبان غلبہ حیا سے گنگ ہو جاتی ہے ۱۱

حق تعالیٰ کی راہ میں اہتمام تزکیہ یعنی تقویٰ پر دوام بڑی اہمیت رکھتا ہے
قَالَ اللهُ تَعَالَى قَدْ أَفْلَحَ مَنْ ذَكَرَهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا ۝ الْاٰیة
یعنی جس نے تزکیہ کر لیا اپنے نفس کا اس نے فلاح با یقین پائی اور جس نے تزکیہ
نہیں کیا نامراد رہا۔ کافر بالکل نامراد ہے اور مومن جو عادت گناہوں میں ملوث ہے
اور تزکیہ میں تھوڑی کوشش کرتا ہے یہ کسی درجہ میں نامراد ہے اور کسی درجہ میں
نامراد ہے یعنی دلالت خاصہ کے مقابلہ میں نامراد ہے۔ گناہوں کی سیاہی سے ملوث
ماہ جان محبوب حقیقی کے قرب خاص کے لائق ہی نہیں رہتا کیونکہ وہ جمیل ہیں اور
جمال کو محبوب رکھتے ہیں سے

چوں شدی زیبا بدواں زیبا رسی

کر بانند روح را از بے کسی (رومی)

حضرت عارف رومی نے اسی وجہ سے اہتمام تقویٰ اور تزکیہ رذائل و ترک معاصی
کو مندرجہ ذیل اشعار میں بڑے اہتمام سے ارشاد فرمایا ہے سے

موش تا انبار ما حفرہ زدہ است

واز نفس انبار ما خالی شدہ است (دومی)

ترجمہ: موش نفس نے جب سے ہمارے انبار اعمال صالحہ میں خفیہ سوراخ بنالیا اس وقت سے ہمارے انوار اعمال صالحہ کا انبار غیر محسوس طور پر آہستہ آہستہ خالی ہوتا جا رہا ہے۔

ادل لے جاں نفع شرموش کن دانگہ اندر جمع گندم کوش کن (دومی)

یعنی موش کی شرارتوں کے قلمبہ کو مضمحل اور مغلوب کر دینا کہ احکام روح غالب ہوں اور انوار صاف کے برکات دیکھو اس کے بعد مختصر عبادات کے انوار بھی تمہیں کہاں سے کہاں مقام قرب پر پہنچادیں گے۔ مولانا کا مقصد اس بیان سے یہ ہے کہ جس قدر عبادات اور ذکر و فکر کا اہتمام ہے اس سے بھی زیادہ ان کے ضائع ہونے اور ان کو نقصان پہنچنے کے اسباب سے حفاظت کا اہتمام بھی ہونا چاہئے اور اسی کا نام تزکیہ نفس ہے یعنی اگر کسی گناہ کی عادت ہو چکی ہے تو فوراً اس کی اصلاح پر کمر بستہ ہو جاؤ۔

گر نہ موشے دزدایں انبار ماست

گندم اعمال چل سالہ کجا ست (دومی)

ترجمہ:- اگر ہمارے انوار طاعات کو ظلمات معاصی ضائع نہیں کر رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ چالیس سال راہ سلوک میں ذکر و شغل کرنے کے باوجود روح کو کما حقہ ترقی حاصل نہ ہوئی۔ آخر یہ اعمال چالیس سال کے کیا ہو گئے تو بات یہ ہے کہ خمیرہ مقوی قلب بھی کھا رہے ہیں اور سنگھیا کھانے کی عادت بھی جاری رہی اس لئے خمیرہ کے اثرات نمایاں نہ ہو سکے یعنی گناہ کی ظلمت سے طاعت کے نور کا پورا پورا نفع مرتب نہ ہوا۔

حق تعالیٰ کی رحمت سے جس دستور کی ترتیب و تدوین ہو رہی ہے اس کی تدرک کم از کم ۶ ماہ عمل کرنے سے معلوم ہوگی۔ جو شخص اپنی زندگی کے ایک بڑے حصے کو

گناہوں میں تباہ کر چکا ہو اور بد لگا ہی و عشق مجازی وغیرہ میں مبتلا رہنے سے اس کی تو یہ بار بار لوٹ رہی ہو اور زندگی کے ایام اس پر تلخ ہو رہے ہوں اور دل سے اپنی اصلاح کا فکر مند ہو مگر شہوات کے دلدل سے نکل پارہا ہو اور ارتکاب جرائم بد لگا ہی وغیرہ اس کی عادت ثانیہ اور اس کا مزاج ثانی بن چکے ہوں اور تلخی ظلمات معاصی سے اپنی جان سے بے زار ہو چکا ہو مسلسل اپنی شکست و بدعہائی سے اور مسلسل نافرمانیوں کی ظلمت و وحشت سے اس کی دنیا ہی جہنم بن گئی ہو *وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا* پوری پوری تلخی محسوس کر رہا ہو اور اس صدمہ سے کلیجہ منہ کو آ رہا ہو اس شخص کے لئے یہ دستور العمل آب حیات ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ چھ ماہ اس پر اہتمام سے عمل کرنے کے بعد بزبان حال یہ کہے گا

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اٹھی

ہر بن موسے مرے اس نے پکارا مجھ کو (اصغر)

باز آمد آب من در جوئے من باز آمد شاہ من در کوئے من (اختر)

میری نہر جو خشک ہو رہی تھی اس میں پھر پانی آ گیا اور میری گلی میں پھر میسر
شاہ آ گیا ہے

کر گئے را شاہ باز سے کردہ ضال را بر شاہ را ہے کردہ (اختر)

اے اللہ آپ نے کرگس کو شاہ باز کر دیا یعنی میرا نفس جو مثل کرگس کے مردہ ہو گیا
یعنی دنیا پرست اور پرستار شہوات نفسانیہ تھا آپ نے اس کی دناوت طبع کا
تذکیہ فرما کر اس کو عالی حوصلہ مثل شاہ باز کے بنا دیا یعنی نفس تمام ماسوا سے رخ

عہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص میری یاد سے اعراض کرے گا اس کی
زندگی کو میں تلخ کر دوں گا اور *مَعَا جِي اِعْرَاضُ عَنِ الذِّكْرِ* کے نتائج
میں سے ہیں۔

پھر کراب آپ کی طرف متوجہ ہو گیا جیسے کوئی باز شاہی پنجہ بادشاہ پر خوش نشستہ
قرب سلطان سے مسرور ہو رہا ہو اسی طرح اب میری جان گمراہ کو آپ کے فضل نے
شاہراہ پر لگا دیا۔ اور اپنے انوار قرب اور نفحات کرم سے مسرور فرما دیا۔

بونے گل از خار پیدا می کنی نور از نار پیدا می کنی (اختر)
اے اللہ میرا نفس جو عادت جہانم و معاصی سے مثل خار تھا اور گلہائے قرب کی
خوشبو سے محروم تھا اب آپ کے فضل نے اس میں نہ جانے کیا تصرف کر دیا کہ
اب معاصی کے بجائے اعمال صالحہ صادر ہونے لگے اور اسی طرح جس نارسہوت
سے رات دن میری جان سوختہ ہو رہی تھی اب آپ کے کرم سے اور تصرف قدرت
کاملہ سے وہ نار نور بن گئی یعنی توفیق اہتمام تقویٰ سے روشن ہو گئی اور جب نفس
برے تقاضوں پر عمل کرنے سے محفوظ ہو گیا تو اس مجاہدہ سے حمام تقویٰ روشن ہو گیا
اور یہ خواہشات ایندھن کا کام کر گئیں یعنی حمام تقویٰ میں پہنچ کر یہ نار نور سے
تبدیل ہو گئی ہے

آفتاب کرد در کویم گذر شد شب و بجور مار شک سحر (اختر)
اے اللہ میرے قلب میں آپ کی محبت و قرب کا آفتاب طلوع ہو گیا اور تقاضائے
نفسانی کا غلبہ جو شب و بجور کی طرح میرے دل کو تاریک کئے ہوئے تھا اب
آپ کے انوار سے وہ تمام تر ظلمات رشک سحر بن گئے ہے

سست گامے از رجال اللہ شد این مقام شکر و حمد اللہ شد (اختر)
آپ کے کرم سے جو نفس کہ فرماں برداری میں سست گام تھا اب رجال اللہ کی
صف میں شریک ہے۔ یہ مقام میرے لئے نہایت شکر و حمد کا ہے ہے

می نگیرد باز شہ جز شیر نر کر گساں بر مردگان بکشادہ پر (اختر)
شاہی باز اپنی شرافت طبع و ہمت عالی سے شیر نر کا شکار کرتا ہے اور کر گساں مردہ
لاشوں پر پر کھولے ہوئے ہیں اپنی دناعت طبع سے ہے

جان عارف بچو باز شاہ بست صیدا از ہمتش خود شاہ بست (اختر)

عارف کی جان مثل شاہباز ہے عالی ہمتی میں۔ کیونکہ اس روح کا مطلوب حقیقی تمام کائنات میں شاہ حقیقی ہے جو ہمیشہ زندہ اور باقی ہے اور وہ تمام فانی مخلوقات سے منہ پھیر کر لا اُحِبُّ الْفٰئِلِیْنَ کا نعرہ بلند کر رہی ہے۔

اب وہ دستور العمل تحریر کرتا ہوں جس کی تمہید میں منظور بالا تحریر کی گئیں حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمادیں اور ہم سب کو قدر کرنے اور عمل کر کے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں خصوصاً جو لوگ سالہا سال سے کسی گناہ کی عادت میں مبتلا ہیں اور اس ناپاک زندگی کو حیات طیبہ سے تبدیل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ دستور رشک آب حیات ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دستور العمل برائے اصلاح و تزکیہ نفس

تمام رذائل کی جڑ صرف دو ہیں جاہ و باہ تکبر، حسد، کینہ، بغض، غضب وغیرہ ان کی تہہ اور جڑ میں جاہ کا چھپا ہوا چور ہوتا ہے۔ اس طرح بدزنگاہی، عشق مجازی، دل میں پچھلے گناہوں کا تصور کر کے مزہ لینا۔ حرص، طمع، بخل وغیرہ کی تہہ میں شہوت نفس یعنی باہ کا مادہ چھپا ہوتا ہے۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جاہ کی بیماری زیادہ خطرناک ہوتی ہے کیونکہ یہ مادہ ابلیمسی وراثت سے تعلق رکھتا ہے اور توبہ و ندامت سے جس طرح شیطان محروم رہا اسی طرح جاہ کی ہوس میں مبتلا انسان توبہ و ندامت سے گریز کرتا ہے اور باہ یعنی شہوت نفس کے مرین میں عموماً منکسر مزاجی ہوتی ہے جس سے ان کی اصلاح جلد ممکن ہوتی ہے ہر شخص میں کم و بیش جاہ اور باہ

دونوں ہی مادہ ہوتے ہیں یہ گفتگو صرف اس امر میں ہے کہ کسی انسان میں مادہ جاہ غالب ہوتا ہے اور کسی میں باہ کا مادہ غالب ہوتا ہے۔ جس طرح نفس کی تمام بیماریوں کی تقسیم اجمالی طور پر دو قسم پر ہوتی یعنی جاہ اور باہ۔ اسی طرح ان کے علاج کی تقسیم دو اہم اساس پر ہے اور باقی تمام تشریحات انہیں دو اساس کی تفصیل ہوں گی نمبر ۱۔ استحضار عقوبت، نمبر ۲۔ کثرت ذکر اللہ کا اہتمام اور التزام۔ کامل فرمان برداری اور انسداد جبرائیم کے دو ہی سبب ہو کرتے ہیں۔ (۱) خوف جس کا حصول استحضار عقوبت سے ہوتا ہے (۲) محبت جو اہتمام کثرت ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

اس تمہید کے بعد اب وہ دستور العمل علی سبیل التفصیل درج کرتا ہوں جن پر اخلاص اور پابندی سے اگر چھ ماہ عمل کر لیا جاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ تمام وہ انعامات جن کا تفصیلی تذکرہ تمہید میں آچکا ہے قلب میں محسوس ہونے لگیں گے اور جن گناہوں کی مثلاً چالیس سالہ عادت بھی ہو گئی ہو ان گناہوں سے بھی احتراز و اجتناب کی توفیق ہونے لگے گی۔ اور یہ دستور العمل بعد شفا کے امراض نفسانیہ و روحانیہ بھی جاری رکھنا چاہئے کیونکہ یہ اعمال ترقی و مدارج قرب میں سالک کے لئے عجیب النفع ہیں۔ نیز نفس کے رذائل تاکہ آئندہ عود نہ کر سکیں درحقیقت اس مشورہ کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ چھ ماہ عمل کرنے کے بعد خود ان اعمال سے سالک کی روح کو وہ حلاوت اور ٹھنڈک نصیب ہوگی کہ انشاء اللہ تعالیٰ خود ہی تادم آخر ان معمولات پر اہتمام و التزام کو اپنے اوپر لازم کر لے گا۔ ایک مدت ان معمولات پر پابندی سے ایسا محسوس ہونے لگے گا کہ گویا آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں اور جنت و جہنم کو گویا دیکھ رہا ہوں اور تمام شہوات و لذات دنیا اب نگاہوں میں پہنچ نظر آنے لگیں گی حالانکہ اس سے قبل ان سے نکلنا مشکل اور محال نظر آتا تھا۔

قلب کے مقام سے بھی اللہ نکل رہا ہے اور نہایت محبت اور درد بھرے دل سے اللہ کا نام لیا جاوے۔ مولانا رومی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

عام میخو انند ہر دم نام پاک
 میں اشرف کلند چو نمود عشقناک

ترجمہ۔ عام لوگ اللہ تعالیٰ کا نام پاک ہر دم لیتے ہیں لیکن یہ اثر نہیں کرتا ہے جب تک کہ عشقناک ذکر نہ کیا جاوے یعنی محبت سے اور دل کی گہرائی سے نام پاک لینے سے کچھ اور ہی اثر ہوتا ہے۔

دل کی گہرائی سے تیرا نام جب لیتا ہوں میں
 چومتی ہے میرے قدموں کو بہار کا نونات (اختر)

(۶) پھر یہ مراقبہ کرے کہ حق تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں یعنی حق تعالیٰ کے بصیر و خیر ہونے کا تصور کرے اور دل ہی دل میں حق تعالیٰ سے یوں باتیں کرے کہ اے اللہ جس وقت میں بدنگاہی کر رہا تھا اور جس وقت برے خیالات سے لذت حاصل کر رہا تھا یا جس وقت گناہ کر رہا تھا اس وقت آپ کی قدرت قاہرہ بھی مجھے اس جرم کی حالت میں دیکھ رہی تھی۔ اسی وقت اگر آپ کا حکم ہو جاتا کہ اے زمین شوق ہو کر اس نالائق کو نکل جا یا آپ حکم فرمادیتے کہ قُلْنَا لِهَذَا مَرَدًّا قَسَدًا خَاسِبِينَ ○ (الایۃ) ہم نے کہدیا ان لوگوں کو تم بندر ذلیل ہو جاؤ (الایۃ) تو میں اسی وقت ذلیل ہو جانا اور مخلوق میری اس رسوائی کا تماشہ دیکھتی۔ اے اللہ آپ اپنی قدرت قاہرہ سے اسی وقت مجھے کسی دردناک بیماری میں مبتلا کر دیتے تو میرا کیا حال ہوتا یا مجھے تنگدستی اور ناقوں میں مبتلا کر دیتے تو میرا کیا حال ہوتا مگر آپ کے کرم و حلم نے مجھ سے انتقام نہیں لیا۔ اگر آپ کا حلم میرے اوپر کرم فرمانہ ہوتا تو میری تباہی کا کیا عالم ہوتا اسی طرح تھوڑی دیر تصور کرتا رہے کہ حق تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں اور میں اس محبوب حقیقی کے سامنے بیٹھا ہوں اور دل ہی دل میں استغفار کرتا رہے اور دعا کرتا رہے کہ اے اللہ اس تصور کو کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں میرے دل میں جماد بجئے۔

(۷) پھر ان عبارات کو غور سے پڑھے جو حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے ارشادات سے ماخوذ ہیں۔

ملخص از وعظ غرض بصر: خلاصہ یہ ہے کہ کسی کے پاس بدنگاہی کے جائز ہونے کا کچھ سہارا نہیں بلکہ بدنگاہی

ہر طرح سے حرام اور بڑا بھاری گناہ ہے۔ یہاں پر یہ کہے کہ اے اللہ اس حرام و بھاری گناہ کا ایک پہاڑ میرے سر پر ہے اور ایک عمر اس میں تباہ ہوئی ہے میری اس تباہ شدہ عمر پر رحم فرما دیجئے کہ آپ ارحم الراحمین ہیں۔ بجز آپ کے ہمارے اوپر دوسرا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے جیسے بدنگاہی حرام ہے اسی طرح دل سے سوچنا بھی حرام ہے اور اس کا ضرر بدنگاہی سے بھی زیادہ ہے۔ بدنگاہی سے اعمال صالحہ کا نور سلب ہو جاتا ہے دل ستیا ناس ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خاتمہ بدنگاہی کی نحوست سے کفر پر ہوا یعنی عشق مجازی میں مبتلا ہو کر آخر سانس تک خلاصی نہ پاسکے اور کلمہ کے بجائے منہ سے کچھ اور نکل گیا۔ جب کوئی غیر محرم عورت سامنے آئے تو نگاہ کو نیچے کر لے اور ہرگز ادھر گوشہ چشم سے بھی نہ دیکھے۔ اگرچہ شیطان ڈرائے کہ نہ دیکھے گا تو دم نکل جائے گا دم نکلنے کی بھی پروا نہ کرے اور یوں سوچے کہ مر بھی گیا تو کیا ہی عمدہ موت ہوگی (یعنی شہادت)۔ بدنگاہی کے بعد دل میں ایسی ظلمت پیدا ہوتی ہے کہ ذکر وغیرہ میں بے کنشی ہو جاتی ہے اور بار بار تقاضہ کے باوجود جب تک حفاظت نظر نہ کی جائے اور استغفار خوب نہ کی جائے اس وقت تک دل صاف نہیں ہوتا۔

بدنگاہی سے کبھی ذکر و شغل سے وحشت ہونے لگتی ہے پھر یہ وحشت نفرت سے بدل جاتی ہے اور کفر تک پہنچا دیتی ہے (العیاذ باللہ) بدنگاہی کے مرکب کی آنکھیں بے رونق ہو جاتی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دل بے رونق ہو جاتا ہے جب دل کا نور سلب ہو جاتا ہے تو آنکھوں میں نور کہاں سے آئے گا اور یہ سچے کہ کتنی محنت سے تو ذکر و عبادت کر رہے ہیں اور بدنگاہی سے ان کا نور

ضائع کر رہے ہیں اور قرب حقیقی کے خصوصی انوار و برکات سے محروم ہو رہے ہیں خوب سمجھ لیجئے کہ معصیت پر اصرار اور عادت کے ساتھ حصول نسبت مع اللہ کا گمان سخت دھوکہ ہے فَاَعْتَبِرْ ذَايَا دِلِي الْاَبْصَارِ ۝ جس وقت کسی حسین پر نظر پڑ جاوے فوراً کسی بد صورت کو دیکھے۔ موجود نہ ہو تو تصور کرے کسی کا لے کلونے کا کہ چیچک رو بہ چپٹی ناک ہے دانت لمبے لمبے ہیں آنکھ کا کانٹا سر کا گنجا ہے جسم بہت بلنٹی ہے تو ندنگلی ہوئی ہے اور دست لگے ہیں مکھیاں بھنک رہی ہیں۔ اور یوں بھی سوچے کہ یہ محبوب جب مر جائے گا تو لاش گل سرگر بد نما ہوگی اور کیرے ریٹگے نظر آئیں گے مگر کسی بد صورت کے تصور کا نفع دیر پا نہ ہوگا وقتی فائدہ ہوگا پھر تقاضا اس حسین کا ستارے کا لہذا آئندہ تقاضے کو کمزور اور مضحک کر دینے کا علاج یہ ہے کہ خدا کی یاد بہت کرے دوسرے خدا تعالیٰ کے عذاب کا بھی خیال جمانے تیسرے یہ سوچے کہ اس کو مجھ پر پوری قدرت ہے۔ ایک مدت تک عمل کرنے سے آہستہ آہستہ یہ چور نکلتا ہے۔ ایسا پرانا مرض ایک دن یا ایک ہفتہ میں نہیں جاتا۔ ہمت نہ مارے کوشش کرتا رہے۔ تھوڑا تھوڑا یہ تقاضا گھٹتا رہے گا اور نفس قابو میں آ جاوے گا۔ اور یہ خواہش نہ کرے کہ بالکل تقاضا ہی ختم ہو جائے کیونکہ جب بالکل تقاضا نہ ہوگا تو پھر اجر کیا ملے گا۔ اگر نامر دیکھے کہ میں عورت کے پاس نہیں جاتا تو کیا کمال ہے کوئی اندھا کہے کہ میں کسی عورت کو نہیں دیکھتا تو کیا کمال ہے۔ یہ کون سی تعریف کی بات ہے۔ پس بالکل تقاضا نہ ہونے کی طلب سخت نادانی و جہل ہے۔ مطلوب صرف اتنا ہے کہ تقاضے اس قدر مغلوب اور مضحک ہو جائیں جو باسانی قابو میں آ جائیں۔ یہ بیماری بہت پھیل رہی ہے جو نیک کہلاتے ہیں وہ بھی اس میں پھنسے ہوئے ہیں۔ خدا کے واسطے اس کا انتظام کرنا چاہئے۔

صاحبو! اگر حق تعالیٰ سامنے کھڑا کر کے اتنا دریافت فرمائیں کہ تو نے ہمیں چھوڑ کر غیر پر کیوں نظر کی تو بتلائے کیا جواب دیجئے گا۔ یہ ہلکی بات نہیں ہے اس کا

بڑا انتظام کرنا چاہئے۔ ایک اور تدبیر یہ ہے کہ جب دل میں بُرا خیال آئے یا بدنگاہی کی حرکت ہو جائے فوراً وضو کرو۔ ۲ رکعت نماز تو بہ پڑھو۔ پہلے دن تو بہت سی نفلیں پڑھنی پڑیں گی اس کے بعد جب نفس دیکھے گا کہ ذرا مزہ لینے پر یہ مصیبت ہوتی ہے یہ ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے تو پھر ایسے دوسو سے نہ آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو سب مصیبتوں سے بچائے رکھے۔ آمین (از حسن العزیز) ان مضامین کو غور سے ہر روز پڑھ لیا جائے۔

(۸) اس کے بعد پھر یہ مراقبہ کرے اور حق تعالیٰ سے مناجات بھی یعنی باتیں بھی کر لے کہ اے اللہ جب سے بالغ ہوا ہوں میری آنکھوں سے اب تک جتنی خیانتیں صادر ہوئی ہیں یا سینہ میں بُرے خیالات سے میں نے جتنی ناجائز لذتیں حاصل کی ہیں ان سب سے توبہ کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔ آپ اپنے کرم سے میری آنکھوں کو اور میرے سینہ کو ان خیانتوں سے محفوظ فرما دیجئے کہ یہ ایسے مملکتِ امراض ہیں جن میں مبتلا ہونے والے کتنے کفر پر مر گئے اور کتنے دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوئے اور اے اللہ میرے اذہن میں جن جن اعضاء سے خیانتیں صادر ہوئی ہیں مثلاً زبان کان ہاتھ پیر غرض ان تمام اعضاء کی خیانتوں کو معاف فرما دیجئے اور اے اللہ میری عمر کا ایک بڑا حصہ جو انہیں خرافات میں تباہ ہو گیا اور میرے گناہوں سے مجھے جو کچھ نقصان پہنچا آپ اپنی رحمت سے سب کی تلافی فرما دیجئے اور آپ اپنے کرم سے مجھ سے راضی اور خوش ہو جائیے اور مجھے اپنی ایسی رضا عطا فرما دیجئے کہ اے اللہ وہ کبھی آپ کے عتاب سے تبدیل نہ ہو

(۹) پھر عذابِ نارِ جہنم کا اس طرح مراقبہ کرے کہ جہنم اس وقت آنکھوں کے سامنے ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ سے باتیں کرے اے اللہ یہ جہنم آپ کی روشن کی ہوئی آگ ہے سَأْرَأُ اللّٰهَ الْمَوْقِدَۃَ ۝ الْاٰیۃِ اور اے اللہ اس کا دکھ دلوں تک پہنچے گا تَطْلِعُ عَلَی الْاَقْفَادِۃِ ۝ اِنَّهَا عَلَیْہُمْ مَّوْصَدَۃٌ ۝ فِی عَمَدٍ مَّمْدُوۡدَۃٍ ۝ الْاَوۡدِ اور اے اللہ جہنمی لوگ آگ کے بے بے ستونوں میں دبے ہوئے جل رہے ہیں

اور اے اللہ جب ان کی کھالیں جل کر کوئلہ ہو گئیں تو آپ نے ان کی کھالوں کو پھر تازہ تازہ دوسری کھالوں سے تبدیل فرما دیا تاکہ ان کو احساس دکھ اور الم کا زیادہ ہو کہ لَمَّا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَا لَهُمْ جُلُودًا أُخْرَىٰ ۗ وَاللَّهُ زَبَدًا ۗ

جب ان کو بھوک لگی تو آپ نے ان کو خاردار درخت زقوم کھانے کو دیا اور یہ بھی نہ ہوگا کہ وہ اس کے کانٹوں کی تکلیف سے انکار کر سکیں کہ مجھ سے توبہ نہیں کھایا جا رہا ہے بلکہ ان کو مجبوراً پیٹ بھرنا ہوگا لَا يَكُونُ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ ذَوْتِهِمْ ۙ

فَمَا لَكُم مِّنْهَا الْبُطُونَ ۙ ۝ الایۃ اور اے اللہ جب ان کو پیاس لگی تو آپ نے کھولتا ہوا پانی پلایا اور اس پانی سے یہ انکار بھی نہ کر سکیں گے بلکہ اس طرح پیس گئے جس طرح پیاسا اونٹ پیتا ہے فَتَنَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ۙ

فَتَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهَيْمِ ۙ اور یہی ان کی مہمانی ہوگی قیامت کے دن هَذَا نَزْلُهُمْ يَوْمَ السَّيِّئِينَ ۙ اور اے اللہ جب انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جاوے گا تو ان کی آنتیں کٹ کٹ کر پانخانے کی راہ سے نکلنے لگیں فَسَقُوا

فَاءً فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۙ الایۃ اور اے اللہ یہ جہمی آگ اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر کریں گے يُطَوَّقُونَ بَيْنَهَا ذَبَابٌ حَمِيمٌ ۙ الایۃ

اور اے اللہ جب رونا چاہیں گے تو آنسوؤں کے بجائے خون روئیں گے اور جب شدت تکلیف سے نکل کر جانے کی کوشش کریں گے تو ان کو پھر جہنم میں لوٹا دیا جائے لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا ۙ اور اے اللہ

جب ہر طرح سے مار جاویں گے تو آپ سے فریاد کی اجازت چاہیں گے تو آپ فرمائیں گے اِخْسَعُوا فِيهَا وَلَا تَكْتُمُونَ ۙ ۝ سی جہنم میں ذلیل پڑے رہو اور مجھ سے تم لوگ بات مت کرو۔ اے اللہ دنیا کی ایک چنگاری کی ہمیں برداشت نہیں تو جہنم کی آگ کا جو ستر لگنا اس آگ سے زائد ہے کیسے تحمل ہوگا۔ اے اللہ ہمارے اعمال تو سزا دار جہنم ہیں مگر آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں کہ جہنم کے دردناک عذاب سے نجات کو میرے لئے مقدر فرمادیجئے۔ یہاں پہنچ کر اس دعا کو تین بار

عض کرے اور خوب روئے رونانہ آئے تو رونے والوں کا سا چہرہ بنا لے اور دل سے خوب ڈرے۔ شروع شروع میں عذاب جہنم کے تصور سے دل کو زیادہ خوف محسوس نہ ہوگا لیکن اس عمل پر دوام سے اور رونے والوں کی نقل کی برکت سے رفتہ رفتہ یقین و ایمان میں ترقی ہوتی رہے گی۔ اور ایک دن ایسا آئے گا کہ گویا جہنم کو آنکھوں سے دیکھو گے۔ پھر کسی نافرمانی کی بہمت نہ ہوگی کیونکہ جہنم کی آگ کی شدت کا استحضار گناہ کی لذت کی طرف نفس کو متوجہ نہ ہونے دیگا اور معاصی سے کٹی اجتناب کی توفیق انشاء اللہ تعالیٰ ہو جاوے گی۔

(۱۰) پھر اس کے بعد ذرا دیر موت کو یاد کرے کہ دنیا کے تمام ہمدرد بیوی بچے عزیز واقارب اور یہ سارے واہ واہ کرنے والے اور سلام حضور کرنے والے سب چھوٹ گئے اور جس مکان کو ہم اپنا سمجھتے تھے اب بیوی بچوں نے زبردستی اس مکان سے نکال باہر کیا اور اب روح تمہارہ گئی۔ عناصر سے متعلق جتنی لذات تھیں سب ختم ہو گئیں۔ یعنی حواس خمسہ سے جو عیش اندر پہنچ رہے تھے سب معطل ہو گئے۔ اب روح کے اندر اگر عبادات کے لذات اور انوار ہیں تو یہی کام آویں گے ورنہ سب عیش خواب ہو گیا۔ پھر اپنے نفس کو یوں ڈرائے کہ

لطف دنیا کے ہیں کے دن کیلئے کھونہ جنت کے مزے ان کے لئے
یہ کیا ہے دل تو بس پھر یوں بچھ تو نے ناواں گل دئے تنکے لئے
ہو رہی ہے عمر مثل برف کم رفتہ رفتہ چپکے چپکے دم بدم
اگر ہو سکے تو کبھی کبھی قبرستان میں حاضری دے اور سوچے کہ یہ لوگ بھی کبھی
ہماری طرح زمین پر چلتے تھے آج افسانہ ہو گئے۔

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ حالت کیف و مستی کی

بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی

جہاں دراصل دیرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب بستی کی

کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جاتے

موت کا کثرت سے یاد کرنا دل کو دنیا سے اچاٹ کرتا ہے اور یہی ہدایت کا بڑا سبب اور ذریعہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ موت جو لذت کو سرد کرنے والی ہے اس کو کثرت سے یاد کرو۔ مولانا مثنوی میں فرماتے ہیں یہ

اطلس عمرت بمقراض شہور پارہ پارہ کرد خیاط غرور

اے لوگو! تمہاری عمر کے تھکان کو مہینوں کی قیمتی سے دھوکے کا خیاط پارہ پارہ کر رہا ہے۔ پس موت کا اتنا تصور کرو کہ اس کی وحشت لذت سے بدل جائے اور اپنے اصلی وطن کے ذکر سے لذت ملنی ہی چاہئے۔ مومن کے لئے موت دراصل محبوب حقیقی کی طرف سے دعوت ملاقات کا پیغام ہے۔

(۱۱) اس مراقبہ کے بعد عبارات ذیل کو خشیت و خوف دل میں پیدا کرنے کی نیت

سے خوب دل لگا کر پڑھے۔ یہ مضامین خوف حکایات صحابہ (رضوان اللہ عنہم)

مصنفہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سے ماخوذ ہیں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جو آخرت کے حالات دیکھتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں

تو ہنسنا کم کر دو اور رونے کی کثرت کر دو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ کبھی فرماتے کاش میں

کوئی گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھا لیتے۔ کبھی فرماتے کہ کاش میں کسی مومن کے

بدن کا بال ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک جانور کو دیکھ کر

ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ تو کس قدر مزہ میں ہے کہ کھاتا ہے پیتا ہے اور

درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں

کاش ابو بکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش مجھے میری ماں نے جناہی

نہ ہوتا۔ بسا اوقات ایک تنکا یا تھ میں لیتے اور فرماتے کاش میں یہ تنکا ہوتا۔

تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے۔ ایک بار

صبح کی نماز میں جب یہ آیت اِنَّمَا اَشْكُوْا بَنِيَّ دَحْرِيَّ لَعْنَةُ اللّٰهِ پڑھنے

تو روتے روتے آواز نہ نکلی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق تعالیٰ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرہ پر آنسوؤں کے بہنے سے دونالیاں سی بن گئی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنس کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو۔ لہذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اور قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ جس میں وہ یہ آواز دیتی ہو کہ میں بے گانگی کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں، مٹی کا گھر ہوں، کیرٹوں کا گھر ہوں الخ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بہت رویا کرتے تھے حتیٰ کے روتے روتے آنکھیں بے کار ہو گئیں تھیں۔ کسی شخص نے ایک مرتبہ دیکھ لیا تو فرمایا کہ میرے رونے پر تعجب کرتے ہو اللہ کے خوف سے سو رنج روتا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ پیش آیا تو فرمایا کہ اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔ ایک نوجوان صحابیؓ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا وہ جب فَاذًا انشَقَّتِ السَّمَاؤُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے روتے روتے دم گھٹنے لگا اور کہہ رہے تھے ہاں جس دن آسمان پھٹ جاوے گی یعنی قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا۔ نئے میری بریادی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اس رونے سے فرشتے بھی رونے لگے۔

ایک انصاری صحابیؓ نے تہجد کی نماز پڑھی پھر بیٹھ کر بہت روئے کہتے تھے اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی آگ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رولا دیا۔

ایک صحابیؓ رو رہے تھے بیوی کے پوچھنے پر فرمایا کہ اس وجہ سے روتا ہوں کہ جہنم پر تو گذرنا ہے ہی نہ معلوم نجات ملے گی یا وہیں رہ جاؤں گا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام رات یہ آیت پڑھتے رہے اور روتے رہے
 وَاقْتَرُوا لِلْيَوْمِ الَّذِي هُمْ فِيهَا الْمَجْرُمُونَ ○ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا میں
 تو تم سب لوگ ملے جلے رہے مگر آج مجرم لوگ سب الگ ہو جائیں اور غیر مجرم علیحدہ۔
 اس حکم کو سن کر جتنا بھی رویا جائے کم ہے کہ نہ معلوم اپنا شمار مجرموں میں ہو گیا
 فرماں برداروں میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کے
 خوف سے ذرا سا بھی آنسو خواہ کبھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو نکل کر چہرہ پر گرتا ہے
 اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آگ پر حرام فرمادیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد
 ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں
 جیسے درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ
 جو شخص اللہ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا مشکل ہے جیسا کہ دودھ
 کا تھنوں میں واپس جانا۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نجات کا راستہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اپنی زبان کو روکے رکھو گھر میں بیٹھے رہو
 اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی
 آپ کی امت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بے حساب جنت میں داخل ہو آپ نے فرمایا
 ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں
 کہ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں ایک آنسو کا قطرہ جو
 اللہ کے خوف سے نکلا ہو دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو۔ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جس کو رونا آوے وہ روتے ورنہ رونے
 کی صورت ہی بنا لے۔ حضرت کعب اجابرؓ فرماتے ہیں قسم اس ذات کی جس کے قبضہ
 میں میری جان ہے کہ اگر میں اللہ کے خوف سے روؤں اور آنسو میرے رخسار پر
 پہننے لگیں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ پہاڑ کے برابر صدقہ کروں۔

مضامین بالا کا مطالعہ نفس میں خا کا خوف پیدا کرتا ہے گناہوں سے حفاظت کا

ذریعہ ہے اور اللہ کی رحمت واسعہ سے ناامید بھی — نہ ہونا چاہئے۔ گناہوں کو یاد کر کے رونے سے بہت قرب نصیب ہوتا ہے۔

اور جس کو روزانہ آدھے تو وہ رونے والوں کی شکل بنا لیوے اس نقل کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی کامیاب ہو جاوے گا۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ نقل گریہ ثابت ہے۔

اے خوشا چہنئے کہ آں گریان اوست اے ہمایوں دل کہ آں بریان اوست (۱۲) اس کے بعد پھر انعامات الہیہ کا اس طرح مراقبہ کرے اور حق تعالیٰ سے اس طرح عرض کرے کہ اے اللہ آپ سے میری روح نے اپنے وجود کے لئے سوال نہیں کیا تھا آپ کے کرم نے بغیر سوال مجھے وجود بخشا۔ پھر میری روح نے یہ سوال بھی نہیں کیا تھا کہ آپ مجھ کو انسانی قالب عطا فرمائیں آپ کے کرم نے بغیر سوال کے سو ہو اور کتے کے قالب میں مجھے پیدا نہیں کیا بلکہ قالب اشرف المخلوقات (انسانیت کا قالب) بخشا۔ پھر اے میرے اللہ اگر آپ مجھے کسی کافر یا مشرک گھرانے میں پیدا فرمادیتے تو میں کس قدر ٹوٹے اور خسارہ میں ہوتا۔ اگر صدارت و بادشاہت بھی مجھ کو مل جاتی پھر بھی کفر اور شرک کے سبب جانوروں سے بدتر ہوتا۔ آپ نے اپنے کرم سے بغیر سوال کے مجھ کو مسلمان گھرانے میں پیدا فرما کر گویا شہزادہ پیدا فرمایا۔ ایمان جیسی عظیم دولت جس کے سامنے کائنات کے تمام مجموعی انعامات و خزانے کوئی حقیقت نہیں رکھتے آپ نے بے مانگے عطا فرمادی۔ اے اللہ جب آپ کے کرم نے اتنے بڑے بڑے انعام بے مانگے عطا فرمائے ہیں تو مانگنے والے کو آپ بھلا کیونکر محروم فرمائیں گے۔ اے اللہ میں آپ کی رحمت کو ان بے مانگے ہوئے انعامات و الطاف بے کراں کا واسطہ دیتا ہوں اور آپ کے فضل سے اپنی تطہیر اور اپنا تزکیہ نفس مانگتا ہوں تاکہ آپ کی نافرمانیوں سے مرتے دم تک محفوظ رہوں۔ اے اللہ پھر آپ نے مجھے اچھے گھرانے میں پیدا فرمایا اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ محبت عطا فرمائی۔ اور دین پر عمل نصیب فرمایا۔ اگر آپ کی رببری نہ ہو تو مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے بعد بھی لوگ بد دین دہریہ نیچری ہو جاتے ہیں۔

ما نبودیم و تقاضا ما نبود لطف تو ناگفتہ ما می شنود
 اے اللہ آپ ہی کی توفیق سے اللہ والوں کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی توفیق ہوئی۔
 اے اللہ آپ نے کتنی بیماریوں سے حفاظت دے رکھی ہے اور کیسی خطرناک بیماریوں
 سے شفا عطا فرمائی ہے اور آپ ہی کے کرم نے اہل حق سے تعلق بخشا اور نہ کسی غلط انارکی
 کے باعث بڑھا جاتا تو آج گمراہی میں مبتلا ہوتا۔

اگر کسی غم میں مبتلا ہو مثلاً اولاد کا انتقال ہو گیا ہو تو یوں کہے کہ اے اللہ میرے
 جو بچے آپ کے پاس جا چکے ہیں ان کو میرے لئے ذخیرہ آخرت فرما دیجئے اور جو موجود ہیں
 ان کو صالح فرما دیجئے۔ اور اولاد ڈیوئی سے میری آنکھیں ٹھنڈی فرما دیجئے۔ اے اللہ
 دنیا میں آپ نے صالحین کا ساتھ عطا فرمایا ہے۔ اپنے کرم سے آخرت میں بھی اپنے
 صالحین کا ساتھ عطا فرمائیے۔ اے اللہ کتنے جرائم مجھ سے صادر ہوئے اور آپ کی
 قدرت قابرہ رکھ رہی تھی مگر آپ نے اپنے عفو و حلم کے دامن میں میرے ان جرائم پر
 کو ڈھانپ لیا اور مجھے رسوا نہ فرمایا۔ اے اللہ میری لاکھوں جانیں آپ کے اس حلم پر
 قربان ہوں ورنہ آج بھی اگر میرے اترے پترے آپ خلق پر رکھوں دیں تو لوگ اپنے پاس
 بیٹھنے بھی نہ دیں۔ اے اللہ اپنے کرم سے میرا خاتمہ ایمان پر مقدر فرمائیے۔ اے اللہ
 اس امر سے پناہ چاہتا ہوں کہ جب آپ سے ملوں تو آپ اپنا رخ میری طرف سے پھریں
 اے اللہ اگر میری تقدیر میں آپ نے میرے جہنمی ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے تو میں آپ کی
 رحمت سے فریاد کرتا ہوں کہ کہ اپنی رحمت سے اپنے اس فیصلہ کو تبدیل فرما دیجئے اور
 میرا جنتی ہونا مقدر فرما دیجئے۔ اے اللہ آپ اپنے فیصلہ پر حاکم ہیں آپ کا فیصلہ آپ پر
 حاکم نہیں۔ پس آپ اپنی رحمت سے میری تقدیر سے سوء القضا کو تبدیل فرما دیجئے۔
 یعنی مجھے جنتی بنا دیجئے۔

بگذراں از جان ماسوء القضا دامبر مارا زانوان الصفا

سینکڑوں کو تو کرے گا جنتی ایکسیہ نا اہل بھی ان میں سہی

اے اللہ اپنے فضل سے جنت میں: انوان اہلین کو میرے لئے مقدر فرما دیجئے اے اللہ

اگر آپ کا فضل میرا مددگار ہو جاوے تو نفس و شیطان مجھے کبھی مغلوب نہیں کر سکتے اور اے اللہ اگر میرے تزکیہ و تطہیر کا آپ ارادہ فرمائیں تو پھر آپ کے ارادہ کو کون توڑ سکتا ہے پس آپ اپنے کرم سے میرے تزکیہ کا ارادہ فرمائیں۔ اے اللہ آپ کے علم میں مجھ پر جتنے احسانات ہوئے ہیں ان میں سے اے اللہ اس وقت جتنے احسانات کا استحضار ہو سکا ان کا بھی اور جن لامتناہی احسانات کا استحضار نہیں ہو سکا ان کا بھی ہر بن مومن سے شکر ادا کرتا ہوں۔

(۱۳) جو لوگ شہر میں آمد و رفت رکھتے ہوں وہ جب گھر سے نکلیں تو دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دعا کریں کہ اے اللہ میں اپنی آنکھوں کو اور اپنے قلب کو اپنی حفاظت میں دیتا ہوں اور آپ خیر الحافظین ہیں۔ پھر اگر کوتاہیاں ہو جائیں تو واپسی پر ان سے استغفار کریں اور ہر غلطی پر چار رکعت نفل نماز کا جرم نامہ مقرر کریں اور اگر محفوظ رہیں تو شکر ادا کریں۔

(۱۴) ان معمولات کے باوجود بھی خطائیں ہوتی رہیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں معمولات ادا کرتے رہیں اور استغفار کرتے رہیں۔ اس دستور العمل پر عمل کرنا ہی اپنی نجات کا ذریعہ سمجھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ ایک دن ایسا آوے گا کہ تمام تعلقے مغلوب ہو جائیں گے کتنے بندگان خدا جو مدۃ العمر بد نگاہی اور دیگر امراض خبیثہ میں مبتلا تھے اس دستور العمل پر عمل کر کے نجات پا چکے ہیں۔

(۱۵) ایک سو مرتبہ روزانہ ذکر اسم بیسط اللہ اللہ اس تصور سے کریں کہ میرے ہر بن مومن سے اللہ اللہ لکل رہا ہے اور پھر یہ اضافہ کریں کہ میرے ہر بن مومن کے ساتھ زمین و آسمان شجر و حجر و بحر و ہر چند و ہر بند و ہر بند غرض ہر ذرۃ کائنات سے ذکر جاری ہے۔

(۱۶) چند اضافات جاہ کی بیماری والوں کے لئے۔ جاہ کا حریص دل میں یہ تصور کرے کہ جس مخلوق میں اس وقت بڑا اور معزز بننے کی فکر میں احکام شرعیہ سے گریز کر رہا ہوں یا عار محسوس کر رہا ہوں کہ لوگ مجھے ملا کہیں گے یا دنیا نوسی

خیال رکھنے والا کہیں گے توجیب روح نکلے گی یہ لوگ میرے ساتھ نہ جائیں گے۔ میرے ساتھ میرے اچھے اعمال ہی جائیں گے اور یہ سوچے کہ بادشاہ کے ہم نشین سے کوئی بھنگی کہے کہ تم بادشاہ کی مرضی کے خلاف فلاں کام کرو ورنہ میری نگاہ سے گرجاؤ گے تو کیا اس بھنگی کی نگاہ سے گرجانے سے وہ کچھ خوفزدہ ہوگا۔ ہرگز نہیں! بلکہ یہ کہے گا کہ تیرا دماغ چل گیا ہے تو اپنے دماغ کا علاج کر۔ پس حق تعالیٰ کے احکام میں یہی مراقبہ کیا جادے اور دنیا والے اگر ڈرائیں یا شیطان ڈرائے کہ تم اگر شریعت کے پابند ہو جاؤ گے تو دنیا والوں کی نگاہ سے گرجاؤ گے تو یوں سمجھے کہ دنیا والوں کی نگاہ میں بڑے ہی بن کر کیا مل جائے گا۔ کیا یہ لوگ خدا کے عذاب سے بچ سکیں گے۔ جو مخلوق آج میرے آگے پچھے چل رہی ہے اور میری بڑی عزت کر رہی ہے روح نکلنے کے بعد یہی لوگ میرے جسم کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہ کریں گے حتیٰ کہ بیوی اور بچے بھی میری لاش کو گھر سے نکال باہر کریں گے پس ایسی فانی اور عاجز مسکج مخلوق کی نگاہ میں بڑا بننے کا شوق سخت نادانی ہے اور مرنے کے بعد کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔ بس مالک حقیقی کی نگاہ کو دیکھو کہ ان کی نگاہ میں ہم کیسے ہیں۔ مولیٰ کی مرضی ہمیشہ بندہ کے پیش نظر رہنی چاہئے۔

سارا جہاں خلاف ہو پر دانہ چاہئے مد نظر تو مرضی جانا نہ چاہئے
اب اس نظر سے جا بچ کے تو کر یہ فیصلہ کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے
سید سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر خوب ہے۔ سادے الفاظ میں کیا ہی مفید بات فرماتی ہے۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے
ایک مثال اور دل میں سوچے کہ کسی عورت کی سارے محلہ کے لوگ تعریف کرتے ہوں کہ نیک صورت نیک سیرت بے دغیرہ دغیرہ لیکن اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور اس کی نگاہ میں یہ عورت سخت قابل نفرت ہو تو کیا اس عورت کو محلے والوں کی تعریف سے اور عزت کرنے سے کوئی خوشی ہوگی۔ ہرگز نہیں! کیونکہ وہ جانتی ہے

کہ زندگی بھر کے لئے شوہر ہی اس کا حاکم اور رفیق حیات ہے اگر وہ خوش نہیں تو سائے محلے کی تعریف و عزت اسے کوئی نفع نہ پہنچا سکے گی اللہ اکبر! شوہر اور بیوی کے تعلقات میں تو یہ اثر ہو اور عہد و معبود میں اتنا بھی تعلق نہ ہو۔ وہ ذات کہ ہمارا ہر ہر ذرہ جس کا مملوک ہے جس کا مخلوق ہے جس کا مقرر و قہ ہے جس کا مریوب ہے جن کو ہمارے اوپر ہر قسم کا تصرف و اختیار ہے ان کی نگاہ میں گر جانے کا ہمیں خوف نہ ہو اور خوف ہو تو اپنی جیسی عاجز و فانی مخلوق کا خوف سَا تَا لِلّٰہِ وَاِنَّا لَلْبٰئِرَاتُ جَعُوْنَ کس سے توڑا اور کس سے جوڑا ہے

بقول دشمن پیمان دوست بکستی

بہیں کہ از کہ بُریدی و با کہ بیوستی

آفتابا با تو چو قبسلہ و امیم	شب پرستی و خفاشی می کنیم
پیش نور آفتاب خوش مسلغ	رہنمائی جستن از شمع و چراغ
بے گماں ترک ادب باشد زما	کفر نعمت باشد و فعل ہوا (ردمی)

پھر یہ دعا کرے کہ اے اللہ میرے قلب میں جا ہی اور با ہی جتنی بھی بیماریاں ہیں سب کو دور فرما دیجئے اور میرا ظاہر و باطن ایسا بنا دیجئے کہ آپ مجھ سے راضی اور خوش ہو جائیں اور مجھے صدق فی الطلب یعنی سچی طلب عطا فرمائیے۔

(۱۷) کسی اللہ والے کی عجزت میں گاہ گاہ التزمًا حاضری دیتا رہے اور اللہ کی محبت کی باتیں سنتا رہے کہ بدون صحبت اہل اللہ اصلاح نفس اور توفیق استقامت عادتہ دشوار بلکہ ناممکن ہے۔

(۱۸) باہی بیماری یعنی عشق مجازی میں مبتلا اشخاص کے لئے ایک مختصر تمہ۔

مراقبہ (۱) دنیا کے حسینوں کی بے وفائی کو سوچے کہ اگر ان پر جان و مال اور دولت و عزت سب قربان کر دے پھر بھی اگر ہم سے زیادہ کوئی مال دار نہیں مل گیا تو یہ سابق عاشق سے آنکھیں چرانے لگتے ہیں اور بعض اوقات سابق عاشق کو زہر کھلا کر بلاک کر دیتے ہیں کہ اس سے چھپا ہی چھوٹ جائے۔ مراقبہ (۲) اگر درد معشوقی

مر گیا تو اس کو آپ جلد سے جلد قبرستان کے سپرد کر دیتے ہیں یا آپ پہلے مر گئے تو معشوق آپ کی لاش سے متنفر ہو جاوے گا کیسی عارضی محبت ہے۔ مراقبہ (۳) اس حدیث کا مراقبہ کرے کہ أَحِبُّ مَنْ شِئْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ تم جس سے چاہو محبت کرو لیکن ایک دن اس سے جدا ہونے والے ہو۔ تبتہ ضروری۔ اگر کسی فرد خاص مرد یا عورت سے عشق راسخ ہو چکا ہو اور اس سے عرصہ تک خط و کتابت یا ساتھ اٹھنا بیٹھنا رہا ہو تو ایسی صورت میں چند باتوں کا اہتمام اور بھی کرنا ہوگا اور بڑی ہمت سے کام کرنا ہوگا لیکن تھوڑے دن بعد اس جہنم سے آزادی کی وہ مسرت نصیب ہوگی کہ دنیا ہی آثار بہار جنت محسوس ہونے لگیں گے۔

۱۔ اس سے خط و کتابت اٹھنا بیٹھنا ملاقات مطلقاً بند کر دے اور اپنا قیام اس قدر دور رکھے کہ ملاقات ممکن نہ ہو۔

۲۔ اس معشوق کے آنے کا خطہ ہو تو اس سے اس طرح جھگڑا کر لے کہ اس کو اب اس سے دوستی کی ناامید سی ہو جائے۔

۳۔ خیالات میں قصداً اس کو نہ لائے اور نہ اس کے تصور سے لطف حاصل کرے کہ خیانت صدر کا گناہ کبیرہ دل کا ستیا ناس کر دیتا ہے۔

۴۔ عشقیہ اشعار و عشقیہ قصے نہ پڑھے اور باقی تمام اعمال دستور العمل مذکور کو پابندی سے اختیار کرے۔

۵۔ ان امور کے باوجود اگر اس کے خیالات آئیں تو گھبرانا نہیں چاہئے۔ رفتہ رفتہ انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً ایک دن ایسا آوے گا کہ اس کو غیر اللہ کی محبت سے نجات حاصل ہو جاوے گی۔

ان معمولات پر عمل کرنے میں خواہ نفس کو کتنی ہی مشقت معلوم ہو محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کی رضا کے لئے سب برداشت کر لے۔ چند دن کے بعد وہ انعامات قلب و روح کو محسوس ہوں گے جو ہر وقت روح پرورد جطاری رکھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایسا معلوم ہوگا کہ کوئی دوزخی زندگی جتنی زندگی سے تبدیل

ہو گئی ہے

نیم جاں بستاند و عد جاں بُد اچھ دروہمت نیاید آن دبد
شاہ جاں مرجہم را ویراں کند بعد ویرا میش آبا د آن کند

اب دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمادیں اور اس دستور العمل کو اپنے بندوں کے لئے رذائل نفس سے خلاصی کا بہترین دستور بنا دیں اور ہم سب کو اس دستور العمل کے مطابق اہتمام عمل کی توفیق عنایت فرمادیں۔ وَكَانَ تَوْفِيقِي بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ○

خلاصہ دستور العمل برائے یادداشت

(۱) ۲ رکعت نفل توبہ کی نیت سے۔ پھر استغفار بلوغ سے اس وقت تک کے معاصی سے اور ۲ رکعت نفل حاجت کی نیت سے۔ پھر تزکیہ نفس کی دعا کرے (۱۰ منٹ)

(۲) جس قدر ہو سکے تلاوت۔ اگر استحضار معانی کے ساتھ ہو بہتر ہے۔
(۳) ذکر نفی و اثبات لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین سو مرتبہ اور تین سو مرتبہ اللہ کا ذکر اس طرح کریں کہ زبان اور قلب سے ساتھ ساتھ اللہ نکل رہا ہے جہر خفیف یعنی ہلکی آواز ہو کہ خود سن سکے اور آواز میں درود گریہ کی ہلکی آمیزش کرے اگرچہ بہ تکلف کرنا پڑے۔

(۴) کسی وقت ہر روز تین سو مرتبہ درود شریف صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پڑھ لیا کریں۔

(۵) مراقبہ بصیر و خیر ہونے کا کہ حق تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں (۳ منٹ)
(۶) بدنگاہی کے مضرات کے متعلق تحریر کردہ عبارات کو ہر روز پڑھنا (۳ منٹ)
(۷) خیانت چشم و قلب کی بلوغ سے اس وقت تک خصوصی استغفار اور حفاظت کی دعا اور ان خیانتوں کے مضرات کا مراقبہ (۳ منٹ)
(۸) مراقبہ عذاب جہنم تفصیلی طور سے جیسا کہ تحریر کیا گیا (۵ منٹ)

(۹) آیات و احادیث و عید و خوف کا مطالعہ جو تحریر کی گئیں۔ (۳ منٹ)

(۱۰) ابتدائے آفرینش سے اب تک کے انعامات الہیہ کا استحضار اور ان پر شکر۔ (۱۰ منٹ)

(۱۱) مراقبہ موت اور روح کا بدون تن کے تنہا حق تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہونے کا

تصور اور دعاء خاتمہ بالخیر کرنا (۵ منٹ)

(۱۲) ایک سو مرتبہ ذکر اللہ اللہ اس تصور سے کرنا کہ ہر جن مومن سے اللہ اللہ نکل رہے

اور کائنات کے ہر ذرہ سے ذکر جاری ہے۔

یہ معمولات اگر ایک وقت میں نہ ہو سکیں تو دو مجلسوں میں ادا کر لے۔

(نوٹ) ان تدابیر کے باوجود بھر و سہ صرف حق تعالیٰ کے فضل پر رہنا چاہئے۔ بغیر انکی

عنایت کے کچھ کام نہیں چلتا۔

ذره سا یہ عنایت بہتر است از ہزاراں کوشش طاعت پرست

یہ تدابیر مذکورہ بھی عنایت حق کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہی تحریر کی گئی ہیں۔

انتیبالا :- اگر ضعف ہو تو مصلح کے مشورہ سے ذکر کی تعداد کم کر دیں اور بدون مشورہ

شیخ یہ دستور تزکیہ نفس کچھ مفید نہیں۔ شیخ سے اطلاع حال و اتباع تجویز و انقیاد

کا سلسلہ بذریعہ صحبت اور مکاتبت جاری رہنا بھی ضروری ہے۔

چند روز کی محنت ہے پھر راحت ہی راحت دونوں جہان میں انشاء اللہ عطا ہوگی

جمعہ کو قبیل مغرب گھر ہی قبولیت کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں

کہ اس رسالہ کو اپنی رحمت سے قبول فرمادیں اور سالکین و مشائخ کیلئے نافع فرمادیں

آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ وَمَا تَوْفِيقِي

إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ○

محمد احتشام عرفا اللہ عنہ

۲۲ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ

یوم الجمعہ قبیل مغرب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اَلِیَّ

دین پر استقامت کا طریقہ

صبر بگزیں دند و صدیقین شدنند (رومی)

انہوں نے صبر اختیار کیا اور دین میں مضبوط ہو کر ولایت کی اعلیٰ اور انتہائی منزل
صدیقیت سے مشرف ہو گئے

راہ و فامیں آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں
دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیم سرکے ہے اختر

کمیل الاحزاب و صلا

مع ترجمہ و مختصر شرح

(مؤلف)

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
و عا دم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب سھولپوری رحمۃ اللہ علیہ
ازاکا بر فلفنا حضرت اقدس حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ

(ناشر)

کتابخانہ مطہری گلشن اقبال عسکراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صورة ماكتبه العلامة الشيخ الكبير

مولانا ابرار الحق حتى نظم مجلس دعوة الحق

هردوئی هند اطلال الله بفتاءه وكثر الله في الامة لتنا لله

حامد او مصليا ومسلما اما بعد طالعتها من اولها

الى اخرها فوجدتها نافعة للطالبين وسميتها تكميل

الاجر بتحصيل الصبر

تقبل الله تعالى وجزى المرتب خير الجزاء

ابرار الحق عفا الله عنه

بعاشر رجب المرجب سنة ١٢٨٩ هـ

(ترجمہ) تقریظ از حضرت مولانا و مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب حق متبرکاتہم
ناظم مجلس دعوت الحق ہردوئی (ہند)

حامد و مصليا و مسلما اما بعد مطالعة کیا میں نے مقالہ صبر کا اول تا آخر میں نے اس کو

طالبین کے لئے نافع پایا اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں اور مرتب کو جزا خیر عطا فرمادیں۔

ابرار الحق عفا الله عنه

۱۰ رجب المرجب سنة ۱۲۸۹ هـ

تكميل الاجر بتحصيل الصبر

بسم الله الرحمن الرحيم

مخبرة ونصلى على رسوله الكريم

فيقول العبد الذليل المفتقر الى رحمة ربه الجليل
محمد اختر عفا الله عنه ان معنى الصبر كفى النفس عن التماهي
والاستقامة على الاوامر وقد ذكره الله تعالى في القرآن
اكثر من سبعين

فان الصبر قد يستعمل بصلة على وقد يستعمل بصلة عن
وقد يستعمل بصلة في فان الصبر على ثلاثة انواع
أحدها الصبر على الطاعة ثانيها الصبر عن المعصية ثالثها
الصبر في المصيبة فاشرح كل قسم على اللف والنشر المرتب

وهذا **والقسم الاول لصبر على الطاعة** يشتم على

ثلاثة انواع (أحدها) اصلاح النية قبلها ركة قبل الطاعة

(ثانيها) الاحتراز عن المحركة الفكرية فيها ركة في الطاعة

وهذا هو المراد بالخشوع الذي فسره بالسكون وتدبيره

ان يشغل قلبه الى الفكر المحمود كصور بيت الله او الترحا الى بيت

أولى ما يقرء بان يُحسِّن الادلء ويلاحظ معانيها والحكمة فيها
ان النفس لا تتوجه الى شيئين في ان واحدا فالاشتغال
بالفكر المحمود يكون وقاية عن الافكار المذمومة .

رثالتهما ، الاخفاء عن الناس بعدها (لء بعد الطاعة)

(التبنيء) الاستقامة والءوام على كل نوع من تلك

الانواع مطلوب في الشرع كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
احب الاعمال الى الله اءومها وان قل رمتق عليه) والمراد
بالتقليل ههنا تقليل السوافل والاذكار لا تقليل الفرائض
والواجبات والسفن المؤكده

القسم الثاني اصبر عن المعصية

وهذا
ايضا

يشتمل على ثلثة اقسام

(احدها) الاهتمام في الاحتراز عن مقدماتها لان

مقدمة الحرام حرام قال تعالى لا تقربا هذه الشجرة

ومن ههنا قال مشائخنا ان الحفظ عن المعاصى لا يمكن

الا بالاحتراز عن قرباتها اى ترك اسبابها وهذا القرب

قد يكون بالقلب اعنى الالءاذ بالتصور وقد يكون بالعين

وقد يكون بالجوارح قال الله تعالى الله يعلم حائسة الاعين

وما تخفى الصدور وقال تعالى اليوم نختم على افواههم

وتكلمنا اءديهم وتشهد ارجلهم بما كانوا يكسبون .

(ثانيها) الاهتمام في تضعيف اقتضاء الرءائل

بکثرة ذکر الله ولزوم صحبة اهل الله والاهتمام بمطالعة
کتبهم وملفوظاتهم عند فوات الصحبة وكثرة مراقبة
الموت وعذاب جهنم والمراقبة بفناء لذات المعاصي
وبقاء نعماء الآخرة .

ويقول العبد الاواه ان لزوم صحبة الشيخ واخباره عن
مزالل النفس واتباع امره لزوماً اكبر وانفع شئ في
هذا الباب . وقد ثبت هذا النفع من جمهور اولياء
الامة بالتواتر . فمن شاء فليجرب ولا يمكن الاصلاح
عادة الا بعناية الشيخ الكامل وبلزوم صحبته واتباعه
كما هو عادة الله في عالم الاسباب كما قال العارف
الرومي في صحبة الشيخ . هـ

تیر پیراں از کہ گرد و از کماں	پیر باشد نرد بان آسمان
دا من آن نفس کش راست گیر	نفس نتوان کشت الا نطل پیر
گر ملک باشد سیہ پستش ورق	بے عنایات حق و خاصان حق
ہم لبون ہمت فرداں رسید	ہر کہ تہا نادراں رہ را برید

وما هذا الا تشريح قوله تعالى

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين

رکے المتقين الكاملين)

(رثالثها) التدارك بعدها رکے بعد المعصية)

وهذا على خمسة انحاء

(ا حدها) الندامة بالقلب والتضرع بها راعني

بكاء القلب)

ر ثانيها، ان يصلي صلوة التوبة ثم يبكي ساجدا او قاعداً
 ويلوم نفسه ويتأسف على فعله ويستغفر ربه باكياً
 ومليحاً ويغلب على نفسه الحزن والغم حتى تضيق عليه الارض
 بما رحبت وتضيق عليه نفسه وينظن ان لا ملجاء من الله الا اليه
 ولا يجيد في قلبه السكون با طعام ولا بالشراب ولا يتكلم احبابه
 ولا يفرح بلقاء رفقاءه ولا باهل وعياله بل يستغفر ويتضرع وينفلت
 بالتوبة ويبكي بدموع كثيرة او يجعل وجهه كالباكين
 والمتضرعين ان لم يقدر على الدموع حتى يجدر ربه راضياً
 في وجدانه - ويتصدق على الفقراء

رالثها، ان يترك المعصية في الحال -

رابعها، العزم على التقوى اعنى ترك المعصية في
 المستقبل توكل على الله -

رخامسها، الاهتمام والاستمرار على اسباب التقوى
 من دوام الذكر والمعمولات واتباع الشيخ الكامل -

والقسم الثالث الصبر في المصيبة

هذا
 يشتمل على

ثلاثة اقسام -

واحدها، الرضا والتسليم والتفكر في الحكمة وطريقة
 المراقبة بان الله تعالى حكيم وفعل الحكيم لا يخلو عن الحكمة
 ومثاله رضا الام عند حجامه الطفل وانفل يبكي -

رثانها) الاحتراز عن الشكاية الى الخلق والاعتراض
عليها سواء كان بالقلب او باللسان -

رثالثها) الاهتمام لتقليل الحزن بكثرة النوافل و
كثرة الذكر والصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم والتفكر
في اجر الاخرة وثوابها ويورد يا حتى يا فيوم خمس مائة
مرة كل يوم وبمطالعة باب الصبر والشكر من حيات المسلمين
وتبليغ دين ويلزوم صحبة اهل الله . وهذا الاهتمام بتقليل
الحزن واجب والافقد تفضي المصيبة الى المحزن المنرط
الذي يضرب في الاستقامة على المعمولات والاخلاق
والطاعات لتثويش القلب وفساد الصحة وان فساد الاعمال
قد يكون مفضياً الى فساد الايمان (العباد بالله العلي العظيم)
لان فساد الاعمال وتقليلها وتركها اولاً يضعف
الهمة لمقاومة المصائب ثم ان ضعف التحمل
قد يكون جائزاً الى الاعتراض على التقدير وهذا كفر
(عباد بالله)

التنبيه: صبر الاغنياء كيف هو ؟

فاقول ان الاغنياء يتحقق لهم الصبر ايضاً بثلاثة الخاء
واحدة) الاحتراز عن الاتران والفرج والاستكبار
وعن ظنه استحقاق الاموال والاجتناب عن استحقاق الفقراء
والمساكين ولزوم خدمة المساكين على نفسه كما ورد احسن
كما احسن الله اليك (الاية)

(ثانيها) رالف، مراقبة واقعة قارون اذا خرج على قومه في زينته وقال له قوموا لا تفرح ان الله لا يحب الفرحين فقال انما ارتيته على علم عندي - فما كان حشرة ؛ فحسف بهارة وبماله الامرض فما كان له من فنة ينصرونه من دون الله وما كان من المنتصرين .

(ب) مراقبة حديث نقول مالي مالي ومالك من مال الا ما اكلت فافيت وما البست فابليت وما تصدقت فامضيت كما في المشكوة المصايبح (او كما قال صلى الله عليه وسلم)

(ج) المراقبة بان نعاء الله تعالى كلها تحصل من فضله تعالى لا باستحقاق العبد فكيف يجوز الفرح والاشراف عليها عقلاً وطبعاً ولا يرضى بها الطبايع الشريفة ابداً .

(ثالثها) الاهتمام في الاستقامة على الطاعات والاحترار عن المعاصي كلها مع حصول الاتهما من كثرة المال وهذا هو الشكر العملي وقد غفل عنه الاكثرون قال الله تعالى عز وجل اعملوا آل داود شكراً - وان يقول في الدعاء اللهم اني اعوذ بك من مال يطغيني وقال الله تعالى عز وجل لا تلهيكم اموالكم ولا اولادكم عن ذكر الله ومن يفعل ذلك فاولئك هم الخسرون وتدبيره ان يخات يوماً تتقلب فيه القلوب والابصار كما قال الله تعالى رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة يخاضون يوماً تتقلب فيه القلوب والابصار والاهتمام لصحبة الكاملين كما قال تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله

وكونوا مع الصادقين۔

(التنبیہ) وهذا داخلٌ فی الصبر علی الطاعة الذی
قد ذكرنا لا فی الصفحة الاولی۔

قد تمت هذه المقالة المفيدة بحمد الله تعالى وعونه
وحسن توفيقه۔

حرره العبد المحقر حكيم **محمد اختر غفرله**

ربه الاكبر وتقبل منه وشكره

لاشنتی عشر من الجمادی الاخری سنة

تسع وثمانین بعد الالف من الهجرة

النبویة علی صلحها الفالف سلام

ورحمة

رائے عالی حضرت مولانا **محمد یوسف صاحب** بنوری مہتمم مدرسہ عربیہ نیوٹاون کراچی

وسدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادر محترم جناب مولانا حکیم محمد اختر صاحب کی تالیف لطیف معارف سنوئی پڑھ کر موصوفت
اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہ ہو سکتا تھا۔ فارسی اردو میں قدرے شہرت من ذوق پاکیزگی خیالات
در دہلہ کا بہترین مرتب ہے۔ اب موصوفت نے دیوان شمس تبریز جرم فارسی مکمل کے شیخ ہیں ان کے
حقائق و معارف کا انتخاب و تشریح و بیان بکھک اپنے حسن ذوق۔ لطافت طبع سلامت فکر کا ایک در شاہ
مذہب ہیں کیا اللہ تعالیٰ ارباب ذوق کو انکی شگفتہ تالیفات و تفہیمات سے مزید مستفید فرمائے۔ آمین

محمد یوسف بنوری

سہ شنبہ ۹ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

ترجمہ رسالہ ہذا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدًا وَنُصَلِّیْ عَلَیْ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ احقر نے صبر کے متعلق ایک مفید مقالہ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت سے عربی زبان میں لکھا جس کو اجاب اہل علم نے پسند فرمایا۔ نیز حضرت اقدس مولانا ابراہیم صاحب دامت برکاتہم نے اول تا آخر اس کا مطالعہ فرمایا کہ اس کے متعلق تقریظ تحریر فرمائی۔ اور طالبین راہ سلوک کے لئے اس مقالہ کو مفید خیال فرمایا کہ اس کی اشاعت کی اجازت عطا فرمائی۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمادیں اور اسکے نفع کو عام و تمام فرمادیں۔ آمین

صبر کے معنی اصطلاح شریعت میں نفس کو گناہوں سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کے جملہ احکام پر نفس سے پابندی کرنا ہے۔ (حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے صبر کے حقیقی معنی بیان فرمائے ہیں کہ ہوائے نفس کے مقابلہ میں خدا کے حکم پر مستقل اور ثابت قدم رہنا صبر کہلاتا ہے اور یہ نعمت صرف انسان ہی کو حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کیونکہ فرشتے جانتے ہی نہیں کہ شہوت کیا چیز ہے اور بہائم میں عقل نہیں لہذا صبر کا مرتبہ ان دونوں میں سے کسی کو حاصل نہیں اور تحقیق کہ صبر کا مضمون قرآن پاک میں ستر مقام سے بھی زیادہ بیان فرمایا گیا ہے)

صبر کا استعمال عربی قاعدہ سے تین طرح پہ سہتا ہے۔

کبھی علی کے صلہ سے کبھی عن کے صلہ سے کبھی فی کے صلہ سے پس صبر کے تین اقسام ہیں۔ (۱) صبر علی الطاعت (۲) صبر بن العصیت (۳) صبر فی المصیبت

قسم اول۔ الصبر علی العبادۃ صبر کی پہلی قسم عبادات پر صبر کرنا ہے۔ یہ قسم تین طریقوں پر مشتمل ہے

(الف) عبادت شروع کرنے سے پہلے نیت کی درستی کر لی جائے یعنی صرف رضائے مولیٰ کے لئے شروع کرے۔ دل کو اور نعمتوں سے پاک و صاف کرے۔

(ب) عبادت شروع کرنے کے بعد دل کو اللہ کے سامنے حاضر رکھنا ایسا نہ ہو کہ جسم تو خدا کے سامنے ہو اور دل غیر خدا کے ساتھ مشغول ہو اور یہی مفہوم خشوع کا ہے جس کی تفسیر "سکون" سے مفسرین نے کی ہے۔ اور عبادت میں اس نعمت کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو فکر محمود میں مشغول کر دیا جائے۔ مثلاً بیت اللہ کا تصور کیا جائے یا اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھا جاوے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں یا مثلاً نماز میں جو کچھ زبان سے ادا کرے اسکو سوچ سوچ کر اور ارادہ سے ادا کرے اور اسکے معانی اور مفہوم کی طرف توجہ رکھے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نفس بیک وقت دو شے کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ پس جب فکر محمود کے ساتھ دل مشغول ہوگا تو خود بخود دل یعنی اور فضول خیالات دل سے دور ہو جاویں گے۔

(ج) عبادت کی تکمیل کر کے پھر لوگوں سے کہتا نہ پھرے جیسا کہ ایک

کسی حاجی صاحب نے اپنے ملازم سے کہا کہ میرے مہمان کو اس صراحی سے پانی پلانا جو میں دوسرے حج میں مکہ شریف سے لایا ہوں اور ایک جملہ سے دو حج کا ثواب ضائع کر دیا۔ پس عبادات کر کے مخلوق پر ظاہر کرنے کی خواہش کو روکے اور جو تکلیف ہو اس پر صبر کرے۔
 تشبیہ :- تمام اقسام مذکورہ پر دوام اور پابندی مطلوب ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

احب الاعمال الى الله ادد مها وان قل (متفق علیہ)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال سے محبوب تر عمل وہ ہے جو ہمیشہ جاری رہے اگرچہ قلیل ہو اور مراد تقلیل سے یہاں نواقل اور اذکار میں تقلیل ہے نہ کہ فرائض اور واجبات اور سنن موکدہ میں کمی۔

دوسری قسم صبر کی گناہوں

قسم ثانی۔ الصبر عن المعصیۃ

تکلیف دل کو ہو اس کو برداشت کرنا ہے۔

اور اس کی بھی تین صورتیں ہیں۔

(الف) گناہوں کے اسباب کے دور رہنا کیونکہ گناہ کا مقدمہ بھی گناہ ہوتا ہے۔ پس جس طرح زنا حرام ہے اور بدنگاہی اس کا سبب ہوتا ہے پس شریعت نے بدنگاہی کو بھی حرام اور آنکھ کا زنا قرار دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ (حدیث)
 حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لا تقربا هذه الشجرة فتكون من الظالمین

شجر منہی عند سے قرب اور نہ ظالمی

پس ممنوعات و محرمات شرعیہ کے اسباب و مقدمات سے بھی احتراز ضروری ہے۔ نیز اسی طرح غصہ بصر کا حکم ارشاد فرمایا گیا کہ اپنی آنکھوں کو کسی امر دیا نامحرم پر مت ڈالو۔ تجربہ ہے کہ جو آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتا اس کی شرم گاہ بھی محفوظ نہیں رہتی۔ پس آنکھوں کو نشنگی کرنا اپنی شرم گاہ کو نشنگا کرنے کا پہلا قدم ہے۔ اسی سبب ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ گناہوں سے حفاظت و احتیاط ناممکن ہے جب تک انکے مقدمات اور اسباب دوری نہ اختیار کی جائے اور گناہوں کے اسباب سے قریب ہونا کبھی قلب سے ہوتا ہے یعنی دل میں کسی مرد یا اجنبیہ کا تصور جمانا اور کبھی آنکھ سے ہوتا ہے جس کا نام بدننگا ہی ہے اور کبھی دیگر اعضاء سے ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اللہ یعلم خائئۃ الاعین وما تخفی الصدور

اللہ آنکھوں کی اور سینوں کی خیانتوں سے باخبر ہے۔

چوریاں سینوں کی اور آنکھوں کے راز جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن زبان پر مہر لگا دی جاوے گی اور تمہارے ہاتھ اور پاؤں تمہارے اعمال پر گواہی دیں گے۔

رب، گناہوں کے تقاضوں کو کمزور کرنے اور مغلوب کرنے کی کوشش میں اہتمام کرنا۔ جس کی تدبیر کثرت ذکر اللہ اور اہل اللہ کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ حاضری کا اہتمام کرنا ہے۔ اور بزرگوں کی کتب کا اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرنا اس وقت جب صحبت کا مل میسر ہو

اور موت کا کثرت سے مراقبہ کرنا اور دوزخ کے حالات دردناک کا مراقبہ کرنا اور دنیا کی تمام لذتوں کے فانی ہونے اور آخرت کی تمام نعمتوں کے باقی ہونے کا مراقبہ کرنا۔ ان تدابیر سے گناہوں کے نقلے مغلوب اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

انتباہ :- یہ تمنا کرنا کہ گناہ کا تقاضہ ہی نہ پیدا ہو یہ محض نادانی ہے اور نفس کا مجاہدہ کی تکلیف سے گریز کرنا ہے۔ حالانکہ حکمت الہیہ نے یہ تقاضے اسی لئے رکھے ہیں کہ مجاہدہ سے بندوں کا امتحان کیا جاوے۔

اور کہتا ہے یہ بندہ محمد اختر کہ شیخ کامل کی صحبت کا لزوم اور اپنے حالات کی صحیح طور پر اطلاع کرنا اور شیخ کی تجویزات پر اہتمام سے پابندی کرنا اصلاح کے باب میں اکیس و مجرب ہے اور سب تدابیر سے نافع تر ہے اور پیر کامل کی صحبت سے اصلاح کامل کا ترتیب اولیاء امت سے بطور تواتر کے ثابت ہے۔ پس جس کا دل چاہے تجربہ کر لے اور عادتاً اصلاح ممکن نہیں ہے بدون شیخ کامل کی نظر عنایت اور لزوم صحبت اور اس کی اتباع کے۔ جیسا کہ یہ عادتہ اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور ہے۔ اس عالم اسباب میں جیسا کہ حضرت عارف رومیؒ فرماتے ہیں

پیر باشد نردبان آسمان تیر پراں از کہ گرد و از گمان

ترجمہ :- پیر آسمان کے لئے سیڑھی ہوتا ہے یعنی قریب خداوندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور اس غیر مبصر و غیر محسوس مفہوم کو مولانا ایک مثال محسوس و مبصر سے سمجھاتے ہیں۔ کہ تیر خود اڑتا نہیں ہے بلکہ جب کمان

میں رکھا جاتا ہے اور تیر چلانے والا اس کمان کو اپنی قوت سے کھینچتا ہے تو تیر بہت دور کی مسافت کو سیکنڈوں میں طے کر لیتا ہے اور کمان کی مضبوطی اور صاحب کمان کے دست و بازو کی قوت سے تیروں کی رفتار میں فرق مراتب کا ظہور بھی مشاہد ہے چنانچہ آج حضرات صحابہؓ کے مقام ولایت کو کوئی امتی ہزار ہا نوافل و علوم کے باوجود حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ روح مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان اب کہاں حاصل ہے۔ اسی طرح جس پیر کامل کی روح جس قدر قوی نسبت مع اللہ کی حامل ہوتی ہے۔ اسی قدر اس کے طالبین و مریدین کی ارواح کی رفتار سلوک بھی قوی تر ہوتی ہے۔

نفس نتوان کشت الا ظل پیر

دامن آں نفس کش راسخت گیر

اس شعر میں مولانا فرماتے ہیں کہ نفس نہیں فنا ہو سکتا جب تک پیر کامل کی صحبت میسر نہ ہو۔ پس نفس کو کچلنے والے شیخ کامل کے دامن کو مضبوط پکڑ لو۔ سخت گیر پر حضرت اقدس مولانا شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ مضبوط پکڑنے کو اس لئے فرمایا ہے کہ کبھی شیخ سختی بھی کرتا ہے۔ اگر مضبوط نہ پکڑو گے تو اس کا دامن ایسی صورت میں چھوڑ بیٹھو گے اور شیخ کی سختی سے شیطان اس کی صحبت سے بھگانے کے لئے تمہارے دل کو کینہ و رک دے گا۔

بے عنایات حق و خاصان حق

گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

حضرت عارف رومیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ بدون حق تعالیٰ کی

عنایات کے جوہر واسطہٴ خاصانِ حق (اہل اللہ) عطا فرمائی جاتی ہیں اگر فرشتہ بھی ہو جاوے تو بھی اس کا ورق سیاہ ہے یعنی اللہ تک رسائی سے محروم ہو گا۔

ہر کہ تنہا نادرایں رہ را برید ہم بعون ہمت مرداں رسید
 اور اگر اتفاق سے بطور نادرا در امر کوئی راہ کو قطع بھی کر گیا تو اس کو بھی سمجھ
 لینا چاہئے کہ اس کو وقت کے کسی اہل دل کی توجہ اور غائبانہ فیضان
 سے امداد حاصل ہوئی ہے اگرچہ اسے خبر بھی نہ ہو۔
 مولانا کے یہ سب ارشادات مذکورہ دراصل قرآن پاک کی اس
 آیت کی تشریحات ہیں۔

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین (رۓ المتقین (۱) کلہین)

(ج) التدارک بعدھا | معصیت سے صبر کرنے کی
 تیسری قسم یہ ہے کہ گناہ
 ہو جانے کے بعد اس کی تلافی میں سستی نہ کی جاوے اور فوراً مولیٰ کو
 راضی کرنے کی تدابیر میں لگ لیا جاوے جس کی ۵ صورتیں ہیں۔

① الندامة بالقلب والتضرع بها یعنی دل میں ندامت ہو
 کہ بڑے یہ گناہ مجھ سے کیوں ہو گیا۔ افسوس صد افسوس میں نے اپنے
 مولیٰ کو ناراض کر دیا اور رونا شروع کر دے یعنی دل رونا شروع کر دے
 زاری دل و زاری چشم اگر دونوں جمع ہو جاویں تو نور علی نور ہے۔
 اے خوشا چشمے کہ آں گریبان اوست

اے ہمایلوں دل کہ آں بریان اوست
 حضرت عارفِ روحی فرماتے ہیں کہ مبارک ہیں وہ آنکھیں جو

اللہ کے خوف یا محبت سے روتی ہوں اور خوش نصیب ہے وہ دل جو ان کی محبت سے بریاں ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ توبہ کی نیت سے ۴ یا ۸ رکعت نفل نماز خوب دل نکا کر پڑھے پھر سجدہ میں خوب رٹے۔ تھک جاوے تو بیٹھ کر روئے اور اپنے نفس کو خوب بُرا بھلا کہے یعنی ملامت کرے اور اپنے رب سے استغفار و گریہ و زاری میں دیر تک مشغول رہے اور ایک ایک دعا میں بار بار الحاح کرے۔ اور دل میں یہ محسوس کرے کہ مولیٰ کی ناراضگی سے میرے لئے تمام دنیا اندھیری ہو گئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگ ہو گئی اور اس قدر غم محسوس کرے کہ اپنی جان سے بیزار ہو اور یقین کرے کہ جب تک مولیٰ کو راضی نہ کر لوں گا۔ میرے لئے کھانا پینا بیوی بچوں میں ہنسنا بولنا اور دستوں سے ہم کلامی سب تلخ ہے۔

بکل شیئی اذا فارقتہ عوض

دلیس لذلہ ان فارقتہ من عوض

ترجمہ :- ہر شے سے اگر جدائی ہو تو اس کا بدل ممکن ہے لیکن اگر مولیٰ سے جدائی ہو گئی تو مولیٰ کا بدل ممکن نہیں۔ اللہ تو ایک ہی ہے انکی ناراضگی کے بعد تو سہ

نگاہ اقربا بدلی مزاج دوستاں بدلا

نظر اک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

حق تعالیٰ کو راضی کئے بغیر پوری کائنات سے دل برداشتہ ہو کچھ اچھا نہ لگے اور بالیقین اللہ کے سوا کوئی اور پناہ گاہ نہیں ہے۔ پس گناہ سے سچی توبہ کئے بغیر چین نہ ملنا چاہیے اور ذرا بھی دیر توبہ میں کرنی

چاہئے۔ ایک سانس بھی مجرمانہ حالت میں لینا خطرناک ہے۔ کیا عجب کہ یہی سانس آخری سانس ہو اور مجرمانہ حالت میں روح قبض ہو جاوے لہذا گناہ سے توبہ کرنے میں دیر نہ کرے فوراً با وضو ہو کر توبہ کی نماز پڑھ کر اس قدر روئے کہ دل اندر سے کہنے لگے کہ اب میاں کو ہماری آہ و زاری پر ترس آ گیا ہوگا۔

مبارک تجھے اے مری آہ مضطر

کہ منزل کو نزدیک تر لا رہی ہے (اختر)

اگر رونانہ آوے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رونے والوں کا سا چہرہ بنالے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی نقل کو قائم مقام مقام اصل کر دے گی۔ اور فقراء و مساکین پر حسب مقدور کچھ خرچ کرے تاکہ آتش غضب الہی کو یہ صدقات بجھا دیں۔

(کما هو مصرح فی الحدیث)

③ تیسری بات یہ ہے کہ فوراً گناہ کو اسی وقت ترک کر دے اور اسکے لئے صرف ہمت کافی ہے۔ نیز یہ سوچے کہ گناہ کی ایک سزا تو دوزخ ہے جو مرنے کے بعد ہوگی اور ایک سزا نقد ہے وہ دل کا سکون ضائع ہوتا ہے۔ گنہ گار کے دل کو حق تعالیٰ بے چین اور بے سکون فرمادیتے ہیں جس سے اس کی دنیا کی زندگی نہایت تلخ ہو جاتی ہے پس ذرا دیر کی لذت کے لئے اپنی زندگی کو تلخ کرنا کس قدر نادانی ہے۔

④ چوتھی بات عزم علی التقویٰ ہے۔ یعنی آئندہ کے لئے پختہ ارادہ اور اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ اب یہ گناہ نہ کروں گا اور اس ارادہ

و عہد پر بھروسہ نہ کرے بلکہ ارادہ و عہد کے وقت بھی یہی کہے کہ اے اللہ آپ کے بھروسے پر آئندہ کے لئے یہ ارادہ اور عہد کرتا ہوں کہ گناہ نہ کروں گا اور آپ میری مدد فرمائیے کہ میں اس عہد پر قائم رہوں

گر ہزاراں دام باشد بر قدم

چوں تو بامانی نہ باشد پیچ غم (روحی)

اگر ہزاروں جال گناہوں کے میرے ہر قدم پر آتے رہیں اور

اے مولیٰ آپ کا کرم میرا محافظ و پاسیان ہو تو پھر کوئی غم نہیں۔

● پابندی ذکر و معمولات اور اطلاع و اتباع شیخ کامل کا اہتمام

کرے کہ عادت تقویٰ کا رسوخ و بقاء انہیں امور پر موقوف ہے۔

والقسم الثالث الصبر فی المصیبتہ صبر کی تیسری قسم

مصیبتوں میں صبر

کرنا ہے اور یہ تین قسموں پر مشتمل ہے۔

۱۔ رضا و تسلیم :- یعنی دل کو یہ اعتراض اور ناگواری نہ ہو کہ یہ

مصیبت حق تعالیٰ نے ہم پر کیوں بھیجی۔ کیا ہمیں رہ گئے تھے —

العیاذ باللہ۔ ایسا خیال ایمان کو ضائع کر دیتا ہے ایسے وقت یہ

مراقبہ کرے کہ یہ مصیبت حق تعالیٰ کی طرف سے میری اصلاح کے لئے

آئی ہے کیونکہ وہ حکیم ہیں اور حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں

ہوتا جس کا علم ہم کو ہونا ضروری بھی نہیں۔ جس کی مثال یہ ہے کہ

لہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا جب انتقال ہوا تو آپ کی

آنکھیں اشکیاں تھیں اور دل راضی برضاء الہی تھا

راہ و فایں آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیم سر کرے ہو

ماں اپنے بچے کے پھوڑے پر نشتر لگانے کے لئے جراح کو بلاتی ہے۔
 بچہ تو روتا ہے لیکن ماں خوش ہوتی ہے کہ ابھی میرے بچے کے پھوڑے
 سے تمام مادہ فاسد نکل جاوے گا اور چین مل جاوے گا۔ ماں جراح کو
 فیس بھی دیتی ہے، دُعائیں بھی دیتی ہے اور بچہ کے رونے کی پروا نہیں
 کرتی۔ اسی طرح حق تعالیٰ ہماری عقلمت کا مادہ فاسد دور فرمانے کے لئے
 ہم پر مصیبت بھیجتے ہیں تاکہ دل کا پردہ عقلمت چاک ہو کیونکہ درد
 و غم دل کو شکستہ کر دیتا ہے اور حدیث قدسی میں حق تعالیٰ فرماتے
 ہیں کہ ہم ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتے ہیں اور مصیبت پر صبر سے
 جو انعام قرب کا عطا ہوتا ہے اس کو اہل بصیرت اپنے قلب میں
 محسوس بھی کرتے ہیں۔ اسی کو حضرت عارفِ رومیؒ فرماتے ہیں۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

انچہ دروہمت نیاید آں دہد (رومی)

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ بندوں پر ان کی اصلاح
 کے لئے جن مجاہدات و تکالیف کا وزن رکھتے ہیں ان کو برداشت کرنے
 سے اگرچہ آدھی جان ختم ہو جاتی ہے لیکن اس کے عوض سو جانیں
 غیب سے عطا فرماتے ہیں اور ایسی ایسی نعمتیں دل کو عطا فرماتے
 ہیں جن کا بندہ وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت بزبان
 حال کہو گے۔

جو دل پہ ہم ان کا کرم دیکھتے ہیں

تو دل کو بہ از جامِ جم دیکھتے ہیں

۲۔ مخلوق سے اس مصیبت کی شکایت نہ کرتا پھرے یعنی جس طرح

اوپر مذکور ہوا کہ دل میں کوئی شکایت کا خیال نہ لائے اسی طرح
اپنی زبان سے بھی شکوہ و شکایت اور اعتراض کی بات نہ نکلے

کشتگانِ حنجرِ تسلیمِ را

ہر زمان از غیب جان دیگر است

اسی تسلیم کا انعام یہ ہوگا کہ ہر وقت غیب سے ایک نئی جان
حق تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ مصیبت کے وقت بعض مرتبہ آدمی اتنا زیادہ
غمگین ہو جاتا ہے۔ جس سے معمولات ذکر میں خلل آجاتا ہے اور بندوں
کے حقوق میں بھی کوتاہی ہوتی ہے اور صحت کو نقصان پہنچنے لگتا ہے
اور اتنا غم بندوں کے لئے مطلوب نہیں۔ کیونکہ دل کو اللہ تعالیٰ کی
طرف مائل کرنے اور رابطہ و تعلق مع اللہ کو مضبوط کرنے نیز آخرت یاد
دلانے کے لئے جس معیار کا غم بعض بندوں کے لئے تجویز ہوتا ہے وہ
وہ اُس غم کے برابر نہیں ہوتا جو عبادت بھی چھڑا دے اور صحت کو
نقصان پہنچا دے اور بستر پر لٹا دے۔ اگر اتنا غم ہو جاوے تو اس
غم کو ہلکا کرنا پڑے گا۔ جس کی تدبیر حسب ذیل ہے۔

ایف :- کثرتِ ذکر۔ کثرتِ نوافل۔ کثرتِ درود شریف
اہل اللہ کی صحبت۔

ب :- صابریں ادبِ اللہ کے واقعات و حکایات کا
مطالعہ کرنا۔

ج :- مصائب پر اجر و ثواب کے انعام کو سوچنا۔

د :- پانچ سو مرتبہ ہر روز یا جمعی یا قیوم کا ورد کرنا۔

س :- حیات المسلمین اور تبلیغ دین کے باب صبر و شکر کا مطالعہ کرنا۔

جاننا چاہیے کہ تھلیل حزن و غم کا یہ اہتمام سالکین کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے ورنہ پھر یہ مصیبت خون مفرط (شدید غم) کا سبب بن کر استقامت و پابندی معمولات اور اخلاق میں محفل ہو جاتی ہے اور تشویش قلب اور فساد صحت کا سبب بن جاتی ہے اور فساد اعمال فساد ایمان کا سبب بن جاتا ہے۔ حق تعالیٰ محفوظ فرمادیں۔ آمین۔ کیونکہ فساد اعمال یا تھلیل اعمال یا ترک اعمال اولاً ہمت مقادمت کو کمزور کرتے ہیں جس سے مصائب کا مقابلہ دیکھ ہو جاتا ہے۔ پھر یہ ضعف تحمل تقدیر پر اعتراض کا باعث بن کر کفر کا سبب ہو جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

التنبیہ

مالداروں کو بھی صبر کی ضرورت ہے

اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

- ۱۔ اپنے مال پر اترانے اور تکبر کرنے سے احتراز کرنا اور اپنے مال و دولت کو عطاء خداوندی سمجھنا اپنا استحقاق اور دست و بازو کا ثمر نہ سمجھنا اور فقراء و مساکین کو حقیر نہ سمجھنا بلکہ ان کی عزت کرنا اور مساکین و فقراء کی خدمت کو اپنے اُپر لازم رکھنا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
- احسن کما احسن اللہ الیک احسان کر جیسا کہ احسان کیا اللہ نے تجھ پر

۲۔ (الف) قارون کے واقعہ سے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ عبرت حاصل کرنا جب قارون اپنے ساز و سامان کے ساتھ اپنی قوم میں اترتا ہوا نکلا تو قوم کے سمجھدار افراد نے اس کو نصیحت کی اے قارون اتر امت۔ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

پس قارون نے جواب دیا۔ انا و تبتہ علی علم عندی مجھے تو یہ دولت و خزانہ اپنے علم کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ بس اس کا انجام کیا ہوا؟ مع اپنے خزانے کے زمین میں دھنسا دیا گیا، اور حق تعالیٰ کے عذاب سے اس کو کوئی طاقت نہ چھڑا سکی (ب) مراقبہ کرنا۔ اس مضمون حدیث شریف کا کہ

فقول مالی مالی الخ

ترجمہ:- تو کہتا ہے یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے حالانکہ تیرا مال صرف وہی ہے جو تو نے کھا لیا اور فنا کر دیا اور جو پہن لیا اور پڑا کر دیا اور جو خدا کی راہ میں خرچ کر دیا اور ہمیشہ کے لئے باقی کر دیا جس کو کبھی فنا نہیں ہوگی۔

(مشکوٰۃ شریف)

(ج) یہ مراقبہ کرنا کہ یہ تمام نعمتیں بندوں کے دست و بازو یا علم پر نہیں دی جاتی ہیں بلکہ محض فضل خداوندی سے عطا کی جاتی ہیں بعض وقت نادانوں کو اتنا دیتے ہیں کہ دانا حیران اور محو حیرت رہ جاتے ہیں۔

پس کیسے جائز ہو گا اغنیاء کو اپنے اموال پر اترانا اور ناز

کرنا۔ اور ہر شریف طبیعت اترانے اور ناز کرنے سے ہمیشہ محتاط ہوتی ہے۔

۳۔ تیسری صورت اغنیاء کے صبر کی یہ ہے کہ احکام شریعت پر پابندی کرنا اور گناہوں سے بچنا اور دولت کے ہوتے ہوئے یہ دونوں باتیں مال داروں کے لئے بہت صبر آزما ہیں اور یہی ان کا عملی شکر ہے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اعملوا ال دأؤد شکرأ (الایۃ)

اور حق تعالیٰ شانہ سے یہ دعائیں مانگتے رہیں۔

اللہم ائینا عوذ بک من مال ینطغینی

اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں ایسے مال سے جو مجھے نافرمان اور سرکش بنا دے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لا تلہکم اموالکم ولا اؤدکم عن ذکر اللہ ومن

یفعل ذالک فاولئک ہم الخاسرون !

ترجمہ:- اے لوگو! تمہارے اموال اور اولاد تم کو اللہ سے غافل

نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا پس وہی لوگ خسارہ میں ہوں

گے اور قیامت کے ہونناک منظر کو ہر وقت یاد رکھیں۔

جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

رجال لا تلہیہم تجارتہ ولا بیع عن ذکر اللہ

واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ ینخافون یوماً

تقلب فیہ القلوب والابصار۔

ترجمہ :- مردان خدا ایسے ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ کی یاد سے اور بالخصوص نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت۔ اور وہ ایسے دن کی وارو گیر سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔ اور اغنیاء کو کاملین کی صحبت میں حاضری دیتے رہنا بھی دولت کے نشہ کا اُتار ہے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ کی نعمت کس طرح حاصل ہوگی۔ متقین کا ملین کی صحبت سے۔

تنبیہ :- اور یہ مضمون یعنی صبر اغنیاء در حقیقت صبر علی الطاعت کی ایک نوع ہے۔

تمت بالخير

جمادی الاخرہ ۱۳۹۹ھ کی ۱۲ تاریخ کو یہ مقالہ تکمیل الاجز تحصیل الصبر بفضلہ تعالیٰ و عونہ تمام ہوا۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمادیں اور اس کے نفع کو عام و تمام فرمادیں۔ آمین

راقم الحروف
احقر محمد احمدر عفا اللہ عنہ

منجملہ ارشاد و امرشذنا و مولانا شاہ ابرار الحق صاحب

دامت برکاتہم

ہر انسان کو دو حالتیں پیش آتی ہیں۔ جس میں اس کا امتحان ہوتا ہے ایک وہ جو طبع کے موافق ہیں۔ دوسری طبع کے خلاف۔ اول حالت میں شکر مامور پہ ہے اور دوسری حالت میں صبر۔

خلاف طبع امور پیش آنے کو اکثر لوگ سخت حالت خیال کرتے ہیں کیونکہ اس میں تکلیف و الجھن و ضیق ہوتی ہے اس لئے اس کو ناپسند کرتے ہیں اور موافق طبع معاملات کو اچھا خیال کرتے ہیں اسلئے اس میں آرام و سہولت و فرحت ہوتی ہے اسی لئے اسکے خواہاں خواہاں رہتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت خلاف طبع امور کا پیش آنا یہ سہل امتحان ہے جس میں پاس ہونا آسان ہے اور موافق طبع امور کا پیش آنا سخت امتحان ہے جس میں پاس ہونا مشکل ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے۔ **فواللہ لا الفقرا خشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من قبلکم فتنافسوها کما تنافسوها وتھلکم کما اھلکتھم متفق علیہ مشکوٰۃ مشکلا** وکما قال اللہ تعالیٰ **وقلیل من عبادی الشکور** لہذا جن کو خلاف طبع امور پیش آیا کرتے ہوں ان کو شکر کرنا چاہیے کہ سہل پرچہ میں امتحان ہو رہا ہے اور موافق طبع امور والوں کو بہت ہوشیار و چوکنا رہنا چاہیے۔ کہ ان کا امتحان سخت پرچہ میں ہے۔ فکر و ہمت سے انسان کو کامیابی امتحان نصیب ہوتی ہے۔ ہر حال میں دعا کا اہتمام رکھے بہت الحاح کے ساتھ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اردو کلام

انس

حضرت، مولانا حکیم محمد عیسیٰ انجیر صاحب

خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

و خادما خاص حضرت مولانا عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

————— حجازین بیعت —————

حضرت حکیم الامت مجدد الملک مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب نورا الشرفیہ

————— ناشر —————

کتاب خانہ منظرہری گلشن اقبال کراچی

کلام منتخب

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

انعام مجاہدہ

ہائے جس دل نے پیا خون تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلمان ہونگے

ترقی قرب در مصائب

وہ جلا اس کا نشین وہ اٹھا اس کے دھواں
یوں کیا صیاد نے طائر کا سامان وصال

فنائیت حسن مجاز

یہ چمن صحرا بھی ہوگا یہ خیر بلبل کو رو
تا کہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے

حسن عارض کا عارضی ہونا

ان کے عارض کو لغت میں دیکھو کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

مجاہدہ نفس سے شہادت باطنی معنوی

(۱) ترے حکم کی تیغ سے ہوں میں بسمل

شہادت نہیں میری ممنون خنجر

(۲) اس خنجر تسلیم سے یہ جانِ حزیں بھی

ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے

(۳) قتل کرتی ہے جسے شمشیرِ عشق

وہ شہید زندہ دیکھا چاہیے

اشکِ ندامت اور آہِ مضطر

آہ سے راز چھپا یا نہ گیا منہ سے نکلی مرے منظر ہو کر

چشمِ نم سے جو چھلک جاتے ہیں ہیں فلک پر وہی اختر ہو کر

ہنگامہٴ عالمِ شباب کی قیمت

کسی خاک کی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو

جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

احتیاط از تحقیرِ مسلمانان

نامناسب ہے اے دلِ ناداں

اک جذامی بنے زکامی پر

یہ ملفوظ حضرت حکیم الامت تھانویؒ ہے کہ ہر انسان اپنی روحانی بیماری کو کوڑھ

سمجھے اور دوسروں کی بیماریوں کو زکام پس کسی جذامی کو نہ دیکھا ہو گا کہ کسی کے نزل زکام

کا مذاق اڑاتا ہو۔

عظمت صحابہؓ کرام رضی (لہ عنہم درضو عنہ

خدا نے خود جنہیں بخشا رضامندی کا پردانہ

انہیں پر بعض ناداں کچھ گڑبھا کرتے ہیں افسانہ

خدا کی رائے سے بھی منحرف تو ہے معاذ اللہ

میں کہوں کیوں نہ اے ظالم تجھے پھر حق سے بیگانہ

۱۲۴۱ خونِ تمنا

ہزار خونِ تمنا ہزار ہا غم سے

دلِ تباہ میں فرازِ دل سے عالم سے

حاصلِ زندگی

وہ مرے لمحات جو گزریے خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زلیت کا حاصل ہے
ذکر کے اقسام اربعہ ذکر لسانی، قلبی، دروچی و بہ ہر بن مو

مرے ہر بن مو سے اللہ نکلے
زباں و دل و جان سے اللہ نکلے

شوقِ حاضریِ حرمین

ساحل سے لگے گا کبھی میرا بھی سفینہ
دیکھیں گے کبھی شوق سے مکہ و مدینہ

میری زندگی کا پہلا شعر

دردِ فرقت سے مراد دلِ اسقدر بیتاب ہے
جیسی تپتی ریت میں اک ماہی بے آب ہے

شانِ عشاقِ حق

ہم نے دیکھا ہے تیرے چاک گریبانوں کو
آتشِ غم سے پھلکتے ہوئے پیمانوں کو
ہم نذا کرنے کو ہیں دولتِ کونین (بھی)
تو نے بخشا ہے جو غمِ عشق کے بیماروں کو

غمِ عشق

سینکڑوں غم ہیں زمانہ ساز کو
اک ترا غم تیرے ناساز کو

منت اخفائے راز

کہیں ظاہر نہ کرے آہ مرا راز نہاں
عمر گزری ہے مری منتِ اخفائے کرتے

بمدن تعلق مع اللہ زندگی مشکل

ترے عم کے سوا ممکن نہیں تھا
گذرتے دن مری جانِ حزیں کے

شانِ قلب اہل اللہ

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

تکالیفِ راہِ سلوک کے شمراوت

جفا میں سہہ کر دُعا میں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ

زمانہ گذرا اسی طرح سے تمہارے در پھر دل حزیں کا

نہیں خبر تھی مجھے یہ اختر کہ رنگ لائے گانوں ہمارا

جو چپ رہے گی زبانِ سخن ہو پکائے گا آستین کا

دیکھے کیا رنگ لاتا ہے شہیدوں کا لہو

اس کی رحمت سے ملے مجھ کو مہاجم و سب

قربِ سجدہ

مجھ کو جینے کا سہارا چاہیے

غم تمہارا دن ہمارا چاہیے

بحرِ الفت کا کنارہ چاہیے

در تمہارا سر ہمارا چاہیے

گو ہوں گلِ افسردہ دمتر دک عنادل

لیکن ہیں عیاں مجھ سے ہی اسرارِ چمن کے

تعبیر از دست و عنایتِ حق بعد از ویرانی در راہِ حق

ترے ہاتھ سے ڈیر تعمیر ہوں میں

مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

سوغتہ جانِ اہلِ اللہ کے فیوض

ویرانہ حیات کی تعمیر کر گئی

روسیہ دادِ زندگی کسی خانہ خراب کی

علاجِ غمِ ہجران

تلخیِ شامِ غمِ ہجران سے گھرا تا ہے دل

آمری آہِ سحرِ تجھ سے بہل جاتا ہے دل

صفوہِ ہستی پر میرے لیے افسانے بھی ہیں

اُن تصور سے بھی جنکے منہ کو آ جاتا ہے دل

لاکھ شمعیں جل رہی ہیں بہر طرف اختر مگر

وہ نہیں تو روشنی میں تیرگی پاتا ہے دل

آثارِ تجلیات اور آہِ بے نوا

اپنا جہاں دکھ کے یوں محوِ جمال کر دیا

میری نظر میں یہ جہاں خواب و خیال کر دیا

عالمِ ہجر کو مے تو نے وصال کر دیا

یعنی ہماری آہ کو واقفِ حال کر دیا

میرا پیام کہد یا جا کے مکاں سے لامکاں
 اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا

آہ دل

یہی آہ دل دل کو گر مار ہی ہے
 محبت کی تکمیل نسا مار ہی ہے
 مری آہ کی کچھ خبر لا رہی ہے
 صبا آج با چشم تر آ رہی ہے
 مری چشم تر خون برسا رہی ہے!
 جہاں بھی کہیں سنگ در پار ہی ہے
 مبارک تجھے اے مری آہ مضطر
 کہ منزل کو نزدیک تر لا رہی ہے

دردِ دل

نشانِ دل بتایا بھکو تر سے دردِ پنہاں نے
 نہیں معلوم تھا پہلے کہ سینے میں کہاں دل ہے

عبرت

مرے دستوں سنو غور سے یہ صدائے اختر بے نوا
 نہ ہو ذکر حق نہ ہو فکر حق تو یہ جینا جینا حرام ہے

شانِ سوختہ جانِ عارون

تجھ سے روشن ہیں جہاں درد کے شمس و قمر
 اے امام دردِ دل اے رہبر دردِ جگر

آئی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
تیرے کرم نے گود میں لے کر سُلا دیا

کرامت عشق

معذور تھا ضمیر کے اظہار سے لیکن
مجمع میں تیرے درد نے پہرہں بُلا دیا

لذت تعلق مع اللہ

گرچہ میں دور ہو گیا لذت کائنات سے
حاصل کائنات کو دل میں لئے ہوئے ہوں میں

لذت تلاوت

لذتِ دو جہاں ملی اس کے کلام سے مجھے
اس کے قرین بیٹھ کر راحتِ دو جہاں ملی

لذت ذکر

دل کی گہرائی سے ان کا نام جب لیتا ہوں میں
چومتی ہے میرے قدموں کو بہار کائنات

ظاہری شکستہ حالی اور باطنی دولت

قطرہ کا بھی محتاج سمجھتی تھی جنہیں خلق
دل میں ہیں مگر عیش کا دریا لئے ہوئے

علاج ذوقِ حُسنِ بینی

نہیں علاج کوئی ذوقِ حُسنِ بینی کا
مگر یہی کہ بچا آنکھ بیٹھ گوشہ میں

اگر ضرور نکلنا ہو تجھ کو سوئے چمن
تو اہتمام حفاظت نظر ہو توشہ میں

قرب از مجاہدات حزن و غم

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جسکی کرامت کے
مجھے تو یہ جہاں ہے آسمان معلوم ہوتا ہے

بربادی عشق مجازی

ہر عشق مجازی کا آغاز بُرا دیکھا
انجام کا یا اللہ کیا حال ہوا ہوگا

جمع ضدین خوشی و غم

عجیب مظہر اُضداد ہیں ترے عاشق
خوشی میں روتے ہیں اور غم میں مسکراتے ہیں

موت کا سارنامہ

آ کر قضا با ہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامہ حیات کو خاموش کر گئی

انجام عشق مجازی اور عشق حقیقی

جہاں رنگ و بو میں رنگ گوناگوں کا منظر تھا
مگر ہر اہل رنگ و بو کا حالِ رنگ ابر تھا
نظام رنگ و بو سے ہو کے جو با فوق جتیا ہے
سی مست خدا کا رنگ ہر دم رنگ خوشتر تھا

زندگی کیسے گذری ؟

ہر لمحہ حیات گذارا ہم نے
آپ کے نام کی لذت کا سہارا لے کر

زاہد سے کیا سنوں میں محبت کی داستاں
الفاظ خشک میں ہے نہاں سترِ غم کہاں

جنت دنیا جی میں

تری طاعت کے صدقے لطفِ جنتِ زندگی ہے
خلشِ حاصل جو تیرے غم کی میری ہنگام ہے
دل کے خورشید و قمر

اے خدا تجھ سے ہی روشن ہیں ہمارے رات و دن
اے ہماری کائناتِ دل کے خورشید و قمر

غم میں بھی بے غم رہا

زندگی پر کیف پائی گر چہ دل پر غم رہا
مُنکے غم کے فیض سے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

دولتِ عاشق

سرد آہیں کبھی گر یہ کبھی نالہ و نغاں
دولتِ عاشق مسکین اے کہتے ہیں

رضائے حق کے لئے شکستِ آرزو اور خونِ آرزو کا مقام

بپاسِ خاطر دیوانہ آتی ہے جنت سے

یہی انعام ہے نہ ہلا مٹھے جو خونِ حسرت سے

ہر خونِ آرزو کا صلہ یہ ملا مجھے

ان کے کرم نے گود میں لے کے اٹھالیا

تو نے انکی راہ میں طاعت کی لذت بھی چکھی

ہاں شکستِ آرزو کا بھی مقامِ قرب دیکھو

سرفروشی جاں فروشی دل فروشی سب سہی
پی کے خون آرزو پھر کیفِ جامِ قرب دیکھ

نامرادی ہم مراد دلبرست

کون کہتا ہے بامرادی کا
عشق ہے نام نامرادی کا

وہ نامراد کلی گرچہ ناشگفتہ ہے
مگر وہ محرم راز دل شکستہ ہے

عاشقوں پر طعنے

انعام اہل درد سے پاتا رہا ہوں میں
اور اہل عیش بس مجھے طعنے دیا کئے

طوفانِ غم کا آسرا

بحرِ طوفانِ غم ہے مخالف ہوا
میری کشتی کا ہے تو ہی بس ناخدا
تیرے دریائے رحمت کا ہے آسرا
ورنہ اختر ہے اعمال سے بے نوا

فنائے تجویز پر انعامِ تفویض

شامِ غم بن گئی صبحِ گلشن
یہ ہے تفویض کا فیض روشن

عشق کی بے زبانی

ہے زباں خاموش اور آنکھوں کے دیارواں
اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھئے

تعریفِ خانقاہ

اہلِ دل کے دل سے نکلے ۵۲۵۲
بس یہی اختر ہے اصلی خانقاہ

گناہ کی ظلمت و محسوسیت

یہ کائنات اسے سنگ تھی بایں وسعت
کوئی حیات جو اس کے عتاب سے گزری

مقامِ دعا بحالتِ اضطراب

ہائے کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک
جس نشین پر نہ ہو برقِ حوادث کی چمک

نعرۂ مستامنہ

پھر نعرۂ مستانہ ہاں اے دلِ دیوانہ
زنجیرِ علائق پر اک ضرب ہو رندانہ
پھر اشکِ بداماں ہو پھر چاکِ گرہاں ہو
پھر صحرا نور دی کا دُہرا کوئی افسانہ
پاجلے کوئی اختر گر اہل کی صحبت
ہو خاکِ تن سے ظاہر مخفی کوئی خندانہ

اہلِ اللہ کی صحبت

مری زندگی کا حاصل مری زلیبت کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مریا
یہ تری عطا ہے یا رب یہ تر ہے فضلِ نہاں
ہر انا لہ ندامت ترے سنگِ در پہ کرنا

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تو ادرود کیا ہے یا رب
 ترے اولیاء سے سیکھا ترے سنگ در پہ مرنا
 مرا ہر خطا پہ ردنا ہے۔ یہی مری تلافی
 تری رحمتوں کا صدقہ مرا جرمِ عفو کرنا
 کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
 اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

مطلع خورشید قرب خداوندی

وہ سُرخیاں کہ خون تمنا کہیں جسے
 بنتی شفق ہیں مطلع خورشید قرب کی

دنیا بے ثبات

دھوکہ دے مجھے کہیں دنیا بے ثبات
 آئی خزاں ہے رنگ بہاراں لئے ہوئے

تربیت باطنی از عبور وادی حسرت

اس نے جب وادی حسرت سے گذارا مجھ کو
 ہر بُنِ موسے مرے خون کا دریا نکلا

صدمہ و غم میں تبستم ہی مثال

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبستم کی مثال
 جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چنگ لیتا ہے

نعت درد دل و دیعت ازلی

وہی اک تیر لگا تھا جوازل میں دل پر
 آج تک درد وہ رہ رہ کے کسک لیتا ہے

حق تعالیٰ کی محبت کا عزم

غارِ گم حیات سمجھتی تھی کائنات
میری نظر میں عم ترا جانِ حیات ہے
اہل اللہ کی صحبت کا انعام استقامت ہے

ہاں وہ درمیانہ تو کھلتا ہے آج بھی
پیمانہٴ رحمت تو چھلکتا ہے آج بھی
وہ دردِ جواروح کی کلیوں کو ملا تھا
ہر چاکِ گریباں سے مہکتا ہے آج بھی
جو مست ہوا مرشدِ کامل کی نظر سے
سو بار بھی گر کر کے سنبھلتا ہے آج بھی
وہ جامِ محبت ترا نایاب نہیں ہے
سینوں سے اہل درد کے ملتا ہے آج بھی

تلاشِ دیوانہٴ حق

سینے میں ہو جو درد کا نشتر لئے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کئے ہوئے
یارِ ترے عشاق سے میری ہوملاقات
قائم ہیں جن کے واسطے یہ ارض و سموات
کچھ راز بتا مجھ کو بھی لے چاکِ گریباں
لے دامنِ تر اشکِ رواں زلفِ پریشاں
ہے کس نگہِ پاک کا تیرے جگر میں تیر

اک خلق ہوئی جانی ہے جس درد کی آسیر

تیرے چمن کو کیسے اُجھٹے گی وہ خزاں
 جو خود ہی تیرے فیض سے ہے رشک گستاں
 پا جاتا ہوں جب آشنائے درد جگر کو
 کرتا ہوں فاس را بطنہ شمس و مہر کو

دل کا مصروف حقیقی

ظالم ہے عدل کے خلاف غنیر کو دل دیا اگر
 جس نے دیا ہے دل تجھے دل کو فلا اُسی پہ کر

خطرۂ جوانی

سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہارِ حُسن نانی میں
 ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحیرِ جوانی میں
 ہزاروں حسن کے پیکر لحد میں دفن ہوتے ہیں
 مگر عشاقِ ناداں مبتلا میں خوش گمانی میں

داستانِ دردِ عشق

ہر شاخ سے لپٹ کر روتے بے کوئی چڑیا
 دیکھا ہے جب سے اپنا جلتا ہوا نشیمن

قرب از حزن غمرا اختیار

وہ زندگی حرم کی کبھی پاسباں نہ تھی
 جس زندگی میں غم کی کوئی داستان نہ تھی

متاعِ زندگی

غم پنہاں متاعِ زندگی ہے
 رموزِ عاشقی و بندگی ہے

اب عشق میں ان کی خاطر ہم آنکھوں سے ہوا برساؤں گے
جب دل سے نہیں ہم چاہیں گے اک دن تو کرم فرمائیں گے

آلائی تاثیر

کیوں آہ میں کچھ تاثیر نہیں کیا عشق کا دل میں تیر نہیں
جب نور نہیں خود ہی دل میں منبر پہ وہ کیا برسائیں گے
جاؤں گی کبھی آہیں دل کی بالائے فلک تا عرش برس
یہ درد محبت کے نالے کچھ رنگ تو اپنا لائیں گے
جب شمع محبت دل میں لئے محفل میں ہو کوئی صاحبِ صنو
پھر عشق خدا کے پروانے خود اڑ کے وہاں آجائیں گے
بلبل کونہ تو کراے ناداں پابند سکوت و خاموشی
جب اس کو چمن یا دآئے گانے بھی بسوں تک آئیں گے
تم لاش کو میری غسل نہ دو بس خون میں لتھڑی رہنے دو
کل خون شہادت میں لتھڑا یہ جسم انھیں دکھلائیں گے
اختر کو جو تو نے دولتِ علم بخشی ہے یہ فیض پیرِ ہدی
امید ہے تجھ سے بار خدا اس درد کا درماں پائیں گے

ساقی ازل کا فیض

کسی کی یاد میں ہے مضطرب جانِ حزیں ساقی
گریباں چاک ہے اشکوں سے تر ہے آستیں ساقی
عجب لذت تری آغوشِ رحمت میں ملی دل کو
نہیں اٹھتی ہے تیرے سنگِ در سے اب جہیں ساقی
مقامِ قرب کی غنطت اگر کر دے عیاں دل پر
مجھے پھر من دسلوی ہو مری نانِ جوئی ساقی

بفیض عشق تیری یاد میں یہ حال ہے دل کا
 مرے اشکوں سے تر ہے آج تیری مرز میں سُلّی
 عبث کرتا ہے ناصح مجھ کو تعلیم جہاں داری
 مجھے جب ہوش اپنا ہی یہاں باقی نہیں ساتی
 کہاں اختر کہاں یہ ذکر جام و ساغر و مینا
 کرم ہے تیرا ورنہ میں کسی لائق نہیں ساتی

تجلیاتِ قلوب

تو سینے میں پھر کون دل اپنا پائے	اگر صاحبِ عرش جلوہ دکھائے
کرم ہے مرے دل کو مسکن بنائے	جو وسعت میں ارض و سما کے نہ آئے
دکھے دل کو ناحق کئی کیوں ستائے	نہ پھیڑد کسی غم کے مائے ہوتے کو
ترا ذرہ غم اگر ہاتھ آئے	ہو آزاد فوراً غم دو جہاں سے
مری آہ دل ہے یقین جس کو آئے	یہ گل اور مبل کے قفے نہیں ہیں
مگس کو مگر یہ کہاں لاس آئے	ترے غم کی طالب ہے پروانہ فطرت
مبارک جسے ان کا غم ہاتھ آئے	عجب درد میں ان کی لذت ہے اختر

چند اشعار فارسی

از مولف

صحبت اہل اللہ

میسر چوں مرا صحبت بجان عاشقان آید

ہمیں بنیم کہ جنت بزمیں از آسمان آید

ترتیب اشرف

نور حق از ذکر حق در جاں رسد

از زباں درد دل زد دل تا جاں رسد

تعلق مع اللہ

جان خود با ذات حق آویخته

درد دل اندر دُعا آویخته

تعریف اہل دل

اہل دل آنکس کہ حق را دل دہد

دل دہد اورا کہ دل را میدہد

قیمت اشک ندامت

قطرہ اشک ندامت در سجود

ہمسر خون شہادت می نمود

مقام گریہ

ہر کجا گرید بہ سجود عاشق

آن زمین باشد حریم آن شہ

بہار مجاہدات

از حضرت مولانا شاہ محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

تلخی شامِ غم، بھراں سے گھبراتا ہے دل
 آسری آہِ سحر تجھ سے بہل جاتا ہے دل
 اپنی ہر اک آہ سے گو خود جلا جاتا ہے دل
 پھر نہ جانے آہ کیوں پیہم کئے جاتا ہے دل
 جب بہارِ قربِ پیہم آہ سے پاتا ہے دل
 خوں بہائے خونِ دل ہر آہ کو پاتا ہے دل
 غم پہ جب کچھ اختیار اپنا نہیں پاتا ہے دل
 ہر نفس دستِ طلب اس در پہ پھیلاتا ہے دل
 صفحہ ہستی پہ میرے ایسے افسانے بھی ہیں
 اُن تصور سے بھی جن کے منہ کو آ جاتا ہے دل
 آرزوئے دل کو جب زیرِ وز بکرتے ہیں وہ
 ملبہٴ دل میں انہیں کو میہماں پاتا ہے دل
 لاکھ شمعیں جل رہی ہیں ہر طرف اختر مگر
 وہ نہیں تو روشنی میں تیرگی پاتا ہے دل

نالہ غمناک دریا د مرشد پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

نظم کنندہ احقر اختر عفا اللہ عنہ

یہ کس کا جنازہ لیکر ہم پاپوش نگر کو جاتے ہیں
یہ کس کی جدائی سے زخمی ہم قلب و جگر کو پاتے ہیں
کس رشک قمر کو دفنانے ہم دل کو سنبھالے جاتے ہیں
سینوں سے کلیجے خوں ہو کر کیوں منہ کو ہمارے آتے ہیں
کیا گور غریباں کی جانب اب شیخ ہمارے جاتے ہیں
کفنی سے چھپائے نوری تن ہم سب کے سہارے جلتے ہیں
لمحات گذشتہ صحبت کے جب دل کو مرے یاد آتے ہیں
اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اور نالے فلک تک جاتے ہیں
صحبت میں تمہاری اے مرشد! اک عمر ہماری گذری ہے
اب آج ہمارے وہ لمحے یاد آکے ہمیں تڑپاتے ہیں
الطاف تمہاری صحبت کے اب آہ کہاں ہم پائیں گے
دنیا ہی اندھیری ہے ہم کو گھبرا کے جدھر بھی جاتے ہیں
اک دن وہ ہمارا تھا اختر آغوش میں اکی رہتے تھے
اب آہ جدائی کے غم میں آنکھوں سے ہو برساتے ہیں

لہ پاپوش نگر کے قبرستان میں بالکل صدر دروازہ کے پاس جنوبی جانب حضرت والا مدفون ہیں اور ساتھ ہی مولانا شبیر علی صاحب حضرت شیخ تھانوی کے بیٹے شرقی جانب مدفون ہیں

نالہ غم بہ یاد حضرت شیخ پھولپوریؒ

مراجاں بہاراں سو گیا مرقد میں جب اے دل
 بھلا اب تا قیامت کیا بہا روصل آئے گی
 مرے محبوب مرشد تم کو کیا ہم بھول جائیں گے؟
 ہماری جاں تمہاری یاد میں آنسو بہائے گی
 ذرا سی دیر کو تیسری توجہ تام ہو جائے
 مری جاں درد مہجوری کا افسانہ نٹانے گی
 تمہارے لطف کی باتیں ہمیں سب یاد آتی ہیں
 جدائی تیری اختر کو قیامت تک رلائے گی

فریاد اختر دریا دلبر

یہ نظم چھتاری منزل علی گڑھ میں لکھی تھی جب احقر حضرت
 اقدس پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ وہاں مہمان تھا
 رہوں روز و شب گرچہ باغ ارم میں وہ دونوں جہاں دیں عموم کرم میں
 کروں عیش گوہر طرح کی نعمت میں عطا ہفت اقلیم ہو ہر قدم میں
 مرے دل میں تیرا اگر غم نہیں ہے
 تو یہ ساری راحت کم از کم نہیں ہے
 بہت خوش نما ہیں یہ بنگلے تمہارے یہ گملوں کے جھرمٹ یہ رنگیں نطاہے
 ارے جی بے ہیں یہ کس کے سہارے کہ مرنے سے ہو جائیں گے سب کنارے

اگر قرب جان بہاراں نہیں ہے
یہ ننگ خزاں ہے گلستاں نہیں ہے

تمہیں سے ہے جنت بھی جنت ہماری نہ ہو تم تو جنت میں بھی ہوں میں ناری
محبت کی دل میں لگے ضرب کاری مری کامیابی کی آجائے بارسی

مری جان کا کوئی سہارا نہیں ہے

بجز تیرے کوئی ہمارا نہیں ہے

یہ ہے عشق میں امتحاں کس بشر کا بنائے ذبیحہ جو اپنے پسر کا
پدر سے ہے اعجاز قلب و جگر کا پسر سے ہے اعجاز تسلیم مہر کا

ترے حکم پر کیا گوارا نہیں ہے

کوئی تجھ سے بڑھ کر پیارا نہیں ہے

ترے عشق کے غم کا ادنیٰ اثر ہے کہ جاں سر بکف زیر تیغ و تبر ہے
بکوئے ملامت کوئی در بدر ہے بشوق شہادت کوئی دار پر ہے

اگر آپ کا غم ہمارا نہیں ہے

مجھے ہر دو عالم گوارا نہیں ہے

ملائک ز خون شہیدان ملت محبت کی ہمت سے ہیں مخو حیرت
کہا تھا کہ مفسد بشر کی ہے فطرت دے شاد باش اے جنون محبت

ترے غم سے بڑھ کر کوئی غم نہیں ہے

بشر سے یہ اعجاز غم کم نہیں ہے

بہت سے سلاطین ہوئے گھر سے بے گھر دلوں میں جب انکے کیا عشق نے گھر
مزہ ان کو آیا جو اس سنگ در پر تو پایا فقیری کو شاہی سے بہتر

وہ دل جس میں جلوہ تمہارا نہیں ہے
 وہ دل سب کا ہو پر تمہارا نہیں ہے
 کبھی تو باہ و فغاں رو رہا ہوں کبھی دل ہی دل میں نہاں رو رہا ہوں
 کبھی اک خلش سی محض پار رہا ہوں کبھی خون آنکھوں سے برسار رہا ہوں
 ترے غم کا جو نائے مارا نہیں ہے
 کسی کا وہ ہو پر تمہارا نہیں ہے

خون کا سمندر

از اختصار عفا اللہ عنہ

(یہ نظم کراچی میں لکھی گئی ۱۳۹۲ھ میں)

عارفان زانند ہر دم آنوں
 کہ گذر کردند از دریائے خون (ردمعی)
 سنو داستان مضطر ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر
 یہ لہو لہاں کا منظر مرا سر ہے زیرِ خنجر
 مرے خون کا بجز احمر
 ذرا دیکھنا سنبھل کر
 میں کلی ہوں ناشگفتہ مری آرزو شکستہ
 میں ہوں ایک ہوشِ رفتہ مرا دردِ راز بستہ
 مری حسرتوں کا منظر
 ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرے دل میں غم نہاں ہے مری چشم خوں فشاں ہے
مرے لب پہ وہ نغماں ہے کہ فلک بھی نوحہ خواں ہے

مری بے کسی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

یہ تڑپ تڑپ کے جینا ہو آرزو کا پمینا
یہی میسرا جام و مینا یہی میسرا طور سینا

مری دادیوں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری آہ کا اثر ہے مرے درد کا ثمر ہے
کہ جہاں بھی سنگ در ہے مرے آنسوؤں سے تر ہے

مری عاشقی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرا غم زدہ جگر ہے مری چشم چشم تر ہے
مرا بحر خوں سے تر ہے برابر ہو سے تر ہے

مرے بحر و بر کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

وہ جو خالق جہاں ہے وہی میرا راز داں ہے
مرا حال خود زباں ہے مرا عشق بے زباں ہے

کسی بے زباں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری فکر لامکاں ہے مراد درجہ اداں ہے
 مراقصہ دستاں ہے مری رگ سے خون رواں ہے
 مرے خون کا سمندر
 ذرا دیکھنا سنبھل کر

دلائل توحید و وجود باری تعالیٰ

منظوم

(از اختصار عفا اللہ عنہ)

اے خدا اے خالق کون و مکاں	ہے تیری تعریف سے قاصر زباں
خاک کو کیا شرف تو نے دیا	قطرہ ناپاک کو انساں کیا
آب و گل پر یہ تیری صورت گری	فہم سے باہر ہے یہ صنعت گری
ماں تھی تیری صنعتوں سے بے خبر	بن رہا تھا پیٹ میں اس کے بشر
ہاتھ کس کا کام کرتا ہے وہاں	جز ترے دست کرم لے شاہ جاں
کارنامے دست قدرت کے ترے	نوجہینے بعد ظاہر ہو گئے
وہ جو کل اک لطفہ بے جان تھا	لے کے نکلا جسم وہ انساں کا
آفریں بردست قدرت کاملہ	آفریں بردست قدرت غالبہ
ہاتھ کو تیرے نہیں ہم دیکھتے	پرہیں مصنوعات تیری سامنے
سنا کہ خلقت یہ کرشمہ دیکھ کر	لائے ایماں تجھ پہ اے رب البشر
اللہ اللہ ایں چہ نیکو داوری	از منی مردہ بت خوب آوری

لاتے ہیں ایماں ہوا پر بے خطر
 بے ہوا یہ خاک اڑ سکتی نہیں
 بر وجود گل یقیں لاتے ہیں ہم
 ہونہ ہو یاں پھول مخفی ہے کہیں
 ہم یقیں کرتے ہیں اس پر عقل سے
 تیر ظاہر اور کہاں مخفی ہوا
 بے کہاں یہ تیر اڑ سکتا نہیں
 ہے پس پردہ کہاں بھی بالیقیں
 چل رہی تھی دانہ گندم لئے
 چوٹی تھی ظلمت شب میں نہاں
 اس میں حرکت چوٹی کی مخفی ہے
 پر علامت سے کیا اس پر یقیں
 حرکت تن حرکت جاں سے ہوئی
 اے خدا شاہد ہیں تیری ذات کے
 یومنون بالغیب سے ہوں شاد باد
 تانا ہوا تمام حجت تشنہ کام
 جز ترے کس نے انہیں پیدا کیا
 ہم نے یہ ارض و سما پیدا کئے
 ہیں یہ کس کے حکم سے جاری یہاں

خاک کو اڑتا فضا میں دیکھ کر
 عقل استدلال کرتی ہے وہیں
 پھول کی خوشبو جہاں پاتے ہیں ہم
 عقل استدلال کرتی ہے وہیں
 پھول کی خوشبو کو بن دیکھے ہوئے
 جب کہاں سے تیر پڑاں ہو گیا
 عقل استدلال کرتی ہے وہیں
 تیر اڑتا ہے ہوا میں جب کہیں
 ایک چوٹی رات میں آہستہ سے
 دانہ گندم کی حرکت تھی عیاں
 یہ جو حرکت دانہ گندم کی ہے
 جان مخفی ہے نظر سے بالیقیں
 یعنی کہتے ہیں سبھی انساں یہی
 صد ہزاراں یہ نظائر غیب کے
 تاکہ پہچانیں تجھے تیسرے عباد
 تاکہ بندوں پر کرے حجت تمام
 یہ مہ و خورشید یہ ارض و سما
 ہے کوئی مخلوق جو دعویٰ کرے
 چاند سورج کی یہ خوش رفتاریاں

تو نے یہ پیدا کیا سارا جہاں اپنے بندوں کے لئے اے شاہ جاں
 اور بندوں کو چنا اپنے لئے
 اپنی طاعت اور الفت کے لئے

نظم تقریر اثبات قیامت

از اختصار عفا اللہ عنہ

(نوٹ) حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر اثبات قیامت پر کانپور میں
 ہوئی تھی اسکو وہیں احقر نے منظوم کر دیا تھا جسکو حضرت پھولپوری نے بہت پسند فرمایا تھا

قیامت کے منکر ذرا غور تو کر
 درق تو الٹ خلق اول کا ناداں
 ترا یہ وجود مجسم کہاں تھا
 جو کھاتے تھے ماں باپ شام و سحر میں
 غذاؤں پہ آثار شمس و قمر کے
 گذرتا تھا پودوں میں پانی جدھر سے
 غرض سارے ذرات تولیدِ آدم
 جو ذرہ ترا تھا نہاں جس غذا میں
 وہ اقصائے عالم سے آئے سمٹ کر
 کھلایا انہیں تیرے ماں باپ کو جب
 بنایا اسے خون پھر اس سے لطفہ
 کہ پیدا ہوا ہے تو دنیا میں کیونکر
 نہ خود پر گماں کر یہ ہے کارِ یزداں
 ترا مادہ منتشر تھا نہاں تھا
 وہ پھیلا تھا ہندو عرب بحر و بر میں
 ہواؤں کے جھونکے وہ شام و سحر کے
 وہ مخلوط تھا معدنوں کے اثر سے
 کہاں تھے یہ ماں باپ میں یوں منظم
 غذا میں وہ حاضر تھیں علمِ خدا میں
 نہیں جاسکا کوئی ذرہ بھی ہٹ کر
 اکٹھے ہوئے تیرے ذرات بھی سب
 ہوا بطنِ مادر میں جا کر وہ علقہ

پھر علقہ سے مضغہ پھر اس سے بنا کیا
 جو بچنے کے اس نے اس آبِ گل میں
 غرض جو رہا بطین ما در کے اندر
 وہ جس نے کیا شکمِ مادر سے پیدا
 تری قبرِ اول جو تھی شکمِ مادر
 ترا خلقِ اول تھا مشکل کہ ثانی
 تو خود ہے مجسمِ دلیلِ قیامت

بتاؤں میں صنعتِ گری اسکی کیا کیا
 سمجھ سے ہے باہر یقین کر لے دل میں
 نکل آیا دنیا میں انسان بن کر
 ہے قادر کرے قبر سے پھر موبدا
 وہ ہے قبرِ ثانی کی تشریح کیسر
 تو خود فیصلہ کر بایں رازِ دانی
 اس انکار پر تجھ کو ہوگی ندامت

قیامت کا دن منتہائے عمل ہے
 جزائے عمل ہے سزائے عمل ہے

اصلاح کا آسان نسخہ

مجوزہ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (اقتباس از وعظ ملت بزرگ)
 (نوٹ) خانقاہ تھانہ بھون میں حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے یہ نظم
 احقر نے لکھی تھی اور ہتم خانقاہ شریف حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب مدظلہ
 نے اس کو بعد نمازِ عشاء پڑھ کر سنایا حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اور
 سب حضرات نے بہت پسند کیا۔ (آخر)

مخاطب ہے میرا وہ گم کردہ راہ
 جسے آہِ ہمتِ دوا کی نہ ہو
 وہ مایوس بندہ یہ مرثدہ سنے
 جسے یاس نے کر دیا ہو تباہ
 سکت جس میں پرہیز کی بھی نہ ہو
 بڑے عارتِ حق کا نسخہ سننے

وہ تھا نہ بھون کے حکیم زماں
 ہمیشہ رہا نبض امت پہ دست
 تری صحبت پاک سے نیک بخت
 بڑی فکر اصلاح امت کی تھی
 دکھائے رہے عمر بھر راہِ دین
 خدا سے فقط ہے وہ الحاح کا
 کرے نفس بد کو جو بے جان سا
 نیت اس میں تو بہ کی پہلے کر د
 خدا سے تو رو کر کرے التجا
 سراپا برا اور گندہ ہوں میں
 گناہوں کا گویا خزینہ ہوں میں
 نہ ہمت عمل نیک کرنے کی ہے
 تو ہو پاک پل میں یہ بندہ یتیم
 گناہوں سے بچنے کو آسان کر
 حوالے ہوئے نفس کی چال کے
 تو پھر نفس و شیطان سے کیا جھکوں
 بنا دے کرم سے مجھے کام کا
 مرے عزم کو تو عطا جسم کر
 ترا درد ہو جائے یہ آب و محل
 تری بندگی سے ہو عزت مری
 پلا اپنے مردے کو آب حیات

وہ جو تھے مجدد و غوث زماں
 رہے عشق حق میں شب و روز مست
 ہوا ہر گرفتارِ آزارِ سخت
 جنہیں رات دن فکر ملت کی تھی
 وہ مولائے اشرف علی شاہِ دین
 انہیں کا یہ نسخہ ہے اصلاح کا
 ہے نسخہ بہت سہل و آسان سا
 وضو کر کے دو رکعتیں تم پڑھو
 دعا کے لئے ہاتھ کو پھیرا کٹھا
 الہی گنہ گار بندہ ہوں میں
 بہت سخت مجرم کینہ ہوں میں
 نہ قوت گناہوں سے بچنے کی ہے
 ترا ہو ارادہ اگر اے کرم
 تو ہی غیب سے کوئی سامان کر
 ارادے مرے نیک اعمال کے
 اگر تیری توفیق ہو چسارہ گر
 میں بندہ ترا ہوں محض نام کا
 تلون مزاجی مری خستم کر
 عطا کر مجھے ذرہ درد دل
 رہ غیب سے کر مری رہبری
 دکھا غیب سے مجھ کو راہِ نجات

کرم سے خطاؤں کو تو عفو کر
یقیناً گنہ مجھ سے ہوں گے ضرور
غرض روز اس طرح اقرار ہو
عجب کیا بہت جلد ان کا کرم
وہ کر دے تجھے پاک ہر عیب سے
نہ بٹہ لگے گا تری شان میں
اگر جسم تیرا ذرا ہو علیل
دوا تلخ سے تلخ پیتا ہے تو
مداوائے تن میں تو توجہت ہے
تری عقل دنیا میں کیسا کر گئی
نہ خود اپنی جو فکر درماں کرے
بڑے شرم کی بات ہے دوستوا
اگر یوں ہی غفلت میں گذری جیتا

گناہوں کے انبار کو محو کر
کراؤں گا پھر عفو اپنا قصور
ندامت کا ہر روز اٹھسا رہو
ہدایت کا سامان کر دے بہم
ہونصرت تری پردہ غیب سے
نہ فرق آئے گا کچھ تری آن میں
حکیموں کی سنتا ہے توبے دلیل
خوشامد طبیبوں کی کرتا ہے تو
مگر فکرانیاں میں کیوں سست ہے
مگر دین میں وہ کہاں مر گئی
خدا کیا ہدایت کو چسپاں کرے
کہ اتنی بھی ہمت نہ تم کر سکو
نتیجہ برا ہوگا بعد الممات

ہو سہل اس سے صورت کوئی آہ کیا

بھلا اس سے آسان ہو راہ کیا

ترغیب عمل برائے شعراءے بے عمل

دنیا نے دوں ہے خواب پریشاں لئے ہوئے

سرمست عشق ہے غم جاناں لئے ہوئے

حاضر ہوں سر بکف سر میداں لئے ہوئے

ہر رگ ہے جوشِ خونِ شہیداں لئے ہوئے
 پروانہ الفت تو جلتے شمع پہ لیکن
 جلتی ہے شمع آہِ غریباں لئے ہوئے
 بربادِ زندگی جو تھی عشقِ مجاز میں
 آئی ہے موتِ مژدہٴ حرماں لئے ہوئے
 معلوم ہوگی عارض و گیسو کی حقیقت
 ناداں مگن ہیں خارِ مغیلاں لئے ہوئے
 غافل ہے آخرت سے اگر خبطِ شاعری
 بے کارِ خوش ہیں داد کا ساماں لئے ہوئے
 سراں میں اجازت ہے اگر شعر و سخن لگی
 اعمالِ نیک ذکر اور ایماں لئے ہوئے
 کوئی بھی ہو جو سیرتِ نبویؐ سے دور ہو
 اک جانور ہے صورتِ انساں لئے ہوئے
 دھوکہ نہ دے کہیں مجھے دنیائے بے ثبات
 آئی خزاں ہے رنگِ بہا راں لئے ہوئے
 احساسِ سختِ کوشیِ الفاظِ پیچ ہے
 جب تک نہ ہو عمل کا بھی پیمان لئے ہوئے
 مد نظر ہے شاعریِ اختر نہیں مجھے
 کہتا ہوں میں ہدایتِ قرآن لئے ہوئے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

(از مختصر عفا اللہ عنہ)

اے خدا اے خالق کون و مکان
تو نے یہ پیدا کیا سارا جہاں
اور بندوں کو چُنا اپنے لئے
اے خدائے پاک ریت بے نیاز
صدقہ تیری رحمت ذخار کا
صدقہ سب اصحاب کا اور آل کا
صدقہ اس امت کے ہر تباہ کا
اے خدائے پاک اپنے فضل سے
اے خدائے پاک اے رب العباد
ہم نے گوگستاخیاں کیں راہ میں
اب ہیں لیکن اشکبار و شرمسار
تیری رحمت سے ہمارا افعال
کرنہ واپس تو مجھے دربار سے
جس کو چاہے تو کرے اپنا ولی
جو شش میں آئے جو دریا رحم کا
صدقہ رحمت و اسعد کا اے کریم
بھیس میں ہوں پاکبازوں کے ترے

ہے تری تعریف سے قاصر زبان
اپنے بندوں کے لئے اے شاہ جاں
اپنی طاعت اور الفت کے لئے
اپنے بندوں کا ہے تو ہی کارساز
صدقہ تیرے سیدالابرار کا
صدقہ کل اقطاب کا ابدال کا
صدقہ میرے مرشد فیاض کا
چن لے مجھ کو آخرت کے واسطے
تیرے ہی محتاج ہیں سارے عباد
گوگرے ہم معصیت کے چاہ میں
اپنے کرتوتوں پہ اے پروردگار
ہو قبول بارگاہ ذوالجلال !
ہوں میں بہرہ ور تری سرکار سے
تو نہیں پا بند فن کا اے غنی
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء
عفو فرما میرے عصیانِ عظیم
گو نہیں اعمال ہیں ایسے مرے

اپنے پاکوں سے نہ کر مجھ کو جدا
 ہونہ میرا نفس میرا مقتدا
 سخت دشمن ہے یہ میرا نفس مار
 میں رہوں بس ننگ شیطان رحیم
 جان صد رقاں ہو یہ جان سقیم
 کام ہے اس کا محض تلبیس کا
 العیاد از نفس بد بس القری
 ہر قدم میرا بڑے سوتے سفر
 آفریں بردست و بر بازوئے تو
 صدقہ شان بختی بر بندگاں
 جذب کیلے اے مرے جذاب جان
 جز ترے ناصر کوئی میسرانہ یار
 دستگیری کا تری ہے آسرا
 کچھ نہیں مجھ سے ادا ہوتا ہے آہ
 بخش دے میرے گناہان عظیم
 دے مجھے اپنے سے تو کچھ آگہی
 تو عطا کر مجھ کو نعرے آہ کے
 بہر فیض مرشد عبد العنی
 دے تڑپ اس سے سوا اپنے بغیر
 رنج دوری میں نہ کر پھر مبتلا
 جان قربت دیدہ کو دوری نہ دے

نقل کی برکت سے لیکن اے خدا
 اے خدا تابع رہوں تیرا سدا
 اے خدائے پاک اے پروردگار
 گرنہ ہووے فضل تیرا اے کریم
 گر ہو تیرا فضل اے رب رحیم
 ہمقریں بے نفس بد ابلیس کا
 کشمکش میں پر گنتی جان حزیں
 تیری جانب سے نہ ہو رحمت اگر
 موکشیدہ گر رسیدم کوئے تو
 صدقہ تیرے جذب کا اے شاہ جاں
 جان مجھو راں کو از راہ ہناں
 اے خدائے پاک اے پروردگار
 ہم ضعیفوں عاجزوں کو اے خدا
 آپ کی عظمت کا حق میرے الہ
 اے خدائے پاک اے رب کریم
 صدقہ فیض مرشد عبد العنی
 صدقہ حضرت چھو پوری شاہ کے
 پار کر دے اے خدا کشتی مری
 جیسے تڑپے پھلی پانی کے بغیر
 قرب کی لذت چکھا کر اے خدا
 یار شب کو روز مجھو راں نہ دے

معصیت کی ذلتوں سے اے خدا
باب رحمت پر ترے لئے شاہ جاں
کٹ گئی اک عمر میری اس طرح
تیری رحمت کا اگر ہونے کا باب
آہ رہ سکتا ہے کب کوئی حجاب
اے خدا وندا ترے انضال سے
مانگتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کو
دین ہی کی چاکری تو کر نصیب
”جز بند کر خویش مشغولم مکن“
ہوند رسوا بندۂ عاجز ترا
دے رہا ہوں دستگ آہ و فغاں
مضطرب ہو مرغ بسمل جس طرح
بندۂ عاجز ترا ہو کامیاب
فضل کا تیرے جو نکلے آفتاب
طالب رحمت ہیں ہم بد حال سے
واسطہ اس فضل کا خود فضل ہو
یاد ہی میں رکھ تو اپنی اے جیب
از کرم از عشق معزولم مکن“
(ردمی)

بے مشقت یہ ہو س گوجرم ہے
پر خدا وندا کہاں جاؤں بھلا
ہمت و محنت کہ توفیق عمل
جس کو تیری راہ سے جو بھی ملا
ناخن تدبیر گھس جانے کے بعد
مچھکو اس نالائقی پر شرم ہے
کیا کوئی در ہے ترے در کے سوا
سب ترے محتاج ہیں اے عزوجل
وہ ترے دست کرم سے ہی ملا
پردۂ اسباب جل جانے کے بعد

بس تری جانب ہے اب میری نگاہ
ناد میری پار ہو میرے اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دَعْوَةُ اِنِّی اللّٰهُ جَلَّ شَانُهُ

مذاکرات دکن

مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

تخلیفہ

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

ناظم مجلس دعوت الحق بہر دونی - یو پی ہند

دخادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب بھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

مجاز بیعت

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

مرتب و جامع

مولانا محمد رضوان القاسمی فاضل دیوبند

خطیب مسجد عامرہ عابد روڈ - حیدرآباد دکن

(بہ شکر یہ روزنامہ نوید دکن)

۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

ناشر - کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

فہرست مضامین

- ۳ تقریظ : از حضرت اقدس عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب دامت برکاتہم
 ۴ زبان عشق : از حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ
 ۵ تعارف و تقدمہ : مولانا محمد رضوان انقاسمی صاحب فاضل دیوبند،
 ۵ کچھ زمین پر بھی چاند تارے ہیں۔
 ۷ منبر پر وہ کیا برسائیں گے۔ ۶ وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے۔
 ۸ شیطان کش دوا۔ ۸ مسلح ہو کر نکلو۔
 ۱۰ ذکر میں تاثیر دور جام ہے۔ ۹ محبت کیلئے معرفت ضروری ہے۔
 ۱۲ تزکیہ کی ضرورت۔ ۱۲ شیخ سے مناسبت ضروری ہے
 ۱۵ اولیاء اللہ ہر زمانے میں تو میرا پیر ہے۔ ۱۳ گرجواں بھی ہے تو میرا پیر ہے
 ۱۶ اگر آپ کے اندر کوئی روحانی اور اخلاقی مرض ہو۔ اصلاح کا اثر
 ۲۱ چین کی نگرہی ۲۱ اللہ میں اپنی آہ کو سمود بیجئے
 ۲۲ برزگان دین کو اہل دل کہنے کی وجہ ۲۲ چھینک کے وقت الحمد للہ کہنے کی حکمت
 ۲۴ اور اس کا دماغ روشن ہو گیا ۲۴ علم نبوت تو ہے، مگر نوز نبوت نہیں
 ۲۷ عالم کا سونا عبادت کیو
 ۲۸ زمین کی شہادت
 ۳۰ دوا کے ساتھ پرہیز بھی ضروری ۳۰ ترقی کا صحیح مفہوم
 ۳۱ کسی خاک پر مرت کر خاک اپنی زندگانی کو
 ۳۲ ذیوی زندگی ————— دھوکہ سامان

تقریظ

ارحمتنا قدس عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب دامت برکاتہم
رمولفاسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دامت حکیم الامت ونبات حکیم الامت
خلفہ حضرت حکیم الامت مجدد الملک مولانا حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب نور اللہ مردہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عزیزم مولانا حکیم محمد اختر سلمہ اللہ تعالیٰ کی جملہ تالیفات کو حق سبحانہ تعالیٰ
کے فضل خاص سے عوام و خواص امت نے بہ نظر تحسین دیکھا اور مفید پایا جس میں
معارف مثنوی مولانا روم، خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

عزیز موصوف کی مجالس و مواعظ سے بھی ماشاء اللہ خلق کو نفع ہو رہا ہے۔
حیدرآباد دکن میں آپ کے مواعظ سے کچھ کچھ اقتباسات مولانا محمد رضوان نقاشی
فاضل دیوبند نے مقامی اخبار روزنامہ نوید دکن کے "کالم ندائے حجاز" میں جو مسلسل کئی روز
شائع کیا تھا ان کا مجموعہ بعنوان مواعظ حیدرآباد دکن کراچی سے شائع کیا جا رہا ہے۔
ان مضامین کا کچھ حصہ احقر نے بالاستیعاب اور کچھ حصہ حبشہ حبشہ دیکھا ماشاء اللہ
سے اردو ریزد بردل خیز کا مصداق ہے۔

مجھے اس بات سے خاص طور پر مسرت ہوئی ہے کہ عزیز موصوف کی تقاریر
میں وہی جھلک و انداز بیان ہے جو خالقہاہ تھا نہ بھون کا طرہ امتیاز ہے۔
جاذبیت و نافعیت " دل سے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس کتاب کو نیز موصوف
کی جملہ تالیفات اور خدمات دینیہ کو حسن قبول عطا فرمائیں۔

دعا گو محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

۱۳ اردو رمضان المبارک ۱۹۶۰ء

”یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے“

(نظم بہ عنوان)

زبان عشق

از حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

زبان عشق جب کچھ بولتی ہے
 بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
 وہ پاسکتے نہیں درد تہانی
 محبت دل کی کہتی ہے کہانی
 نہاں جو غم ہے دلکے حاشیہ میں
 بتاؤں میں ملے گی یہ جہاں سے
 دُعاؤں سے اور انکی صحبتوں سے
 مزے دونوں جہاں سے پڑھ کے پائے
 جمال شمس کا نورِ قمر کا
 حلاوت نام پاک کبریا کی
 چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دیر از شریعت کھولتی ہے
 خرد ہے مجو حیرت اس زباں سے
 جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
 لغت تعبیر کرتی ہے معانی
 کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
 مگر دولت یہ ملتی ہے کہاں سے
 یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
 وہ شاہ دو جہاں جس دلیں آئے
 اے یارو جو خالق ہو شکر کا
 نذرت پوچھ پھر ذکر خدا کی
 بگو یزیریں سبب این عشق بے باک

یہ دولت درد اہل دل کی اختر

خدا بخشے جسے اس کا مقدر

تعارف و تقدم

از

مولانا محمد رضوان القاسمی صاحب فاضل دیوبند

خطیب مسجد عامرہ (عابد روڈ) حیدرآباد (دکن)

کچھ زمین پر بھی چاند تارے ہیں

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ بڑی خوبیوں اور کمالات کے بزرگ ہیں۔ ایک عرصہ ہوا ترک بند کر کے پاکستان (کراچی) کی اقامت انھوں نے اختیار فرمائی ہے۔ پہلے اصلاحی تعلق حضرت مولانا عبد الغنی پھولپوری سے قائم فرمایا۔ ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی طرف رجوع ہوئے۔ اس کے کچھ ہی دنوں بعد بارگاہ ابراری سے سند خلافت عطا ہوئی۔ معارف مشنوی، معارف شمس تبریز، دنیا کی حقیقت، مجالس ابرار حضرت حکیم صاحب کی گراں قدر تالیفات ہیں جو علمی اور دینی حلقوں میں قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئیں اور شوق کے ہاتھوں لی گئی ہیں۔ اپنے مرشد اول کی کتاب معرفت الہیہ کے مرتب بھی موصوف ہی ہیں۔

حضرت حکیم صاحب کا نام سن رکھا تھا۔ کتابیں بھی ان کی مطالعہ میں آئی تھیں۔ دید کی حسرت دل میں تھی جو اب پوری ہوئی۔ وعظ کی مجلسوں میں بھی شرکت کی سعادت نصیب میں آئی۔ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ "دید" نے

”شنید“ سے بڑھ کر پایا اور اس کا اندازہ ہوا کہ ”اختیار“ (ستارہ) آسمان ہی پر نہیں زمین پر بھی ہیں۔ جیسا کہ ایک شاعر نے اپنے اس مصرعہ میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے ع

کچھ زمین پر بھی چاند تارے ہیں

حضرت حکیم صاحب کی مجلس بڑی پر کیفیت اور معلومات افزا ہوتی ہے۔ جس میں کہیں سے کسی تصنع اور تکلف کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ عام واعظوں کی طرح اپنے سامعین کو ان کے خیالات کی دادی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ کر خود بٹھے ہوئے نہیں چلے جاتے ہیں بلکہ شروع سے آخر تک اپنی دلربا مسکراہٹ اور مؤثر واقعات دلوں کو چھو لینے والے اشعار اور قرآن و حدیث کی دلنشین تشریح و توضیح کے ساتھ انھیں اپنا ”شریک سفر“ بنائے رکھتے ہیں۔ یہ اپنی مجلس میں مولانا روم کے ”باغِ مثنوی“ کی سیرجی بھر کر کرتے ہیں۔ جس سے دل کو تازگی اور روح کو بالیدگی ملتی ہے اور غفلت دور ہو کر ”حضورِ“ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

آج (۲۹، ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ) صبح مدرسہ فیض العلوم باقر باغ سعید آباد حیدرآباد میں حضرت حکیم صاحب کی مجلس مقرر تھی۔ کافی لوگ شریک تھے جن میں اہل مدارس کی تعداد زیادہ تھی۔ گو یہ راقم الحروف کی حاضری قدرے تاخیر سے ہوئی۔ مگر جتنی باتیں سنیں ان میں سے ہر بات دل سے نکل کر دل تک پہنچ رہی تھی گویا دل کو دل سے کوئی رسم دراد ہو۔ آئیے زمیں کے اس چاند تارے کی بزم سے آپ بھی کچھ استفادہ کیجئے۔

منبر پر وہ کیا برسائیں گے | فرمائیگا، ایک عالم اور ایک
واعظ کو عمل کا پابند ہونا چاہیے
بغیر عمل کے صرف ”قول“ مفید اور مؤثر نہیں ہوتا۔ صاحبِ قصیدہ بردہ نے تو

”قول بلا عمل“ سے مغفرت طلب کی ہے الفاظ ان کے یہ ہیں استغفر اللہ من قول بلا عمل یعنی میں اللہ تعالیٰ سے اس قول سے پناہ چاہتا ہوں جو بغیر عمل کے ہو۔ ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک صاحب ان کے پاس اپنے لڑکے کو لے کر آئے۔ کہنے لگے ”حضرت یہ گڑ بہت کھاتا ہے۔ ہزار سمجھایا مگر ایک بات بھی اس نے مان کر نہ دی۔ میں پریشان ہوں کہ اسے اس عمل سے کس طرح روکوں مجھے اندیشہ ہے کہ اس کثرت سے اگر یہ گڑ کھاتا رہے تو جگر خراب ہو جائے گا آپ دعا فرمائیے اور کچھ زبان مبارک سے نصیحت بھی فرمادیجئے“

بزرگ نے جواب میں فرمایا آپ کل تشریف لائیں۔ وہ آئے تو انہوں نے لڑکے کو نصیحت فرمائی اور دعا بھی کی۔ جب لڑکے کے والد جانے لگے تو پوچھا۔ حضرت یہ نصیحت اور دعا کل بھی آپ فرما سکتے تھے آج آپ نے کیوں بلایا ؟

بزرگ نے فرمایا۔ بھئی کل تک بہت گڑ کھایا کرتا تھا۔ اس حالت میں اسے گڑ ترک کرنے کی نصیحت کیوں کرتا۔ آج میں نے خود گڑ کھانا کم کر دیا ہے تو پھر اسے نصیحت کی، تاکہ یہ نصیحت موثر ہو اور میں پوری قوت کے ساتھ اپنی بات کہہ سکوں فرمایا اس سلسلہ میں میں نے ایک شعر کہا ہے جو نہایت قابل غور ہے وہ یہ ہے۔
جب نور ہی نہیں خود ہی دل میں منبع پر وہ کیا برساتیں گے

وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے | فرمایا کہ یہ دنیا چند روزہ ہے،
کسی طرح گزر ہی جائے گی مگر

جب ہمیں یہاں کچھ کرنا ہے تو اچھا کام کیوں نہ کریں تاکہ آخرت میں کامیابی اور سرخروئی حاصل ہو جب کہ وہیں کی کامیابی اور سرخروئی اصل ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اس گہری حقیقت کو اپنے ایک سادہ شعر میں کس خوبی کے ساتھ بھمایا ہے۔ سنئے۔

ہم ایسے ہے یا کہ ویسے رہے وہاں دیکھنا ہے کیسے ہے

فرمایا کہ آج کل دوسوسہ کی بیماری عام
شیطان کش دوا ہے۔ طرح طرح کے بُرے خیالات ہمارے

ایمان پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں۔ شیطان کا ہر طرف سے حملہ ہوتا ہے۔ اسی طرح
 سے جس طرح کہ مچھرا اور کٹھنل کا۔ لوگوں نے مچھرا اور کٹھنل کو مارنے کی نئی نئی دوائیں
 ایجاد کی ہیں اس کے باوجود ان کا مرنا یقینی نہیں۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے دوسوسہ کو دور کرنے اور دوسوسہ شیطانی کو مارنے کے لئے ایک دوا تجویز
 فرمائی ہے بہت مختصر مگر نہایت زود اثر اور فائدہ قطعی ہے یہ دوا جامع صغیر میں
 موجود ہے الفاظ یہ ہیں آمَنْتُ بِاللّٰهِ رَبِّ سُبْحٰنَہٗ (میں ایمان لایا اللہ پر
 اور تمام رسولوں پر) میں نے ایک تبلیغی اجتماع میں اس "شیطان کش دوا" کا ذکر
 کیا تو ایک صاحب اس کا ذکر کثرت سے کرنے لگے۔ بعد میں انھوں نے بتایا کہ یہ
 تو بہت موثر ہے، کتنے دساوس دور ہو گئے۔ میں بد رنگا ہی کے مرض میں بھی
 مبتلا تھا۔ گھر سے نکلتے ہوئے اور راستہ میں اس کا ورد کرتا تھا، اس کی برکت
 سے میرا یہ مرض ختم ہو گیا۔ میں نے اس وقت خیال کیا کہ اصل تعلق
 تو اس کا "ایمان" سے ہے مگر بہت خوب کہ "اعمال" میں بھی اس کی برکت کا ظہور
 ہوتا ہے۔ آپ ہر بُرے خیال آنے کے ساتھ ذکر کے وقت، نماز سے قبل
 تلاوت کے وقت اور دوسرے اعمال صالحہ کے وقت اس کو پڑھ لیا کیجئے۔
 انشاء اللہ بہت مفید پائیں گے۔

فرمایا کہ حضرت ہر دوائی دامت برکاتہم
مسلح ہو کر نکلو (مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ) فرمایا کرتے ہیں

کہ حدیث سے ثابت ہے کہ وضو مومن کا ہتھیار ہے۔ اس سے مسلح ہو کر نکلو

اس سے بد رنگا ہی اور دوسری چیزوں سے حفاظت ہوگی۔ شیطان جب تم کو مسلح دیکھے گا تو اسے تمہارے نزدیک آنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ وہ تو دور ہی سے بھاگ کھڑا ہوگا۔ فرمایا اس لئے ہم لوگوں کو مسلح نکلنا چاہئے اس کے فائدے انشاء اللہ آپ خود محسوس کریں گے۔

یکم جمادی الاول ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۷۷ء
بروز پنجشنبہ روزنامہ - نوید کن - حیدرآباد (ہند)

ارشاداتِ اختر

(۲)

کل اسی صفحہ پر حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ
(کراچی) کے ارشادات کی پہلی قسط دی گئی تھی، آج دوسری قسط
ملاحظہ فرمائیے۔ (محمد رضوان القاسمی)

ذکر میں تاثیر دور جام ہے

اللہ کے ذکر سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ ذکر دراصل
ایک کنجی ہے جس سے دل کا قفل کھلتا ہے اور طاعت فرمانبرداری میں جی
لگتا ہے اور اس کے لئے جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کنجی کے دندائے کو بھی
درست رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ دل کا قفل آسانی سے کھلے کوئی مشکل اور
دشواری پیش نہ آئے۔ اور ذکر کی کنجی کے دندائے کو درست رکھنے کا مطلب
یہ ہے کہ ذکر، فکر و توبہ کو خشوع و خضوع کے ساتھ کیا جائے۔ ایسے ہی ذکر
کے خاطر خواہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ذکر کی کنجی کی جو بات میں نے کہی ہے وہ اپنی طرف سے نہیں، بلکہ اس کی دلیل حدیث میں موجود ہے، **ارشاد** ہے: **اللّٰهُمَّ افْتَحْ اَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ** یعنی اے اللہ ہمارے دلوں کے تالوں کو کھول دے اپنے ذکر کے ذریعہ۔

فرمایا کہ ذکر میں نہت کثرت یعنی مقدار و تعداد مطلوب نہیں ہے بلکہ کیفیت بھی مقصود ہے، یعنی اللہ کا خیال اور دھیان جس قدر ذکر میں جمایا جائے گا اسی قدر ذکر کو نفع اور فائدہ ہوگا۔ اور اتنی ہی اس کے اندر طاقت و قوت پیدا ہوگی۔ دیکھئے لومڑی کس قدر بزدل اور ڈرپوک ہے لیکن شیر اگر اس کی پشت پر ہاتھ پھیر دے اور یہ کہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تو اس وقت لومڑی چیتے کا جگر بھی نکال سکتی ہے۔ اور اس کے لئے اس کے اندر ہمت پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ذکر کے ساتھ اللہ کی مدد و نصرت ہوتی ہے اور کسی حال میں تنہائی محسوس نہیں کرتا بلکہ نور ذکر کی برکت سے ذکر اپنے قلب میں حق تعالیٰ کا خاص تعلق محسوس کرتا ہے جس کو مشائخ معیت خاصہ کہتے ہیں معیت عامہ تو ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

فرمایا کہ علامہ سید سلیمان ندویؒ کا ایک شعر ذکر کے سلسلہ میں

بڑا حقیقت آفریں اور حلاوت آمیز ہے۔

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا ذکر میں تاثیر دور جام ہے

محبت کے لئے معرفت ضروری ہے

فرمایا کہ فرض کیجئے کسی کا باپ اس کے بچپن ہی میں باہر چلا گیا ہو اب تیس سال بعد اس کو لوٹنے کی اطلاع ملی ہے۔ دن تاریخ اور وقت مقرر ہے۔ بیٹا، عرصہ دراز کے بعد باپ کی آمد سے خوشی و مسرت سے سرشار ہے

لیکن وہ اپنے باپ کو پہچانتا نہیں۔ اسے خیال آتا ہے کہ ایسی صورت طیارہ گاہ پر استقبال کے لئے جانے سے بھی کیا فائدہ؟ دوسرے ہی لمحہ اس کے ذہن میں ایک بوڑھے اور کمزور آدمی کا نام آتا ہے جو اس کے باپ کا صورت آشنا ہے، بڑی منت و سماجت کے بعد طیارہ گاہ چلنے کے لئے اسے آمادہ کر لیتا ہے طیارہ آیا اور لوگ اتر کر باہر آنے لگے، بیٹا جس بوڑھے کو اپنے ہمراہ لایا تھا وہ ایک گوشہ میں بیٹھا ہے۔ اتنے میں طیارہ سے اتر کر ایک بوڑھا آدمی اس کے پاس آتا ہے جو اپنے باپ کو لینے آیا ہوا تھا۔

بوڑھا مسافر اس سے خواہش کرتا ہے "میں نہایت کمزور ہوں، کئی روز کے سفر سے چکنا چور ہوں اللہ آپ تھوڑی دیر کیلئے میرے اس سامان کو سنبھالنے اور کسی طرح ٹیکسی تک پہنچا دیجئے"

وہ آدمی اس پر جھنجھلاتا اور غصہ میں آتا ہے اور کہتا ہے میں خود اپنے والد محترم کو لینے کے لئے آیا ہوں ان کے ساتھ بھی سامان ہوگا۔ جب نہایت تلخی و ترش روئی سے وہ اسے جواب دے رہا تھا، اتنے میں گوشہ میں بیٹھے ہوئے بوڑھے کی نظر اس مسافر پر پڑتی ہے اور وہ لڑکے سے کہتا ہے "یہی تو آپ کے والد ہیں"

اب ایک ہی لمحہ میں اس لڑکے کا انداز بدل جائے گا۔ تعارف ہو جانے کے بعد اسے اپنے تلخ جواب پر ندامت اور شرمندگی اور لجاجت کے ساتھ کہے گا۔ ابا جان! معاف کیجئے پہچانا نہیں، سامان کا اٹھانا تو کجا، آپ مجھ پر سوار ہو کر چلئے۔ میں آپ پر اپنی سوجان تیار کرتا ہوں!"

غور کیجئے جب تک "معرفت نہیں تھی" محبت نہیں تھی، جب معرفت ہوگئی تو محبت پیدا ہوگئی" اب اپنے محبوب پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے

یہی حال اللہ کا ہے جب تک اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوگی، محبت پیدا نہ ہوگی اور جب تک محبت پیدا نہ ہوگی اس وقت تک اللہ کے لئے کسی کام کو کرنا اور نہ کرنا، آسان نہ ہوگا۔ اور اللہ کی معرفت اہل معرفت کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے اور ان سے تعلق پیدا کرنے سے آئے گی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے الرَّحْمٰنُ فَسْتَلْبِئْهُا بِعَجْبِئْهَا (وہ بڑی رحمت والا، سو پوچھا اس سے جو اس کی خبر رکھتا ہو) یعنی رحمان کی عظمت کو ہر شخص کیا جانے اس کا علم تو باخبر لوگوں کو ہی ہے، ایسے ہی باخبر کے ذریعہ اس کی معرفت و محبت حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے بغیر یہ راہ بڑی پُرپیچ، مشکل اور کٹھن ہے۔ ہر قدم پر پہننے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اس لئے کسی "باخبر" سے تعلق پیدا کرنا چاہئے تاکہ وہ بھی باخبر بنے۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر
فرمایا کہ تزکیہ نفس ضروری ہے، ہر شخص
تزکیہ کی ضرورت کو اس کی فکر کرنی چاہئے۔ قرآن مجید میں ہے
 قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (تحقیق کہ کامیاب ہو وہ شخص جس نے نفس کو سنوار لیا)
 مولانا سناٹھانویؒ فرمایا کرتے تھے "تزکیہ" چونکہ فعل متعدی ہے اس لئے مفعول
 کے ساتھ فاعل کی ضرورت ہے۔ یعنی "مُزِی" کی جو اس کا تزکیہ کرے جس
 طرح "مُزِیہ" جو حکیموں کے یہاں ملتا ہے۔ اس کے لئے "مُزِی" کی ضرورت ہے۔

۴ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ

۲۳ اپریل ۱۹۷۷ء

(۳)

شیخ سے مناسبت ضروری ہے
فرمایا کہ جب آپ نے
 تزکیہ اور شیخ کی ضرورت

واہمیت کو سمجھ لیا، تو اس حقیقت پر بھی آپ کی نظر رہنی چاہیے کہ شیخ کے انتخاب میں جلدی نہ کی جائے، بلکہ پہلے اس سے ربط و تعلق قائم کر کے مناسبت دیکھ لی جائے اور یہ معلوم کر لیا جائے کہ مزاج و طبیعت کی ہم آہنگی ہو سکے گی یا نہیں؟ جب اس حیثیت سے اطمینان ہو جائے تو بیعت کرے اس سے انشاء اللہ بڑا فائدہ اور نفع ہوگا، حضرت تمھانویںؒ کا یہی اصول تھا جب تک آپ کی طبیعت سے کسی کو مناسبت نہ ہو جاتی اس وقت تک سلسلہ بیعت میں داخل نہیں فرماتے تھے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ڈاکٹر کسی مریض اور کمزور کو خون چڑھاتا ہے تو ہر دو خون میں مناسبت دیکھ لیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے، اگر دونوں خون میں مناسبت نہیں ہوگی تو جسے خون چڑھایا جا رہا ہے اس کے لئے ضرر و نقصان کا باعث ہوگا، بلکہ زندگی بھی خطرے میں پڑھ سکتی ہے سوچئے جب "جسمانی زندگی" کے لئے مناسبت ضروری ہے تو کیا "روحانی زندگی" کے لئے مناسبت کی ضرورت نہیں ہوگی؟ بلکہ سچی بات یہ ہے اس زندگی کے لئے پہلی زندگی سے کہیں زیادہ مناسبت کی ضرورت ہے، اس لئے ایک "طالبِ حق" کو لازمی طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

اولیاء اللہ ہر زمانے میں موجود ہیں فوقانیاتہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ آج کل شیخ اور

مرشد اچھے نہیں ملتے، اس لئے ہم کہاں اور کس کے پاس جائیں؟ مگر انکی یہ بات صحیح نہیں یہ اللہ تعالیٰ پر ایک طرح کا الزام ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ ایسے "صادقین" کو پیدا فرماتے رہیں گے، وگرنہ اللہ تعالیٰ کا بندے سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ جس کا وجود اس کے کارخانہ قدرت میں نہ ہو تکلیف بالایطاق ہے، جس سے اس کی ذات بری ہے، جس کی شہادت یہ آیت کریمہ دے رہی ہے
 لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا - (اللہ تعالیٰ کسی متنفّس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا) معلوم ہوا کہ ہر دور اور ہر عہد میں باصدق و باصفا مشائخ کا ہونا لازمی ہے، تاکہ لوگوں کو ان کی صحبت و معیت کا شرف حاصل ہوتا رہے، جس سے اللہ کی یاد آئے دنیا کی محبت کم ہو، اور آخرت کی فکر بڑھے — کوئی ان مشائخ اور بزرگوں کو نہ جانے اور پہنچانے تو اس کی یہ کورنگا ہی ہے اور طبیعت کی سہل انگاری کا کرشمہ ہے اس میں قانون قدرت کا کوئی قصور نہیں۔

فرمایا کہ دیکھئے، آج کوئی مریض ہوتا ہے تو وہ کسی ڈاکٹر اور حکیم کے پاس علاج کے لئے ضرور جاتا ہے، ایسے مریض کے لئے کبھی یہ کہتے ہوئے نہیں سنا گیا کہ آج کل کے ڈاکٹر اور حکیم اچھے نہیں ہیں۔ اس لئے مجھے اپنی حالت میں رہنے دو، میں علاج نہیں کراتا، ہاں حکیم اجمل خاں اپنی قبر سے باہر آئیں گے تو ان سے میں علاج کراؤنگا — توجیب لوگ اپنے امرائن جسمانی میں اسی زمانے کے حکمائے جسمانی کی طرف رجوع ہوتے ہیں، اور شفا پاتے ہیں، تو کیا اپنے امراض روحانی میں اس دور کے حکمائے روحانی سے ربط و تعلق پیدا کر کے ان امراض سے نجات نہیں پائیں گے؟ یقیناً پائیں گے، اگر لوگوں کے اندر اس کی فکر ہو، اور مرض کا احساس ہو، اور یہ خیال ہو کہ روح کی بیماری، جسم کی بیماری سے زیادہ مہلک اور

خطرناک ہے۔

فرمایا کہ آپ کے ہندوستان میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب، مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا شاہ ابراہیم صاحب، مولانا مسیح اللہ صاحب، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد منظور نعمانی صاحب، مولانا محمد احمد صاحب پھولپوری، یہ سب حکمائے روحانی ہیں ان میں سے جس کسی کے پاس آپ نیاز مندانہ حاضر ہوں گے آپ کی بیمار روح انشاء اللہ شفا پائے گی، اور وہ سکون ملے گا جسے آپ دنیا کی ساری دولت بھی خرچ کر کے حاصل نہیں کر سکتے۔

فرمایا کہ شیخ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ معلم اور سن رسیدہ ہو

گر جوان بھی ہے تو میرا پیر ہے

ایک جوان سال بھی شیخ اور پیر ہو سکتا ہے۔ شیخ سعدیؒ کا مشہور مقولہ ہے۔ "بزرگی بہ عقل است نہ بسال" یعنی بزرگی کا حقیقی معیار "عقل" ہے نہ کہ سال۔ اس لحاظ سے اس شخص کی عمر کم ہوگی جو عقل و ہنر، علم و معرفت اور تقویٰ و طہارت میں کم تر درجہ رکھتا ہے، اور اس شخص کی عمر زیادہ ہوگی جو ان اعتبارات سے درجہ کمال پر فائز ہے، — کتنے صحابہؓ تھے جو سن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے تھے، لیکن اس کے باوجود وہ آپ کو اپنا "معلم اکبر" اور "مرشد اعظم" بنائے ہوئے تھے، سن کی کمی زیادتی اور فرق و امتیاز نے کبھی بھی ان کی "منزل علم و معرفت" کو کھوئی نہیں کی۔

ایک واقعہ یاد آیا جس کا تعلق حضرت مرزا جان جانانؒ سے ہے، لکھا ہے کہ دہلی میں ایک بوڑھا شخص ان سے بیعت ہوا، جبکہ یہ بھی جوان تھے، لوگوں کو معلوم ہوا تو عار دلانے لگے کہ تم کس جوان سے مرید ہو گئے،

کیا وہ تمہارا "پیر" بھی بن سکتا ہے؟
 وہ بوڑھا شخص ان تمام باتوں کو صبر و سکون کے ساتھ سنتا
 رہا، چونکہ اسے حضرت جان جانا کے کمالات اور گوں نہ گوں خصوصیت
 سے واقفیت تھی، اور دل اس کا ان کے "دامِ محبت" میں گرفتار ہو چکا تھا
 اس کے پیش نظر اس نے ایک برحبتہ شعر کہا ہے
 جس کے درِ دل میں کچھ تاثیر ہے گریہ جواں بھی ہے تو میرا پیر ہے
 ۲۲ اپریل ۱۹۷۷ء جمادی الاول ۱۴۰۷ھ

(۴)

اگر آپ کے اندر کوئی روحانی اور اخلاقی مرض ہو

فوجیہا کہ اگر آپ کے اندر کوئی روحانی اور اخلاقی مرض ہو تو اسے
 معمولی نہ سمجھئے۔ ممکن ہے آہستہ آہستہ یہ مرض بڑھ کر آپ کی روحانی اور
 اخلاقی زندگی کی موت کا سبب بنے اس لئے اس کے علاج کی طرف فوری
 توجہ کیجئے۔ اور جو بھی حالت ہے بلا کم و کاست اپنے شیخ یا کسی بزرگ سے
 بیان کر دیجئے اس میں نہ کسی طرح کی جھجک محسوس کرنی چاہئے نہ کسی "عار"
 کو دل میں جگہ دینی چاہئے۔ بزرگانِ دین تو ایسے لوگوں سے بہت خوش ہوتے
 ہیں جو بلا تکلف اپنے امراض ان سے بیان کر کے علاج کی خواہش کرتے
 ہیں۔ اگر آپ نے اپنی زندگی کا یہ دستور اور معمول بنالیا، تو دکھیں گے
 کہ آپ کس طرح "ردائل" سے پاک ہو کر فضائل کی بلندیوں پر فائز
 ہو جاتے ہیں۔

اصلاح کا اثر حضرت حکیم صاحب شیخ کی ضرورت اور اسکی

اصلاح و تربیت کے جو دور رس اثرات انسانی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں اس پر روشنی ڈالنے کے بعد اس ذیل میں ایک واقعہ کا ذکر فرمایا۔

دو اچھے عالم ہیں۔ لوگوں میں قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ مگر شیطان کا سب سے زوردار حملہ عالموں پر ہوتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے، ہمارے دشمن تو اصل میں یہی ہیں۔ ایک دفعہ شیطان کے حملہ کی زد میں یہ دونوں بری طرح آگئے۔ ہوا یہ کہ کسی معاملہ کو بنیاد بنا کر شیطان نے ان دونوں کے درمیان نفرت کا بیج ڈال دیا۔ رفتہ رفتہ اس بیج نے تناور درخت کی شکل اختیار کر لی۔ نوبت باریں جا رسید کہ ہر دو کو ایک دوسرے کی صورت دیکھنا گوارا نہ تھا۔ ہر جانب سے سخت غم و غصہ کا اظہار، ذہنی گھٹن ان دونوں کو پریشان کر رہی تھی، صلح و صفا کی کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ بلکہ حال یہ تھا کہ ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“ ان میں سے ایک کا اصلاحی تعلق ایک مرشد کامل سے تھا۔ ایک دن ان کے دل میں خیال آیا کیوں نہ حضرت کو صورت حال کی اطلاع دے کر مشورہ طلب کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے خط لکھا۔ یہ خط لکھنا دراصل اس بات کی علامت تھی کہ ان کا دل زندہ ہے اور مرض کا احساس ہے اور جنہیں مرض کا احساس ہوتا ہے تو اس کے علاج کی فکر کرتے ہیں، تو وہ اس سے افادہ بھی پاتے ہیں۔ جواب میں حضرت نے جو علاج تجویز فرمایا اس کے پانچ اجزاء تھے :

(۱) آپ انہیں سلام میں پہل کرنے کی کوشش کریں۔

(۲) کبھی کبھار اپنے گھر پر انہیں بلا کر ناشتہ کی دعوت دیں۔

(۳) ہدیہ و تحفہ دینے کا معمول رکھیں۔

(۴) اپنی مجلسوں میں ان کی خوبیوں کا ذکر کریں۔

۱۵) خلوت اور جلوت میں ان کے لئے دعا کریں۔

ان پانچ باتوں میں سے کوئی بات ایسی نہیں تھی جو ان کے نفس اور طبیعت پر بار کا موجب نہ بنے۔ گویا یہ ایک نہایت مفید مگر تلخ دوا تھی جس کا حلق کے نیچے اترنا دشوار تر تھا۔ مگر تجویز شیخ کا مل کی تھی، عمل میں لائی گئی۔ آہستہ آہستہ تکرر ختم ہونے لگا۔ نفرت محبت میں بدلتی گئی انبساط نے انقباض کی جگہ لینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ دو دل جو کچھ دنوں پہلے بہت دور تھے آپس میں شہ و شکر ہو گئے۔ ہر ایک کا چہرہ دوسرے کے لئے گلاب کی طرح کھلنے لگا۔ انہوں نے خود ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا: میں نفرت و عناد میں جاوے اعتدال سے بہت دور جا پڑا تھا۔ اگر میں اپنے مرشد سے رجوع نہ کرتا اور وہ میری اصلاح نہ فرماتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔ میرا توجہ چاہتا ہے کہ حضرت پر اپنی سوجان فدا کروں اور گمراہی کے قدموں سے پشمار ہوں: کہ ان کی برکت سے کسی پر سکون حیات عطا ہوئی۔

فرمایا کہ یہ ہے شیخ کی اصلاح اور ان کی باتوں کو مان لینے کا اثر۔ اگر آج کسی شیخ کا مل سے اپنا تعلق قائم کرنے اور ان کی اصلاحی باتوں کو مان لینے کا جذبہ عام ہو جائے تو سیکڑوں برائیاں ہماری زندگی سے نکل جائیں اور ان کی جگہ اچھائیاں لے لیں۔ لیکن آج ہم کسی کو بڑا بنانے میں عار محسوس کرتے ہیں، ہر شخص اپنے آپ ہی کو بڑا سمجھنے لگا ہے جو اس کی طبیعت اور مزاج میں آئے خیال کرتا ہے کہ یہی صحیح ہے اور خواہش نفسانی کے بت کی پوجا زور شور سے جاری ہے۔ پھر اس ماحول میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج ہو تو کیونکر ہو؟ اور زندگی صاف ستھری بنے تو کیونکر بنے ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر بھلے بُرے کی تمیز پیدا کریں؛ اور اپنی

”اصلاح“ سے کسی لمحہ بھی غافل نہ رہیں۔ اور اپنے کو کبھی مستقل بالذات نہ سمجھیں۔ حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے اپنے کو مستقل بالذات سمجھا وہ مستقل بذات ہو جاتا ہے ہمیشہ اپنے اوپر کسی بڑے کا سایہ رکھے اور ان سے مشورہ لیتا رہے مشائخؒ بھی اس سے مستغنی نہیں ہیں انھیں بھی اگر بڑانہ ملے تو اپنے معاصرین یا چھوٹوں سے مشورہ لے لینا چاہئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ شیخ اول کے انتقال کے بعد فوراً دوسرا شیخ منتخب کر لینا چاہئے۔

ہفت اختر حضرت حکیم صاحب مدظلہ نے مجالس کے آخر میں جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں انھیں ہم اختصار کے پیش نظر ”سات“ میں محصور کر کے مجموعی طور پر ایک ہی عنوان کے تحت ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

(۱) آج کل ”بدگمانی“ کی بیماری عام ہے اچھے اچھے لوگ اس میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ ہمارے دینی مدارس بھی اس سے خالی نہیں رہے، عام حیثیت سے بھی اور ان مدارس میں بھی ایک دوسرے سے اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ اسکی بنیادی وجہ یہی ”بدگمانی اور غلط فہمی“ ہے، اس لئے ہمیشہ ایک دوسرے سے ذہن صاف رکھنا چاہئے۔ خوش گمانی قائم رکھنی چاہئے اور بدگمانی کو راہ دینے والی کوئی بات سامنے آئے تو خلوص اور محبت کی فضا میں تحقیق کر لینی چاہئے یاد رکھئے قیامت میں بدگمانی پر دلائل ”طلب کئے جائیں گے، خوش گمانی پر نہیں، اس لئے ایسا کام کیوں کیا جائے جس میں گرفت اور مواخذہ ہو، اور وہ کام کیوں نہ کیا جائے جس میں چھوٹ اور آزادی ہو۔

(۲) آج کل بہت سے عالم احساس کمتری کے شکار ہیں، وہ بھی دنیا کی

طرف دلچسپی نظر دوں سے دیکھتے ہیں حالانکہ ان کے پاس جس علم کی انمول دولت ہے اس سے دنیا کا خزانہ خالی ہے۔ عالموں کو احساس بلندی پیدا کرنا چاہئے اور اپنی قدر و قیمت پہچاننی چاہیئے۔ جیسی دوسرے لوگ ان کی قدر و قیمت پہچانیں گے۔

(۳) آپ دین کے کاموں میں ایک دوسرے کے رفیق بنئے، فریق نہ بنئے۔

(۴) حضرت ہر دونی دامت برکاتہم فرماتے ہیں اگر کسی میں کوئی بُرائی نظر آئے تو نکیر تو کیجئے مگر تحقیر نہ کیجئے۔

(۵) پیروہ ہے جو "پیر" دل کے اور گناہوں کے کانٹے نکال دے۔

(۶) مفردوں سے مراد وہ ذاکریں ہیں جو اللہ کا ذکر والہانہ اور عاشقانہ کرتے ہیں حدیث پاک میں انکی تعریف آئی ہے کہ وہ سب سے سبقت لیجاتے ہیں (۷) کسی انسان کو خارش ہو تو جب تک وہ اپنے جسم کو کھجلا تا رہتا ہے، بڑا مزا آتا ہے لیکن چھوڑنے کے بعد ہی اس کی لہر شروع ہو جاتی ہے اور وہ اذیت محسوس کرتا ہے۔ یہی حال گناہ کی لذتوں میں پڑے ہوئے انسان کا ہے جب موت اسے نکالے گی تو اس کا مزا چکھ لے گا۔ اور پورے طور پر اس کی لہر اور اذیت کو محسوس کرے گا۔

۶ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ

۲۵ اپریل ۱۹۷۷ء

باتیں انکی یاد میں گی

محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے "تعارفِ خاک" کے ساتھ ان کی اس مجلس کے بعض گرانقدر ارشاد آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں جو

جو ۲۹ ریح الثانی ۱۳۹۷ھ شنبہ کو مدرسہ فیض العلوم باقرباغ جید آباد میں منعقد ہوئی تھی۔ چونکہ حضرت حکیم صاحب ایک صاحب علم صاحب دل بزرگ ہیں اور ان کی باتیں بیک وقت ”دل“ اور ”دماغ“ دونوں کو متوجہ کرتی ہیں، اس لئے خیال آیا کہ انکی جس مجلس اور جس وعظ میں راقم الحروف کو شرکت کی سعادت نصیب ہوئی ہے، اس میں آپ کو بھی شریک کر لیا جائے۔ اس شرکت اور مل بیٹھنے کو غنیمت ہی سمجھنا چاہیے، کیونکہ عنقریب پاکستان واپس تشریف لے جانے والے ہیں۔ ”مبادا پھر بہا آئے نہ آئے“ اگرچہ ان کو دیکھنے والی آنکھیں سننے والے کان اور محسوس کرنے والے دل اس بہا کے بار بار آنے کی تمنائے ہوئے ہیں لیکن یہ بھی سچ ہے۔ مقدر سے ملا کرتی ہیں تعافل و وصل کی راقم ۲ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ شنبہ کو بعد نماز عشاء مسجد عامرہ جید آباد میں حضرت حکیم صاحب کا وعظ مقرر تھا، ہم اس صحبت میں اسی وعظ کے بعض اہم اقتباسات ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

چین کی نگرانی فرمایا کہ، آج لوگ سمجھتے ہیں کہ چین بیوی میں ہے اولاد میں ہے دوست اجاب میں ہے مال و دولت میں

ہے، حکومت و سلطنت میں ہے، زمین جائداد میں ہے، تجارت و ملازمت میں ہے، لیکن سب جانتے ہیں اور سب کا تجربہ ہے کہ ان چیزوں میں چین تلاش کرنے والے بے چین ہیں، ان کو سکون و قرار نہیں، اس بھری دنیا میں انکا دل بڑا اجڑا سا ہے، پھر آخر ایک انسان چین کہاں اور کس طرح پاسکتا ہے اس کا جواب قرآن نے یہ دیا ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

(وہ لوگ جو ایمان لائے انکے دل تسکنا یا دے سے چین پاتے ہیں سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں)

یعنی دنیا کی کسی چیز میں چین نہیں ہے، چین کی نگرانی تو اس دل میں بسی ہوئی ہوتی ہے جس دل کو تعلق مع اللہ ہوتا ہے اور جو دل اللہ کے ذکر اور اللہ کی یاد سے کسی لمحہ غافل نہیں رہتا۔

فرمایا کہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے، جب انسان یہاں کسی چیز سے اپنا اپنا دل جوڑ لیتا ہے تو اس کے فنا اور زائل ہو جانے کا خطرہ ہر وقت لگا رہتا ہے، ظاہر ہے ایسی صورت میں دل چین کیسے پاسکتا ہے؟ اللہ کی ذات چونکہ باقی ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس لئے جب کوئی شخص اللہ سے تعلق قائم کر لیتا ہے اور اسی کو اپنے دل میں بسا لیتا ہے اس کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھتا ہے، تو اسکی وجہ سے اس کے دل کو دوام سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ ذکر اللہ کا نور ایسے شخص کے قلب پر طرح کی ذمیوی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کر دیتا ہے اور حقیقی اطمینان سے اسے ہمکنار کرتا ہے۔

فرمایا کہ اللہ کو ہمیشہ یاد کیجئے، اسی اللہ میں اپنی آہ کو سمودیں گے۔ سے لو لگائے اور تعلق جوڑیے، اللہ کہتے ہوئے اسے قدر سے کھینچئے، پھر دیکھئے کتنا مزہ آتا ہے اس وقت ایسا معلوم ہوگا کہ گویا اس لفظ "اللہ" میں اپنے "اپنی آہ" بھی سمودی ہے اور اپنی ساری فریاد اس لفظ کے ادا کرنے کے ساتھ ہی اس کے دربار میں پیش کر دی۔

فرمایا کہ ایک دن بزرگان دین کو اہل دل کہنے کی وجہ سے مجھے خیال آیا دل تو ہر انسان کے سینہ میں ہے، اس لئے ہر شخص "اہل دل" ہے پھر اللہ والے کو خصوصیت کے ساتھ "اہل دل" کیوں کہتے ہیں۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ انھیں "اہل دل" اس لئے کہنا مناسب ہے کہ یہ اپنا دل اللہ کو دے چکے ہوتے ہیں،

ہر وقت ان کا دل اللہ کے پاس ہی ہوتا ہے جب دل دل دینے والے کو
کسی نے دیدیا، تو اسے اہل دل ہی کہنا چاہئے۔
اہل دل آنکس کو حتیٰ لادل دہد دل دہد اور اک دل را میدہد (اختر)

چھینک کے وقت الحمد للہ کہنے کی حکمت

فرمایا کہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ اگر کسی
کو چھینک آئے تو وہ "الحمد للہ" (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) کہے۔ لوگوں نے
اس موقع پر "الحمد للہ" کی تعلیم دیئے جانے کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں
لیکن ایک حکمت ان سب میں نرانی ہے۔ شاید آپ نے یہ حکمت نہ کسی
کتاب میں پڑھی ہو نہ کسی سے سنی ہو، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو
بہترین شکل و صورت میں بنایا ہے مگر جب اس کو چھینک آتی ہے تو اس
وقت اس کی شکل بگڑ جاتی ہے چونکہ چھینک کے بعد شکل اپنی حالت پر
عود کر آتی ہے اور اس کا بگاڑ ختم ہو جاتا ہے اس لئے حکم دیا گیا کہ "الحمد للہ"
کہو، تاکہ اللہ کی عظیم نعمت جو تم سے خواہ ایک آن کے لئے ہی سہی، مگر
چھین لی گئی تھی، اور اب واپس دیدی گئی ہے۔ اس پر تمہاری طرف سے
"شکر" ادا ہو سکے۔

سوچئے، چھینک کے بعد "الحمد للہ" کہنا بظاہر کتنی معمولی بات ہے،
لیکن اس میں کتنی بڑی حقیقت پوشیدہ ہے۔ شریعت کی ہر تعلیم میں اس
طرح کی حکمتیں چھپی ہوئی ہیں۔ خواہ ہمیں ان کا ادراک ہو سکے یا نہیں، تاہم
ہم ہر تعلیم پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ یہی پابندی ایک بندہ کو خدا کا بندہ
بنادیتی ہے۔ یہ حکمت الحمد للہ کہنے کی حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ارشاد

فرمایا ہے۔ جس کو احقر نے اپنے شیخ مرشد حضرت پھولپوری سے سنا ہے۔
 ۲۶ اپریل ۲۱۹۷۷ء جمادی الاول، ۱۳۹۷ھ

(۶)

اور اس کا دماغ روشن ہو گیا

فرمایا کہ ایک صاحب خدا کے قائل نہیں تھے، وہ کہا کرتے تھے، اس دنیا میں مقناطیسی نظام قائم ہے، اسی نظام نے دنیا کی ہر چیز کو اپنی اپنی جگہ پر تھام رکھا ہے اور کارخانہ عالم چل رہا ہے، جب انہوں نے اپنے اس نظریہ کا اظہار ایک بزرگ کے سامنے کیا تو انہوں نے ایک لٹھا اٹھا کر اس کے سر پر مارا۔ ملحد نے کہا۔ خدا اگر ہے تو اس کا ثبوت آپ کو دلائل سے دینا چاہئے، یہ عجیب بات ہے کہ آپ مجھے مار بیٹھے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے پاس اس سلسلے میں کوئی دلیل نہیں۔

بزرگ نے فرمایا: میں نے آپ کو کہاں مارا؟

ملحد نے کہا: آپ جھوٹ بول رہے ہیں، آپ نے ہی مجھے مارا ہے، بزرگ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ میں نے نہیں مارا بلکہ یہ آپ کے دماغ کا مقناطیسی اثر ہے جس نے اس لاکھی کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ چونکہ آپ کے دماغ میں مقناطیسی اثر کم ہے اس لئے لاکھی ہلکے انداز سے کھینچی، اس لئے آپ کو مار لگی، مگر ہلکی، وگرنہ زیادہ ہونے کی صورت میں لاکھی پوری قوت کے ساتھ کھینچتی، اور آپ کو مار شدید پڑتی۔

ملحد نے اپنی پہلی بات دہرائی، جس پر بزرگ نے فرمایا:

جب ایک معمولی لاکھی کسی کے اٹھائے اور چلائے بغیر نہ اٹھ سکتی ہے

نہ کسی پر چل سکتی ہے، اور آپ کو یہاں کوئی متفاطمیسی اثر نظر نہیں آ رہا ہے تو یہ زمین و آسمان اور چاند، ستارے، سورج کا اتنا بڑا اور ہمہ گیر نظام کسی کے چلائے بغیر کیونکر چل سکتا ہے؟ یہاں بھی تو کسی ذات کو ماننا پڑے گا، جو عالم کے سارے نظام کو اپنے ”قبضہ قدرت“ میں رکھ کر چلا رہی ہے، اور وہی خدا ہے۔“

بزرگ کی کہی ہوئی بات ملحد کے دل میں اتر گئی، ایک لاکھی نے اسکے دماغ کو روشن کر دیا، اور تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع ہوا۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی (مؤلف تعلق البصر، شرح مشکوٰۃ) خدا کے وجود پر اس واقعہ کو ”دلیل لٹھ“ فرمایا کرتے تھے، اور میں اسے لاکھی دماغ روشن کرنے والی ”کہا کرتا ہوں۔“

آج مغربی نظامِ تعلیم اور عصری تہذیب تمدن نے بہت سے نوجوانوں کو خدا سے دور کر دیا ہے، اور وہ تشکیک اور الحاد و دہریت کی وادی نامزد میں سرگرداں ہیں، ضرورت ہے کہ اس زبان و بیان میں انہیں سمجھا کر خدا سے قریب کیا جائے جس زبان و بیان کو یہ سمجھنے کے عادی ہیں، ہر شخص کے مناسب حال گفتگو کرنا اور ”علوم نبوت“ سے اس کے دماغ کو روشن کر کے اسے ”راہ راست“ پر لانے کی برموقع تدبیر اختیار کرنا، یہی ”حکمت“ ہے اور یہ حکمت بزرگوں کی صحبت سے خوب سمجھ میں آتی ہے۔

علم نبوت تو ہے، مگر نوزہوت نہیں

فومایاکا : علامہ سید سلیمان ندویؒ کا شمار علم و فضل کے اعتبار سے اپنے لوگوں میں ہوتا ہے، جب یہ زندہ تھے ہر طرف ان کے علم کا شہرہ

اور غلغلہ تھا۔ مرنے کے بعد بھی ان کا ”علمی احترام“ کم نہ ہوا۔ شرفِ فرج میں ان کے دل میں ”اہل اللہ“ کی کوئی وقعت و عظمت نہیں تھی یہ سمجھتے تھے کہ انہیں دنیا میں کوئی کام نہیں رہ گیا ہے اس لئے ”جہار دیواری“ میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں مگر جب ایک نادیدہ قوت انہیں کشاں کشاں مولانا تھانویؒ کے پاس لے گئی اور ان سے ”اصلاحی تعلق“ قائم ہو گیا تو ان کے فکر و نظر کا پیمانہ بدل گیا۔ اس کے بعد تو انہیں اس وقت تک کی اپنی تصانیف اور علمی تحقیقات ”جسدِ بے روح“ کی طرح نظر آنے لگیں، وہ فرمایا کرتے تھے ”علم کا مزہ تو اب ہم نے پایا ہے“ جب ان کی یہ ”نظر“ کھلی تو صاحبِ دل ”اہل نظر“ کی باتیں کرنے لگے۔

چنانچہ ایک دفعہ فرمایا کہ ”آج کل ہمارے علماء کے اندر مدرسوں میں رہنے کی وجہ سے ”علم نبوت“ تو آجاتا ہے لیکن ”نور نبوت“ نہیں آتا جس طرح یہ علم نبوت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اسی طرح انہیں نور نبوت کی تحصیل میں بھی سعی کرنی چاہئے۔ جس کے لئے ”اہل دل“ کی صحبت و خدمت ضروری ہے۔

واقعہ ہے، سید صاحبؒ نے ایک گہری حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے، علماء کو نبوت کا علم اور نور دونوں اپنے اندر جمع کرنا چاہئے اسی وقت ان کا کام، اخلاص و للہیت کی وجہ سے شکل دوام اختیار کرے گا اور اللہ کے بندوں کو ان سے بھرپور فائدہ پہنچے گا۔ حضرت سید سلیمان ندویؒ نے حضرت شیخ تھانویؒ کی مجلس اور تاثیرِ صحبت پر چند اشعار فرمائے ہیں۔

ایسے کچھ انداز سے تقریر کی پھر نہ پیدا شبہ باطل ہوا

آج ہی پایا مزہ ایمان میں جیسے قرآن آج ہی نازل ہوا

عالم کا سونا عبادت کیوں

فیما یاکم وہ عالم دین جس سے اڑھنا، پھونادین ہے، اور ہمہ وقت دینی خدمت میں مصروف رہتا ہے اللہ کے نزدیک اسی کا بڑا اونچا مقام ہے ایسے عالم کا دیکھنا بھی عبادت ہے اور اس کا سونا بھی عبادت — عالم کے سونے پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا، جسے میں نے حضرت پھولپوریؒ سے سنا تھا واقعہ یہ ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے سوال کیا۔ حضرت! حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عالم کا سونا بھی عبادت ہے، مگر اس کا عبادت ہونا سمجھ میں نہیں آتا؟

حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ایک بڑھی ایک شخص کا دروازہ بنا تا ہے اسے اپنے کام کے دوران میں بعض اوزاروں کو پتھر پر گھسنے کی ضرورت بھی پیش آتی ہے تاکہ اوزار کے تیز ہو جانے کے بعد اس سے صحت اور تیزی کے ساتھ کام لے اب یہ بتائیے کہ بڑھی جب اوزار کو تیز کر رہا ہوتا ہے اس وقت دروازہ تو وہ نہیں بناتا ہے لیکن اس کو اس وقت کی مزدوری ملے گی یا نہیں؟ پوچھنے والے نے جواب دیا، ملن ضرور ملے گی۔ پھر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا، جب ایک بڑھی کو اوزار تیز کرنے کے وقت کی مزدوری ملے گی، اور یہ وقت مزدوری ہی میں شمار ہوگا، منہا نہ کیا جائے گا، اسی بنیاد پر کہ اوزار کو تیز اس لئے کیا جا رہا ہے کہ آئندہ اسی سے کام لے گا، تو سوچئے کہ ایک عالم بھی تو اسی لئے سونا ہے، تاکہ سونے کے بعد اس کی تھکن اور اضمحلال دور ہو، اور نشاط،

مستعدی اور چاق چوبندی کے ساتھ دین کی خدمت کر سکے، اس صورت میں اس کا سونا کیوں نہ عبادت قرار پائے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی مزدوری کیوں کاٹی جائے، جبکہ اللہ کے بندے کے یہاں ایک بڑھتی کی مذکورہ بالا صورت میں مزدوری نہیں کتنی ہے یہ تقریر بھی احقر نے اپنے مرشد پھولپوریؒ سے سنی تھی۔

۱۱ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ

۲۷ اپریل ۱۹۷۷ء



زمین کی شہادت

فرمایا کہ جب حشر برپا ہوگا، اس دن زمین کے پیٹ اور پیٹھ کی ساری چیزیں ظاہر ہو جائیں گی۔ مُردے، سونا، چاندی اور دیگر جو بھی دینے اور معدنیات زمین کے اندر ہیں، اس کے لئے آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ خون خرابہ ہوتا ہے، لیکن اس دن یہ باہر پڑے ہوں گے اور کوئی نظر اٹھا کر دیکھنے والا نہ ہوگا۔ اور سب جان لیں گے یہ کس قدر بے حقیقت ہیں۔

اسی طرح مومن اور کافر ہر انسان سے جو بھی اچھا عمل یا بُرا عمل صادر ہوتا ہے، وہ زمین ہی پر ہوتا ہے۔ آج یہ زمین بے زبان ہے، لیکن حشر کے دن قادر مطلق کے حکم سے زمین میں قوت گویائی آجائے گی، یعنی ساکت، وناطق ہو جائے گی۔ اور چھوٹے بڑے اچھے بُرے، ہر ہر واقعہ کی پوری پوری شہادت پیش کرے گی۔ گویا آج یہ زمین زندگی کے تمام اقوال و افعال اور حرکات و سکنات کو جوں کا توں ٹیپ کر رہی ہے کل ٹیپ کا

بند کھول دیا جائے گا۔ اور پورا ٹیپ کیا ہوا مواد سامنے آ جائے گا۔ مثلاً کبے گی۔ فلاں شخص نے نماز پڑھی تھی، فلاں، فلاں کی مصیبت میں کام آیا تھا، فلاں ہر کارِ خیر میں آگے بڑھ کر حصہ لیتا تھا، فلاں اللہ کے سامنے سبرِ نیا زخم نہ کرتا تھا اور اس کے ہر حکم سے سرتابی کرتا تھا، فلاں نے چوری کی تھی، ظلم کیا تھا، خون ناحق بہایا تھا۔ ان حقائق کو قرآن مجید کی ان آیات میں بیان کیا گیا ہے: اذ ازلزلت الارض زلزالها الخ

ترجمہ :- جب کہ زمین اپنی جنبش سے خوب ہی ہلا ڈالی

جائے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک نکالے اور آدمی بول

اٹھے کہ اے (یہ) ہوا کیا ہے اس دن زمین اپنی سب چیزیں بیان

کر گذرے گی، یہ اس لئے کہ آپ کے پروردگار کا حکم اسے یہی ہو گا۔

(الزلزال آیت ۱ تا ۵)

زمین کی اس عظیم شہادت کے پیش نظر شیخ محی الدین ابن عربی نے

ایک بڑی حکیمانہ بات ارشاد فرمائی۔ فرماتے ہیں! جس زمین پر انسان سے

کسی گناہ کا صدور ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس جگہ کوئی نیک کام بھی کر دے

تاکہ وہ زمین جو حشر کے دن اس کے گناہوں کی گواہی دے، ساتھ ہی

نیکی کی شہادت بھی پیش کرے اور معاملہ برابر ہو جائے۔ بلکہ نیکی پر تو

وعدہ ایک پر دس دینے کا ہے۔

حضرت علیؑ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ بیت المال

کا سارا مال اہل حقوق میں تقسیم فرما دیتے اور بیت المال خالی ہو جاتا تو

اس میں دو رکعت نماز ادا کرتے اور پھر فرماتے ”تجھ قیامت میں شہادت

دینی ہوگی کہ میں نے تجھ کو حق کے ساتھ بھرا، اور حق ہی کے ساتھ خالی

کر دیا۔ اس لئے زمین پر رہتے ہوئے ہمیں غافل نہیں رہنا چاہئے بلکہ ہم ہوشیار اور چوکنا رہیں کہ ایک دن وہ آنے والا ہے جس دن زمین ہمارے تمام اعمال اور حرکات و سکنات کی ٹھیک ٹھیک گواہی اللہ کے حضور پیش کرے گی، بڑے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کے حق میں زمین کی گواہی نجات کا ذریعہ ہے۔

دوا کے ساتھ پرہیز بھی ضروری

فرمایا کہ اسی کو پیش ہو، حکیم اس کے لئے "اسپنگول" تجویز کریں، وہ اس کو استعمال تو کرے، لیکن ساتھ کباب اور چٹنی بھی کھاتا رہے، بتائیے اس بد پرہیزی میں اسپنگول کیا کام دے گا۔ اس وقت تو اور بھی غضب کے مردڑ آئیں گے۔ اسی طرح آپ اپنے مرض روحانی میں عمل صالح کی دوا تو استعمال کریں مگر گناہ کی بد پرہیزی بھی جاری رہے تو اس طرح عمل صالح کی دوا سے آپ کا مرض روحانی کیوں کزائل ہوگا ایک گناہ کے بعد دوسرے گناہ کا اور بھی ذوق بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے جس طرح صحت جسمانی کے لئے اچھی دوا کے ساتھ پرہیز لازمی ہے اسی طرح صحت روحانی کے لئے بھی "اعمال صالحہ" کے اہتمام کے ساتھ برائیوں سے بچنا از بس ضروری ہے۔ اس کے بغیر صحت کی توقع فضول ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے تھے "ایک گناہ سے بچنا، ایک ہزار رکعت تہجد پڑھنے سے بہتر ہے۔"

ترقی کا صحیح مفہوم فرمایا کہ ترقی کی دو قسمیں ہیں، ظاہری ترقی، حقیقی ترقی، اللہ سے غافل ہو کر جس ذریعہ اور

جس طریقہ سے بھی ترقی کی جائے وہ ظاہری ترقی ہوگی۔ حقیقی اور اصلی ترقی وہ ہے جو اللہ سے تعلق قائم کرتے ہوئے کی جائے۔ اسے ایک مثال سے سمجھے۔

ایک شخص مغزیات کا استعمال کرے باوام اور میوے خوب کھائے یقیناً اس سے اس کا جسم فریہ ہوگا، وہ صحت مند اور تندرست ہوگا، لیکن ایک شخص وہ ہے جس کا جسم مقویات کے استعمال سے نہیں بلکہ ضرب شدید یا کسی بیماری سے ورم کر جائے۔ اب دیکھئے دونوں جگہ جسم کی ترقی ہے، مگر پہلی ترقی حقیقی ہے اور دوسری ترقی لمبے لمبے والی ترقی ہے۔

اسلام پہلی ترقی کی دعوت دیتا ہے، جس میں اطمینان ہے، قرار اور دلچسپی ہے، دوسری ترقی سے اس کا کوئی سروکار نہیں۔ یہ تو ہمیشہ انسان کو مضطرب اور بے چین رکھتی ہے۔ ننانوے کے پھیر سے اس کا قدم نکلتا نہیں اور سیر کبھی ہوتا نہیں، یہ ترقی انسان کو ہواؤ ہوس اور حرص و لالچ کا غلام بنائے رکھتی ہے۔ قناعت اور صبر و سکون سے اس کا دامن خالی ہے۔

اس ترقی کے لئے یورپ اور امریکہ کی مثال آپ سامنے رکھ سکتے ہیں آپ کو چاہئے کہ ترقی کے صحیح مفہوم سے واقف ہوں۔ اور اسی ترقی کے دل و جان سے شیدا ہوں اور ظاہری ترقی کی طرح میں نہ آئیں کہ یہ ترقی باعث پریشانی اور بے سکونی ہوتی ہے۔

۹ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ

(۸)

۲۸ اپریل ۱۹۷۷ء

کسی خاک پر مت کر خاک اپنی زندگانی کو

فرمایا کہ، آج انسان اپنی توانائیوں اور صلاحیتوں کو مختلف

انداز اور مختلف طریقے سے "خاک" پر صرف کر رہا ہے، خاک کا بدن، خاک کا مکان، خاک کی دکان، خاک کی نیکڑی، خاک کی غذا، خاک کے کپڑے، غرض یہ کہ جس طرف نظر اٹھائیے، ہر ایک کی اصل خاک ہے، اور اسی خاک کو بنانے اور سنوارنے کی محنت ہر سو جاری ہے، لیکن ظاہر ہے خاک پھر خاک ہے، جب "خاک انسان" خاکی چیزوں پر اپنی زندگانی کو خاک کرے گا تو اس کا ٹیٹل اور جمع بھی "خاک" ہی ہوگا اور آخرت میں سوائے حسرت و ندامت کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اگر کوئی ان "خاکی چیزوں" کی "بازار آخرت" میں قیمت چاہتا ہے، تو انہیں احکام الہی کا پابند بنادے اور اپنی پوری جوانی و زندگانی اس کے دینے والے اللہ پر فدا کر دے، پھر دیکھے کہ وہ کس قدر دنیوی اور آخر دی سعاد توں سے نوازہ جاتا ہے اور اسے کتنا اعلیٰ اور رفیع مقام ملتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ شعر بڑا حقیقت آفریں ہے۔ جو احقر ہی کا ہے۔

۵ کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

دنیوی زندگی۔ دھوکہ کا سامان

فرومایا کا، دنیا کی ہر چیز فانی اور آنی جانی ہے، یہاں نہ بہار کو قرار ہے نہ خزاں کو، نہ راحت کو نہ مصیبت کو، نہ غم کو نہ خوشی کو، نہ مال و دولت کو نہ عہدہ و منصب کو، نہ بیوی بچوں کو، نہ دوست احباب کو۔ یعنی بڑی سے اور چھوٹی سے چھوٹی کسی چیز کو یہاں قرار نہیں۔ سب آنکھیں چرانے والی ہیں، یہاں تک کہ خود انسان کی زندگی اور صحت اس سے

بے مروتی اور بے وفائی کا ہر روز اعلان کرتی ہے، قرآن مجید نے ذمیوی زندگی کی حیثیت کو بڑے دلنشین انداز میں سمجھایا ہے،

ارشاد ہے :- (ترجمہ) خوب جان لو کہ ذمیوی زندگی محض ایک کھیل کو اور ظاہری خوشنمائی اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے پر برتری جتلانا ہے، گویا کہ بارش ہے کہ اس کی پیداوار کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے، پھر خشک ہو جاتی ہے، سو تو ایسے زرد دیکھتا ہے، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید بھی ہے، اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی بھی اور ذمیوی زندگی محض دھوکے کا سامان (مَتَاعُ الْغُرُورِ) ہے ۱۱ (الحمدید آیت ۲۰)

مطلب یہ ہے کہ اس عارضی وفائی دنیا کے برعکس عالم آخرت باقی دلازدال ہے، اور وہاں کی کیفیتیں دو ہیں، دونوں ثابت و باقی، ایک کافروں کے لئے اور وہ عذاب شدید ہے، دوسری ایمان والوں کے لئے اور اللہ کی مغفرت و رحمت ہے، اب انسان کو اختیار ہے کہ ان دو میں سے جس کو چاہے اپنا مقصود اعظم بنالے۔ احقر کا شعر ہے

۱۲ یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی

قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

اس کے باوجود ہم لوگ اس پر جان نچھادر کرتے رہتے ہیں اور اسکی فکر اور چکر میں پڑ کر

اللہ کی بلند و بالا ذات کو بھول جاتے ہیں یعنی ہم نے دنیا اور متاع دنیا کو

'ایلیٰ' بنا کر اپنے "مولیٰ" کو فراموش کر دیا ہے، جو کس قدر غفلت کیشی اور انجام

سے بے خبری کی بات ہے ۱۳

قدم سوئے مرقد، نظر سوئے دنیا کدھر جا رہا ہے، مدھر دیکھتا ہے

صمت بانگہیہ

تصانیف حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

ناظم مجلس اشاعت الحق ۳-جی۔ ۱۱۱ ناظم آباد کراچی

مجاز بیعت حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت | مجموعہ دین منہ سلیس ترجمہ و تشریح صفحہ ۲۰
دول کو نرم کرنے والی ۱۸۵ احادیث پاک کا

معارف مشنوی مولانا رومؒ | اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت حاصل کرنے کے لئے حضرت مولانا رومؒ کی دلکش ۸۵ حکایات اور عارفانہ نیکمانہ نصائح کے ۱۲۳ عنوانات پر مشتمل سلیس اردو زبان اصلاح نفس اور حصول عشق الہی کے لئے اس کتاب کے مطالعہ کی نافیت پر تفریظ لکھنے والوں میں ملک کے اکابر حضرات میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث اور مولانا ظفر احمد عثمانی اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب جنوری شامل ہیں۔ صفحات ۶۰، طباعت آفٹ

مجالس ابرار مع مجموعہ افادات | حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اصلاح امت کے لئے اکیری ہدایات کا مجموعہ ہے، صفحات ۳۳۶ مجلد

معارف شمس تبریزؒ | حضرت رومیؒ کے پیر و مرشد شمس تبریزؒ کے معارف و حقائق کا انتخابت ترجمہ و تشریح۔ تفریظ لکھنے والوں میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب و مولانا محمد یوسف صاحب جنوری شامل ہیں۔

اصلاح نفس کا طریقہ | حسن پرستی، عشق مجازی، بدنگاہی اور بکبر و ظہر کی اصلاح اور سکون قلب الیٰ زندگی کے لئے یہ رسالہ اکیر ہے تمام امت کیلئے یکساں مفید و مستقیم ۳۰
بد نظری، عشق مجازی، بکبر، غفقتہ، جسدیت تمام جاہی اور باہمی امر میں روح کی بیماریاں اور ان کا علاج | کے نقصانات اور ان کا مکمل علاج۔ صفحات ۱۸۳

دین پر استقامت کا طریقہ | نیک اعمال پر قائم رہنے اور انہوں سے بچنے اور مصائب میں بھی دین پر قائم رہنے کا اکیر نسخہ۔ طلق بہ ترکیب لاجر تحصیل الصبر

مذاکرات دکن | مولف موصوف کے مجالس اور موعظ کا مجموعہ۔ صفحات ۴۰

اردو کلام | مولف موصوف کے اردو اشعار کا مجموعہ۔ صفحات ۴۰

صدائے غیب | ملفوظات و اشعار حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم یادگار حضرت شاہ فضل جن جن صاحب گنج مراد آبادی

منٹے کا پتہ: کتب خانہ منٹھری ۲-جی ۱۱۱ ناظم آباد کراچی فون نمبر ۹۱۳۴۹۱

رائے اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام برائے تصانیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

رائے عالی حضرت مولانا و مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
خليفة حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھالوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اما بعد۔ کتاب معارف مثنوی کو مختلف مقامات سے دیکھا اشار اللہ مثنوی شریف کی خوب تشریح کی ہے گاہ بگاہ اس کو اپنے یہاں بعد عصر سناتا بھی ہوں، اس بات سے بہت ہی مسرت ہے کہ اکابر کرام نے بھی اس کو پسند فرمایا اور یہاں کے بعض اکابر ہندوستان میں اس کی طباعت و اشاعت کے خواہشمند ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمادیں اور لوگوں کو اس سے منتفع ہونے کی توفیق بخشیں۔

ابرار الحق

۲۲ صفر ۱۲۹۵ھ

رائے عالی حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتا پلڈھی دامت برکاتہم
یادگار حضرت مولانا شاہ فضل رحمن صاحب گنج مراد آبادی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اما بعد، حضرت عارف رومی مجدد سمرقند کی مثنوی معنوی اپنے اسرار ہونار

کے لحاظ سے بین العوام والخواص مشہور و معروف ہے علماء و مشائخ نے اس کو تلقی بالقبول فرمایا ہے چنانچہ اپنی مجالس و مواعظ میں اس کے اشعار و مضامین بطور سند و حجت پیش فرماتے ہیں بلکہ اس کے درس و تدریس کا سلسلہ بھی رہا ہے جس کی وجہ سے بہتوں کی اصلاح ہوئی عقائد تک درست ہوئے اور عقائد زندہ سے تائب ہو گئے۔ معلوم نہیں کتنے اہل ذوق و عشق و محبت الہی میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ نسبت مع اللہ کی دولت سے لوانے گئے اور وصل الی اللہ ہو گئے اور کتنے اہل علم ہلئے تقلید سے پایہ تحقیق تک پہنچ گئے۔

شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کو تو گویا مثنوی معنوی سے عشق تھا امداد المشتاق میں آپ کا یہ ملفوظ مذکور ہے کہ

» فقیر نے عادت کر لی ہے کہ سفر حضر میں کلام اللہ شریف دلائل الخیرات و مثنوی معنوی کو ضرور پاس رکھتا ہوں !

نیز حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

» تین کتابیں البیلی ہیں قرآن شریف، بخاری شریف، مثنوی شریف

اسی طرح حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ کو بھی اس کتاب سے خاص شغف تھا چنانچہ کئی دفتر کی شرح بھی لکھی جو کلید مثنوی کے نام سے مشہور ہے۔

پس اکابر کے اس قدر شغف کا تقاضا تھا کہ ہم منبیین بھی اس کتاب سے خاص ربط رکھتے اور مولانا رومیؒ کے فیوض سے مستفیض ہوتے مگر فارسی زبان سے ناواقفیت اور سلوک و طریق سے قلت مناسبت کی بنا پر اب گویا اس کتاب سے تعلق ہی ختم ہو رہا ہے۔

بنا بریں ضرورت تھی کہ اس کے زیادہ مفید و موثر اشعار کا انتخاب کر کے اس کا اردو میں ترجمہ کیا جائے اور اس کے مفہوم و مقصود کو آسان و دلچسپ طریقے

سے بیان کیا جائے، اس کی حکایت کا اقتباس کیا جائے اور اس کے فوائد کو بالاختصار
 دکھا جائے تاکہ کچھ اس اہم کتاب سے ربط باقی رہے اور کل فائدہ نہیں تو بعض تو
 حاصل کیا جا سکے **مالایدرک کلمۃ لایترک کلمۃ**

لہذا قابل مبارک باد ہیں عزیز محترم و مکرم محترم و مخلصم جناب مولانا شاہ حکیم
 محمد اختر صاحب سلمہ و زاد لطفہ کہ انہوں نے اس خدمت کو بطریق احسن انجام دیا اور
 اس سلسلہ میں بہت محنت و عرق ریزی کی۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ بس اللہ تعالیٰ نے اپنے
 فضل و کرم سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے یہ اہم کام انجام دیا فہنیاً لکھم
 درمیان میں جو موقع بموقع اپنے مشائخ و اکابر کے ارشادات کو بطور تالیف
 لائے ہیں اس سے تو چار چاند لگ گئے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ ہمارے مشائخ اور متقدمین
 کی تعلیمات میں کس قدر تطابق ہے اس طرح گویا بہت سے عارفین کے معارف اس کتاب
 میں آ گئے ہیں۔

کتاب کے عام فہم اور دلچسپ و مفید ہونے کے لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ معارف
 مشنوی اس لائق ہے کہ سفر حضر میں ساتھ رکھی جائے اور اس سے منتفع ہو جائے **فجزاؤ اللہ**
عنا وعن سائر المسلمین والساکنین

مشنوی اختر کو بھی دیکھا ما شاء اللہ تعالیٰ بہت ہی خوب اور وجد آفرین ہے۔
 مضامین بہت ہی مفید آ گئے ہیں مسائل سلوک اور ردائل نفس اور اس کے
 علاج کو عمدہ طریقے سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔
 بطور خلاصہ عرض ہے کہ معارف مشنوی قابل دید ہے اور اس کے مؤلف سلمہ
 قابل داد۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و قوت کے ساتھ رکھے اور خوب کام لے۔

محمد احمد کھولپوری پرتابگدھی

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

رائے عالی برائے تصانیف حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب از حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی

عنایت فرمائے مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلمہ بعد سلام مسنون۔ آپ کی ڈوکتا میں معارف مشنوی اور دنیا کی حقیقت پہنچ کر موجب منت ہوئیں۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ کا تعلق اولاً مولانا پھولپوری سے اور آخراً مولانا ابراہیم صاحب سے ہے اللہ تعالیٰ دونوں کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدیہ نبینہ کا دونوں جہان میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ یہ دونوں کتابیں سن بھی لیں مضامین ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں۔ دل پر اثر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو قبول فرمائے۔ صدقہ ہمارے بنائے۔ اللہ تعالیٰ معارف شمس تبرہ بزرگی طہاعت کا بھی جلد از جلد انتظام فرمائے اور لوگوں کو ان معارف سے زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ آپ کی دیگر تالیفات کی قبولیت کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ذخیرہ آخرت بنائے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔

(حضرت شیخ الحدیث) محمد زکریا (دامت برکاتہم)

مدینہ طیبہ ۱۱/۵/۶۷ھ

رائے عالی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مہتمم مدرسہ عربیہ نیو ماڈرن کراچی

صدر مجلس تحفظ ختم نبوة پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادر محترم جناب مولانا حکیم محمد اختر صاحب کی تالیف لطیف معارف مشنوی پر مدد کر موصوفت اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہ ہو سکتا تھا۔ ناری اردو میں قدرہ شرح جن ذوق پاکیزگی خیالات در دل کا بہترین مرتب ہے۔ اس موصوفت نے دیوان شمس تبرہ بزرگی طہاعت کو مکمل کے شیخ ہیں ان کے حقائق و معارف کا اتمام و شرح و بیان نکھرا اپنے حسن ذوق، لطافت طبع سلامت فکر کا ایک اور شاہد مل جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس بابہ ذوق کو ان کے شگفتہ تالیفات و تالیفات سے مزید مستفیہ فرمائے۔ آمین

محمد یوسف بنوری

سرخسہ مدرسہ ریح الاول شہادہ

رائے عالی حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم
رئیس تحریر مجلہ الفرقان لکھنؤ

(مؤلف معارف الحدیث)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرمی مولانا حکیم محمد اختر صاحب امت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی تالیف کتاب معارف مثنوی کا مطالعہ شروع کیا جب تک نیند نے
مجبور نہیں کیا پڑھتا رہا۔ کتاب کو بہت قابل قدر اور لذیذ پایا۔ مجھے برابر اس کتاب
کا اشتیاق رہا محترم حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ایک دن
عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپ کی اس کتاب کا تحفہ ساتھ لائے اس
وقت سے یہ کتاب برابر میرے قریب رہتی ہے۔ الحمد للہ اس سے بہت نفع ہوا
شکر گزار اور دعا کا خواستگار والسلام

محمد منظور نعمانی

۳۴ ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ

دل کو نرم کرنے والی حدیثوں کا مجموعہ
مع ترجمہ اور تشریح صفحات ۲۰۸
کتابت و طباعت نہایت عمدہ
کتاب خانہ مظہری

کراچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں

دنیا کی حقیقت

از کتاب الرقاق (مشکوٰۃ شریف)

تالیف، حضرت مولانا محمد اختر صاحب

دامت برکاتہم

تالیفات

حضرت اقدس عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب امت برکاتہم
خلیفہ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب سخاویؒ

۶۵۶ صفحات - نو سو عنوانات
اد تقریباً ۲ ہزار احادیث مبارکہ پر

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

مشق ہے (حصہ اول) مضامین افتتاحیہ (حصہ دوم) مکارم اخلاق منظر خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم (حصہ سوم) خصوصیات انداز زندگی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم (حصہ چہارم) تعلیمات دین اکمل دائم مسلم الدین و آخرین صلی اللہ وسلم۔ باب ۱ ایمانیات
باب ۲ عبادات۔ باب ۳ معاملات۔ باب ۴ معاشرت
باب ۵ اخلاقیات۔ باب ۶ حیات طیبہ کے صبح و شام۔
باب ۷ مناکحت و نوموود۔ باب ۸ مرض و عیادت موت و بالبد
موت۔ مناجات۔ نوٹ: ۴۰ سال کے اندر پانچواں ایڈیشن طبع ہوا
ہے اور سندھی زبان بھی شائع ہوئے بجز انگریزی اور مجرائی میں بھی ترجمہ مہیا ہے۔

تقریباً ۳۰۰ صفحات حضرت کی خانقاہ کا تفصیلی خاکہ معمولات

ماثر حکیم الامت

یرمیہ۔ امور طبی۔ حضرت کا مسلک اصلاح رسوم
خانقاہی۔ انداز تربیت۔ حقیقت سلوک وغیرہ اہم عنوانات پر مشتمل ہے۔

تقریباً ۶۰۰ صفحات حسب ذیل عنوانات حقیقت طریقہ۔

بصائر حکیم الامت

ادامات طریق بتعلقات طریق اصطلاحات طریق۔
احوال و کیفیات رساوس و خطرات۔ اخلاق حمیدہ و ذلیلہ۔ انتخاب از تربیت اسانک
خاص مضامین / مقالات حکمت پر مشتمل ہے۔

گناہ کے نقصانات

مرتبہ: مخدومنا حضرت اقدس مولانا شاہ محمد برابر الحق صاحب برکاتہم
 خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانویؒ
 طاعت (نیکی) کے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں، گناہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی)
 کرنے سے وہ بسا اوقات ضایع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک شخص ۲۵ سال تک سہکاری
 ملازمت پوری پابندی کے ساتھ انجام دیتا رہا، پھر برابرترقی ملتی رہی ہو اور بڑے
 ترقی ملتی رہی ہو۔ اگر وہ کسی دن رشوت لیتا ہو یا کھڑا جائے یا کسی کو قتل کر دے
 تو اس کی نیک نامی جو حکام اور عوام میں تھی وہ جاتی رہتی ہے اور اس کے ساتھ
 ساتھ سزا کا بھی مستحق ہوتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا معاملہ سمجھ لینا چاہئے
 مگر ایک بڑا فرق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم ورحمن ہے اس لئے کیسا ہی بڑا گناہ
 ہو تو یہ کرنے سے اس کو معاف کر دیتے ہیں ہر گناہ کی تو یہ کا طریق الگ الگ ہے۔
 (حقوق الاسلام کو دیکھئے)

گناہ کے نقصانات، تفصیلی دیکھنے ہوں تو جزاء الاعمال کو دیکھئے، یہاں مجلاً بعض
 نقصانات کو بیان کیا جاتا ہے۔ کتاب حیاة المسلمین سے جو حضرت اقدس حکیم الامت
 مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی تفسیف کی ہوئی ہے، اصلاح امت
 کے لئے بے نظیر کتاب ہے، حضرت موصوف کی حیات میں سات آٹھ زبانوں میں ترجمہ
 ہو چکا، حضرت موصوف فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کو اپنی نجات کا ذریعہ خیال کرتا ہوں
 اس میں ۹۰ آیات قرآنی، تین سو احادیث شریفہ کے مضامین شرح کی گئی ہے، بہت
 ہی سہل و سلیس عبارت میں حضرت موصوف فرماتے تھے کہ جتنی مشقت اس کتاب کے

لکھے میں ہوئی اتنی کسی کتاب میں نہیں ہوئی یعنی اس کے مضامین و عبارت کو سہل تر بنانے میں۔ حیوۃ المسلمین میں گناہوں کو جمع بھی فرمایا گیا ہے۔ اب اصل کتاب کا مضمون نقل کیا جاتا ہے۔

گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا نہ بھی ہوتی تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو جاتی ہے۔ اگر دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ احسان کرتا ہوا سکوناً راض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندہ کے ساتھ بے شمار ہیں اس کے ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوتی ہے اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں بھی سزا ہو جاوے یا صرف آخرت میں چنانچہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہو جاتی ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل کی مفسوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے جیسا روح بست و حکم کے شروع مضمون سے بھی صاف ظاہر ہو جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہئے خواہ دل کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب گناہ ہوں میں مشترک ہے اور بعض گناہ ہوں میں خاص خاص سزا بھی آتی ہیں۔

پہلا نقصان حدیث پاک میں ہے کہ دل پر زنگ لگ جاتا ہے (روایت کیا اس کو امام احمد و ترمذی نے) دوسرا نقصان حدیث پاک میں ہے کہ رزق سے محرومی ہو جاتی ہے (جزاۃ الاعمال) ظاہر میں محرومی ہو جاتا تو کبھی ہوتا ہے اور رزق کی برکت سے محرومی ہو جانا ہمیشہ ہوتا ہے۔ تیسرا نقصان۔ اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے (روایت کیا اس کو امام احمد نے) خاص خاص گناہوں کے خاص نقصانات (۱) بے حیائی کے اعمال و افعال سے طاعون میں اور ایسی نئی نئی بیماریوں میں مبتلا کیا

جاتا ہے جو پہلے لوگوں میں نہیں تھیں (۲) زکوٰۃ نہ دینے سے بارش میں کمی ہوتی ہے (۳) ناحق فیصلہ کرنے اور عہد شکنی کرنے پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے (۴) ناپ تول میں کمی کرنے سے قحط تنگی اور حکام کے ظلم میں مبتلا کیا جاتا ہے (۵) خیانت کرنے سے دشمن کا رعب ڈال دیا جاتا ہے (۶) دنیا کی محبت اور موت سے نفرت کرنے پر بزدلی پیدا ہوتی ہے اور دشمن کے دل سے رعب دور کر دیا جاتا ہے (جزء ۱۶ اعمال)

اب ان گناہوں کو لکھا جاتا ہے جن پر وعیدیں آئی ہیں: (۱) حقارت سے کسی پر ہنسنا (۲) کسی پر طعن کرنا (۳) بُرے لقب پیکارنا (۴) بدگمانی کرنا (۵) کسی کا غیب تلاش کرنا (۶) غیبت کرنا (۷) بلا وجہ بُرا بھلا کہنا (۸) جھٹلی کھانا (۹) تہمت لگانا (۱۰) دھوکہ دینا۔ (۱۱) عار دلانا (۱۲) کسی نقصان پر خوش ہونا (۱۳) تکبر کرنا (۱۴) فخر کرنا (۱۵) ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا (۱۶) کسی کے مال کا نقصان کرنا (۱۷) کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا (۱۸) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا (۱۹) بڑوں کی عزت نہ کرنا (۲۰) بھوکوں ننگوں کی حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا (۲۱) کسی دنیوی شیخ کی وجہ سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دینا (۲۲) جاندار کی تصویر برینا (۲۳) زمین پر موروثی ٹاکا دعویٰ کرنا (۲۴) ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا (۲۵) ڈاڑھی منڈانا یا کٹنا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں (۲۶) کافروں یا فاسقوں کا لباس پہننا (۲۷) عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا (۲۸) مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا (۲۹) بدکاری کرنا (۳۰) چوری کرنا (۳۱) ڈکیتی کرنا (۳۲) جھوٹی گواہی دینا (۳۳) یتیم کا مال کھانا (۳۴) ماں باپ کی نافرمانی کر کے تکلیف دینا (۳۵) بے خطا جان کر قتل کرنا (۳۶) جھوٹی قسم کھانا (۳۷) رشوت لینا (۳۸) رشوت دینا (۳۹) رشوت کے معاملہ کو چکانا (۴۰) شراب پینا (۴۱) جو اکیلے پینا (۴۲) ظلم کرنا (۴۳) کسی کا مال بغیر اسکی رضامندی کے لے لینا (۴۴) سود لینا (۴۵) سود دینا (۴۶) سود لکھنا (۴۷) سود پر گواہ بننا (۴۸) جھوٹا یونٹ (۴۹) امانت میں خیانت کرنا (۵۰) وعدہ خلافی کرنا

رمضان شریف کے متعلق

خصوصی ہدایات

مرتبہ :- مرشدی و مولائی حضرت مولانا الشاہ محمد ابراہیم صاحب
مدظلہم العالی ناظم مجلس دعوت الحق ہر دوئی

(۱) کثرت کلمہ طیبہ (۲) کثرت استغفار (۳) جنت کا سوال کرنا (۴) دن و رات سے پناہ مانگنا (۵) تلاوت کلام پاک جس قدر ہو سکے۔ درود شریف کم از کم تین سو مرتبہ زیادہ جس قدر ہو سکے بہت ہی اچھا ہے (۶) تکبیر اولیٰ بالخصوص جماعت کا بہت زیادہ اہتمام کرنا (۷) تراویح کے لئے عشاء کی جماعت کے وقت سے قبل حاضر رہنا (۸) اوقات فرصت کو مسجد میں بہ نیت اعتکاف گزارنا (۹) حسب گنجائش صدقہ و خیرات کرنا (۱۰) فضول باتوں سے بہت اہتمام سے بچنا، بلا ضرورت شدید دنیوی بات بھی نہ کرنا (۱۱) ہر گناہ سے بچنا بالخصوص سینما، بدنگاہی، نصیبت، جُور، دلاٹری، ریڈیو پر کھانے باجے سننے، شرعی پردہ نہ کرنے، نکالی کلوچ لڑائی جھگڑا کرنے، ڈارھی منڈانے یا ایک مشمت سے کم ہونے پر کترانے سے بہت احتیاط کرنا۔ ورنہ ایسے روزے کی قدر اللہ تعالیٰ کے یہاں نہیں ہے۔ ایسے روزے سے انعامات و فوائد روزے کے حاصل نہیں ہوتے۔ حدیث پاک میں ہے روزہ جہنم سے ڈھال ہے جب تک اسکو نہ پھاڑے۔ ڈھال پھاڑنا یہ ہے کہ گناہ کا ارتکاب کرے (شکوٰۃ شریف) تنبیہ :- یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ روزہ میں کھانا پینا جو انسان کیلئے

بہت ہی اہم ہے اس کو روزہ میں چھوڑ دیا گیا۔ بیڑی، سگریٹ، حقہ پان تمباکو جس کی نوبت کتنی مرتبہ آتی تھی محض تعمیل حکم کے لئے اور روزے کے برکات و فوائد حاصل کرنے کے لئے ان کو چھوڑنے کی مشقت کو برداشت کیا جاتا ہے، تو جو باتیں ممنوعہ و قابل ترک ہیں ان کو روزے میں برتا جاوے تو کس قدر نامناسب و نازیبابا ہوگی۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے مَنْ تَمَّ بِذَعْفِ فَتْوَانِ الشُّرْبِ وَانْتَدَبَهُ فَلَيْسَ بِهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدْعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی جو شخص گناہ کی بات اور عمل روزے میں نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی قدر نہیں۔ ہمت کرنے سے مشکل سے مشکل کام میں منجانب اللہ مدد ملتی ہے۔ ایک صاحب جو بمیل سے زیادہ سگریٹ دن بھر میں پیتے تھے یہ سننے پر کہ اسی زبان، دانت و نالو سے قرآن شریف کی تلاوت کی جاوے اور ذکر اللہ کیا جاوے اور اس کو سگریٹ کی بو سے گندہ رکھا جاوے کس قدر نامناسب حرکت ہے، فوراً ہمت کر لی کہ اس وقت سے نہ پینے لگے۔

اسی طرح ایک صاحب نے لندن کے قیام میں اسی خیال کے آنے پر وہاں ارادہ ترک سگریٹ کا کر لیا اور اس پر عملی برابران دونوں حضرات کا جاری ہے حالانکہ ایک صاحب کی عادت ۳۰ سال سے زیادہ کی تھی۔ اسی طرح ضرورت ہے کہ شرعی ڈاڑھی رکھنے کا قصد و ہمت اس مبارک ہینہ میں کر لی جاوے پھر شرعی ڈاڑھی کے بعد اپنے چہرہ کو آئینہ میں دیکھا جاوے تو خود ہی فیصلہ کرے گا کہ شکل کتنی نوزاتی ہو گئی ہے، یہ یہ گناہ ایسا ہے کہ ہر وقت اس میں ابتلاء رہتا ہے۔ چوری۔ قتل۔ بدکاری دن یا رات کو کرے تو صلیح کو کسی کو معلوم نہیں ہوتا حالانکہ بڑے گناہ ہیں مگر شرعی ڈاڑھی نہ ہونے سے نماز، روزہ، حج کی حالت میں بھی مجرم کی صورت میں ہے واللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ سے مجرم ہے۔ تفصیل کے لئے رسالہ ڈاڑھی کا دجوب (مؤلفہ

حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث دیکھئے

(۲) بہت سے لوگ ڈاڑھی سامنے تو ایک مشت کی رکھتے ہیں اور رخسار (گلے) کی داہنی اور بائیں جانب ایک مشت سے کم رکھتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ سامنے کی طرح دائیں اور بائیں جانب بھی ایک مشت رکھنا واجب ہے۔

(۳) شرعی پردہ سے مراد یہ ہے کہ جو اعزہ نامحرم ہیں ان سے شریعت کے حکم کے موافق پردہ کرنا۔ احکام پردے کے بہشتی زیور۔ بہشتی ثمر۔ علم الفقہ، تعلیم الاسلام میں مسطور ہیں۔ صرف ان نامحرموں کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے لوگ جن کو نامحرم نہیں سمجھتے ہیں۔ مرد کے لئے (۱) بھائی کی بیوی (۲) بیوی کی بہن (۳) خالہ۔ پھوپھی۔ ماموں چچا کی لڑکیاں (۴) مومانی (۵) چچی، عورت کے لئے (۱) بہن کا شوہر (۲) شوہر کا بھائی (۳) خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی کے مرد کے (۴) خالو (۵) پھوپھا۔

(۴) غیبت سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام چاہئے۔ اکثر حضرات کے روزے اس کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ (مضمون مرتبہ احقر اصلاح الغیبتہ کو ملاحظہ کیجئے) (۵) بدنگاہی سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام چاہئے۔ یہ شیطان کا بہت بڑا زہر ہوتا ہے۔ اس سے طاعات کا نور سلب ہو جاتا ہے قلب میں ایسی بڑی ظلمت پیدا ہو جاتی ہے جو بعض دفعہ استغفار سے بھی دور نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ جب تک بدنگاہی کے موقع پر ضبط، حفاظت نظر سے کام نہ لیا جائے بد نظری کی ظلمت دور نہیں ہوتی ہے، اس کی اصلاح کے لئے عرض احقر کو بھی ملاحظہ کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مرشد ناد مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی دردندانہ گزارش! حضرات آپ ایک پاؤ گوشت کو

پردہ کیلئے

لے۔ پرچہ اصلاح بد نظری کا پتہ ذیل سے مفت حاصل فرمائیں
مجلس اشاعت الحق۔ ۴۔ جی۔ ۱۱ ناظم آباد۔ کراچی۔

چیل کے خوف سے اور امک سو کے نوٹ کو حیب کتروں کے خوف سے اور روٹیوں کو چوہوں کے خوف سے اسی طرح ایک پاؤ دودھ کو تلی کے خوف سے چھپا کر رکھتے ہیں جبکہ ان میں خود سے ان کے اچک لینے والوں کے پاس جلنے کی صلاحیت بھی نہیں اور ان کے اچک لینے کے کچھ دیر بعد ان سے اگر واپس مل جائے تو گوشت میں اور نوٹوں میں کوئی عیب بھی نہیں پیدا ہوتا برعکس عورتوں میں خود سے اہل شرک کی طرف کھینچ جانے کی صلاحیت ہے اور واپس لینے کے بعد ایسی عیب دار کھجی جاتی ہیں کہ تمام خاندان کی گردنیں نیچی ہو جاتی ہیں۔ پس جن لوگوں کے نزدیک عورتوں کی عزت ایک پاؤ گوشت اور سو کے نوٹ کے برابر بھی نہیں ان سے ہم کو کچھ نہیں کہنا چاہئے باقی وہ حضرات جن کو اپنی ہونے بیٹیوں اور بیویوں کی عزت کا احساس ہے وہ پردہ شرعی کا اہتمام اپنے گھروں پر شروع کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پاک دل اور پاک نظر والے تھے جب ان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حفاظت نظر کا حکم فرمایا تھا تو اس زمانے میں اپنے لئے پاک دل اور پاک نظر کا بہانہ کیسے درست ہو سکتا ہے۔

پانچامہ یا تہ بند سے ٹخنوں کو ڈھانکنا جائز ہے

- (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ ٹخنہ ڈھانکنے والے سے محبت نہیں فرماتے۔ فتح الباری شرح بخاری۔ کتاب اللباس ج ۱۔
- (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنا حصہ پانچامہ یا تہ بند کا ٹخنہ کے نیچے لڑکا ہو گا وہ جہنم میں ہو گا۔

۱۱. اسفل من العقبین من الازار فی النار (بخاری شریف)

اس زلزلے میں ٹخنتہ ڈھاکنے کی دبا بھی عام ہو رہی ہے اس عادت سے خود بھی بچے اور اپنے دوستوں کو بھی سمجھائے یہ عمل نہ مسجد میں جائز ہے نہ مسجد سے باہر جائز ہے ہر جگہ ہر وقت اس کا اہتمام رکھے کہ ٹخنے کھلے رہیں۔

منتخب اصلاحی اشعار

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زریبا غفلت
 موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن ہے
 جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
 میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان ہے
 نوٹ: یہ دو شعر مذکور حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے خاص جگرہ تھانویؒ
 میں لکھے ہوئے تھے۔

لطف دنیا کے ہیں کئے دن کے لئے
 کھونہ جنت کے مزے ان کے لئے
 یہ کیا اے دل تو بس پھریوں تجھ
 توئے ناداں گل دیئے تنکے لئے
 رنگ رلیوں پہ زلمنے کی نہ جانالے دل
 یہ خزاں ہے جو بانداز بہار آئی ہے
 جو چین میں گذرے تو اے صبا تو یہ کہتا بلبل زار سے
 کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہنگانہ دل کو بہار سے

رُوح کی بیماریاں

اور
ان کا علاج

حصہ دوم

مؤلفہ

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی

ناشر

کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی

فہرست مضامین

رُوح کی بیماریاں اور ان کا علاج

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳	استغفار اور توبہ کا فرق	۱۱	معمولات برائے ساکین
۲۴	مقبول توبہ کی علامت		
	توبہ کی توفیق بندے کی مقبولیت	۱۹	توبہ و استغفار
۲۶	کی علامت ہے۔		
	صفت رحمن اور صفت رحیم	۲۰	استغفار
۲۷	کا فسق۔	۲۱	تعریف توبہ
۲۸	رحمۃ الرحمن	۲۲	توبہ کی لغوی تحقیق
۲۹	رحمۃ الرحیم	۲۳	توبہ اور تائبین کے اقسام
	شیطان کا تصرف اور اثر، گناہ		تُب عَلَيْنَا
	کرنے کے بعد اس کی تاریکی		عوام کی توبہ
۲۸	اور ظلمت میں۔	۲۳	خواص کی توبہ
۲۹	حکایت	۲۴	خواص ان خواص کی توبہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	گناہ کرتے ہوئے چار گواہ ہونا	۲۹	حکایت
	اور توبہ سے سب گواہیوں کا	۳۰	توفیق کی تعریف
۴۲	محو ہو جانا .	۳۱	طہارت
	حق تعالیٰ کی شان رحمت گناہ		اللہ تعالیٰ کے عذاب کے دوامان
	کے چاروں گواہوں کی گواہی سنبھال	۳۱	دنیا میں عطا کئے گئے .
۴۳	دیتی ہے توبہ کی برکت اور تاثیر کبیرے	۳۲	تائبین کو متقین کا درجہ
۴۵	ایک حکایت	۳۳	حکایت
	توبہ و استغفار سے بندے کا رشتہ	۳۴	حضرت وحشیؒ کے ایمان لایق قہر
۴۶	حق تعالیٰ سے مضبوط ہو جاتا ہے	۳۵	مومن کامل کی شان اور گنہگار
۴۷	ابلیس کی حکایت	۳۶	بندوں کے لئے بشارت .
	بندوں کے استغفار اور توبہ سے	۳۷	ترجمہ و تفسیر از بیان القرآن
۴۸	اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوتے ہیں ؟	۳۸	روح المعانی
۴۹	گناہگار کی دنیا اور ابرار کی دنیا	۳۹	لغوی اور شرعی تحقیق
	سکون قلب اور سکینہ ، تفسیر	۴۰	خطا کار بندے توبہ کی برکت سے
۵۰	قرآن کی روشنی میں .	۴۱	خیر الختامین کے لقب سے نوازے گئے
۵۱	سکینہ کیا ہے ؟	۴۲	ایک اشکال اور اس کا جواب
	گناہگاروں کو اپنی بگڑی توبہ	۴۳	ہر نیک کام کے بعد استغفار اور
۵۳	اور استغفار سے بنانی چاہئے .	۴۴	درخواست قبولیت کی تکمیل اور
۵۶	ایک علمی لطیفہ	۴۵	حق عظمت الوہیت ہے .
۵۷	بخاری شریف کی حدیث	۴۶	÷ ÷ ÷ ÷ ÷

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۲	تائب کی شان از حدیث شریف	۶۰	طریقہ توبہ از حدیث
۷۳	موافق توبہ اور استغفار	۶۱	حضرت امام غزالیؒ کا ارشاد
۷۴	حیاء کیا ہے؟	۶۱	طریقہ توبہ کے بارے میں۔
۷۴	حیاء کی دوسری تعریف	۶۲	مغفرت کا مجرب عمل
۷۴	حیاء کی تیسری تعریف	۶۳	فائدہ
۷۵	توبہ کا طریقہ اور کلمات استغفار	۶۴	استغفار و توبہ کا فائدہ
۷۵	حدیث ۱	۶۵	استغفار اور توبہ نہ کرنے سے
۷۵	حدیث ۲	۶۵	مصائب دور نہ ہوں گے۔
۷۶	حدیث ۳	۶۶	معاصی اور مصائب کا ربط (تفسیر
۷۷	فائدہ	۶۶	قرآن کی روشنی میں)
۷۷	توبہ کے متعلق شارح مسلم محدث	۶۷	مشقال ذرہ کیا ہے؟
۷۷	عظیم علامہ نوویؒ کی جامع تحقیق	۶۹	حدیث
۷۸	توبہ و استغفار کے متعلق حکیم الامت	۷۰	مصائب کا سبب کبھی ترقی درجہ
۷۸	حضرت تھانویؒ کے ارشادات	۷۰	ہوتا ہے۔
۷۸	ہر نیک عمل میں مغفرت کی اور	۷۰	حدیث
۸۱	ہر گناہ میں عذاب کی خاصیت بتاتی ہے؟	۷۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار
۸۱	دوام توبہ کیلئے نفس اور شیطان	۷۰	توبہ اور استغفار کے بعد مستغفر
۸۲	کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟	۷۱	اور تائب کو عار دلانا
۸۲	نفس کا خوف	۷۲	فائدہ
۸۲	تفسیر از روح المعانی	۷۲	تنبیہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۳	والکاملین الغیظ کی تفسیر	۸۴	خلاصہ ترجمہ
	غصہ اور غضب اور غیظ کو ضبط کرنے پرالعامات اور بشارتیں	۸۵	شیطان کا خوف
۱۰۳	احادیث نبویؐ کی روشنی میں	۸۶	تشریح
۱۰۴	حدیث ۱		حاصل اور خلاصہ
۱۰۴	حدیث ۲	۸۸	استغفار (نظم فارسی) از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
۱۰۵	حدیث ۳	۸۹	استغفار (نظم اردو) از حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ
۱۰۶	حکایت	۹۰	استغفار (نظم فارسی) از مولانا جلال الدین رومیؒ
۱۰۷	حکایت	۹۱	مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات از محمد اختر عفی عنہ
۱۰۸	حکایت	۹۲	استغفار و توبہ (نظم) از محمد اختر
۱۰۹	حکایت	۹۳	آسان کلمات استغفار
۱۱۰	حکایت	۹۴	
۱۱۱	غصہ کے علاج میں چند احادیث مبارکہ		بے جا غیظ و غضب کا علاج
۱۱۱	حدیث اول	۹۹	قرآن و حدیث کی روشنی میں
۱۱۱	تشریح	۱۰۰	تفسیر السراء والفرار
۱۱۲	حدیث دوم	۱۰۲	کفہ غیظ کی لغوی تشریح
۱۱۲	تشریح	۱۰۳	غیظ اور غضب کا فرق

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۲	مزید تین روایات	۱۱۲	نوٹ
	مردوں کیلئے ٹخنے سے نیچے لباس	۱۱۳	حدیث سوم
	لٹکانے سے ممانعت کے وجوہ	۱۱۴	تشریح
۱۲۴	اور اسباب	۱۱۴	حدیث چہارم
	اسبال ازار کے متعلق حضرت	۱۱۴	حدیث پنجم
۱۲۶	حکیم الامت تھانوی کا فتویٰ	۱۱۴	حدیث ششم
"	سوال ۱	۱۱۴	حدیث ہفتم
۱۲۷	الجواب		
۱۲۹	سوال ۲		مسئلہ اسبال الازار
۱۳۰	الجواب	۱۱۵	احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں
۱۳۱	مقام عاشقانِ حق	۱۱۶	مسئلہ اسبال الازار
۱۳۲	مقام عاشقانِ حق	۱۱۷	اسبال ازار کے جرم پر چار عذاب
"	فائدہ	۱۱۷	کی وعید۔ مسلم شریف کی حدیث
۱۳۳	تین علامات اہلِ محبت	۱۱۸	کون کون کپڑے ٹخنے سے نیچے لٹکانے سے گناہ ہوگا۔
۱۳۴	علمی لطیفہ	۱۱۹	اسبال ازار کن کن حالتوں میں
۱۳۶	عاشقانِ حق کو خداوندی تہنیت	۱۱۹	متحقق ہوگا۔
		۱۲۱	بخاری شریف کی شرح فتح الباری سے

۱۵۲	علاوتِ ایمانی سے کیا مراد ہے؟ وہ کیا اعمال ہیں جن سے ایمان کی	۱۳۹	گناہ کے نقصانات
۱۵۶	علاوتِ دل کو نصیب ہوتی ہے	۱۴۰	گناہ کے نقصانات
۱۵۷	لفظِ علاوت کی دو بر تسمیہ	۱۴۱	بڑے گناہ جن پر وعیدیں آئی ہیں
۱۵۷	محبتِ رسول سے کیا مراد ہے	۱۴۳	حفاظتِ نظر
۱۵۸	ایک حکایت		
۱۶۰	علاوتِ ایمانی کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی شارحِ بخاری کی تحقیق۔	۱۴۵	زندگی کا ویزا ناقابلِ توسیع ہے اور دنیا کی لذات فانیہ کی حقیقت
۱۶۱	یہ محبت کیسے حاصل ہوتی ہے؟		
۱۶۳	علاوتِ ایمانی کیلئے دوسرا عمل (مَنْ أَحَبَّ عَبْدًا مُجِيبًا لِلَّهِ)	۱۴۶	زندگی کا ویزا ناقابلِ توسیع ہے اور دنیا کی لذات فانیہ کی حقیقت
۱۶۳	کسی بندے سے اللہ کیلئے محبت پر بخاری شریف کی حدیث سے بشارت		
۱۶۵	محبتِ لہ اور فی اللہ کی تشریح		
۱۶۶	فائدہ	۱۴۹	علاوتِ ایمان (ایمان کی مٹھاس)
۱۶۹	محبتِ لہ اور فی اللہ کا ایک اور انعامِ عظیم بروزِ محشر۔	۱۵۰	علاوتِ ایمان
۱۷۰	حدیث	۱۵۱	علاوتِ ایمانی کیا ہے؟
۱۷۲	حدیث	۱۵۲	علاوتِ ایمانی چرسنِ غمائمہ کی بشارت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	حصولِ حلاوتِ ایمانی کیلئے ایک		ایک ملفوظ حضرت حکیم الامت
۱۸۱	اور خاص عمل (بد نظری سے پرہیز)	۱۷۵	تھا نوئی۔ از ملفوظات حسن الخریز
"	حدیث قدسی	"	محبتِ نبوی اور فی اللہی کا انعام
"	حدیث قدسی کی تعریف	"	حدیث قدسی
۱۸۲	ملفوظات حکیم الامت تھا نوئی	"	فائدہ
"	ملفوظ ۱	"	ملفوظ حضرت حکیم الامت تھا نوئی
"	ملفوظ ۲	۱۷۶	از کمالات اشرفیہ
"	ملفوظ ۳	۱۷۷	ملفوظ
"	ملفوظ ۴	"	محبتِ نبوی اور فی اللہی کا ایک
۱۸۵	ملفوظ ۵	"	اور انعام
"	ملفوظ ۶	"	حدیث
"	ملفوظ ۷	۱۷۸	ترجمہ
۱۸۶	ملفوظ ۸	"	خلاصہ ترجمہ
"	عرض مؤلف	"	محبتِ نبوی اور فی اللہی کا ایک
۱۸۷	ملفوظ ۹	۱۷۹	اور انعام۔
"	عرض مؤلف	"	حدیث
۱۸۸	ملفوظ ۱۰	۱۸۰	شرح مرقاۃ
"	ملفوظ ۱۱	"	حصولِ حلاوتِ ایمان کیلئے
"	اَمْرَد - علامہ شامی کی تحقیق	"	حدیث کا تیسرا مجزو۔
۱۹۰	اَمْرَد - از مرقاۃ	"	شرح مرقاۃ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۰	ترجمہ	۱۹۱	اعلامہ نو دمی شارح مسلم کا ارشاد
۲۰۱	تفسیر روح المعانی	۱۹۲	حکایت
۲۰۲	حدیث	۱۹۳	ارشاد حضرت حاجی صاحب
۲۰۳	ترجمہ	۱۹۴	عرض مؤلف
۲۰۴	عورت مثل بیڑھی پتلی سے	۱۹۵	حفاظت نظر کے متعلق علامہ آگوسی
۲۰۵	بخاری شریف کی حدیث	۱۹۶	کا ارشاد
۲۰۶	ترجمہ	۱۹۷	تشریح و ترجمہ
۲۰۷	فائدہ	۱۹۸	ارشاد حضرت مجدد الف ثانی
۲۰۸	باب المداراة مع النساء کی شرح	۱۹۹	چند آخری کلمات
۲۰۹	از فتح الباری	۲۰۰	فائدہ
۲۱۰	ترجمہ	۲۰۱	ملفوظ - از کمالات اشرفیہ
۲۱۱	دیگر احادیث مبارکہ	۲۰۲	جادو سے بنگال (نظم)
۲۱۲	حدیث ۱	۲۰۳	از مؤلف
۲۱۳	ترجمہ	۲۰۴	نعت شریف
۲۱۴	حدیث ۲	۲۰۵	(از مولانا محمد احمد پرتا بگڈھی)
۲۱۵	حدیث ۳	۲۰۶	دامت برکاتہم
۲۱۶	حدیث ۴	۲۰۷	بیوی کے حقوق
۲۱۷	حدیث ۵	۲۰۸	بیوی کے حقوق
۲۱۸	حدیث ۶	۲۰۹	تاریخ تخلیق عورت
۲۱۹	حکیم الامت کے ارشادات	۲۱۰	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۵	حدیث	۲۰۶	ملفوظ
•	ترجمہ	•	ملفوظ
•	تکالیف میں مومن کی شان	۲۰۷	ملفوظ
•	حدیث اول	۲۰۸	عبرت
•	ترجمہ		
۲۱۶	حدیث دوم		الاسترجاع والاستسلام
•	ترجمہ		وما علیہما الا انعام!
•	حدیث سوم		رضابہ قضا، معائب میں مبر اور مسائل
•	ترجمہ	۲۰۹	انا الیہ انا للہ وانا الیہ راجعون کے موضوع پر
•	ایک اشکال اور اس کا جواب		
	مبر اور غم کے متعلق حضرت		تفسیر بیان القرآن اور تفسیر
۲۱۸	حکیم الامت کا عجیب کا ارشاد		روح المعانی کی روشنی میں سنت
•	ملفوظ	۲۱۰	استرجاع کی تفصیل
۲۱۹	تسلیم و رضا بالقضا فرض ہے	•	ترجمہ و تفسیر از بیان القرآن
	ہر تکلیف کا مومن کے لئے خیر	۲۱۱	تعریف معیبت
•	ہونے پر عقلی دلیل	۲۱۲	ترجمہ
۲۲۰	حکایت		استرجاع کا اس امت کے لئے
۲۲۱	مولانا رومی کا ارشاد	۲۱۳	خاص انعام ہونے کا ثبوت
•	صدیق کا ایمان کتنا قوی ہوتا ہے؟	•	سنت استرجاع کی تکمیل
		۲۱۴	ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معمولات

برائے

سائلین

از

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معمولاتِ برائے سالکین

- ① با وضو ، صاف کپڑے ، عطر لگا کر ، قبلہ رو بیٹھ کر مراقبہ کریں کہ میری قبر سامنے ہے ۔ میں اپنی قبر کے سامنے سب سے پہلے اپنی نفی کر رہا ہوں پھر تمام ماسوا اللہ کی اور اس طرح پانچ سو مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تعداد پوری کریں ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے دنیا کے تمام فانی محبوب اور ان باطل معبودوں کی نفی کریں جو خواہشات نفسانیہ کی صورت میں ہمارے دل کے اندر حنڈا بنے ہوئے ہیں ۔ اور إِلَّا اللَّهُ سے یہ تصور کریں کہ ہمارے قلب میں اللہ تعالیٰ کے نور کا ستون عرش الہی سے داخل ہو رہا ہے ۔
- ② ذکر اسم ذات پانچ سو مرتبہ اس طرح سے کہ زبان کے ساتھ دل سے بھی اللَّهُ نکل رہا ہے ۔
- (ب) تین سو مرتبہ درود شریف صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْآتِي .
- ③ ذکر اسم ذات سو مرتبہ ذرا کھینچ کر کہ اللہ کہتے وقت اپنی آہ بھی محسوس ہو اور یہ تصور کریں کہ میرے دل میں چاندی کے پانی سے لفظ اللہ لکھا ہوا ہے اور خوب چاند سا چمک

رہا ہے پھر یہ تصور کریں کہ میرے بال بال سے لفظ اللہ نکل رہا ہے۔
پھر یہ تصور کریں کہ آسمان و زمین، شجر و حجر کائنات کا ہر ذرہ
ہمارے ساتھ ساتھ اللہ کہتا ہے ۵

چوں بگریم خلقہا گریاں شود

چو بنام چرخہا نالاں شود (ردھی)

ترجمہ :- جب میں حق تعالیٰ کی یاد میں روتا ہوں تو میرے ساتھ
ایک کثیر مخلوق روتی ہے اور جب نالہ کرتا ہوں تو ہر آسمان بھی
ہمارے ساتھ نالہ کرتا ہے۔

④ تلاوت قرآن پاک اور سورۃ یسین ،

اور یہ دعا کرے کہ اے ہمارے رب ہم نے آپ کے کلام پاک
کی تلاوت کی اور آپ کے کلام کے دل کی تلاوت کی حدیث
شریف میں سورۃ یسین کو قرآن کا دل فرمایا گیا ہے پس اپنے
کلام کے دل کی برکت سے ہمارے دل کو اللہ والا بنا دیجئے اور
اصلاح کی تکمیل فرما کر ہمارے دل کو قلب سلیم بنا دیجئے۔

⑤ مناجات مقبول کی ایک منزل دعا خواہ عربی یا فارسی یا اردو
مگر افضل عربی والی منزل ہے۔

⑥ مراقبہ موت ، مراقبہ قبر و حشر اور احتساب محشر اور
مراقبہ دوزخ۔

نوٹ :- کمزور دل والے مراقبہ موت نہ کریں۔

⑦ اپنے مرشد کی صحبت کا اہتمام اور اس سے دوری میں اس کی بتائی
ہوئی کتابوں کا مطالعہ بالخصوص قصد السبیل، بہشتی زیور کا نمبر ۱

اور مطالعہ و اعجاز و ملفوظات حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ -

⑧ گاہ گاہ قبرستان کی حاضری اور مرنے والوں سے عبرت اور دنیا کی فنا نیت کا سبق لینا -

⑨ بستی کے صالحین اور عاشقین حق کے پاس حاضری -

⑩ حسین نوجوان مردوں اور اجنبیہ نامحرم عورتوں سے اپنی نگاہ، دل اور جسم کو بہت دور رکھنا - شیطان - لکین کو انہیں مردہ اور سڑنے اور گلنے والی لاشوں کے عارضی اور فانی حُسن میں پھنسا کر بے وقوف بنا کر قرب حق تعالیٰ اور نعمت تقویٰ اور قلب و روح کے حقیقی چین اور بہار دائمی سرمدی سے محروم کر دیتا ہے - اور زندگی کو ان کے چکر میں پھنسا کر تلخ اور تباہ کر دیتا ہے -

⑪ ہر روز ۲ رکعت صلوٰۃ توبہ پڑھ کر تمام معاصی سے تضرع اور الحاح سے معافی مانگے اگر آنسو بھی نکل آئیں تو بہت بہتر در نہ رونے والوں کی شکل بنا نا بھی کافی ہے اور یوں دعا کرے کہ

اے اللہ! ہمارے جملہ معاصی کو معاف فرما دیجئے اور اُن کے نقصانات لازمہ اور متعدیہ کی بھی اپنی شان کے شایان تلافی فرما دیجئے - اور گناہ سے جو حیار میں نقصان آیا ہے اُس کی ایسی تلافی فرما دیجئے کہ ہم کو حقیقت حیار کا احسان اور مشاہدہ والا مقام نصیب ہو -

فان حقیقۃ الحیاء انّ مولاک لا یراک

حیث نہاک و هذا مقام الاحسان یتبی

بالمشاہدۃ - (مرقاۃ ج ۱ ص ۷۰)

ترجمہ :- حقیقت حیا یہ ہے کہ تمہارا مولا تم کو ایسی حالت میں نہ دیکھے جس حالت کو دیکھ کر ناراض ہو یعنی اپنی ناسرمانی کی حالت میں تم کو نہ دیکھے ۔

⑫ دُور کعبتِ صلوة حاجت پڑھ کر اپنی اصلاح کی اور ترکِ معاصی کی توفیق کو الحاج کے ساتھ طلب کرے اور ہو سکے تو یہ دُعا پڑھ کر دعا کرے تو جلد قبولیت کی امید ہے ۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَكِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ
الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ
إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَرِعَائِمْ مَغْفِرَتِكَ
وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَيْتٍ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدْعُ
لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً
هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

(ترمذی — شامی ج ۱)

اس دُعا کے بعد دنیا اور آخرت کی جو بھی حاجت ہو خوب دیر تک حق تعالیٰ سے مانگے ۔

⑬ تین گناہوں سے بہت اہتمام سے بچے :

① بزدلگاہی — اس سے دل تباہ ہو جاتا ہے فوراً استغفار سے تلافی کرے اور کچھ نوافل پڑھے اور کچھ خیرات کرے
② بدگمانی — اپنے مرشد سے یا صالحین یا کسی مسلمان سے بدگمانی نہ کرے اور سب سے اپنے کو حقیر سمجھے اور اگر ذکر و طاعت کی توفیق ہو جاوے تو حق تعالیٰ کے انعام کا شکر

ادا کرے۔ اگر دل حاضر نہ ہو تو بھی شکر ادا کرے اور اپنے کو یوں سمجھائے کہ بہت سے لوگ تو زبان کے ذکر سے بھی محروم ہیں شکر ہے خدا کا کہ زبان سے تو اللہ پاک کا نام نکلا۔ اس شکر کی برکت سے بقاعدہ لَيْتُنَّ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ انشاء اللہ تعالیٰ دل بھی حاضر ہونے کی توقع ہے۔ لیکن اپنے ہر نیک عمل پر عدم قبولیت کا بھی خوف رکھے تاکہ نفس میں بڑائی نہ آوے۔ مسجد میں جاوے تو سب نمازیوں سے اپنے کو کمتر سمجھے اور یوں ارادہ کرے کہ اگر یہ اعلان ہو کہ اس مسجد میں جو سب سے برابر ہو باہر آجائے اس سے کوئی کام ہے تو فوراً خود نکلنے کا جذبہ ہو۔ یہ فقیری کا اصل راز ہے اسی پر حق تعالیٰ شانہ کا فضل بندہ پر ہوتا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کے لئے واقعہ منقول ہے کہ اعلان ہوا جو سب سے بڑا ہو مسجد سے باہر نکلے تو خود سب سے پہلے نکلے حضرت شہلیؒ ان کے مرشد نے جب ان کا یہ حال سنا تو فرمایا کہ آہ اسی تواضع نے جنید کو جنید بنایا ہے۔

۳ تیسری بد عملی غیبت ہے۔ یہ بیماری اکثر کبر اور عجب سے ہی ہوتی ہے ورنہ جو اپنے کو کوڑھی باطناً سمجھتا ہے کسی کے زکام پر نہیں ہنستا۔

نوٹ :- ان تین گناہوں کے ترک سے تمام گناہوں کا ترک آسان ہو جاتا ہے۔

⑬ ذکر میں ناغم نہ کرے اور وقت مقرر براداکرے لیکن اگر ناغم ہو جاوے یا وقت مقرر پر موقع نہ ہو سکا تو دوسرے وقت یا

دوسرے دن شروع کر دے ناغہ ہونے سے مایوس ہو کر بالکل نہ ترک کرے۔ ناغہ کے ساتھ ذکر بھی ایک قسم کا دوام ہے۔

⑮ اسی طرح اگر ذکر میں لذت نہ آوے تو بھی حق تعالیٰ کا نام لینا ہی انعام عظیم سمجھے۔ ذکر بے لذت بھی وصولِ اِلٰی اللہ اور انکشافِ معیتِ خاصہ کے لئے کافی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی گناہ کی ایسی عادت پڑ گئی کہ چھوٹی ہی نہیں تو اس کو پوری طرح اپنے مرشد کو تحریراً بتا کر اس کا علاج دریافت کر کے عمل کرے اور بار بار اپنے حالات سے اطلاع کرتا رہے اور ہمت سے پرہیز کرے لیکن اگر کوئی برائی نہیں چھوٹی تو سبلائی نہ چھوڑے اگر غیر اللہ نہیں چھوڑتے تو اللہ تعالیٰ کو بھی نہ چھوڑو۔ یہ کیسی حماقت ہوگی کہ غیر تو نہ چھوڑے اور اپنے مالک اور کریم مولیٰ کو بھول جا دے ۛ

جو ناکام ہوتا رہے عمر مہسر بھی !
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر مہسر کی
کبھی وہ دبا لے ، کبھی تو دبا لے

انشاء اللہ تعالیٰ اگر لگے رہے، گو تو یہ بھی ٹوٹی رہی لیکن استغفار اور گریہ و زاری سے راہ پر پڑے رہے، تو انشاء اللہ تعالیٰ انجامِ آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور وقتِ خاتمہ انشاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ شانہ اپنے کرم سے اچھا کریں گے اور آپ کو نفس اور شیطان پر غالب کر دیں گے ۛ

دوست دارد دوست این آشفتنگی
کوشش از بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ :- حق تعالیٰ اپنے بندوں سے یہ ٹوٹی بھوٹی کوشش بھی محبوب رکھتے ہیں اور یہ بے ہودہ کوشش بھی بالکل سو جانے سے بہتر ہے۔

(۱۶) سب سے اہم اور نہایت ضروری نصیحت یہ ہے کہ ہر کام میں ہر فعل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو معلوم کریں اور اسی پر عمل کریں بالخصوص سنن عادیہ کھانے پینے سونے چاگنے استنجا کرنے لباس پہننے وغیرہ کی سنتوں کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو یاد کر کے عمل کریں کہ اس دور میں ایک سنت کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہید کے برابر ہے۔

یہ ۱۶ اصول بیان کئے گئے ہیں حق تعالیٰ شانہ ان چند اصولوں کو سالکین کے لئے ذریعہ کامیابی بنائیں۔ آمین۔

راقم الحروف

محمد اختر عرفنا اللہ عنہ

۷ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

شان مرحمة الغفاس
في قبول
التوبة والاستغفار

معروف

استغفار وتوبه

از

حضرت مولانا حكيم محمد اختر صاحب ملة نللة العالى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شانِ رَحْمَةِ الْعَفْوَاسِ فِي قَبُولِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ



استغفار | مغفرت طلب کرنا۔ غفر کے معنی ستر ہے۔
عَفَرَ يَغْفِرُ بِمَعْنَى سَتَرَ يَسْتُرُ۔

اللہ تعالیٰ جس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں اس کے گناہ کو دنیا اور آخرت میں چھپادیتے یعنی غفاریت کے ساتھ ساتھ ستاریت کا بھی ظہور ہوتا ہے۔ مولا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ باب الاستغفار میں رقمطراز ہیں:-

وَالْمَغْفِرَةُ مِمَّنْهُ تَعَالَى يَعْبُدُ ۝ سَتْرًا لِّذَنْبِهِ فِي
الدُّنْيَا بِيَأْنُ لَا يُطْلَعُ عَلَيْهِ أَحَدٌ أَوْ فِي الْآخِرَةِ
بِيَأْنُ لَا يُعَاقِبُهُ عَلَيْهِ ۝ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۲۲)

ترجمہ:- مغفرت کا مفہوم حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر ہے کہ اس کے گناہ کو دنیا میں چھپالیں اس طرح سے کہ کسی کو بھی مطلع نہ کریں اور آخرت میں اس پر سزا نہ دیں؟

تعریفِ توبہ | علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ توبہ شریعت کی اصطلاح میں گناہ کو اس کے بُرا ہونے کے سبب ترک کرنا۔

اور اپنی اس کوتاہی اور خطا پر شرمندہ ہونا اور آئندہ کے لئے عزم کرنا کہ اب یہ گناہ نہ کریں گے اور اس خطا کی تلافی کرنا۔

شارح مسلم علامہ نوویؒ نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ اگر وہ گناہ بندوں کے حقوق سے متعلق ہے تو اس ظلم کو معاف کرائے اور حق ادا کرے، اور اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہے تو نماز روزہ وغیرہ تضار ادا کرے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۲۲)

توبہ کی لغوی تحقیق | محیط المحيط قاموس مطول للغة العربیة :

التَّوْبَةُ مَصْدَرٌ تَابَ رَجَعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ أَوْ نَدِمَ عَلَى الذَّنْبِ مُسْتَقْرًا بَانَ لَا عَذْرَ لَهُ فِي اتْيَانِهِ تَابَ إِلَيْهِ أَيْ أَنَابَ إِلَيْهِ تَوَابَ يَسْتَعْمَلُ فِي اللَّهِ لِكثْرَةِ قَبُولِهِ التَّوْبَةَ مِنَ الْعِبَادِ وَفِي الشَّرْعِ النَّدَمُ عَلَى مَعْصِيَةٍ مِنْ حَيْثُ هِيَ مَعْصِيَةٌ مَعَ عَزْمٍ أَنْ لَا يَعُودَ لِيَهَا إِذَا قَدَّرَ عَلَيْهَا۔

”توبہ لغت میں معصیت سے رجوع کرنے کا نام ہے اور شریعت میں گناہ سے ندامت کا نام ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ گناہ کو گناہ سمجھ کر نام ہو اور اس ارادہ کے ساتھ کہ دوبارہ یہ گناہ نہ کرے گا جب کہ اس کو اس گناہ پر قدرت بھی حاصل ہو جاوے“

توبہ اور تائبین کے اقسام

(از روح المعانی ص ۲۸۶ پ ۱)

تُبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

تُبَّ عَلَيْنَا | اسی دفعنا للتوبة ہمارے اوپر توجہ فرمائیے، یعنی توفیق توبہ عنایت فرمائیے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بندہ مورد عنایت حق اور منظور بنظر الحق ہوتا ہے اس کو توفیق توبہ عطا کی جاتی ہے لہذا تائبین کو نہ نظر حقارت کبھی نہ دیکھنا چاہئے کہ یہ بھی محبوبین حق تعالیٰ کے ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
التَّوَّابِينَ ۝

”بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے
ہیں توبہ کثرت سے کرنے والوں کو“

عوام کی توبہ | وَالتَّوْبَةُ تَخْتَلِفُ بِاخْتِلَالِ التَّائِبِينَ
فَتَوْبَةُ سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ النَّدْمُ وَالْعَزْمُ
عَلَى الْعُودِ وَرَدِّ الْمُظَالِمِ إِذَا امْكَنَ وَنِيَّةُ الرَّدِّ
إِذَا لَمْ يُمْكِنَ .

ترجمہ: توبہ کے مختلف درجات ہیں تائبین کے اختلاف مراتب سے۔ پس عوام کی توبہ گناہ پر ندامت اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا ارادہ ہے اور حقوق عباد میں ان کا حق ادا کرنا ہے ممکن صورت میں اور

عدم امکان کی صورت میں نیتِ ادائیگی ہے۔

خواص کی توبہ | وَتُوبَةُ الْخَوَاصِّ الشَّجُوعُ عَنِ
الْمَكْرِ فَهَاتَيْنِ خَوَاطِئِ السُّوءِ وَالْفُتُورِ
فِي الْأَعْمَالِ وَالْإِتْيَانِ بِالْعِبَادَةِ عَلَى غَيْرِ وَجْهِ
الْكَمَالِ .

ترجمہ :- اور خواص کی توبہ : باطنی مکروہ اعمال اور عبادات کی
کو تباہیوں (کہ کما حقہ نہ کرنے) اور کمال حضور اور کمال خشوع
سے نہ ادا کرنے سے توبہ کرنا ہے۔

خواص النخواص کی توبہ | وَتُوبَةُ الْخَوَاصِّ الْخَوَاصِّ
لِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَ
التَّرْقِي فِي الْمَقَامَاتِ .

ترجمہ :- اور خواص النخواص کی توبہ درجات کی بلندی کیلئے ہے
اور مقاماتِ قرب میں ترقی کے لئے ہے۔

اور یہ مقام صرف انبیاء علیہم السلام کا ہے اور اس آیت میں
یہی مراد ہے کہ یہ تُوْبٌ عَلَيْنَا حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل
علیہما الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے۔

❦

استغفار اور توبہ کا فرق | حق تعالیٰ کا ارشاد
ہے :-

اِسْتَعْفِرْ ذَا رَبِّكَ ثُمَّ تَوْبُوا اِلَيْهِ (پل - سورہ ہود)
 اس آیت کے ذیل میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں استغفار
 سے مراد ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنا ہے اور توبہ سے مراد ندامت
 قلب کے ساتھ تلافی اور آئندہ کے لئے عہد کرنا ہے کہ اس خطا کو
 دوبارہ نہ کریں گے۔ علامہ آلوسی کی عبارت ملاحظہ ہو:

۱۔ لانستغفرت الاستغفار هو التوبة بل هو ترك
 المعصية والتوبة هي الرجوع الى الطاعة .

۲۔ الاستغفار طلب ستر الذنب من الله تعالى و
 العفومنه والتوبة تطلق على الندم عليه مع العزم
 على عدم العود اليه فلا اتحاد بينهما .

(روح المعانی پل ص ۲۰۷)

اگر استغفار اور توبہ ایک ہی حقیقت رکھتے تو حق تعالیٰ شانہ
 الگ الگ نہ بیان فرماتے۔

توبہ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کا مفہوم
 حق تعالیٰ کی عنایات اور توفیقات ہوتی ہیں۔

مقبول توبہ کی علامت | خطا کے صدور سے قلب کا
 انتہائی غم اور انتہائی کرب

اور ندامت منصوص ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

حَتَّىٰ اِذَا ضَلَّتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحَّبَتْ وَضَاغَتْ
 عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ (پل ص ۳۷)

یہ آیت اس اضطراب پر دلالت کرتی ہے کہ جس قدر ایمان ہوتا ہے اسی قدر گناہ سے غم ہوتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان تین اصحاب پر زمین بادِ وجود و وسعت کے تنگ ہو گئی اور وہ اپنی جانوں سے بیزار ہو گئے۔

حدیث میں وارد ہے کہ مومن کے قلب پر گناہ مثل پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور منافق کے قلب پر گناہ مثل مکھی معلوم ہوتا ہے۔ اور سبکی سے خوش ہونا اور گناہ سے غمگین ہونا علامت ایمانِ سترار دیا گیا ہے۔

مولانا رومیؒ گناہ کے غم کو یوں بیان کرتے ہیں :-

در جگر افتادہ ہستم صد شرر ؛ در مناجتہم ببین خون جگر
ترجمہ :- اے خدا ہمارے جگر میں غم کی صد ہا آگ بھڑک اٹھی اور اس کے اثر سے ہماری مناجات اور استغفار میں ہمارے جگر کے خون کو آپ ملاحظہ فرمائیں یعنی ندامت کے ان آنسوؤں کو کہ وہ جگر کا خون ہیں اور غم سے آنسو بن گئے ہیں آپ ہماری دعا میں دیکھ لیں۔

پس توبہ کی حقیقت انتہائی ندامت اور غم سے استغفار کرنا ہے۔ اسی لئے امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ توبہ کی نماز دو رکعت پڑھ کر سر سے ٹوپی اتار کر اپنے سر و چہرہ پر خاک ڈال کر خوب دیر تک تضرع اور گریہ سے معافی مانگے اور اپنے کو خوب برا کہے۔ مہلٹی ہٹا دے اور مٹی پر سجدہ کرے اور سجدہ میں دیر تک روتے اور معافی مانگے اور یہ سمجھے کہ حق تعالیٰ کی رحمت کے علاوہ کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

وَرُظِنُوا أَنْ لَا مَدْحَبَ ؕ
اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ
مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ؕ
تعالیٰ کے علاوہ کوئی پناہ اور نہیں ہے

توبہ کی حقیقت دو اجزاء سے مرکب ہے (۱) ندامت (۲) عزم علی التقویٰ
یعنی ندامت ہو اور آئندہ نہ کرنے کا عزم اور نچھتہ ارادہ ہو۔

امام غزالیؒ نے یہ طریقہ صرف جلبِ رحمتِ حق کے لئے لکھا ہے
ضروری نہیں کہ سر پر خاک نہ ڈالے تو توبہ نہ ہوگی۔

توبہ کی توفیق بندے کی مقبولیت کی علامت ہے

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ** — اے
دَفَعَهُمُ لِلتَّوْبَةِ (روح)

پس حق تعالیٰ کی یہاں عنایت کا ظہور بصورتِ توفیقِ توبہ ہے۔
جس بندے سے محبت فرماتے ہیں اس کو گناہ کی نجات میں ناپاک اور
آلودہ نہیں رہنے دیتے توفیقِ توبہ عنایت فرما کر پاک کر دیتے ہیں۔
لِيَتُوبُوا : تاکہ توفیقِ توبہ سے توبہ کر لیں۔ اور احقر توفیق کی تعریف
آگے ذکر کر رہا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
التَّوَّابُ : هُوَ الْمُبَالِغُ فِي قَبُولِ التَّوْبَةِ لِمَنْ تَابَ وَتَوَعَّادَ
فِي الْيَوْمِ مِائَةً مَرَّةً .

حق تعالیٰ خوب توبہ قبول فرمانے والے ہیں جو توبہ کرے اگرچہ دن
میں سو مرتبہ اس کی توبہ ٹوٹ جائے (بشرط ندامت اور عزم علی التقویٰ)
الرَّحِيمُ : الْمُسْتَفْضِلُ عَلَيْهِمْ يُفْنُونَ الْأَلَاءَ مَعَ اسْتِحْقَاقِهِمْ
لِأَنَّا نَبِئِينَ الْعِقَابِ .

بندوں پر مختلف اسامی کی عنایات سے مہربانی فرمانے والے بادچوکے

وہ مختلف انواع کی سزاؤں کے مستحق تھے

(روح المعانی ج ۱۱ ص ۴۳)

صفتِ رحمن اور صفتِ رحیم کا فرق

رحمة الرحمن | قد تمنى ج بالألم كشراب الدواء الكرا
الطعم والرائحة فإنه ان كان رحمة
بالمريض لكن فيه ما لا يلائم طبعه .

ترجمہ :- رحمن کی رحمت کبھی کبھی تکلیف کے ساتھ مل جاتی ہے جیسے برونزہ اور ناگوار دوا کا پینا پس یہ دوا مریض کے لئے اگرچہ رحمت ہے لیکن طبیعت کو کلفت بھی ہے۔

رحمة الرحيم | لا يمازجها شوبٌ فهي محض النعمة و
لا توجد إلا عند أهل السعادات الكاملة
اللهم اجعلنا سعداء الدارين بحرمة سيد الثقلين
صلى الله تعالى عليه وسلم .

ترجمہ :- صفتِ رحیم کی رحمت تکلیف سے بالکل نہیں ملتی اور وہ نعمتِ محض ہے نہیں عطا کی جاتی مگر اہل سعادت کاملہ کو۔
علامہ آلوسیؒ اس مقام پر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو دارین کے
سعدا میں کر دے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے۔

(روح ص ۸۲ پ)

شیطان کا تصرف اور اثر، گناہ کرنے کے بعد اس کی تارکی اور ظلمت میں

إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۗ اِلاٰ يَٰٓرَءٰى
من الذنوب)

ترجمہ :- شیطان نے ان کو مٹھسلا دیا بعض ان اعمال کے سبب جس کا انہوں نے اکتساب کیا۔

اس آیت کے ذیل میں علامہ آلوسی تحریر کرتے ہیں :-

لأنها تورث الظلمة والشيطان لا مجال له على
ابن آدم بالتزيين والوسوسة الا اذا وجد الظلمة في
القلب (پ ۳ ص ۱۰۴ روح)

کیونکہ گناہ سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور شیطان کی طاقت
آدم علیہ السلام کی اولاد پر بُرے اعمال کو مزین کرنے اور گناہ کے وساوس
ڈالنے کی نہیں ہوتی جب تک کہ اس کو ان کے دل میں اندھیرا گناہ کا
نہ ملے (جیسے چمکا ڈر (خفناش) ہمیشہ اپنی سکونت اور قیام کے لئے
اندھیرا چاہتا ہے)۔

وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ ۗ وَرَتَّبْنَا لَهُمُ الْوَسْوَاسَ الْخَاسِرِينَ ۗ
اور تحقیق کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان کو
معاف فرما دیا۔

عفو کیا ہے؟ محو الجرمۃ بالتوبة؛ خطا کو توبہ سے مٹا دینا۔
چنانچہ جب قلب توبہ کی ندامت اور عزم علی التقویٰ کے نور سے روشن
ہو جاتا ہے تو شیطان کے اثرات ایسے دل سے ختم ہو جاتے ہیں۔

حین استنارت قلوبہم بنور الندم والتوبة (روح) ج ۲ ص ۱۰۴

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ، وبمقتضى ذلك ظهرت المخالفة
 وأردفت بالتوبة ليكون ذلك مرآة لظهور صفات الله تعالى
 ومن هنا جاء (لولا تذبذبوا لأتى الله تعالى بقوم يذنبون
 فيستغفرون فيغفر لهم)

حکایت | حضرت سلطان ابراہیم ادہمؒ ایک رات طواف
 کر رہے تھے اور کثرت سے یہ دعا کر رہے تھے:

”اللہمَّ اعصمني من الذنوب“ — فسمعها تفتأ من قلبه
 يقول يا ابراهيم انت تسئله العصمة وكل عبادة يسئلونه
 العصمة فاذا عصمكم على من تفضل وعلى من يتكرم .

اے اللہ! مجھے معاصی سے عصمت و حفاظت مقدر و مقرر ماکہ
 غیبی آواز اپنے قلب سے سنی کہ اے ابراہیم تو جو سوال عصمت کا کرتا ہے
 یہی سوال تمام بندے کرتے ہیں اگر سب کو معصوم بنا دوں تو میری
 عنایت مغفرت اور رحمت کس پر ہوگی۔

حکایت | اسی نوع کی حکایت ملا علی قاریؒ نے لکھی ہے کہ حضرت
 امام غزالیؒ کے استاد علامہ ابواسحاق اسفرائینیؒ جو بڑے

علماء کبار سے اور راسخین فی العلم سے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے
 حق تعالیٰ شانہ سے تیس سال تک دعا مانگی کہ ہم کو توبہ نصوح عطا
 فرما دیجئے، پس میری دعا تیس سال گزرنے تک جب قبول نہ ہوئی
 تو مجھے دل میں تعجب ہوا کہ وہ ارحم الراحمین دعا کیوں نہیں قبول فرماتے

ہیں۔ پس میں نے خواب میں ایک آواز غیبی سنی کہ کوئی گنہگار ہے کہ تجھے تعجب ہے کہ اب تک دعا کیوں نہیں قبول ہوئی؟ آخر تیرے اس سوال کا حاصل تو یہی ہے ناکہ تو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاوے اور تو نے نہیں سنا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ اللَّهُ تَعَالَى خُوبٌ تَوَّابٌ كَرِيمٌ وَاللَّهُ كَرِيمٌ
وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ اور خوب طہارت کا اہتمام کرنے والوں کو
کو محبوب بنا لیتے ہیں:

توفیق کی تعریف | توفیق کیا چیز ہے؟

توفیق کی تعریف مولانا اعجاز علی صاحب استاذ فقہ و ادب دارالعلوم دیوبند نے تین طرح سے بیان فرمائی ہے:

- ① توجیہ الاسباب نحو المطلوب الخیر
- اسباب کا متوجہ کر دینا مطلوب خیر کی طرف۔
- ② تسہیل طریق الخیر و تسدید طریق الشر
- خیر کے راستہ کا آسان فرما دینا اور شر کے راستہ کو بند کر دینا۔
- ③ خلق القدرة علی الطاعة
- طاعت کی ہمت اور طاقت پیدا کر دینا۔

(از شرح مقامات، مطبوعہ دیوبند ص ۴۲)

طہارت، وضو اور غسل تو سب کو معلوم ہے لیکن علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ حضرت سہیلؑ نے یہ فرمایا کہ علم کی طہارت جہل کی ظلمت سے حفاظت ہے اور طاعت کی طہارت معصیت کی

آلودگی سے حفاظت ہے اور طہارت ذکر کی غفلت اور نسیان سے حفاظت ہے اور طہارت کاملہ: طہارۃ الاسرار من دنس الاغیار ہے یعنی باطن کو غیر اللہ سے پاک رکھنا یہی طہارت کاملہ ہے
(روح المعانی پ ۲۶ ص ۲۶)

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دوامان
دنیا میں عطا کئے گئے!!
حضرت علیؑ نے منسرایا کہ
ارض کائنات میں دوامان
دیئے گئے:

کان فی الارض امانان من عذاب اللہ فرجع احدهما
ندونکما الآخر فتمسکوا به اما المرفوع فرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم واما الباقی منہما الاستغفار
(مرقاۃ ج ۵ ص ۱۲۳)

ترجمہ: زمین کے دوامان میں سے ایک تو اٹھایا گیا اور وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور دوسرا باقی رہ گیا اور وہ استغفار
ہے اس کو مضبوط پکڑ لو۔

حق تعالیٰ شانہ کے اس ارشاد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ
وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا
كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ
وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝
اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا اور
آں حالیکہ آپکی وجود مبارک ان کے اندر
موجود ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب
نہ دے گا درآنحالیکہ یہ استغفار کر رہے ہوں
ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:-

أقول إذا كان الاستغفار ينفع الكفار فكيف لا يفيد

تائبین کو متقین کا درجہ | قال صلی اللہ علیہ وسلم
من لزم الاستغفار جعل اللہ

لہ من کل ضیقٍ مخرجا ومن کل همٍّ فرجا ورزقہ من
حیث لا یحتسب (راحمہ والوداؤد) (مشکوٰۃ، باب الاستغفار)
ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان آیات سترانیہ سے
مقتبس ہے :-

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ
لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ
مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

” جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا
حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی برکت
سے ہم اس کو ہر غم سے خلاصی کا راستہ
نکال دیں گے اور ایسی جگہ سے رزق

عطا کریں گے جہاں اس کا گمان بھی نہ پہنچتا

اس حدیث کے اندر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہی ارشاد
ہے کہ جو شخص استغفار کو لازم پکڑ لے گا اللہ تعالیٰ ہر شے سے نجات
کا راستہ پیدا فرمائیں گے اور ہر ہم و غم سے نجات دیدیں گے اور
رزق ایسی جگہ سے دیں گے کہ گمان بھی اس راہ سے رزق ملنے کا نہ ہوگا۔
ملا علی قاریؒ شایح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ ان آیات اور اس حدیث
کے مضامین میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کرنے
والوں کو وہی انعامات دیئے جاتے ہیں جو تقویٰ والے حضرات کو
دیئے جانے کا وعدہ قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مستغفرین

کو درجہ میں متعین کے حق تعالیٰ کی شان رحمت نے فائز کر دیا ہے۔

فَاتُ فِيهَا كُنُوزٌ مِّنَ الْأَنْوَارِ وَرِجَازٌ مِّنَ الْأَسْمَادِ

الْحَدِيثُ أَمَا تَسْلِيَةُ لِّلْمُذْنَبِينَ فَنَزَلُوا مَنزِلَةَ الْإِنْتَابِ

أَوْ أَرَادُوا بِالْمُتَغَفَّرِينَ التَّائِبِينَ فَهَمَّ مِنَ الْمُتَقِينَ أَوْ

لِأَنَّ الْمَلَا زَمِينَ لِلْإِسْتِغْفَارِ لِمَا حَصَلَ مَغْفَرَةُ الْغَفَّارِ

فَكَأَنَّهُمْ مِنَ الْمُتَقِينَ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۳۵)

علامہ طیبی نے فرمایا کہ دوام استغفار اور حق استغفار کی ادائیگی

سے بندہ متقی ہو جاتا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کے کسی نے شکایت
حکایت کی قحط سالی کی یعنی بارش نہ ہونے کی۔ فرمایا استغفار

کرو۔ دوسرے نے شکایت کی تنگدستی کی۔ فرمایا استغفار کرو۔

تیسرے آدمی نے شکایت کی اولاد نہ ہونے کی۔ فرمایا استغفار کرو۔

چوتھے نے شکایت کی کہ پیداوار زمین میں کم ہے۔ فرمایا استغفار کرو۔

پس کہا گیا کہ آپ نے ہر شکایت کا ایک ہی علاج تجویز فرمایا تو یہ آیت

تلاوت فرمائی :

إِسْتَعْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ

عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمِدُّكُمْ بِأَمْوَالٍ وَأَبْنَاءٍ

وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّتٍ وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا (نوح)

حضرت حشیشی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا قصہ
ملا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
میں یہ قصہ حضرت عبداللہ

بن عباسؓ کی روایت سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ان کے

پاس قاصد بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دے، پس یہ پیغام حضرت وحشیؓ نے
 نے کہلا بھیجا کہ مجھے آپ کس طرح دعوت اسلام دے رہے ہیں
 آپ کے رب نے فرمایا

من قتل اوزنی او اشرك جو قتل اور زنا اور شرک کرے گا
 يلقى اثمًا يضاعف ایسے لوگوں کو دو گنا عذاب
 له العذاب و ہوگا اور ہم نے تو
 انا قد فعلت هذا كله یہ سب کیا ہے۔

پس حق تعالیٰ شانہ نے نازل فرمایا

إِلَّا مَنْ تَابَ وَأَمَّنْ وَ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور
 عَمِلَ صَالِحًا (مریم) اچھے اعمال کرے وہ مستثنیٰ ہے۔
 تو حضرت وحشیؓ نے یہ سن کر کہا کہ یہ شرط سخت ہے شاید کہ میں اس پر عمل نہ
 کر سکوں، پس کیا اور بھی کوئی صورت ہے۔ پس حق تعالیٰ شانہ کی رحمت
 پر قربان جائیے، دوسری آیت نازل فرمائی

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَثْمَ اللہ بھشک کرنے والے کو نہ بخٹے گا
 يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا اور اس کے علاوہ برگناہ کی مغفرت
 دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ فَرَّانے کا جس کے لئے اس کی مغفرت
 يَشَاءُ مغفرت کا فیصلہ کرے۔

یہ سن کر حضرت وحشیؓ نے کہا کہ مجھے اپنی مغفرت میں ابھی شبہ ہے کیونکہ
 اس میں مشیت کی قید ہے نہ معلوم ہماری مغفرت کے لئے مشیت
 خداوندی ہو یا نہ ہو۔ فرمایا جیسے حق تعالیٰ کی شانِ رحمت
 بیکراں پر، تیسری آیت نازل فرمائی

تَلُّ لِيَعْبَادِيَ الَّذِينَ
 لَمْ يَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
 رَسُولًا قَدْ خَلَوْا مِنْ
 نَجْمِ اللَّيْلِ إِذْ
 يُرْمَوْنَ فِي الظُّلُمِ
 لَيْلًا مُصَوِّمًا أَلَمْ
 يَأْتِ الْبَصِيرَةَ
 إِنَّا نَسْفَعُ بِالنِّفْثِ
 الْمَاءَ حَامِئًا إِنَّهُ
 هُوَ الْعَفْوَ وَالرَّحِيمُ

یہ آیت سنکر حضرت وحشیؓ نے کہا نِعْمَ هَذَا یہ تو خوب عمدہ آیت ہے
 میری مغفرت کی۔ پھر آئے اور اسلام لائے فَجَاءُوا وَاسْتَلَمُوا۔
 مسلمانوں نے عرض کیا کہ کیا یہ ان کے لئے خاص ہے یا سب کے لئے
 عام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مسلمانوں کیلئے عام ہے۔

مؤمن کامل کی شان اور
 گنہگار بندوں کیلئے بشارت
 حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے
 ہیں :-

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاجِرَةً
 أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
 ذَكَرُوا اللَّهَ تَسْتَعْفِفُونَ
 وَالَّذِينَ يَتَّبِعُوا
 أَمْرًا مِمَّا نَهَى اللَّهُ
 عَنْهَا لِيُكَفِّرُوا عَنْهُمْ
 أَسْوَأَ الَّذِي فَعَلُوا
 وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ الْغَافِلِينَ

اور ایسے لوگ جب ایسا کام کر گزرتے ہیں جس میں
 زیادتی ہو دوسروں پر یا کوئی گناہ کر کے خاص اپنی
 ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو معاً اللہ تعالیٰ کی عظمت
 ترجمہ و تفسیر
 الزبیر القرآن

اور عذاب یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں یعنی اس طریقے سے جو معافی کے لئے مقرر ہیں کہ دوسروں پر زیادتی کرنے میں ان اہل حقوق سے بھی معاف کرائے اور خاص اپنی ذات سے متعلق گناہ میں اس کی حاجت نہیں اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرانا دونوں حالتوں میں مشترک ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشتا ہو۔ رہا اہل حقوق کا معاف کرنا سو وہ لوگ اس کا اختیار تو نہیں رکھتے کہ عذاب سے بچالیں اور حقیقی بخشش اسی کا نام ہے۔ اور وہ لوگ اپنے فعل بد پر اصرار نہیں کرتے اور وہ ان باتوں کو جانتے بھی ہیں کہ فلاں کام ہم نے گناہ کا کیا اور یہ کہ تو بضروری ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ غفار ہے، مطلب یہ کہ اعمال بھی درست کر لیتے ہیں اور عقائد بھی درست رکھتے ہیں۔

(پ - بیان القرآن)

علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں ان آیات کے ذیل میں فرماتے ہیں :-

① ذُكِّرُوا بِاللَّهِ (اللہ کو یاد کرتے ہیں) اسی تذکر و احقہ

العظیمہ و وعیدہ اذ ذکس والعرض علیہ اوسوالہ

من الذنب یوم القیامۃ اذ نہیہ اذ غفرانہ و

قیل ذکس واجمالہ فاستحیوا و جلالہ ذہا البوا۔

ترجمہ :- یاد کرتے ہیں حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کی وعید اور سزا

کو اور اپنی پیشی اور اعمال کے سوال و جواب کو اور نہی اور مغفرت

کو۔ اور کہا گیا ہے کہ یاد کرتے ہیں اس کے جمال کو پس شرم محسوس

کرتے ہیں یا اس کے جلال کو پس خوف اور مہیبت محسوس

کرتے ہیں۔

② فَإِنَّ الذُّنُوبَ وَإِنْ كَبُرَتْ فَعَفَا اللَّهُ تَعَالَى الْكَبِيرَ
ترجمہ :- پس تحقیق کہ گناہ خواہ کتنے ہی بڑے ہوں لیکن حق تعالیٰ کا
عفو و کرم اس سے بھی بڑا ہے۔

③ وَكَلِمَةٌ نَصِرٌ ذَا عُلَىٰ مَا فَعَلُوا اِی لَمْ یَقِیْمُوا
غیر مقیمین علی الذی فعلوه من الذنوب فاحشۃ
كانت اوظلمًا۔

ترجمہ :- گناہ فاحشہ ہو یا ظلم ہو اس پر قائم نہیں رہتے۔

لغوی اور شرعی تحقیق | الاصرار اشد من الصرا وقیل
الثبات علی الشیء ویستعمل شرعاً

بمعنی الاقامة علی القیم من غیر استغفار و رجوع بالتوبة۔

امام بیہقی نے ابن عباس رضی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ :-

کل ذنب اصرا علیہ ہر وہ گناہ جس پر اصرار اور دوام
العبد کبیر و لیس بکبیر رکھا جائے کبیر ہے اور جس
ما تاب منه العبد۔ کبیر سے بندہ توبہ کرے وہ کبیر ہے۔

④ وَهُمْ لَیَعْلَمُونَ : اسی یعلمون قبم فعلہم و یكون

المعنی ترکوا الاصرار علی الذنوب لعلہم بان
الذنب قبیح فان الحال قد یجئ فی معرض
التعلیل۔

حضرت صدیق اکبر رضی سے روایت ہے کہ سر یا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے :

ما اصرت من استغفرو
ان عاد فی الیوم سبعین
مرۃ۔
وہ شخص اصرار کرنے والوں میں
نہیں جو استغفار کرے اگرچہ وہی
گناہ اس سے ایک دن میں تترتر تیرے
ترغی والود اور۔ (از مشکوٰۃ ص ۲۰۳)
ملا علی قاری (ج ۵ ص ۱۳۵) پر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:
المصرت هو الذی لم یستغفر ولم یندم علی الذنب
اصرار کرنے والا گناہ وہ ہے جو استغفار نہ کرے اور گناہ پر نادم بھی نہ ہو
اور اصرار کا مفہوم اشارہ ہے الاصل علی الذنب ای الکثافۃ۔

خطا کار بندے توبہ کی برکت سے
خیر الخطائین کے لقب سے نوازے گئے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:

کل بنی آدم خطاءٌ و خیر
الخطائین التوابون۔
ہر بنی آدم بہت خطا کار ہے اور
بہترین خطا کار بہت توبہ
کرنے والے ہیں۔ (از مشکوٰۃ)

اس حدیث کے حسب ذیل فوائد میں جو مرقاۃ (ج ۵ ص ۱۳۵) سے
لئے جا رہے ہیں۔

- ① ہر بندہ کثیر الخطا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں
- ② خطا بمعنی کثیر الخطا اور توابون بمعنی رجاعون ہے۔ اللہ تعالیٰ
کی طرف بہت رجوع ہونے والے، اور اس رجوع کے تین
انواع ہیں:

- التوبة من المعصية الى الطاعة .
 یہ عوام کی توبہ ہے گناہ ترک کر کے طاعت کی طرف رجوع کر لیں ۔
- الانابة من الغفلة الى الذكر .
 غفلت ترک کر کے ذکر حق میں مشغول ہونا یہ متوسط سالک کا حال ہے ۔
- بالادبة من الغيبة الى الحضور
 اگر دل غیر حق میں لگ کر حضور ہی سے غائب ہو جائے تو پھر دل کو بارگاہ قرب حق میں حاضر

کر دینا جس کو صوفیہ استحضار قلب یعنی دل سے ہر وقت حق تعالیٰ شانہ کا درصیا رکھنا اسی کو حضور دائم اور نسبت مع اللہ کا سوخ بھی کہا جاتا

احقر عرض کرتا ہے کہ ہر خطا شر ہے لیکن اہل خطا اہل شر ہونے کے باوجود توبہ کی برکت سے خیر الخطائین ہو گئے ۔ شراب سرکہ سے تبدیل ہو گئی ۔ شر پر توبہ کی برکت سے آفتاب رحمت نے یہ اثر دکھایا کہ قلب ماہیت کر دیا ہے

کیست ابدال آنکہ او مبدل شود
 خمرش از تبدیل یزداں حشل شود

مولانا رومی فرماتے ہیں ابدال کون ہیں جو کہ حق تعالیٰ کے کرم سے تبدیل ہو گئے یعنی ان کے اخلاقِ رذیلہ تبدیلِ رحمتِ حق سے اخلاقِ حمیدہ ہو گئے یعنی اخلاقِ رذیلہ کی شرابِ قدرتِ خداوندی سے سرکہ ہو گئی ۔ حق تعالیٰ کی شانِ رحمت تو دیکھئے کہ توبہ کا یہ انعام کہ خطا کار کو خیر سے یاد فرمایا ، خطا کار تو تھے اب توبہ کی برکت سے خیر الخطائین بہتر خطا کار ہیں ۔

اور رات کو بہت کم بہت کم سوتے ہیں (قلیل کا لفظ پھر تنوین
تقلیل پھر من تبعیضہ) اور آخر شب بجائے ناز و دعویٰ اور احساسِ بڑی
استغفار کرتے ہیں یہ دلیل ہے کہ یہ حضرات حق تعالیٰ شانہ کے عارف
تھے حقِ عظمت کے تقاضے کو سمجھتے ہوئے کہ ہماری طاعات کبھی بھی لائقِ الوہیت
نہیں ہو سکتی ہیں استغفار سے اس کی تلافی کرتے تھے۔ اسی طرح
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز فرض کے بعد استغفار فرمایا کرتے
تھے حالانکہ نماز طاعت ہے۔ ابرار و مقربین کا یہی شیوہ ہمیشہ رہا کہ ان کو
طاعات میں احساسِ کوتاہی رہا۔ فرض نماز کے بعد یہ استغفار ہم کو
ہدایت کرتا ہے کہ طاعات کر کے ناز و کبر میں مبتلا نہ ہوں بلکہ معافی مانگیں
لے رہے! ہم سے آپ کی شایان شان بندگی کا حق ادا نہ ہوا۔ ہم کو
معاف فرمادیجئے۔

بنار کعبہ اور اس کی تعمیر میں دو پیغمبروں کا اخلاص اور ان کے ہاتھوں
سے تعمیر، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام
نے تعمیر کعبہ سے فارغ ہو کر یہی عرض کیا کہ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اس آیت سے بھی ہدایت ہم کو کی گئی کہ ہم اپنے اعمال پر ناز نہ کریں بلکہ
قبولیت کی فکر کرتے ہوئے درخواستِ قبولیت پیش کریں۔

علامہ آلوسیؒ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں :

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا : اِیْ یَقُولَانِ رَبَّنَا . التَّحْقُّلُ حِجَازٌ

مِنَ الْاِثَابَةِ وَالرَّضَالَانِ کُلُّ عَمَلٍ یَقْبَلُ اللّٰهُ تَعَالٰی

فہو یتیب صاحبہ ویسا ضا منہ۔

علامہ آلوسیؒ نے کیا ہی خوب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ ان دونوں پیغمبروں نے صیغہ تَقْبَلُ مِنْ بَابِ تَفَعُّلٍ اختیار فرمایا۔ فی اختیار صیغۃ التفعّل اعتراف بالقصور۔ یعنی اے خدا ہمارا یہ عمل شرف قبولیت کا استحقاق نہیں رکھتا آپ کریم ہیں اور کریم کی شان یہ ہے الذی یعطی بدن استحقاق ومِنَّةً، پس آپ اپنے فضل سے قبول فرمائیے (کریم کی تعریف مذکور مرتبہ سے منقول ہوئی)۔

اور علامہ آلوسیؒ نے دوسری بات بھی عجیب نکتہ کی بیان فرمائی وہ یہ کہ یہ درخواست قبولیت دلیل ہے کہ عمل بندے کا خواہ کتنا ہی اخلاص پڑی ہو مگر اس کی قبولیت محض فضل خداوندی پر موقوف ہے۔ حق تعالیٰ کے ذمہ اس کا قبول کرنا واجب نہیں۔ کما قال آلوسیؒ :

وفي سؤال الثواب على العمل دليل على ان ترتبه عليه ليس واجباً.

إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اِی سَمِيعٌ لِدَعَائِنَا وَعَلِيمٌ بِنِيَاتِنَا

(روح المعانی پ ۲ ص ۳۸۴)

گناہ کرتے ہوئے چار گواہ کا ہونا | جب بندہ گناہ کرتا ہے تو
اور توبہ سے سب گواہیوں کا محو ہونا | اُس وقت اس کی اس حرکت
پر تشریح کی روشنی میں چار
گواہ ہو جاتے ہیں :-

① يَوْمَئِذٍ نُخَبِّرُكَ أَخْبَارَهَا (پہلے سورہ زلزال) اور جس دن زمین خبریں بیان کرے گی۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ زمین کیا خبریں بیان کرے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر جو اعمال

کئے جاتے ہیں زمین اس کی گواہی دے گی۔

حضرت علامہ محی الدین ابن عربیؒ نے اپنے وصایا میں فرمایا کہ جس جگہ کوئی گناہ ہو جائے وہاں کچھ استغفار اور نیک عمل کر لو تاکہ وہ زمین تمہارے لئے نیکی کی بھی گواہ بن جاوے۔

② وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِيتُ (سورہ تکویر پڑھو) اور جب اعمال نامے اڑائے جاویں گے۔ اعمال ناموں میں اعمال درج ہوتے ہیں۔

③ كَيْسًا مَّا كَاتِبِينَ هَٰ يُعَلِّمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (سورہ انفطار پڑھو) تیسری گواہی کرنا کاتبین کی ہے۔

④ چوتھی گواہی جن اعضاء سے اعمال ہوتے ہیں یہ اعضاء بھی قیامت کے دن اپنا عمل بیان کریں گے:

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (سورہ ناس پڑھو)
اور جس دن ہم ان مجرمین کی زبانوں پر مہر سکوت لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے۔

اب توبہ کی برکت دیکھئے۔
صدق دل اور ندامت سے
توبہ کر لینے اور آئندہ گناہ نہ
کرنے کے عزم مصمم سے یہ انعام

حق تعالیٰ کی شان رحمت گناہ کے
چاروں گواہوں کی گواہی بھلا دیتی
ہے توبہ کی برکت اور تاثیر کسیر سے

ملتا ہے کہ گناہوں کے پہاڑ کے پہاڑ توبہ کی برکت سے اڑ جاتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ تھوڑی سی بارود جو مخلوق ہے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے تو حق تعالیٰ کی رحمت کی کیا شان ہوگی گناہوں کے پہاڑ کیوں نہ اڑا دے گی۔

توبہ کی برکت اور اس کی تاثیر کا کرشمہ دیکھئے کہ حق تعالیٰ جس کی توبہ قبول فرمالیے ہیں اس کے تمام گواہوں کی شہادتوں کو مٹا دیتے ہیں۔ اس مضمون کے ذیل میں اپنے دغظ کے اندر حضرت حکیم الامت تھانویؒ یہ حدیث پیش کرتے ہیں جس کو "التشرف فی احادیث التصوف" (ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ الہادی ص ۱۲) میں بھی تحریر فرمایا ہے :

اذا تاب العبد انسى الله الحفظة ذنوبه وانسى

ذلك جوارحه ومعالمه من الارض حتى يلقى الله

دليس عليه شاهد من الله بذنوبه. (ابن عساکر عن انسؓ)

ترجمہ :- جب بندہ توبہ خالص کرتا ہے جو مقبول ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ

اس کے گناہ کو ملائکہ حافظین اور کاتبین اعمال کو بھی بھلا دیتا ہے اور

اس زمین سے بھی اس کے نشانات بھلا دیتا ہے جس جگہ اس نے

وہ گناہ کیا تھا یہاں تک کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا

ہے اس پر اس کے گناہ کا کوئی گواہی دینے والا نہیں ملتا۔

مجدد الملت حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ

اللہ اکبر! کیا شان رحمت ہے، دنیا کے سلاطین مجرموں کو معاف

کرنے کے باوجود ان کے جرائم کے کاغذات کو عدالتوں میں محفوظ رکھتے

ہیں لیکن وہ ارحم الراحمین اپنے مجرمین کو اس طرح معاف فرماتے ہیں کہ ان

کے جرائم کی تمام یادداشتوں کو بالکل محو اور فنا کر دیتے ہیں اور فرمایا کہ

فرشتوں سے یہ کام نہیں لیتے براہ راست خود اپنی قدرتِ کاملہ غالبہ سے یہ کام کرتے ہیں تاکہ بروز محشر فرشتے ہمارے گنہگار بندوں کو طعنہ نہ دیں کہ نامہ اعمال تو تمہارے خراب تھے ہم نے تمہارے سیئات اور برائیوں کو مٹا دیا۔ حق تعالیٰ کی ان رحمتوں پر قربان جائیے۔

ایک حکایت | مرشدی حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک عالم نے نوٹے سال تک بستی بستی، شہر شہر ہر جگہ صرف حق تعالیٰ کی رحمت کا مضمون بیان کرتے اور بدترین گنہگار بندوں کو بھی ناامیدی کے دلدل سے نکال کر حق تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار کر کے اللہ تعالیٰ سے قریب کرتے۔ جب انتقال ہو گیا تو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ اس عالم نے کہا حق تعالیٰ شانہ نے ہم کو یہ کہہ کر بخش دیا جاؤ تم کو میں اپنی رحمت سے کیسے محروم کروں جبکہ تم نے نوٹے سال تک میرے بندوں کو اپنے مواعظ سے میری رحمت کا امیدوار بنایا ہے۔

توبہ اور استغفار سے بندے کا رشتہ | ہر گناہ سے حق تعالیٰ سے جو دوری ہوتی ہے توبہ اور استغفار اس دوری کو

حضور سے تبدیل کر دیتا ہے۔

ابلیس کی حکایت | اسی لئے جب یہ آیت **وَإِذْ نُنزِّلُ آيَاتِنَا نَزْلًا مُّبِينًا** نازل ہوئی اور ابلیس نے دیکھا کہ اب تو بندوں کو بہانے کی ساری محنت بیکار گئی کیونکہ توبہ

سے ان کی مغفرت کی آیت نازل ہوگئی تو علامہ آلوسیؒ روایت نقل کرتے ہیں کہ ابلیس بہت رویا صاحب ابلیس بچنودہ وحشا علی رأسہ التراب اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اور لمبے ہلاکت ہارے تباہی و بربادی کی پکار لگانے لگا جس کو مستحکم تمام شیاطین کی فوج جمع ہوگئی اور دریافت کیا، کیا غم آپ کو آپیچا۔ اس نے کہا اب اولادِ آدم علیہ السلام کو گناہ کچھ نقصان نہ کریں گے۔ مغفرت اور توبہ کی آیت نازل ہوگئی۔ سب نے کہا آپ گھبرائیں نہیں ہم ان کو ایسے بُرے اعمال میں مبتلا کریں گے جس کو یہ دین اور حق سمجھ کر کریں گے اور اس کے سببان کو توبہ کا خیال بھی نہ آئے گا یعنی بدعت وغیرہ۔ فلا یتوبون ولا یتغفرون ولا یردن الا انہم علی الحق فرضی منہم بذالک۔ پس ابلیس خوش ہوگیا۔

بندوں کے استغفار اور توبہ سے | حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جس وقت وہ توبہ

کرتا ہے اس حالت سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں کہ تم میں سے کسی کی ٹانگی گم ہو جائے اور وہ جنگل میں ہو اور اس اونٹنی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو اور وہ مایوس ہو کر کسی درخت کے نیچے لیٹ جائے کہ اب تو مرنا ہی ہے کہ اسی مایوسی کی حالت میں وہ اچانک دیکھے کہ اس کی اونٹنی اُس کے پاس آگئی اور وہ خوشی سے کہہ پڑے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِي ذَا نَارٍ بَدَدْتَ لِي اللّٰهُ تُوْمِرُ ابْنَهُ اور میں تیرا رب یعنی عقل اس وقت

غلبہ مسرت سے مغلوب ہو گئی۔ اس سے بھی زیادہ خوشی حق تعالیٰ کو ہوتی ہے جب بندہ نفس و شیطان کے چکر میں، گناہوں میں مچس کر اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے پھر وہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اکھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو کتنی خوشی ہوتی ہے وہ اس حدیث کے معنوں سے اندازہ کیجئے اور یہ بھی ایک سمجھانے کا عنوان ہے درنہ اس سے بھی کہیں زیادہ وہ خوش ہوتے ہیں۔ قربان جائیے ایسے کریم اور رحیم مالک پر کہ اپنے غلاموں کے ساتھ اس قدر تعلق اور محبت رکھتے ہیں۔

گنہگار کی دنیا اور ابرار کی دنیا | گنہگار کی زندگی نہایت

بے سکون اور تلخ ہوتی ہے، جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے جو مجھ کو بھلا دیتا ہے میں اس کو نہایت تلخ (کڑوی) زندگی دیتا ہوں۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا ۗ

اور جو لوگ حق تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں ان کے لئے وعدہ ہے:

فَأَلْحَمْنَا حَيَاةً طَيِّبَةً "مومن صالح اعمال دلے کو حق تعالیٰ

نہایت بالطف زندگی عطا فرماتے ہیں"

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جو صالحین کہلاتے ہیں قلیل دنیا کے

ساتھ بھی سکون سے جیتے ہیں اور ناسقین نافرمان بندے کثیر دنیا کے

باوجود بے سکون رہتے ہیں۔

اُن کتاب ہے تاریخ گنہگار کا عالم

انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

(مولانا محمد اسد صاحب)

صالحین ان کے نام کی لذت سے ہر حال میں خوش اور سکون سے ہیں جس حالت میں بھی ہوں دنیا کے حوادث ان کو جو اس باختہ نہیں کرتے۔ ان کے دل حق تعالیٰ کے نام کی لذت سے غم پر وف ہوتے ہیں جس طرح آجکل گھڑیاں واٹر پر وف ہوتی ہیں۔ احقر کے یہ اشعار اسی مضمون کو پیش کرتے ہیں۔

۵ ہر وادی دیراں میں گلستاں نظر آیا

قرباں میں ترے نام کی لذت پہ خدایا

۵ ہر لمحہ حیات گزارا ہم نے

آپ کے نام کی لذت کا سہارا لیکر

۵ زندگی پر کیف پائی گرچہ دل پر غم رہا

اُن کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بچ رہا

اہل دنیا اسباب راحت حاصل کر لیتے ہیں لیکن راحت اور سکون

تو حق تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ یہ سکون زمین سے مثل پٹرول نہیں ملے گا

یہ آسمان سے اترتا ہے اور جس سے آسمان والا راضی ہوتا ہے اس کے

ہی دل پر اترتا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :

الْأَبْدَانُ كَرِهَاةٌ لِلَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ دلوں کو چین تو ہماری ہی یاد سے ملتا ہے

جس سے دنیا کی اکثریت محروم ہے اسی لئے دنیا کی اکثریت سرگرداں و

پریشان و حیران ہے ۵

کوئی نالاں کوئی گریاں کوئی حسیراں نکلا

جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا؛

سکون تو منزل من السمار دولت ہے۔ ارشاد ہے: هُوَ الَّذِي

اَسْأَلُ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں سکون تو وہ ماندہ اور من و سلوی ہے جو آسمان سے اللہ تعالیٰ قلوب مؤمنین پر اتارتا ہے۔ اے زمین سے چپکنے والو اور آسمان والے سے دور بھاگنے والو! تم زمین میں کیا تلاش کر رہے ہو؟ بنگلوں اور کاروں اور ایئر کنڈیشنڈ گھروں میں مرغ کی بریانی اور نوٹ کی گڈیوں میں تم بہاری غفلت اور نافرمانی کی نحوست کے وبال سے بدحواس اور پریشان رہو گے اور سکون کو خواب میں بھی نہ دیکھ سکو گے۔ ایئر کنڈیشنڈ کمرے تمہاری کھال ٹھنڈی کر دیں گے لیکن تمہارے دل ہمارے بھیجے ہوئے حوادث اور مصائب اور افکار اور غموں سے گرم ہوں گے اور ولیم ۵ کی گولیوں سے بھی مسکھ کی نیند نہ سکو گے۔

برعکس جاؤ ان بورنیشنوں کو دیکھو جو ہمارے نام پاک سے مست ہیں اور ان کا عالم دیکھو کیا ہے؟ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بور یہ بھی مھپس رہیں تخت سلیمان تھا
(خواجہ صاحب)

۵ جوں حافظ گشت بے خود کے شمارد
بہ یک جو مملکت کا دُوس د کے را
(حافظ شیرازی)

۵ بوئے آل دلبر چوں پراں می شود
این زبانہا جملہ حسیراں می شود
(ردمی)

وہ سکینہ اور سکون کیا ہے جو اللہ والوں کے دلوں پر اترتا ہے؟ آئیے اور تفسیر روح المعانی میں ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں: آیت قرآنی:

سکون قلب اور سکینہ
تفسیر قرآن کی روشنی میں

فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ
پس نازل کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے سکینہ کو اپنے نبی اور ایمان والوں پر۔

اس آیت کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیے وَالسَّكِينَةُ الطَّمْثَانُ وَالْوَقَارُ (ص ۱۱۶) من باب الاشارات فی بعض الآیات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ سکینہ ایک نور ہے اور قوت اور روحانی کیفیت ہے جس سے مومن سکون پاتا ہے اور حالت غم میں بھی جو اس نہیں ہوتا پُر وقار رہتا ہے بوجہ اس تسلی کے جو اس سکینہ سے اُسے حاصل رہتی ہے اور اس کی برکت سے محاسبہ نفس اور ملاحظہ خلق اور مراقبہ حق کی توفیق رہتی ہے اور حق تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہتا ہے اور برائیوں سے اجتناب رکھتا ہے اور یہ سکینہ صرف پیغمبروں اور اولیاء کے قلوب پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اترتا ہے۔

اصلی عربی عبارت :-

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ الْآيَةُ
نفس و اہا بشیء یجمع نوراً وقوۃ و روحاً بحيث یسکن
الیہ و یتسلی بہ الحزین والضجر و یحدث عندہ القیام

بالخدمة ومحاسبة النفس وملاطفة الخلق ومراقبة
الحق والرضا بالقسم والمنع من الشطح الفاحش وتالوا
لا تنزل السكينة الا في قلب نبي او ولي .

(روح المعانی ۲۶ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰)

گیارہویں پارہ میں اِنَّا صَلَوَاتِكَ سَكْنٌ لَّهُمْ كِي تَفْسِيرِ مِنْ عَلَامَةِ
الْوَسِيِّ كُونِ اَوْرِ سَكِينَةٍ كِي تَفْسِيرِ اس طَرَحِ فَرَمَاتے ہيں :

اِنَّا صَلَوَاتِكَ سَكْنٌ لَّهُمْ ، اِی سَبَبِ لِنَزُولِ السَّكِينَةِ فِيهِمْ
اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی دعا آپ کے اصحاب کے لئے نزولِ سَکینہ
کا سبب ہے ۔

وَفِي السَّكِينَةِ بِنُورٍ يَسْتَقِرُّ فِي الْقَلْبِ وَ
سَكِينَةٌ كِيَايے ؟ | به يَثْبُتْ عَلَى التَّوَجُّهِ لِي الْحَقِّ وَيَخْلُصُ
عَنْ الطَّيِّشِ ۔ (روح پک ص ۲۵)

عَلَامَةُ الْوَسِيِّ رُوحُ الْمَعَانِي فِيهِ يَكُونُ سَكِينَةً كِي تَفْسِيرِ اِنَّ الْعَيْنَ اِنَّهَا فِي
فَرَمَاتے ہيں ۔ :اور مفسرین نے تفسیر کیا کہ سَکینہ ایک خاص نور ہے جو
دل میں مستقر ہو جاتا ہے (یعنی ایسا استقرار پکڑ لیتا ہے کہ ہر وقت قائم اور
راخ رہتا ہے) ۔

احقر عرض کرتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا وَجَعَلْنَا
لَهُ نُورًا يُنْشِئُ بِهِ فِي النَّاسِ . حق تعالیٰ شانہ ایسا نور عطا فرماتے
ہیں اپنے اولیاء کو جو صرف ان کی خلوت گاہوں میں ہی ان کے ساتھ نہیں
ہوتا بلکہ عالم میں جہاں بھی وہ ہوتے ہیں خلوت ہو یا کہ جلوت . خلوت
در انجمن اور انجمن در خلوت کے مصداق ہوتے ہیں ۔ اسی نور کی برکت سے

وہ انسانوں کے مجمع کثیر میں بھی خدا سے غافل نہیں ہوتے ۵
 جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
 کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں
 شکر ہے درِ دل مستقل ہو گیا
 اب تو شاید مراد دل بھی دل ہو گیا
 (مولانا محمد اسعد صاحب)

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
 یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب بھرا ہے
 (اختر)

گو ہزاروں مشغول ہیں دن رات میں
 لیکن اسعد آپ سے غافل نہیں
 (مولانا اسعد اللہ صاحب مظاہر العلوم بہار پور)
 اس نور سکینہ کی دوسری شان علامہ آلوسیؒ نے یہ بیان فرمائی :
 وبہ یثبت علی التوجہ ”یعنی اس نور سکینہ کے فیض سے یہ
 الی الحق .
 قلب ہر وقت توجہ الی اللہ کے مقام
 پر فائز رہتا ہے“

احقر عرض کرتا ہے کہ جس طرح قطب نما کی سوئی بوجہ مقناطیسی مادہ
 کے قطب شمال کی سمت کو اپنا رخ کئے رہتی ہے اور مرکز قطب شمالی اس
 کے استقامتہ الی الشمال کا خود محافظ ہوتا ہے اور رخ بدلنے سے وہ سوئی
 مضطرب ہو جاتی ہے اسی طرح جس قلب کو وہ نور عطا ہوتا ہے حق تعالیٰ
 شانہ کا مرکز نور اس قلب کی توجہ الی اللہ کا محافظ ہوتا ہے اگر غفلت سے

اس کا رخ بدلے گا فوراً اضطراب شروع ہو جاوے گا اور زبان حال
کہہ اٹھے گا ۛ

دل مضطرب کا یہ پیغام ہے

ترے بن سکوں ہے نہ آرام ہے

(مولانا محمد احمد صاحب)

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام

اُن کی گلی سے آپ نکلنے نہ پائیے

(مولانا محمد احمد صاحب)

علامہ آلوسیؒ نے تیسری شان اس نور سینہ کی جو بیان فرمائی :
وتیخلص عن الطیش یعنی شخص بدحواسی اور بے عقلی کے
اضطراب سے نجات پا جاتا ہے ۔

لغت محیط المحيط قاموس مطول للغة العربية (ص ۵۶۳)

پرطیش کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے :

طاش فلانٌ ای ذهب عقله الطائش الذی لا یصیب

اذا رمی ، طیاش و طائش : الذی لا یقصد وجهاً واحداً ۔

ایک شاعر، گنہگار زندگی کا نقشہ یوں بیان کرتا ہے ۛ

نت نیار و زمرہ چکھنے کا ہے لپکا ان کو

در بدر جھلکتے پھرتے ہیں انہیں عاز نہیں

گنہگاروں کو اپنی بگڑی تو بہ اور | بعض لوگوں کو غالب کا

استغفار سے بنانی چاہئے | یہ شعر مانع ہوتا ہے ۛ

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب

شرم تم کو مگر نہیں آتی

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے اس
شعر کی اصلاح فرمادی

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا

شرم کو خاک میں ملاؤں گا

اُن کو رو رو کے میں مناؤں گا

اپنی بگڑھی کو یوں بناؤں گا

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۷

عرش لہزد از آئین المذنبین

نالہ گنہگاروں سے عرش، رحمت سے کانپنے لگتا ہے یعنی دریائے

رحمت کی موجوں میں جوش آتا ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب

مہاجر مکیؒ حرم شریف میں آخر شب استغفار میں اس طرح روتے تھے

کہ کلیجہ سننے والوں کا پھٹا جاتا تھا اور ایک رات صرف اس شعر کو سجدہ

میں پڑھتے رہے اور روتے رہے ۷

اے خدا میں بندہ را رسوا مکن

گر بدم من ستر من پیدا مکن (رومی)

ترجمہ: "اے خدا! اس بندہ کو میدان محشر میں رسوا مت فرمائیہ اگرچہ ہم

بُرے اور گنہگار ہیں آپ ہمارے عیوب کو منسلوق پر ظاہر

نہ فرمائیے گا؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے :

مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ
مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ وَإِنْ
كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ
مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ثُمَّ
يُصِيبُ شَيْئًا مِنْ حَسْرَةٍ
وَجْهِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ
عَلَى النَّارِ (ابن ماجہ)

” رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ جس آنکھ سے اللہ
کے خوف سے آنسو نکل کر اس کے
چہرہ پر گرتا ہے اگرچہ وہ کبھی کے
سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو اللہ
تعالیٰ اس چہرہ کو آگ پر حرام
کر دیتا ہے “

(مشکوٰۃ باب النوح ص ۴۵۸)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو
قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے
خوف سے نکلا ہو دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں نکلا ہو (حکایات صحابہؓ)
غالباً اسی حدیث کے پیش نظر مولانا رومیؒ نے فرمایا

کہ برابر میکند شاہ مجید
اشک را در وزن با خون شہید

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ گنہگار بندوں کے آہ و نالوں کے وقت نکلے ہوئے
آنسوؤں کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتے ہیں۔

میرے بزرگو اور دوستو! بے حساب مغفرت اور عرش کے سائے
کا نسخہ بھی حق تعالیٰ کے خوف سے تنہائی میں رونا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)!

کیا آپ کی اُمت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بے حساب کتاب جنت میں داخل ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا ہے۔ (حکایات صحابہؓ)

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے، عقبہ بن عامرؓ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ! نجات کا کیا راستہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی زبان کو روکے رکھو، گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔ یعنی زبان کو گناہ سے روکو اور بدوں ضرورت گھر سے نہ نکلو۔ عبارت حدیث یہ ہے:

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لقیۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت: ما النجاة؟
فقال: املك علیک لسانک و لیسعک بیتک و
ابک خطیئتک (راحمہ و ترمذی) (مشکوٰۃ)

ایک علمی لطیفہ | ایک مرتبہ احقر، حضرت مرشدی شاہ عبدالغنی
پھولپوریؒ سے بخاری شریف پڑھ رہا تھا۔
حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب دامت برکاتہم بھی مہمان تھے۔ اثناء درس
میں سوال کیا کہ گناہوں کو برف کے پانی سے اور ازلے کے پانی سے
دھونے کی دعا میں کیا حکمت ہے؟ بماء الثلج والبرد حضرت اللہ
نے سر جھکا لیا اور آنکھیں بند کر کے دعائے خفیہ کی۔ (احقر عرض کرتا ہے
کہ علامہ شامیؒ نے جلد اول صفحہ ۳۷۵ پر بحر الرائق کے حوالے سے دعا کی چار
قسموں میں سے ایک دعائے خفیہ لکھی ہے جس میں ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا

صرف دل میں دعا مانگی جاتی ہے، پھر فرمایا الحمد للہ جو اب دل میں عطا فرما دیا۔ چونکہ ہر گناہ میں گرمی اور ظلمت کی خاصیت ہے پس گرمی کو دور کرنے کے لئے برف کے پانی کو تجویز فرمایا گیا اور اولہ کا پانی بہت زیادہ سفید ہوتا ہے اس سے گناہ کی ظلمت دور کی گئی۔

بخاری شریف کی حدیث | بخاری شریف میں باب من جلس فی المسجد ینقل الصلوٰۃ و

فضل المساجد کے ذیل میں امام بخاریؒ نے یہ حدیث تحریر فرمائی ہے:

سبعة یظلہم اللہ فی

”قیامت کے دن سات (قسم کے) آدمی ایسے ہوں گے جن کو حق تعالیٰ

لا ظل الا ظلہ.....

ان میں ایک شخص وہ ہوگا :

”وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو تنہائی

درجل ذکر اللہ خالیاً

میں یاد کرے اور پھر اس کی آنکھوں

ففاضت عیناہ۔

سے آنسو بہنے لگیں۔“

شرح بخاری فتح الباری (ج ۲ ص ۱۱۴) میں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے

ہیں کہ راجح قول یہاں سایہ سے مراد عرش کا سایہ ہے۔

فیصحب ان ۱۰ اذ ظل العرش۔

”ذکر اللہ سے مراد دل میں یاد کرنا

من التذکرۃ اوبلسانہ

اللہ تعالیٰ کو یا زبان سے ذکر

من الذکر۔ کرنا۔“

اور خالیاً یعنی تنہائی کی تیسرا اس لئے ہے کہ ریا سے محفوظ رہے۔
لأنه يكون البعد من الرياء .

والمراد خالياً من ”یعنی مراد تنہائی سے یہ ہے کہ

الالتفات الى غير قلب توجه الى الله ركه اور غير الله

الله ولو كان في ملأ . سے خالی ہو اگرچہ مجمع میں ہو۔“

اور اس مفہوم کی تائید امام بیہقی کی اس روایت سے ہوتی ہے :-

”ذكر الله بين يديه“

لیکن مطلق تنہائی جہاں کوئی نہ ہو اس مفہوم کی تائید عبداللہ بن مبارک

اور حماد بن زید کی روایت ذکر الله فی خلأ سے ہوتی ہے۔ اسی

فی موضع خال، یعنی بالکل تنہائی ہو کوئی مخلوق نہ ہو۔ اور حافظ

عسقلانی فرماتے ہیں ہی الاصح یہی زیادہ صحیح ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ اہل محبت کو ذوقاً بھی یہی خلوت محبوب ہے

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی

اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشین ہوتی

(مجدوب)

مولانا روٹی فرماتے ہیں :-

آہ را حبز آسمان ، دم نبود

راز را غیر خدا محرم نبود

فرماتے ہیں حبل الودین کی آہ و بجا کا سوائے آسمان

کے کوئی ہمدم نہ تھا۔ سبحان الله! کیا تنہائی کا لطف

بیان فرما رہے ہیں

گیا میں بھول گلستاں کے سارے افسانے
دیا پیغام کچھ ایسا سکوت صحرا نے

(مولانا محمد احمد صاحب)

اور ہمارے راز کا حق تعالیٰ کے سوائے کوئی محرم نہ تھا۔

خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود

کہ مرا با تو سر و سودا بود

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ دونوں جہان میں لے خدا مجھے وہ قطعاً
ارض (زمین کا ٹکڑا) محبوب ہے جہاں رومی کی جان آپ سے سرکاسودا
کر رہی ہو اور مناجات کی لذت و حلاوت سے مسرورا و منجورا اور معمور
ہو رہی ہو۔

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم

تا ابد جاناں چنیں می با یدم

اے خدا! مجھے آپ کی محبت میں نعرۂ مستانہ بہت ہی لذیذ معلوم
ہوتا ہے۔ اے کاش! قیامت تک اے محبوب یہی کام نعرۂ مستانہ
کا جاری رہتا۔

سینے میں ہے وہ درد کا نشتر لے ہوئے

صحرا و چین دونوں کو مضطر کے ہوئے (اختر)

استغفار اور توبہ کی حالت میں گریہ و زاری پر احقر کے چند

اشعار ملاحظہ ہوں

زمینِ سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم

برس گیا جو برسنا تھا میرا خونِ جگر

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا
 کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا
 مرشدی حضرت پھولپوری کی شان میں :-
 کچھ راز بتا مجھ کو بھی اے چاک گریباں
 اے دامن ترا شک رواں زلف پریشاں
 کس کے لئے دریا تری آنکھوں سے رواں ہے
 کس کے لئے پیری میں بھی تو رشک جواں ہے
 کس کے لئے جاری لبوں سے آہ و فغاں ہے
 کس برق سے اٹھتا یہ نشیمن سے دھواں ہے
 ہے کس نگہ پاک کا تیرے جگر میں تیسر
 اک خلق ہوئی جاتی ہے جس درد کی اسیر
 تیرے چمن کو کیسے اجاڑے گی یہ حسناں
 جو خود ہی ترے فیض سے ہے رشک گلستان
 (راختر)

طریقہ توبہ از حدیث | ذکر الجزری فی الحصن عن
 ابی الدرداء مرفوعاً :

وَاذَا اَخْطَا وَاذْنَبَ فَاَحْبَبُ اَنْ يَتُوبَ اِلَى اللّٰهِ
 فَلْيَمْدِدْ يَدَيْهِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ
 اِنِّى اَتُوبُ اِلَيْكَ مِنْهَا لَا اَرْجِعُ اِلَيْهَا اَبَدًا فَاِنَّهُ
 يَغْفِرْ لَهُ مَا لَمْ يَرْجِعْ فِي عَمَلِهِ ذَلِكَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ

ترجمہ: مرفوعاً روایت ہے کہ جب بندہ خطایا گناہ کر بیٹھے اور اس کو توبہ کرنا محبوب ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر یہ کہتے اے اللہ! میں توبہ کرتا ہوں تیری طرف اس گناہ سے، نہیں کروں گا اس گناہ کو دوبارہ۔ پس اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اس کو جب تک دوبارہ نہ لوٹے اس گناہ کی طرف۔ (روایت کیا اس کو حاکم نے)

ارشاد امام غزالیؒ طریقہ توبہ کے بارے میں | از مرقاۃ ج ۳ ص ۲۱۱

جب تم توبہ کا ارادہ کرو غسل کرو اور کپڑے بھی دھو ڈالو اور ۲ رکعت نماز پڑھ لو پھر زمین پر اپنی پیشانی رکھ دو اس حال میں کہ آنسو جاری ہوں اور قلب غمگین ہو اور یہ جگہ تنہائی کی ہو لایسراٹ الا اللہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی تم کو نہ دیکھ رہا ہو اور سر پر بھی مٹی ڈال دو اور چہرہ کو زمین پر رگڑو اور اپنے گناہ کا ذکر کرو ایک ایک اور نفس سے کہو اے بے شرم نفس کیا تو عذاب الہی کو برداشت کی طاقت رکھتا ہے اور خوب رو نا شروع کرو رب رحیم کی طرف ہاتھ کو بلند کرو اور کہو :

إِلٰهِيْ عَبْدُكَ الْاَبِيْقُ رَجِعْ اِلَيَّ يَا بَدِيْعُ الْعَالَمِيْنَ
 الْعَاصِي رَجِعْ اِلَيَّ يَا رَحِيْمُ عَبْدُكَ الْمَذْنُوْبُ اَتَاكَ
 بِالْعَدْسِ فَاَعْفُ عَنِّيْ بِجُودِكَ وَتَقَبَّلْنِيْ بِفَضْلِكَ
 وَانظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَتِكَ يَا اللهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا سَلَفَ
 مِنْ الذُّنُوْبِ وَاَعْصِمْنِيْ فَيَا بَقِيٍّ مِنَ الْاَجَلِ فَاِنَّ الْخَيْرَ
 كُلَّهُ بِيَدِكَ وَاَنْتَ يَا بَارِعُفُ رَحِيْمٌ (مرقاۃ ج ۳ ص ۲۱۱)

ترجمہ: "اے اللہ! آپ کا بھگا ہوا بندہ آپ کے دروازہ پر حاضر ہو گیا اور آپ کا نافرمان بندہ صلح کے لئے لوٹ آیا اور آپ کا گنہگار بندہ عذر پیش کرتا ہے، اپنے کرم سے معاف فرما دیجئے اور اپنے فضل سے قبول فرما لیجئے، میری طرف نگاہِ رحمت فرمائیے، ہمارے پچھلے گناہوں کو معاف فرمائیے اور آئندہ کی خطاؤں کی حفاظت فرمائیے، پس ہر خیر آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ ہمارے حال پر مہربان و کریم ہیں۔"

مغفرت کا مجرب عمل
 قال الشيخ محي الدين ابن
 العربي أنه بلغني عن النبي

صلى الله عليه وسلم :

"ان من قال لا إله إلا الله سبعين الفاً غفر له و
 من قيل له غفر له ايضاً"

فكنت ذكرت التهليل بالعدد المروي وفيهم شاب
 مشهور بالكشف فاذا هو في اثناء الأكل اظهل البكا فسأله
 عن السبب فقال ارى احمى في العذاب فوهبت في باطني
 ثواب التهليل المذكورة لها فضحك وقال انى اراها في
 حسن المآب . قال الشيخ فعرفت صحة الحديث بصحة كشفه
 وصحة كشفه بصحة الحديث . (مرقاة ج ۳ ص ۹۸)

ترجمہ: ہر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی کہ ”جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جاوے گی اور جس کے لئے اس مقدار میں پڑھا جاوے اور اس کو ثواب بخشا جاوے اس کی بھی مغفرت ہو جاوے گی“ پس میں نے اس روایت کے مطابق لا الہ الا اللہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا، ایک دن میرے کھانے پر ایک جوان صالح جس کا کشف بہت مشہور تھا کھانا کھا رہا تھا اچانک وہ کھانے کے درمیان بونے لگا میں نے وجہ دریافت کی تو کہا کہ میری ماں کو عذاب ہو رہا ہے، میں نے دل میں خاموشی سے اپنے ستر ہزار لا الہ الا اللہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا پھر وہ اچانک ہنسنے لگا میں نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو کہا کہ میری ماں اور وہ اچھے مقام پر راحت میں ہے۔

فائدہ | احقر عرض کرتا ہے کہ اگر ہر روز پانچ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کا ورد اپنا معمول بنا لیا جاوے تو ۵ ماہ میں ۷۵ ہزار اس کی تعداد ہو جاوے گی اور اس میں سے ستر ہزار کبھی ماں کو کبھی استاد کو کبھی کسی اور کو بخش دیا تو کیا عجب ہے اس مولائے کریم سے کہ ہر ایک کی مغفرت ہو جاوے۔

استغفار و توبہ کا فائدہ

(از مثنوی مولانا روم)

ہر چہ بر تو آید از ظلمات غم
آن ز بیباکی و گستاخی است ہم

غم چوں بسینی زود استغفار کن
غم بامر حلالق آید کار کن !!

ترجمہ ① مولانا رومیؒ فرماتے ہیں اے انسان جو کچھ تجھ پر غم و مصائب اور ظلمات غم آتے ہیں وہ سب تیری بیباکی اور نافرمانی اور گستاخی کے سبب آتے ہیں۔

② پس جب تو غم اور مصائب دیکھے تو جلد استغفار کر کیونکہ یہ غم خدا کے حکم سے آتا ہے۔
شاعر کہتا ہے ۵

قال الجدار للو تدلیم تشقنی

قال الوتد انظر لمن یدقنی

دیوار نے کہا کھونٹے سے کہ میرے اندر کیوں گھستتا ہے۔ اس نے کہا مجھے کیا دکھتی ہے اُسے دیکھ جو مجھے ٹھونک رہا ہے میں تو بے بس ہوں۔ پس اسباب بے بس ہیں۔ یہ مسدب حقیقی خدائے تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔

مشکوٰۃ میں حدیث وارد ہے کہ دُعا آئی بلا کہ کوالتی ہے اور جو ابھی آئی نہیں اس کو بھی دفع کر دیتی ہے۔

ان الدعاء ینفع معانزل و معانزل ینزل فعلیکم

عباد اللہ بالدعاء (مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

پس اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑ لو۔

۵ بلائیں تیر فلک کہاں ہے چلانے والا شاہاں ہی
اسی کے اُپر قدم اماں ہے بس اور کوئی مضر نہیں ہو

دنیا سے سائنس آج اسبابِ مصائب یعنی کھونٹوں کی ریسرچ میں مصروف ہے کہ فلا کھونٹا کس رفتار سے اور کس مقدار سے ہمارے اندر گھسنے والا ہے، ارے نادانو! ان کھونٹوں کے ٹھوکنے والے کو جب تک راضی نہ کرو گے یاد رکھو تم ریسرچ کرتے ہی رہو گے اور وہ گھسنے ہوئے تم کو ہلاک کر دیں گے۔

۴ جہاں طوفان میں مہنساں کر سفینہ ڈگمگاتا ہے

وہیں قدرِ خدا ونا خدا معلوم ہوتی ہے

کیا نہیں دیکھا کہ طوفان کی رفتار کو سائنسی آلات سے ریسرچ کر نیوالے مع آلات نذر طوفان ہو گئے۔ ارے صرف یہی ایک دروازہ ہے۔

۵ عزیزے کہ از در گہش سر بتافت

بہر جا رفت ہیچ عزت نیافت

تذیر اور دُعا دونوں ہی ضروری ہیں بلکہ تذبذب اور کمزوری بھی ہو تو بھی دُعا سے کام بن جاتا ہے یعنی دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است۔

”استغفار اور توبہ نہ کرنے سے مصداقِ دور نہ ہونگے“

ہم جب تک حق تعالیٰ کو راضی نہ کریں گے مصائبِ دور نہ ہوں گے اور راضی کرنے کا نسخہ کامل استغفار ہے اور کامل توبہ ہے یعنی حقوق العباد اور حقوق اللہ کی پوری تکمیل شریعت کے مطابق ہو۔ علامہ آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس سے واضح کیا گیا ہے کہ دنیا کے اکثر مصائب ہمارے معاصی کا نتیجہ ہیں۔

معاصی اور مصائب کا ربط

(تفسیر مسترآن کی روشنی میں)

حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں :

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۗ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۗ

ترجمہ: جو شخص ایک ذرہ بھی خیر کرے گا اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ایک ذرہ برائی کا بھی عمل کرے گا اس کو دیکھ لے گا۔

(سورہ زلزال پتہ)

بشرطیکہ اس وقت وہ خیر و شر باقی رہے ورنہ اگر کفر سے وہ خیر فنا ہو چکی یا توبہ اور ایمان سے وہ شر زائل ہو چکا وہ اس میں داخل نہیں کیونکہ وہ خیر خیر نہ رہی اور وہ شر شر نہ رہا جب ملا حکم نہ رہا حکم ثابت نہ ہوگا۔

(بیان القرآن)

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۗ تو حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اس آیت کے سننے ہی خون سے گھبرا کر ہاتھ کھانے سے ہٹا لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے اعمال میں مثقال ذرہ شر کا موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِي آيَاتِنَا ۚ وَكُلُوا وَشَرُّوا وَلَكُمْ فِي الْآيَاتِ لَعْنَةٌ لِمَن كَانَ يَكْفُرْ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ

ترجمہ: تم میں سے جو شخص دنیا میں نیک عمل کرے گا اس کی جزاء آخرت میں پائے گا اور جو تم میں سے شر

الدنيا مصیبات أو کرے گا دنیا میں مصائب
امراضاً وروح المعانی ۳۱۴ اور امراض دیکھے گا :

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا کیا تم نے دنیا میں کوئی ناگوار اور مکروہ بات نہیں دیکھی؟ پس وہی مثاقیل ذرہ شریں اور تمہاری نیکیوں کے ذراتِ آخرت کے لئے جمع ہو گئے جو قیامت کے دن پورے پورے مل جاویں گے۔
عبارت روح یہ ہے :

یا أبا بکر أ رأیت ما تری فی الدنیا مما تکره فمثاقیل
ذرات الشر ویدخر لك مثاقیل ذرات الخیر حتی توفاه یوم القیامة۔

مشقال ذرہ کیا ہے؟

① الذرة نملة صغيرة ترجمہ: ”ذرہ چھوٹی چھوٹی سُرخ
حماء رقیقہ یقال رنگ کی باریک جو ایک سال
انھا تجری اذا مضی کے بعد چلتی ہے اور یہ قلبت کا
لها حول وهي علم علم ہے۔ (یعنی انتہائی کم مقدار
فی القلة۔ کا اظہار)

② قیل الذرة ما یرى ” اور کہا گیا کہ ذرہ وہ ہے جو
فی شعاع الشمس من سورج کی شعاعوں میں
الصباء گرد وغبار سے نفا

③ عن ابن عباس أنه ” حضرت عبا
دخل یدة فی التراب نے اپنے

ثم رفعها ثم نفخ فيها پھونک ماری اور فرمایا ہر ایک
وقال كل واحدة من ان میں کا مشقال ذرہ ہے۔
هو كالمشقال ذرة۔

تشریحات بالا کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دنیا میں گناہ اور نافرمانی کے
ثمرات اور عواقب مصیبت نہیں بلکہ مصائب اور مرض نہیں بلکہ امراض
لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ ہم سب کو ترک معاصی کی توفیق بخشیں۔
اللهم ارحمنا بترك المعاصي۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :

مَا أَصَابَكُمْ مِنْ
مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ
أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ
كَثِيرٍ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جو کچھ تم کو
مصائب آتے ہیں، وہ اکثر تمہارے
مکسوبات سے آتے ہیں۔
(یعنی معاصی کے سبب) اور اکثر
خطاؤں کو تو وہ اپنے کرم سے معاف
ہی فرمادیتے ہیں۔

(۲۵۔ سورہ شوری)

از رُوح المعانی ۲۵ پ ص ۴۱

مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ أَوْ مَصِيبَةٍ كَانَتْ مِنْ
مَصَائِبِ الدُّنْيَا كَالْمَرَضِ وَسَائِرِ النَّكَبَاتِ
فِي مَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ أَوْ بِسَبَبِ مَعَاصِيكُمْ الَّتِي
اَلْتَبْتُمُوهَا وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ أَوْ مِنْ الذُّنُوبِ
فَلَا يِعَاقِبُ عَلَيْهَا۔

حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا قسم سے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان سے لکڑھی کی خراش، رگوں کا اختلاج، پتھر کا زخم، قدم کا پھسلنا نہیں ہوتا مگر گناہ کے سبب، اور جو عفو کرتا ہے اللہ وہ اس سے کثیر ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے سر میں درد تھا۔ پس اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا یہ میرے گناہ کے سبب ہے اور جو معاف کرتا ہے خدا وہ اس سے کثیر ہے۔ (مذا فی الروح)

مصائب کا سبب کبھی ترقی درجہ ہوتا ہے

حدیث

قال علیہ السلام	فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے:
ان العبد اذا سبقت له	بے شک جب کسی بندے کے لئے
من الله منزلة فلم	حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی درجہ مقرر
یبلغه بعمله ابتلاء	ہو چکا ہوتا ہے اور بندہ اس درجہ
الله في جسده او في ماله	کو اپنے عمل سے نہیں پاسکتا تو
او في ولده ثم صبر	حق تعالیٰ شانہ اس کے بدن میں
على ذلك حتى يبلغه	یا اس کے مال میں یا اس کے بچوں میں
المنزلة التي سبقت له	کوئی تکلیف بھیجو دیتا ہے اور پھر وہ
من الله عز وجل .	صبر کی توفیق دیتا ہے حتیٰ کہ اپنی رحمت
(ابوداؤد)	سے پہنچا دیتا ہے اس کو اس درجہ پر

پس معلوم ہوا کہ مصائب کا ترتب بسبب معاصی خاص ہے گنہگار مسلمانوں کے لئے جیسا کہ علامہ آلوسیؒ تحریر فرماتے ہیں :

والایة مخصوصة بأصحاب ترجمہ: ” معاصی پر مصائب کا آنا یہ
الذنوب من المسلمین گنہگار مسلمان کے لئے ہے۔
وغيرهم فان من انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ
لا ذنب له كالانبياء ہیں ان پر رفع درجات اور
عليہم السلام درجہ ان حکمتوں کے تحت
تصیبہم مصائب کیونکہ مصائب آتے ہیں جو ہمارے
ذالك لرفع درجاتہم اوپر منحفی ہیں اور بچے پر مصائب
اول حکم اخیری خفیت اس کے درجے بلند کرنے
علینا وقیل فی مصائب کے لئے اور ماں باپ کا
الطفل رفع درجته و درجہ بلند کرنے کے لئے
درجة البویہ او من آتے ہیں۔
یشفق بحسن الصبر
(روح مک ۳۱۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں دن میں ستر بار سے زیادہ۔ ایک اور روایت میں فرمایا کہ سو بار استغفار کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ - باب الاستغفار)

لیکن آپ کا یہ استغفار گناہ کے سبب نہ تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

معصوم تھے بلکہ یہ استغفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال معرفت عظمتِ الہیہ کے پیش نظر اپنے اعمال میں قصور محسوس کرنے کے سبب تھا اور اُمت کو ترغیب دینے کے لئے تھا۔
ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :-

واستغفار لیس لذنب لانه معصوم بل لا اعتقاد تصور فی العبودیۃ عما یلیق بحضرة ذی الجلال والاکرام وحث للامة علی التوبة والاستغفار فانه صلی اللہ علیہ مع کونه معصوماً و کونه خیر المخلوقات اذا استغفر وتاب الی ربہ فی کل یوم اکثر من سبعین مرة فکیف بالمدنبین . (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۲۳)

توبہ اور استغفار کے بعد مستغفرا اور تائب کو عار دلانا ہے جن سے اُس نے توبہ کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من عیر اخاه بذنب ترجمہ: ”فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ لم یمت حتی یعملہ دسلم نے: جس شخص نے اپنے یعنی من عمل قد تاب مسلمان بھائی کو عار دلایا یعنی منہ (ترمذی) اس کے گناہ پر شرمندہ کیا، توبہ نہ مرے گا جب تک اس گناہ کو نہ کر لے (راوی نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ اس گناہ سے عار دلایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے)۔

فائدہ | اور اگر توبہ سے قبل عار دلائی تو گو اس وعید کا مستحق نہیں ہے مگر یہ بھی ممنوع ہے کیونکہ توبہ سے قبل بھی خیر خواہی سے نصیحت کرنا چاہئے، عار دلانا اس وقت بھی بُرا ہے (ہاں اگر عار دلانا ہی مصلحت ہو تو وہ اور بات ہے)۔

مولانا رومیؒ کا ارشاد ۵

روغن گل روغن کعبہ مناند

آفتابے اید او جامد مناند

جب تل کا تیل گلاب کی صحبت سے روغن گل بن گیا تو اس کو اس کے ماضی پر طعنہ مت دو کہ تو پہلے تل کا تیل تھا۔ اب تو اس کا نام بھی بدل گیا (روغن گل) کام بھی بدل گیا اور دام بھی بدل گئے اور برف نے جب آفتاب دیکھا تو جامد نہ رہا، پانی ہو گیا اب اس کو برف مت کہو۔

تنبیہ | اسی سے یہ سبق ملا کہ اگر کوئی گنہگار اللہ والوں کی صحبت سے اللہ والا بن جائے تو اس کے ماضی پر طعنہ دینا اور ماضی کو سوچ کر اُسے حقیر جاننا کس قدر خلاف حقیقت ہوگا اور کس قدر سوراہی اور محرومی ہوگی۔

تائب کی شان از حد شریف | التائب من الذنب کمن

لاذنب له (مشکوٰۃ)

جو شخص توبہ کر لے گناہ سے وہ ایسا ہو گیا گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔ یہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے۔

التائب من الذنب (الذی تاب توبۃ صحیحۃ) کمن

لاذنب له ای فی عدم المؤاخذة بل قد يزيد عليه بان
ذنوب التائب تبدل حسنات (مرقاة ج ۵ ص ۱۵۰)

موانع توبہ اور استغفار

غلط حیا اور شرم کا غلبہ — لیکن ایسی حیا جو توبہ کرنے سے
روک دے محمود نہیں اور عاشق کو حق تعالیٰ کی دوری سے کیسے چین
آسکتا ہے۔ یہاں یہ حیا دراصل قلتِ محبت اور قلتِ تعلق مع اللہ کا دوسرا
نام ہے۔ مولانا محمد احمد صاحب پر تائب گڈھی نے خوب فرمایا ہے ۵
حیا آتی ہے تیرے سامنے میں کس طرح آؤں
نہ آؤں تو دل مضطر کو میں لیکر کہاں جاؤں

حیا کیا ہے؟ | ملا علی قاریؒ نے مرقاة میں ج ۱ ص ۷۰ پر تحریر ہے کہ:

حقیقۃ الحیا ان مولانا لا یراک حیث نہاک
وہذا المقام الاحسان سے تم کو منع کیا ہے یہی مقام
المسہی بالمشاہدۃ احسان ہے جس کو مشاہدہ بھی کہتے ہیں
سبحان اللہ! کیا عمدہ تعریف ہے۔

پس گناہ کرتے وقت تو شرم نہ آئی اور توبہ کرتے ہوئے
شرم آرہی ہے!

وہو خلق یمنع الشخص من الفعل
حیا کی دوسری تعریف | القبیح بسبب الایمان -

(مرقاة ج ۱ ص ۷۰)

حیا وہ صفت ہے جو انسان کو بُرے کام سے روکتی ہے بسبب
 ایمان کے -

الحیاء : قال بعض العارفين
حیا کی تیسری تعریف | ان الحیاء ینشأ عن علم القلب

بان الله رقیب علیہ فیحافظ ظاہرہ و باطنہ من مخالفة
 احکامہ (ص ۲۹)

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
 گر کافر و گروبت پرستی باز آ
 ایں درگہ مادر گہ نو میدی نیست

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ
 تسجہ :- خواہ کتنے ہی گناہ کر لئے ہوں آجاؤ خدا کی طرف آجاؤ۔ اگر
 کافر و بت پرست ہو سب آجاؤ رحمت پروردگار کی طرف۔ ہماری
 بارگاہ ناامیدی کی بارگاہ نہیں۔ اگر سو بار اپنی توبہ توڑ چکے ہو پھر بھی
 ناامید مت ہو آجاؤ۔ ہماری رحمت کا دامن وسیع ہے اور ہماری
 رحمت کا اتھ بہت کشادہ اور غیر محدود ہے۔



توبہ کا طریقہ (اور) کلمات استغفار

من احياء علوم الدين، ج ۱، للامام محمد الغزالي عليه السلام



حدیث ۱ | جو شخص اپنے بستر پر لیٹے وقت اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ
الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَالتُّوبُ إِلَيْهِ
تین مرتبہ پڑھے غُفْرًا اللهُ ذُنُوبَهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.
تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر
اس کے گناہ ہوں یا ریت کے ٹیلے کے برابر ہوں یا درخت کے پتوں
کے برابر ہوں یا ایام دنیا کے برابر ہوں۔ اور دوسری روایت میں ہے
کہ اگرچہ جہاد سے بھاگا ہوا ہو تو ایسا جرم عظیم بھی معاف ہو جائے گا
اس ورد کی برکت سے۔

حدیث ۲ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان الفاظ سے استغفار
سرتاتے تھے :

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا
أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي هَرَبِي وَوَجْدِي وَخَطِيئَتِي وَعَيْدِي
وَكُلَّ ذَلِكَ عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ
هَمَّا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ
الْمُقَدِّمُ أَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ان افضل الاستغفار : اللَّهُمَّ أَنْتَ
حدیث ۳ رَّبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَ
 وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَالْبُوءَ لَكَ
 بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَالْبُوءَ عَلَى نَفْسِي بِذُنُوبِي فَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَ
 اعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَأَعْفِرْ لِي ذُنُوبِي مَا قَدَّمْتُ مِنْهَا وَمَا
 أَخَّرْتُ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعَهَا إِلَّا أَنْتَ .

✽

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو بندہ نعمت اور معصیت دونوں میں ہو
 اس کی اصلاح صرف حمد اور استغفار ہی سے ہو سکتی ہے۔ نعمت کا شکر
 حمد سے (الحمد لله) اور گناہ کی تلافی استغفار سے کرے۔
 نیز امام غزالیؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ استغفار سے قبل ندامت
 ضروری ہے ورنہ یہ استغفار جو ندامت کے بغیر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے
 ساتھ استہزاء کے مترادف ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
 سنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 نہیں ہے کوئی بندہ جو گناہ کرے پھر عمدہ وضو کرے دو رکعت نماز
 ادا کرے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے
 گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت
 فرمائی ” وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ“

فائدہ | ہر دعا سے اول اور آخر درود شریف پڑھ لینا چاہئے قبولیت دعا کے لئے کیونکہ درود شریف مقبول ہے پس دو مقبول کے درمیان والی دعاؤں کو وہ کریم رد نہ فرمائیں گے۔ اور دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا ممنوع ہے۔ یہ مضمون بھی امام محمد غزالی نے تحریر فرمایا ہے اور دونوں باتوں کو حدیث سے ثابت فرمایا ہے۔
(از آداب دعا، ۱۷۳، احیاء)

توبہ کے متعلق

شرح مسلم محدث عظیم علاؤوی کی جامع تحقیق

از ریاض الصالحین ص ۱۱

نصرمایا :-

علماء نے کہا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔	قال العلماء التوبة واجبة من كل ذنب
پس اگر معصیت کا تعلق بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے اور حقوق العباد سے تعلق نہیں تو اس کے لئے تین شرطیں ہیں:	فان كانت المعصية بين العبد وبين الله تعالى لا تتعلق بحق آدمي فلها ثلثة شرط :
۱۔ ایک ایسا گناہ فوراً ترک کر دے۔	① احدها ان يقلم عن المعصية۔
دوسرے یہ کہ اپنے فعل پر شرمندہ ہو۔	② الثاني ان يندم على فعلها۔

③ والثالث ان يعزم ان
لا يعود اليها أبداً فان
فقد احد الثلاثة لم
تعص توبته -
پس اگر ان تین شرطوں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہیں ہوئی۔
وان كانت المعصية
تتعلق بأدعى شرطها
اربعة
تین تو یہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور چوتھی شرط یہ ہے کہ :
ان يبرأ من حق صاحبها
اس انسان کے حق سے بری لڈزہ
تیسرے یہ کہ دوبارہ اس فعل
کو نہ کرنے کا ارادہ کرے۔
✦ ✦ ✦ ✦ ✦
✦ ✦ ✦ ✦ ✦
اور اگر گناہ کا تعلق انسان کے
حقوق سے ہے تو اس کیلئے
چار شرطیں ہیں۔

توبہ اور استغفار کے متعلق

حکیم الامت حضرت مولانا تمھانوی کے ارشادات

از کمالات اشرفیہ

- ① فرمایا کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جائے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ دیکھئے بارود ذرا سی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے۔ (ص ۵۸ م ۲۳۸)
- ② فرمایا کہ بندہ اگر اس وجہ سے توبہ نہ کرے کہ میرے گناہ اس قدر ہیں اور اس درجہ کے ہیں کہ توبہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ بھی حماقت ہے اور شیطان کا جال ہے۔ کیونکہ گویہ صورت شرمندگی ہے لیکن حقیقت میں

یہ کبر ہے کہ اپنے کو اتنا بڑا سمجھتا ہے کہ گویا اس نے حق تعالیٰ کا ایسا نقصان کر دیا ہے کہ اب اس کو وہ معاف نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو یہ برتاؤ بالکل مساوات کا سا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ کے سامنے تمہاری اور تمہارے افعال کی ہستی ہی کیا ہے۔ سارا عالم بھی نافرمان کچھادے تو ان کا ذرہ برابر بھی کچھ نقصان نہیں ہو سکتا نہ ان کو عفو و کرم سے مانع ہو سکتا ہے۔ مشہور ہے ایک سیل کے سینگ پر ایک مچھر جا بیٹھا جب وہاں سے اڑنے لگا تو سیل سے معذرت چاہی کہ معاف کیجئے گا آپ کو میرے بیٹنے سے بہت تکلیف ہوئی ہوگی۔ سیل نے کہا اے بھائی مجھ کو تو خبر بھی نہیں ہوئی تو کب بیٹھا اور کب اڑا۔ (ص ۵۷ م ۲۲۵)

۳۲) فرمایا کہ اگر بندوں کو رحمت حق کا مشاہدہ ہونے لگے تو گناہوں کو بڑا سمجھنے پر شرمندگی ہوگی۔ ناامیدی تو بھلا کیا ہوتی۔ مگر اس شرمندگی کے مقتضار پر (کہ توبہ نہ کرے) عمل نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ گناہ اگرچہ رحمت حق کے مقابلہ میں چھوٹے ہیں مگر تمہارے لئے تو بڑے ہی ہیں۔ تولہ بھر سکھیا اگرچہ من بھر تریاق کے سامنے چھوٹا ہے مگر معدہ کے مقابلہ میں بڑا ہے۔

(ص ۵۸ م ۲۲۹)

۳۳) فرمایا کہ مومن اپنے گناہوں سے ڈرتے گوا دنی ہی گناہ ہوں بخلاف فاجر کے کہ وہ گناہ کو مثل مکھی کے سمجھتا ہے کہ آئی اور اڑا دیا۔ تو معلوم ہوا کہ گناہ کو سخت سمجھ کر توبہ کرنا علامت ایمان کی ہے اور اس کو ہلکا سمجھنا علامت بے ایمانی کی ہے اور اوپر جو آیا ہے کہ گناہ کو بڑا نہ سمجھے اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا بڑا نہ سمجھے کہ توبہ کی ضرورت نہ سمجھے۔ غرض اصل چیز توبہ ہے۔ جو اعتقاد توبہ سے مانع ہو وہ مذموم ہے خواہ بڑا ہونے کا اعتقاد

ہو خواہ چھوٹا ہونے کا۔ (ص ۵۸ م ۲۵۰ع)

⑤ فرمایا کہ معصیت کا علاج قبل صدور بہت اور بعد صدور توبہ ہے

سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں۔ (ص ۹۰ م ۴۲۱ع)

⑥ ایک صاحب نے لکھا کہ گناہ کبیرہ کے بعد دل پر گھبراہٹ ہو جاتی

ہے۔ کئی کئی روز تک طبیعت گھبراتی ہے اور خوب گڑگڑا کے استغفار کرنے

سے دل پر شرمندگی چھا جاتی ہے اس کے لئے کیا کروں۔

فرمایا یہ شرمندگی اور خوف فی نفسہ بہت اچھی چیز ہے اور یہ بھی ایک قسم

کی توبہ ہے۔ مگر کمال توبہ کا یہ ہے کہ زبان سے بھی تضرع کے ساتھ ہو۔

پس اس رکاوٹ کا مقابلہ تکلف و بہت سے کیا جاوے اور خواہ کتنی ہی

تکلیف ہو مگر رکاوٹ پر عمل نہ کیا جاوے۔ (ص ۲۴۸ م ۱۰۳۴ع)

⑦ فرمایا کہ اصلاح اعمال و کثرت استغفار کو دفع طاعون میں بڑا دخل

ہے۔ (ص ۱۵۵ م ۶۵۷ع)

⑧ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور استغفار اس وقت مفید

ہو سکتی ہے کہ گناہ کرنے والا خود بھی توبہ کرنا چاہے۔ (ص ۱۱۳ م ۵۲۲ع)

⑨ اس کا تذکرہ ہونے لگا کہ رشوت سے توبہ کرے تو معاف کس طرح کرے؟

فرمایا کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ادا کرے یا معاف کرے اگر پتہ نہ چل سکے

تو اشتہار چھپوائے کہ میرے ذمہ جن کے حقوق ہوں لے لے یا چھوڑے۔

پھر فرمایا کہ بڑا مفتی قلب ہے جب خوف ہوتا ہے تو سب تدبیریں ادا کرے

حقوق کی سوچنے لگتی ہیں۔ (ص ۱۹۹ م ۸۱۲ع)

⑩ فرمایا کہ عام طور پر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حق العبد میں محض بندہ ہی کا

حق ہوتا ہے، حق تعالیٰ کا حق نہیں ہوتا۔ یہ غلط ہے بندہ کا وحق اللہ تعالیٰ

ہی نے تو مقرر فرمایا ہے مثلاً حکم دیا ہے کہ مظلوم کی امداد کرو، کسی مسلمان کی غیبت نہ کرو، کسی کو ایذا نہ دو تو جب ان احکام کے خلاف کسی کو ایذا دی جاوے گی تو جیسے بندہ کا حق فوت کیا ایسے ہی خدا تعالیٰ کا بھی حق فوت کیا کہ ان کے حکم کی مخالفت کی۔ اس لئے حقوق العباد تلف کرنے میں محض بندوں کی معافی کافی نہیں بلکہ حق تعالیٰ سے بھی توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔ گو عام حقوق العباد میں بندہ کی معافی کے بعد حق تعالیٰ اکثر اپنا حق بھی معاف کر دیتے ہیں مگر بعض اوقات محبوبانِ خاص کی حق تلفی میں ان کی معافی کے بعد بھی حق تعالیٰ اپنا حق معاف نہیں فرماتے بلکہ مواخذہ ضرور رہتا ہے۔ (ص ۲۲ م ۵۷)

ہر نیک عمل میں مغفرت کی اور ہر گناہ میں عذاب کی خاتمہ ہوتی ہے

① فرمایا کہ اکثر رشتیوں کو حق تعالیٰ حوصلہ عطا فرما دیتے ہیں۔

ع خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے

جناب خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ اسی طرح بزرگان کا ملین روت باطنی دینے میں سخی ہوتے ہوں گے مگر ان کو اس میں کیا اختیار ہے وہ تو حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔

فرمایا کہ ان کے اختیار کی ضرورت نہیں ان کے قلوب میں یہ برکت ہوتی ہے کہ جو ان کو راضی رکھتا ہے اور جس کی طرف ان کے قلوب متوجہ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرما ہی دیتا ہے تجربہ یہی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلہ اور ایک اور شخص نہر میں وضو کر رہے

تھے امام صاحب نیچے کی طرف تھے اور وہ شخص اوپر کی طرف۔ اُس شخص نے خیال کیا کہ امام صاحب مقبول بندے ہیں میرا مستعمل پانی اُن کے پاس جاتا ہے یہ بے ادبی ہے اس لئے وہ اُٹھ کر دوسری طرف ان کے نیچے جا بیٹھا بعد انتقال کے اس کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا مغفرت ہوئی یا نہیں۔ کہا کہ میرے پاس کوئی عمل نہ تھا اس پر مغفرت ہوئی کہ تو نے ہمارے مقبول بندے احمد بن حنبل کا ادب کیا تھا ہمیں پسند آیا۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ اے عائشہ! کسی نیک عمل کو حقیر نہ سمجھنا ہر نیک عمل میں خاصیت مغفرت کی ہے اسی طرح ہر گناہ میں خاصیت عذاب کی ہے چاہے چھوٹا ہو چاہے بڑا۔

(ص ۲۴۲ م ۱۰۷۷)

۱۲) فرمایا کہ.... عوارف جو کہ شیخ شہاب الدین بہروردی کی کتاب ہے اُس میں ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ ایک دن وہ ذکر کرنا چاہتے تھے مگر زبان نہیں اٹھتی تھی۔ ارادہ بھی تھا شعور بھی تھا مگر زبان نہیں چلتی بڑے پریشان ہوئے۔ گریہ وزاری کے ساتھ التجا کی کہ یا اللہ اگر قصور ہوا مطلع فرمائیے تاکہ توبہ اور استغفار سے تدارک کروں۔ الہام ہوا کہ فلاں وقت گستاخی سے ایک بُرا کلمہ کہا تھا آج اس کا خمیازہ بھگت رہے ہو۔ بہت روئے پیٹے گریہ وزاری کی تب زبان چلی۔

(ص ۲۶۳ م ۱۰۹۹ کا جزو)



دوام توبہ کے لئے نفس اور شیطان کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟

نفس کا خوف | حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں :-

نفس تو بڑی ہی بات بتلاتا ہے۔	إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ
بجز اس کے جس پر میرا رب رحم	بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَهُ
کے۔ بے شک میرا رب	رَبِّيَ ذُو غَفُورٍ
بڑی مغفرت والا بڑی رحمت	رَحِيمٌ هـ
والا ہے۔	(سورۃ یوسف ۱۲)

تفسیر روح المعانی

لَأَمَّارَةٌ - کثیرۃ الأمر
بِالسُّوءِ - ای بجنسہ
والمراد انہا کثیرۃ المیل الی الشهوات
إِلَّا مَا رَحِمَهُ رَبِّي مامصدریۃ ظرفیۃ زمانیۃ،
ای ہی امارۃ بالسوء فی کل وقت والافی وقت رحمۃ ربی و
عصمتہ۔

إِنَّ رَبِّيَ غَفُورٌ رَحِيمٌ عظیم المغفرتہ ومبالغہ فی الرحمتہ۔

الحاصل ان کل نفس امارۃ بالسوء الا نفسا رحمها اللہ
تعالیٰ بالعصۃ کنفس یوسف علیہ السلام .

(روح المعانی ۱۳ ص ۲)

خلاصہ ترجمہ | نفس اپنی حقیقت کے اعتبار اور تقاضوں سے برنوع کی
برائیوں کی طرف کثرت سے حکم کرنے والا ہے۔ امارہ

مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور الف لام سور پر جنس کا داخل ہے جس سے برائی
کے جملہ انواع کفر، شرک، بدعت، کبائر، صغائر اور جملہ فواحش شامل
ہو گئے کیونکہ جنس اسی کلی کا نام ہے جو انواع مختلف الحقائق کو محیط اور جامع ہو
إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٰ مَا كُود مَصْدَرِيَّةٌ بَتَا كُر صِيغَةُ مَاضِي رَحِمَ كُود مَصْدَرٌ كَعْنَى
میں تبدیل کر دیا یعنی رحم رحمت ہو گیا اور ما کو ظرفیہ زمانیہ بتا کر تفسیر
یوں کی کہ نفس ہر وقت برائی کا حکم کرتا ہے اپنی حقیقت اور ماہیت کے
اعتبار سے الافی دقت رحمت ربیٰ مگر اس وقت تک جب تک کہ
حق تعالیٰ شانہ کی رحمت اور حفاظت میں ہو تو نفس کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔
اسی حقیقت کو حضرت عارف رومیؒ نے اس شعر میں ظاہر فرمایا ہے ۵
گر ہزاراں دام باشد بر قدم

چوں تو بامانی نباشد ہیچ غم

ترجمہ :- اگر ہزاروں گناہوں کے جال ہمارے قدم پر ہوں لیکن
اے خدا اگر آپ ہمارے ساتھ ہیں یعنی آپ کی عنایت شامل حال ہے تو
ہم کو کوئی غم نہیں بقول مشہور

جس کو خدا رکھے اس کو کون چکھے

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ کی کثرت

کرتے ہوئے یہ بھی مضمون مستحضر رہے کہ مغفرت کے بعد رحمت کو طلب کرنا کیوں سکھایا گیا تو اس میں یہ راز بھی ہے کہ ماضی کے گناہ تو بخش دیجئے اور مستقبل کے گناہوں سے حفاظت کے لئے ہم کو رحمت کے سایہ میں رکھئے یعنی الٰہی رحمت کی تفسیر کو یہاں جوڑ دیجئے۔ پس حق تعالیٰ کی رحمت اور نصرت اور عصمت اور حفاظت کے ہوتے نفس ہمارا کچھ نہیں گلا سکتا۔

شیطان کا خوف | شیطان کا خوف بھی اسی طرح بے معنی ہے۔
حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَتْ ضَعِيفًا ۝

شیطان کے مکر اور کید کو حق تعالیٰ ہی نے ضعیف اور کمزور فرمایا ہے۔
ملا علی قاریؒ ج ۱ ص ۱۳۶ (مرقاۃ) پر رقمطراز ہیں:

فانہ مع اللطف الالہی پس شیطان، اللہ تعالیٰ کے

لا اضعف منه ولا اذل لطف و کرم اور عنایت کے

فانہ مشبہ بالکلب ہوتے ہوئے اس سے بڑھ کر

الواقف علی الباب۔ کوئی کمزور نہیں اور نہ اس سے

زیادہ کوئی ذلیل ہے اور شیطان اس کتے کی مانند ہے جو گھر سے باہر دواڑ

پر کھڑا رہتا ہے۔

تشریح | یعنی جس طرح بڑے لوگ بنگلوں کے سامنے خوفناک گستاخ
حفاظت کے لئے رکھتے ہیں اور جو ان سے ملنے جاتا ہے تو
وہ گتازور زور سے بھونکتا ہے اور اگر مالک بنگلہ زور سے ڈانٹ دے
کہ ہاں خبردار! اپنا آدمی ہے تو خاموش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان

بارگاہِ حق سے مردود کیا ہوا لگتا ہے۔ بارگاہِ حق کے باہر کھڑا ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانا چاہتا ہے تو خوب دوسرے ڈالتا ہے کہ یہ پریشان ہو کر بھاگ جائے لیکن جب اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیتا ہے کہ میں اس مردود سے پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ، تو اللہ تعالیٰ اپنے اس کُتے کو ڈانٹ دیتے ہیں کہ خبردار یہ ہمارا آدمی ہے خاموش ہو جا۔

اسی لئے حدیث شریف میں وسوس کا علاج دو جُز میں بیان کیا گیا ہے ایک تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا دوسرا اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُلِهِ پڑھنا۔

وسوس خواہ کفر کے ہوں یا گناہ کے ہو اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُلِهِ پڑھنے سے اس طرح بھاگتے جیسے ڈی ڈی ٹی چھڑکنے سے مکھی کھٹل اور جراثیم بھاگتے ہیں۔ متعدد دستوں نے بتایا کہ جب بدنگاہی کا تقاضہ شیطان ڈالتا ہے تو ہم اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُلِهِ پڑھ لیتے ہیں اور فوراً اللہ تعالیٰ کی بڑائی سامنے آجاتی ہے اور وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۶ پر اس عمل کا مسنون ہونا وسوس دور کرنے کے لئے منقول ہے۔ عبارت یہ ہے :

وَلِذَا قِيلَ لِيْسِرْ لِهٖ اَنْ يَسْتَعِيْذَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُلِهِ .

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :

اِنَّ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ لَا وَسْوَسَةَ فِيْهَا نَمَازٌ فِيْهَا نَمَازٌ تَوْبَةٌ لِّمَنْ يَسْتَعِيْذُ بِهَا

والنصاری (مرقاۃ) کی نماز ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دوسوہ آنے سے پریشان نہ ہو۔ دوسوہ کو حدیث میں علامت ایمان قرار دیا گیا ہے۔ ان الوسوسۃ امارۃ الایمان (مرقاۃ) اسی لئے دسویں کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے۔ اس ضعیف کی خوشامد نہ کریں اپنے مالک سے پناہ مانگیں۔ حضرت عارف رومیؒ اسی حقیقت کو بیان فرماتے ہیں ۵

گر عنایات شہود بامام مقیم ؛ کے بودیم ازاں دزد نسیم
تسجہا بر لے خدا اگر آپ کی عنایات ہمارے سر پر سایہ فگن رہیں تو ہم
کو اس کینے چور شیطان سے کوئی ڈر نہیں۔

حاصل اور خلاصہ یہ کہ استغفار اور توبہ کے بعد حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت صلوٰۃ حاجت پڑھ کر ہر روز اپنی حفاظت اور اصلاح اور استقامت کے لئے خوب دعا مانگنا چاہئے کہ بدون فضل خداوندی ہمارے ارادوں کا کچھ اعتبار نہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب فرماتے ہیں کہ گناہ ترک کرنے کے لئے خود ہمت کرے اور حق تعالیٰ سے ہمت کو طلب کرتا رہے اور خاصان حق سے ہمت کی دعا کراتا رہے۔ انشاء اللہ گناہوں سے بچنے کی ضرور ہمت عطا ہوگی۔

(کمالات اشرفیہ ص ۵۲)



استغفار (بزبان فارسی)

از: مولانا محمد قاسم ناتوتوی نور اللہ مرقدہ بانی دارالعلوم دیوبند

<p>تو میدانی و خود، هستی گواہم ہزاراں بار توبہ با شکستہم گناہم موجب حرمان من شد جہاں را دعوت اسلام کردی بدگاہ توای رحمان دویدم برائے خویش مطلوبش گرفتی دو عالم را بکام او نمودی بدرگاہت شفع المذنبین ست بحق برتر عالم محمد از وقائم بلند بہا دستی است کہ کنش برتر از کون و مکان ست براہ خود مرا چالاک منرا بشو از من ہوائے این دال دیر بہ تیر در د خود جان و دلم دوز مرا حسب مراد خویش گرداں کہ خار عیب از جانم بر آری سیاہی را بہ بخشش روشنائی بہ عفو و فضل اے شاہ دو عالم</p>	<p>الہی غرق دریاے گناہم گناہ بے عدد را بار بستم حجاب مقصد مہمیان من شد با آن رحمت کہ وقف عام کردی گدا خود را ترا سلطان چو دیدم بحق آنکہ محبوبش گرفتی ہمہ نعمت بنام او نمودی با آن کور رحمت اللعالمین ست بحق سرور عالم محمد بذات پاک خود کال اصل ہستی ست شمار او نہ مقدور جہان ست دلم از نقش باطل پاک منرا بخش از اندرونم الفت غیر درونم را بعشق خویش تن ہوز دلم را محو یا در خویش گرداں اگر نالا تقم قدرت تو داری بخوبی زشت را مبدل نمائی گناہم را اگر دیدی نگہم</p>
--	---

استغفار

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ



گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہ جہاں
 پر ترے اب چھوڑ کر در کو بتا جاؤں کہاں
 کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے
 ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے
 اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
 ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے
 نے فقیری چاہتا ہوں نہ امیری کی طلب
 نے عبادت نے زہد نے خواہش جاہ و حسب
 دردِ دل پر چاہئے مجھ کو خدا کے واسطے
 رحم کر مجھ پر تو اب چاہ ضلالت سے نکال
 بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملکِ مال
 اپنے جملہ اولیائے باصفا کے واسطے



یاغیاث المستغیثین اہدنا
 عہد ما بشکت صد بار و ہزار
 منگر اندر زشتی و مکر و ہسیم
 کیمیاداری کہ تبدیلیش کنی
 غالبی بر جازباں اے مشتری
 ایتنای داری دنیا نا حسن
 لا افتخار بالعلوم والفتا
 عہد تو چوں کوہ ثابت برترار
 کہ ز پر زہرے چو مار کو ہسیم
 گر چہ جوئے خون بود نیش کنی
 شاید از در ماندگان را و اخروی
 ایتنای دار عقبانا حسن

دستگیر از دست ما مارا بخر
 پردہ بردار و پردہ ما بدر!



مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

از اختر عفا اللہ عنہ

اے خدائے خالق کون مہماں ۞ ہے تری تعریف سے قاصر زبان
 تو نے یہ پیدا کیا سارا جہاں ۞ اپنے بندوں کے لئے اے شاہِ جاں
 اور بندوں کو چینا اپنے لئے ۞ اپنی طاعت اور الفت کے لئے
 اے خدائے پاک رب بے نیاز ۞ اپنے بندوں کا ہے تو ہی کارساز
 صدقہ تیری رحمت ذخار کا ۞ صدقہ تیرے سید البرار کا
 صدقہ سب اصحاب کا اور آل کا ۞ صدقہ کل اقطاب کا ابدال کا
 صدقہ اس امت کے ہر نبی کا ۞ صدقہ میرے مرشد فیاض کا
 اے خدائے پاک اپنے فضل سے ۞ جن لے مجھ کو آخرت کے واسطے
 اے خدائے پاک اے رب العباد ۞ تیرے ہی محتاج ہیں سارے عباد
 ہم نے گو گستاخیاں کیں راہ میں ۞ گو گریے ہم معصیت کے چاہ میں
 اب ہیں لیکن اشکبار و شرمسار ۞ اپنے کرتوتوں پہ لے پروردگار
 تیری رحمت سے ہمارا انفعال ۞ ہو قبول بارگاہ ذوالجلال
 کرنے واپس تو مجھے دربار سے ۞ ہوں میں بہرہ در تری سرکار سے
 جس کو چاہے تو کرے اپنا دلی ۞ تو نہیں پابند فن کا اے غنی
 جوش میں آئے جو دریا رحم کا ۞ گبر صد سالہ ہو منحرد اولیاً
 صدقہ رحمت واسعہ کا اے کریم ۞ عضو منرا میرے عصیانِ عظیم

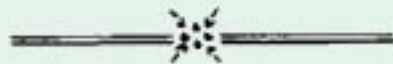
بھیس میں ہوں پاکبازوں کے تم سے ۶
 نقل کی برکت سے لیکن اے خدا ۶
 اے خدا تابع رہوں تیرا سدا ۶
 اے خدا اے پاک اے پروردگار ۶
 گر نہ ہو وہ فضل تیرا اے کریم ۶
 گر ہو تیرا فضل اے رب رحیم ۶
 ہم تیرے نفس بدابلیس کا ۶
 کشمکش میں پڑ گئی جان حسریں ۶
 تیری جانب سے نہ ہو رحمت اگر ۶
 موکشیدہ گر رسیدم کوئے تو ۶
 صدقہ تیرے جذب کا اے شاہ جاں ۶
 جان مہجوراں کو از راہ نہاں ۶
 اے خدا اے پاک اے پروردگار ۶
 ہم ضعیفوں عاجزوں کو اے خدا ۶
 آپ کی عظمت کا حق میرے الہ ۶
 اے خدائے پاک اے رب کریم ۶
 صدقہ فیض مرشد عبدالغنی ۶
 صدقے خضر پھولپوری شاہ کے ۶
 پار کر دے اے خدا کشتی مری ۶
 تڑپے مچھلی جیسے پانی کے بنیہ ۶
 قرب کی لذت چکھا کر اے خدا ۶
 گو نہیں اعمال ہیں ایسے مرے ۶
 اپنے پاکوں سے نہ کر مجھ کو جدا ۶
 ہو نہ میرا نفس مسیرا مقتدا ۶
 سخت دشمن ہے یہ میرا نفس مار ۶
 میں رہوں بس ننگ شیطان رحیم ۶
 جان صدیقان ہو یہ جان سقیم ۶
 کام ہے اس کا محض تلبیس کا ۶
 العیاذ از نفس بدبئس القرین ۶
 ہر قدم میرا پڑے سوئے سقر ۶
 آفریں بردست و بر بازوئے تو ۶
 صدقہ شان بختی بر بندر گاں ۶
 جذب کر لے اے مرے جذاب جاں ۶
 جز ترے ناصر کوئی مسیرا نہ یار ۶
 دستگیری کا تری ہے آسرا ۶
 کچھ نہیں مجھ سے ادا ہوتا ہے آہ ۶
 بخش دے میرے گناہان عظیم ۶
 دے مجھے اپنے سے تو کچھ آگہی ۶
 تو عطا کر مجھ کو نعرے آہ کے ۶
 بہر فیض مرشد عبدالغنی ۶
 دے تڑپ اس سے سوا اپنے بغیر ۶
 رنج دوری میں نہ کر سچر مبتلا ۶

یار شب کو روز مہجوری نہ دے ۶ جان قربت دیدہ کو دوری نہ دے
 معصیت کی ذلتوں سے اے خدا ۶ ہو نہ رسوا بندۂ عاجز ترا
 باب رحمت پر ترے اے شاہ جاں ۶ دے رہا ہوں دستک آہ و فغاں
 کٹ گئی اک عمر میری اس طرح ۶ مضطرب ہو مرغ بسمل جس طرح
 تیری رحمت کا اگر ہو فتح باب ۶ بندۂ عاجز ہو تیرا کامیاب
 آہ رہ سکتا ہے کب کوئی حجاب ۶ فضل کا تیرے جو نکلے آفتاب
 اے خدا وندا ترے افضال سے ۶ طالب رحمت ہیں ہم بد حال سے
 مانگتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کو ۶ واسطہ اس فضل کا خود فضل ہو
 دین ہی کی چاکری تو کر نصیب ۶ یاد ہی میں رکھ تو اپنی اے حبیب
 ”جز بند کر خویش مشغولم مکن ۶ از کرم از عشق معززولم مکن“
 (رومیؒ)

بے مشقت یہ ہو س گو جرم ہے ۶ مجھ کو اس نالا تھی پر شرم ہے
 پر خدا وندا کہاں جاؤں سبلا ۶ کیا کوئی در ہے ترے در کے سوا
 ہمت و محنت کہ توفیق عمل ۶ سب ترے محتاج ہیں اے عزوجل
 جس کو تیری راہ سے جو بھی ملا ۶ وہ ترے دست کرم سے ہی ملا
 ناخن تدبیر گھس جانے کے بعد ۶ پردۂ اسباب حل جانے کے بعد

بس تری جانب ہے اب میری نگاہ

ناؤ میری پار ہو میرے الہ



نظم

استغفار و توبہ

از احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ
مضمون نثر

حضرت اقدس حکیم الامتہ مولانا شاہ اشرف علیؒ

❖

وضو کر کے دو رکعتیں تم پڑھو
دعا کے لئے ہاتھ کو پھیراٹھا
الہی گنہ گار بندہ ہوں میں
بہت سخت مجرم کمینہ ہوں میں
نہ قوت گناہوں سے بچنے کی ہے
ترا ہوا ارادہ اگر اے کریم
تو ہی غیب سے کوئی سامان کر
ارادے مرے نیک اعمال کے
اگر تیری توفیق ہو چارہ گر
میں بندہ ترا ہوں محض نام کا
تلون مزاجی مری حستم کر
عطا کر مجھے ذرہ در ذل
رہ غیب سے کرمی رہہ سیری
دکھا غیب سے مجھ کو راہ نجات

نیت اس میں توبہ کی پہلے کرو
خدا سے تورو کر کرے التجا
سرا پا برا اور گندہ ہوں میں
گناہوں کا گویا خزمینہ ہوں میں
نہ ہمت عمل نیک کرنے کی ہے
تو ہو پاک پل میں یہ بندہ لتیم
گناہوں سے بچنے کو آسان کر
حوالے ہوئے نفس کی چال کے
تو پھر نفس و شیطان سے کیا مجھ کو ڈر
بنادے کرم سے مجھے کام کا
مرے عزم کو تو عطا حسبزم کر
ترا درد ہو جائے یہ آب دگل
ترسی بندگی سے ہو عزت مری
پلا اپنے مُردنے کو آب حیات

کرم سے خطاؤں کو تو عفو کر
یقیناً گنہ مجھ سے ہوں گے ضرور
غرض روز اس طرح امتزار ہو
عجب کیا بہت جلدان کا کرم
وہ کر دے تجھے پاک ہر عیب سے
نہ بٹہ لگے گا تری شان میں
اگر جسم تیرا ذرا ہو علیل
دوا تلخ سے تلخ پیتا ہے تو
دواوائے تن میں تو کوجیت ہے
تری عقل دنیا میں کیا کر گئی
نہ خود اپنی جو منکر درماں کسے
بڑے شرم کی بات ہے دوستو!
اگر یوں ہی غفلت میں گزری حیات

گناہوں کے انبار کو محو کر
کرا لوں گا پھر عفو اپنا قصور
ندامت کا ہر روز اظہار ہو
ہدایت کا سامان کر دے بہم
ہو نصرت تری پردہ غیب سے
نہ منسرق آئے گا کچھ تری آن میں
حکیموں کی سنتا ہے تو بے دلیل
خوشا مدطبیبوں کی کرتا ہے تو
مگر فکر ایماں میں کیوں سنت ہے
مگر دین میں وہ کہاں مر گئی
خدا کیا ہدایت کو چسپاں کرے
کہ اتنی بھی ہمت نہ تم کر سکو
نتیجہ بُرا ہوگا بعد الممات

ہو سہل اس سے صورت کوئی آہ کیا
مہلا اس سے آسان ہو راہ کیا



آسان کلمات استغفار



① رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم کو بخش دیکے اور ہم پر رحم فرما دیکے آپ سب سے بہترین رحم کرنے والے ہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ مغفرت کے بعد رحمت کی طلب میں چار نعمتوں کا سوال ہے:

① توفیق طاعت ② فراخی معیشت ③ نجات آفت ④ دخول جنت

② اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوبُ اِلَيْهِ ۝

ترجمہ: میں اپنے اللہ سے اپنے تمام گناہوں کی مغفرت مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ بِحَقِّ

رَحْمَتِكَ وَ رَحْمَةِ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَاجْعَلْ هَذَا نَافِعًا لِّجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ

مراقم الخدوٰں محمد اختر عفا اللہ عنہ

۳۔ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بے جا غیظ و غضب کا علاج

قرآن و حدیث کی روشنی میں

از

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بے جا غیظ و غضب کا علاج

تفسیر و حدیث کی روشنی میں



الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاطِمِينَ
 الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت ان متقین بندوں کے
 لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں فراغت میں بھی اور
 تنگی میں بھی اور غصہ کو ضبط کرنے والے اور لوگوں کی خطاؤں کو معاف
 کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوں کو محبوب رکھتا ہے۔
 (از رُوح المعانی ص ۵۸ ج ۴ پ ۷)

تفسیر السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ

حالة يسر وحالة عسر قاله ابن عباس في واصل
 السَّرَّاءِ حالة التي تسر والضَّرَّاءِ الحالة تضر .
 پس سَرَّاءِ ہر وہ حالت ہے جو خوش رکھے اور ضَرَّاءِ ہر وہ حالت

ہے جو بوجہ ضرر غمگین رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قلیل و کثیر جو بھی میسر ہوتا تھا انفاق کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ایک انگور کا دانہ صدقہ کرنا بھی موسیٰ ہے، اور بعض سلف نے ایک پیاز صدقہ کی ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جہنم سے بچو اگرچہ سمجھو رکھا کھرا ہی ہو یعنی اس کو صدقہ کرنے سے عار نہ سمجھو اور صدقہ کھرو اگرچہ ظلف محرق (جلا ہوا کھڑ) ہو۔

غضب اور غیظ کے ضبط کرنے اور ان رذائل کی اصلاح سے قبل حق تعالیٰ شانہ نے انفاق کی شان بیان فرمائی۔ یہ تمام جملے اگرچہ خبریہ ہیں لیکن قرآن ارشاد اور اصلاح کے لئے نازل ہوا ہے اس لئے ہر خبریہ میں انشائیہ مضمون ہوتا ہے یعنی یہ شان ہر مسلمان اپنے اندر پیدا کرے۔

گیارہویں پارہ میں حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا :

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ

علامہ آلوسیؒ روح المعانی میں فرماتے ہیں اس آیت سے صدقہ

وخیرات کا طہارت انفاس و قلوب میں خاص ربط کا پایا جانا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

انماھی کفارة لذنوبهم وترفع منازلهم

من منازل المنافقین الی منازل الابرار المخلصین

پس کفظم غیظ سے قبل انفاق فی السرار والضرار کی آیت سے ربط

معلوم ہو گیا۔

کَظْمِ غَيْظٍ کی لغوی تشریح | اب اصل موضوع پر عرض کیا جاتا ہے کہ علامہ آلوسیؒ کَظْمِ کی لغوی تشریح فرماتے ہیں :-

اصل الکظم شد رأس القربة عند امتلاءها یعنی مشک جب پانی سے بھر جاتی ہے تو اس کا منہ بند کرنے کے لئے رسی سے باندھتے ہیں، اسی طرح جب غصہ سے تمام بدن کی رگوں کا خون گرم ہو گیا اور غصہ خوب بھر گیا تو اندیشہ ہے منہ سے چھٹک جائے اس لئے اس کو ضبط کرنے کا نام کظم رکھا گیا۔ غیظ کے معنی ناگوار بات پر طبعی ہیجان کے ہیں۔

غیظ اور غضب کا فرق

روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ غیظ و غضب کا فرق یہ ہے کہ غضب کے ساتھ یقینی انتقام کا ارادہ ہوتا ہے اور غیظ کے لئے ایسا نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ غیظ و غضب دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ مگر غضب کی نسبت حق تعالیٰ کے ساتھ درست ہے اور غیظ کی نسبت نہیں۔

وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظِ كِ تَفْسِير

المتجرعين للغیظ الممسکین علیہ عند امتلاء نفوسهم منه فلا ینقمون ممن یدخل

الضرر عليهم ولا يبدون له ما يكره ولا
 يصبرون على ذلك مع قدرتهم على الانفاذ
 والانتقام وهذا هو الممدوح -

ترجمہ :- غصہ اور غیظ کا تلخ گھونٹ پی جاتے ہیں اور اس کو پوری
 طرح ضبط کرتے ہیں جس وقت کہ ان کے نفوس غیظ سے بالکل
 بھر جاتے ہیں پس نہیں بدلہ لیتے اس شخص سے جو ان کو نقصان
 پہنچاتا ہے اور نہ ظاہر کرتے ہیں اپنی تکلیف کو بلکہ وہ انتقام
 لینے کی قدرت رکھتے ہوئے بھی صبر کرتے ہیں اور یہی مقام
 قابل مدح ہے -

غصہ اور غضب اور غیظ کو ضبط کرنے پر انعامات اور
 بشارتیں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

علامہ آلوسیؒ نے اپنی تفسیر میں اس مقام پر چند حدیثوں
 کی روایات نقل فرمائی ہیں :-

① حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرُّوْا مَنِ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ
 يَقْدِرُ عَلَىٰ انْفَاذِهِ مَلَأَ اللَّهُ تَعَالَىٰ قَلْبَهُ أَمْنًا
 ذَائِمًا -

ترجمہ :- جو شخص غصہ کو پی جائے اور وہ غصہ کو نافذ کرنے کی

یعنی بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہو تو حق تعالیٰ شانہ اس کے قلب کو امن اور ایمان سے بھر دیں گے۔

② حدیث: —
عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ كَظَمَ غَيْظًا زَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَنْفِذَ كَدْعَاهُ
اللَّهُ تَعَالَى عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ اللَّهُ
تَعَالَى مِنْ أَيِّ الْحُورِ شَاءَ .

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس نے غصہ کو ضبط کر لیا باوجود بدلہ لینے کی طاقت کے اللہ تعالیٰ میدان محشر میں تمام مخلوق کے سامنے اعلان فرمائیں گے کہ تم جس حور کو چاہو پسند کر لو۔

③ حدیث: —
أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ عَنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيُقِمَّ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَيَّ
اللَّهُ أَجْرٌ فَلَا يَقُومُ إِلَّا إِنْسَانٌ عَفَا .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعلان فرمائیں گے وہ شخص کھڑا ہو جائے جس کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی اجر ہو پس نہیں کھڑا ہوگا مگر وہ شخص جس نے کسی کو معاف کیا ہوگا۔

④ حدیث :

وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُشْرَفَ لَهُ الْبُنْيَانُ وَتُرْفَعَ لَهُ الدَّرَجَاتُ فَلْيَعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَهُ وَيُعْطِ مَنْ حَرَمَهُ وَيَصِلْ مَنْ تَطَعَهُ .

ترجمہ :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ اس کے لئے بلند مکان ہو جنت میں اور اس کے درجات بلند ہوں پس اُس کو چاہئے کہ معاف کرے اُس کو جو اس پر ظلم کرے اور عطا کرے اس کو جو اس کو محروم کرے اور صلہ رحمی کرے اس سے جو اُس سے قطع رحمی کرے .

(روح المعانی ص ۵۵ ج ۴)

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال حسن موقع عفو سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے حتیٰ قتال حین راہ مثل بہ لأمثلن بسبعین مکانک . آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا شہید کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ کے بدلہ میں ستر کافروں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا . لیکن جب آیت نازل ہوئی کہ آپ بدلہ اتنا ہی لے سکتے ہیں جتنا کہ ظلم ہوا ہے فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوَيْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ صَبَرْتُمْ لَٰهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ اور اگر آپ صبر کریں تو یہ آپ کے لئے خیر ہے . پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خیر کو اختیار فرمایا اور قسم کا کفارہ ادا فرمایا .

حکایت | ما اخرجہ البیهقی ان جاریة لعلى بن حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ جعلت تسکب علیہ
الماء لیتھیا للصلاة فسقط الابریق من یدھا فشجہ فرفع
رأسہ الیہا فقالت ان اللہ تعالیٰ یقول وَالْكَاطِمِينَ
الْغَيْظَ نَقَال لَهَا قَدْ كَفَمْتُ غَيْظِي قَالَتْ وَالْعَافِينَ عَنِ
النَّاسِ قَالَ قَدْ عَفَا اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ قَالَتْ وَاللَّهِ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِينَ قَالَ اذْهَبِي فَاَنْتِ حُرَّةٌ لَوْجَه اللہ .

(روح المعانی ص ۵۹ پ ۱)

وَاللَّهِ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں
کو محبوب رکھتا ہے ۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں احسان سے مراد بان تعبد اللہ
کأنک تراه فان لم تکن تره فانہ یراک . حدیث شریف
میں احسان کی تعریف یہی ہے کہ اس طرح عبادت کرو گویا تم اللہ
تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو کیونکہ اگر تم نہیں دیکھتے ہو تو حق تعالیٰ تو تمہیں
دیکھ رہے ہیں . پس گویا کہ تم بھی دیکھ رہے ہو ۔ یہ ترجمہ حضرت گنگوہی
کا ارشاد فرمودہ ہے جیسا کہ احقر نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری سے
سنا ہے یعنی فاء کو تعلیلیہ فرمایا ہے ۔

روایت مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کو ان کی جاریہ وضو کر رہی تھی کہ لوطا ان کے اوپر گر گیا اور وہ
زخمی ہو گئے اور غصہ سے حضرت نے سر اٹھایا تو اس جاریہ نے پڑھا
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور وہ لوگ غصہ کو پی جاتے ہیں آپ نے

فرمایا میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ پھر پڑھا اور وہ لوگ لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرما دیں۔ پھر پڑھا اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔ فرمایا جا تجھے آزاد کر دیا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔

حکایت | حضرت صدیق اکبرؓ اپنے بھانجے یا خالہ زاد بھائی حضرت مسطحؓ سے جو جنگ بدر لڑنے کے سبب بدری صحابی کہلاتے تھے ناراض ہو گئے تھے جس کی وجہ واقعہ انک ہے اور صدیق اکبرؓ نے حلف اٹھایا کہ میں ان پر اب کچھ خرچ نہ کروں گا یعنی تعاونِ مالیہ سے احتراز پر قسم کھالی جیسا کہ روح المعانی میں حضرت آلوسیؒ ص ۱۲۵ ج ۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں :-

ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلف لمارأی براءۃ
ابنتہ ان لا ینفق علی مسطح شیئاً ابدًا وکان من فقراء
المہاجرین الاولین الذین شہدوا بدراً وکان بن
خالته وقیل ابن اختہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فنزلت
وَلَا یَأْتِلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّوْتُوْا اُولِی
الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلِیَعْمُرُوا
وَلِیَصْفَحُوْا اِلَّا یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
صدیق اکبرؓ کو حق تعالیٰ شانہ نے تنبیہ فرمائی کہ اے صدیق
آپ ان کو معاف کر دیں۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم ہمارے
بندے کو معاف کر دو اور اس کے عوض میں ہم تمہاری خطاؤں
کو روزِ محشر معاف کر دیں۔ اِلَّا یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ اٰی

بمقابلة عفوكم و صفحكم و احسانكم الى من
اساء اليكم (روح)

یعنی جس نے تمہارے ساتھ معاملہ ایذا رسانی اور حقوق تلفی
کی تم اس کے ساتھ عفو و درگزر اور احسان کرو تو اس کے مقابلہ میں ہم
تم کو یہ انعام دیں گے کہ تم تمہاری خطاؤں کو معاف کر دیں گے۔

وَاللّٰهُ عَفُوٌّ رَّحِيْمٌ اِى مِبَالِغٌ فِى الْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ مَعَ
کمال قدرتہ سبحانہ علی المؤمنین و کثرة ذنوب العباد
الداعية اليها۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت نہایت وسیع ہے باوجودیکہ ان
کو مواخذہ پر کمال قدرت ہے اور باوجود کثرت معاصی عباد کے
جو سبب ہیں مواخذہ اور عذاب و عقوبت کے۔

وفيه ترغيبٌ عظيمٌ في العفو و وعد كريمٌ بمقابله
كأنه قيل ألا تحبسون أن تغفر الله لكم فهذا من موجباته
اس میں ترغیب عظیم ہے کہ انسان دوسروں کی خطاؤں کو معاف
کر کے حشر کے دن اپنی معافی کا سامان کر لے۔ چنانچہ جب یہ آیت
نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے حلف اٹھایا اور فرمایا خدا کی قسم
ہم محبوب رکھتے ہیں کہ ہماری مغفرت حق تعالیٰ فرمادیں اور آپ نے
حضرت مسطحؓ پر احسان اور انفاق پھر جاری فرمایا بلکہ پہلے سے دونا
احسان شروع کر دیا۔

وفي الروح ان ابا بكر لما سمع الآية قال بلى والله
يا ربنا اننا لنحب ان تغفر لنا و اعادله نفقته وفي رواية

انہ صار يعطيه ضعفى ما كان يعطيه اولاً .

حضرت آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے حضرت صدیق اکبرؓ کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اولی الفضل میں یقیناً داخل فرمایا لائنہ داخل فی اولی الفضل قطعاً وحقاً اور مع جماعة سبب النزول ولا یضرب فی ذلك عموم الحکمہ لجميع المؤمنین کما هو الظاہر .

اور اس آیت سے یہ حکم تمام مومنین کے لئے ہے جو بھی اپنے عزیز و اقارب کی خطاؤں کو معاف کر کے ان پر احسانات کو جاری رکھے گا اس کی خطاؤں کو حق تعالیٰ شانہ روز محشر اس عمل کے صلہ میں معاف فرمادیں گے .

حکایت | ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ اپنے ایک ملازم کو ڈانٹ رہے تھے اور وہ معذرت کر رہا تھا۔ شیخ نے فرمایا تم بار بار مجھے ستاتے ہو اور اسی قسم کی خطاؤں کو بار بار کرتے ہو آخر میں تمہارا کتنا بھگتوں۔ شیخ کے پاس اس وقت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ کے حقیقی چچا تھے بیٹھے تھے، کان میں چپکے سے فرمایا مولانا اتنا اس کا بھگت لو جتنا اپنا کل بھگتوانا ہے۔ یعنی حق تعالیٰ سے جس قدر معافی چاہتے ہو اسی قدر یہاں خوب ان کی مخلوق کی خطاؤں کو عفو کر کے ان پر احسان کر لو۔

حکایت | حضرت حکیم الامت تمھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وعظ میں فرمایا کہ ایک شخص تمھا۔ اس کی بیوی نے

اس کے کھانے میں نمک بہت تیز کر دیا۔ اس کو بہت غصہ آیا لیکن سوچا کہ اگر ہماری لڑکی سے ایسی خطا ہو جاتی تو ہم اپنے داماد سے کیا معاملہ پسند کرتے؟ یہی کہ وہ معاف کر دے اور اگر جو تازہ بازی کرتا تو ہم کو رنج ہوتا۔ پس یہ بھی کسی کی بیٹی ہے اور میں بھی کسی کا داماد ہوں اور حق تعالیٰ کی بندی ہے بس معاف کر دیا۔ جب انتقال ہو گیا تو ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ کیا معاملہ تیرے ساتھ ہوا؟ کہا حق تعالیٰ نے باوجود ہماری نالائقیوں کے فرمایا کہ تو نے ہماری فلاں بندی پر غصہ ضبط کر کے اس کو سزا نہ دی اور معاف کر دیا اس کے بدلہ میں ہم تجھے سزا دینے بغیر معاف کرتے ہیں۔

حکایت | ایک صاحب رات بارہ بجے روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ میں نے غصہ میں بیوی کو تین طلاق

دے دی اور اب میں بھی رو رہا ہوں، بیوی بھی رو رہی ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی رو رہے ہیں۔ پورا گھر جہنم بن گیا ہے اب بتائیے میں کیا کروں؟ میں نے کہا آپ جائیے کسی مفتی صاحب سے رجوع کیجئے۔ غصہ میں پاگل ہونے کا یہی انجام ہوتا ہے۔

حکایت | حضرت بائزید بسطامیؒ اپنے مریدین کے ساتھ سفر کر رہے تھے اور سے کسی نے کوڑا پھینک دیا۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ۔ لوگوں نے کہا یہ کیا موقع ہے الحمد للہ کا۔ فرمایا جو سر، کہ معاصی کے سبب آگ برسانے کے قابل تھا اس پر اگر راکھ برسائی گئی تو کیا یہ شکر کا موقع نہیں ہے؟

خدا رحمت کند۔ ایں عاشقان پاک ملینت را

غصہ کے علاج میں چند احادیث مبارکہ

(از مشکوٰۃ شریف)

حدیث اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا جس نے عرض کیا تھا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ مت کیا کرو اس شخص نے کئی مرتبہ اس سوال کو دہرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ غصہ مت ہو اگر۔ (بخاری) مشکوٰۃ ص ۴۳۳ ج ۲

تشریح ملا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۹ ص ۲۰۵ پر فرماتے ہیں کہ غصہ شیطان کے اثرات کا نتیجہ ہوتا ہے جس کے سبب انسان عقل کا توازن کھو بیٹھتا ہے اور صورت اور سیرت وہ حد اعتدال سے نکل جاتا ہے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کو اہمیت سے منح فرمایا۔

حدیث دوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آوے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جاوے پس اس کا غصہ چلا جائے تو خیر ورنہ لیت جاوے۔

(احمد۔ ترمذی) مشکوٰۃ ص ۴۳۳ ج ۲

تشریح

بیٹھنے کے بعد بھی اگر غصہ نہ جائے تو لیٹنے کا حکم کیا حکمت رکھتا ہے؛ احقر عرض کرتا ہے کہ غصہ ایک حال اور عرض ہے جو غصہ کرنے والے کے تمام خون میں جوش مارتا ہے اور انتقام لینے کے لئے آگے بڑھانے پر مارپیٹ کے لئے جوش دلاتا ہے۔ پس بیٹھ جانے سے غصہ بھی بیٹھ جاتا ہے اور لیٹ جانے سے غصہ بھی لیٹ جاتا ہے کیونکہ حال اور محل اور عرض اور جوہر کا ایسا ہی تعلق ہوتا ہے پس کھڑے ہونے پر وہ غصہ والا جس قدر انتقام مارپیٹ سے قریب تھا کہ صرف قدم بڑھانا تھا اب بیٹھ جانے سے وہ ایک منزل دور ہو گیا یعنی منزل قعود میں اگر منزل قیام سے دور ہو گیا۔ پھر اگر غصہ نہ گیا تو لیٹ جانے سے غصہ کا انتقام دو منزل دور ہو گیا۔ منزل رقاد سے منزل قعود پھر منزل قیام اس طرح دو منزل دور ہو گیا اب اگر مارپیٹ کے لئے وہ ارادہ کرے تو اس لئے ہوئے کو بیٹھنا پڑے گا پھر کھڑا ہونا پڑے گا۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ والے کی ہیئت کو بدلتے ہوئے انتقامی اور انفاذ غضب کی ہیئت سے کافی دور فرمایا۔ سبحان اللہ! کیا شان رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی ہے بزرگوں کی دعاؤں اور برکتوں سے یہ بات احقر کی سمجھ میں آئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب اور نہ جانے کیا کیا اسرار ہوں گے؟

نوٹ: احقر نے اس تحریر کے بعد ملا علی قاریؒ کی مرقاۃ میں بھی یہی حکمت درج پائی فالحمد للہ تعالیٰ علیٰ ذالک التوافق باکا بر مگر یہ کہ دو حکمتیں اور لکھی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ بیٹھنے اور لیٹنے سے تدریج

زمین سے قریب ہوگا اور زمین میں حلیم اور تواضع ہے۔ اس کے اثر سے ترفع اور غضب کے شعلہ نار سے جس کامرکز بلندی پر ہے بعد اور دوری ہوگی۔ دوسرے یہ کہ بیٹھنے اور لیٹ جانے سے تواضع کی شان پیدا ہونے میں اعانت ہوگی۔ (مرقاۃ ج ۹ ص ۳۱۳)

حدیث سوم | فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ پہلوان اوڈ
بہادر وہ نہیں ہے جو اپنے دشمن کو شکست
دے دے۔ اصل میں پہلوان وہ ہے جو اپنے غصہ پر قابو پالے (اوڈ
بے جا طور پر اس کو استعمال نہ کرے)۔ (بخاری و مسلم)

تشریح لیس الشدید بالصرعة إلى صرعة مثل همنة

حدیث چہارم | حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے
کے لئے کوئی گھونٹ اللہ کے نزدیک اس
غصہ کے گھونٹ سے افضل نہیں جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر
قابو رکھے (احمد)

حدیث پنجم | اور ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک
غصہ ایمان کو اس قدر بگاڑ دیتا ہے جس طرح
ایلو اشہد کو (بیہوشی)

حدیث ششم | ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ غضب شیطان کے اثر سے یعنی اس کے
دوسرے سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے پس جس پر
غصہ کا اثر ہو جاوے وضو کر لے۔ (ابوداؤد)

حدیث، سقیم | ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی زبان کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو چھپالیں گے اور جو اپنا غصہ ضبط کرے گا اور مخلوق پر نافرمانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اپنے عذاب کو قیامت کے دن اس سے ہٹائے گا اور جو معذرت کرنے والے کا عذر قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائیں گے۔



مسئلہ اسبالی الارار

احادیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی روشنی میں

از

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب ممدظلم العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ اسباب الازار

احادیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی روشنی میں

اسباب ازار یعنی ٹخنے سے نیچے لنگی یا پاجامہ پہننا۔ یہ فعل بد اور مکروہ انگریزوں نے ہمارے اندر پھیلا یا ہے اور اب اکثر مسلمان اس برائی کو بُرا سمجھنے کے لئے تیار نہیں اور ظلم یہ ہے کہ ٹخنے سے اونچا لنگی یا پاجامہ پہننے والے کو بے وقوف اور حقیر اور دقتیانوسی قرار دیتے ہیں۔ اس نادانی پر جس قدر بھی افسوس ہو کم ہے کہ عیب کو ہنر اور ہنر کو عیب سمجھا جاوے۔ اس مختصر رسالہ میں احقر صحاح ستہ کی احادیث اور ان کے شروع کے حوالہ سے اس برائی کی اصلاح کے لئے مستند مضامین جمع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو امت مسلمہ کے لئے نافع اور شرف قبول فرمائیں اور احقر کی نجات کے لئے اپنی رحمت کا بہانہ بنائیں آمین۔

رحمت حق بہانہ می جوید

رحمت حق بہانہ می جوید

اسبال ازار کے جرم پر چار عذاب کی وعید

از مسلم شریف صفحہ ۷۱ (مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
ثلاثة لا یکلمهم اللہ یوم القیامة ولا ینظر
الیهم ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم
فقال فقرأها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثلاث مرات قال ابو ذر خابوا وخسروا من
هم یارسول اللہ ، قال المسبیل والمانان
والمنفق سلعتہ بالحلف الکاذب .

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے مجرم ہیں
جن سے حق تعالیٰ نہ تو کلام لطف و عنایت فرمائیں گے اور نہ
نظر رحمت سے دیکھیں گے اور نہ ان کو گناہوں کی گندگی پاک
فرمائیں گے اور ان کے لئے عذاب الیم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تین بار اس کو فرمایا۔ حضرت ابو ذر نے عرض کیا نامراد
اور برباد ہو گئے یہ لوگ کون ہیں یارسول اللہ ! ارشاد فرمایا:
اسبال ازار والے ، احسان جتانے والے ، اور اپنے
سودے کو جھوٹی قسم کھا کر چالو کرنے والے ۔

علامہ نوویؒ اپنی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ
لا یزکیهم سے مراد لا یطہرهم من دنس ذنوبهم یعنی

گناہوں کے میل کچیل سے پاک نہ فرمائیں گے۔ اور ایک حدیث نقل فرمائی کہ قال صلی اللہ علیہ وسلم الا سبال فی الازار والقميص والعمامة الی آخر الحدیث۔ یعنی ازار رُسنگی یا پاجامہ، یا کرتا یا عمامہ کسی کا بھی ٹخنے سے نیچے کرنا جائز نہیں۔ اور لا ینظر الیہم کی شرح اسی بعرض عنہم نظراً سبحانہ تعالیٰ لعبادہ رحمةً و لطفةً بہم یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نظر رحمت ایسے شخص سے پھیر لیں گے۔

عذاب الیم کی شرح عذاب مولم سے فرمائی ہے، قال اصل العذاب فی کلام العرب من الحدب دھو المنع یقال عذبتہ عذباً اذا منعتہ۔ عذاب کو عذاب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ معافی سے مانع ہے اس لئے میٹھے پانی کو مار عذب کہتے ہیں لانہ یمنع العطش کیونکہ وہ پیاس کو روک دیتا ہے۔ ملا علی قاریؒ مرقاۃ ج ۵ ص ۲۳۸ میں فرماتے ہیں کہ نظر رحمت سے نہ دیکھنا اور گناہوں سے نہ پاک کرنا وغیرہ تمام وعیدیں محمول ہیں علی المستحل او علی الزجر او مقیداً با بقاء الامراض فصل کو حلال سمجھنے والوں پر یا بطور تنبیہ و ڈانٹ یا مقید ہے ابتدائی مرحلہ میں۔ یا پھر نظر سے مراد نظر لطف اور نظر عنایت ہے۔

کون کون کیڑے ٹخنے کے نیچے لٹکانے سے گناہ ہوگا ؟
ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :-

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

من جز ثوبه خيلاء الخ (وہو شامل لازارہ و رداۃ
 وغیرہما) یعنی لنگی اور چادر اور ہر لباس شامل ہے۔
 ابوداؤد شریف کی شرح بذل المجہود ج ۶ ص ۹۷ میں یہ روایت
 منقول ہے :

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الاسبال فی
 الازار والقميص والعمامة وکذا الطلسان والرداء
 والشملة۔

اس روایت سے ازار اور قمیص اور عمامہ اور رات کو اوڑھنے
 کی چادر اور ہر چادر اور شملہ سب شامل ہے صرف ازار کے لئے
 خاص نہیں ہے۔

الطلسان : رات کو اوڑھنے کی چادر (فقہ اللغات ص ۲۴۲)
 اسبال ازار کی یہ وعیدیں اس وقت عائد ہوں گی جب بغیر
 توبہ کئے مرجاوے۔ اذالم یتب من ذلك فی الدنيا۔
 (بذل المجہود)

اسبال ازار کن کن حالتوں میں متحقق ہوگا ؟

بذل المجہود ص ۵۳ ج ۶ میں مولانا خلیل احمد رقم فرماتے ہیں:
 اسبال الازار وہو تطویدہ وترسیلہ نازل عن
 الکعبین الی الارض اذا مشی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس کپڑے سے ٹخنے ڈھکنا منع ہے جو
 اوپر سے لٹکتا آ رہا ہو اور چلنے کی حالت میں لٹک رہا ہو۔ پس اس سے

دوسرے معلوم ہوئے :

① اگر کپڑا نیچے سے آ رہا ہو اور ٹخنہ ڈھک رہا ہو جیسے موزہ تو یہ جائز ہے اور یہ اسبال نہیں ہے۔

② چلنے کی حالت میں یہ اسبال مضر ہے۔ پس حالتِ جلوس و رقاد یعنی بیٹھنے اور لیٹنے میں ٹخنہ ڈھکنے سے کوئی گناہ نہیں جیسا کہ بیٹھنے اور لیٹنے میں قمیص کے دامن سے ٹخنہ چھپ جاتے ہیں۔

ضرور کی لوٹ :۔ یہ مسئلہ صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں یعنی عورتوں پر یہ حکم عائد نہیں ہوتا۔ ہذا فی حق الرجال دون النساء۔ (بذل المجہود ج ۱ ص ۵۷)

ابوداؤد شریف کی ایک طویل حدیث کے آخر میں یہ جزیرہ آیت بھی ہے کہ :

ارفع ازارك الى نصف الساق فان ابیت فالی
الکعبین وایاک واسبال الازار فانها من
المخيلة . وان الله لا یحب المخيلة .

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جو بھی اسبال ازار کرتا ہے وہ تکبر ہی سے کرتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر اور مخیلہ سے پاک ہونے کی سند مرحمت فرمائی تھی ہر شخص کا صدیق اکبر بننے کی جرأت کرنا کیسے روا ہو سکتا ہے ؟ جو حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس سے استثناء کا حق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے۔ اور خیلاہ کی قید جہاں جہاں بھی ہے وہ ان نصوص مصرحہ کی روشنی میں قیدِ احترازی نہیں

ہے بلکہ قید واقعی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں قتل اولاد کی ممانعت کے ساتھ خشیتہ املاق کی قید ہے۔ اگر اس کو بھی قید واقعی کے بجائے قید احترازی تسلیم کیا جاوے تو تنگدستی جہاں نہ ہو وہاں قتل اولاد کا جواز نکلتے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ یہ قید واقعی ہے یعنی جو بھی قتل کرتا تھا تنگدستی کے خوف سے کرتا تھا۔ اسی طرح فانہا من المخیلة سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قید واقعی ہے۔ جو بھی ایسا کرتا ہے تکبر ہی سے کرتا ہے اور جو تکبر سے خود اپنے منہ اپنی برائت کا اظہار کرتا ہے تو یہ دعویٰ خود تکبر کی ایک نوع ہے

گھنٹی بت پندار شکستہ رستم
 ایں بت کہ تو پندار شکستی باقی ست

کتاب اللباس میں حافظ ابن حجر
 عسقلانی کی تحقیق بھی اس بات
 کی تائید کرتی ہے کہ قید احترازی

بخاری شریف کی شرح
 فتح الباری ج ۲ ص ۲۶۳

نہیں بلکہ واقعی ہے۔ چنانچہ اس قید واقعی کی تائید میں یہ روایت
 پیش کرتے ہیں:

عن ابن عمر فی اثناء حدیث رفعہ ایاک و
 جزا الازار فان جزا الازار من المخیلة .

بچو اسبال ازار سے پس تحقیق کہ اسبال ازار تکبر اور مغیلة سے ہو
 نیز حافظ ابن حجر عسقلانی نے علامہ ابن عربیؒ کا یہ قول پیش فرمایا
 قال ابن العربی لا یجوز لرجل ان یجاوز بثوبه
 کعبه ویقول لا اجرہ خیلاء الی فانہا دعوی

غیر مسلمہ بل اطالہ ذیلہ دالۃ علی تکبرہ (مخماً)
 وحاصلہ ان الاسبال یستلزم جزا الثوب و
 جزا الثوب یستلزم خیلاء لولہ یقصد الالبس
 الحیلاء (فقہ الباری ج ۳ ص ۲۶۳)

ابن عربیؒ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے کسی آدمی کے لئے یہ کہ
 وہ اپنے کپڑے کو ٹخنے سے آگے تجاوز کرے اور دعویٰ کرے کہ
 میں تکبر سے نہیں لٹکاتا ہوں۔ پس اس کا یہ دعویٰ غیر مسلم ہے یعنی
 ناقابل تسلیم ہے بلکہ اس کا یہ لٹکانا اُس کے تکبر پر دلالت کرتا ہے۔
 اور حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ یہ اسبالی جزا ثوب کو مستلزم
 ہے اور جزا ثوب مستلزم ہے تکبر کو اگرچہ مُسْبِل ارادہ بھی تکبر کا نہ کرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شرح بحاری
 فتح الباری ص ۲۶۳ ج ۱ میں تین روایات

اور نقل فرماتے ہیں جس سے اسبالی ازار کی ممانعت کی تائید
 ہوتی ہے :

۱ ایک صحابی عبید بن خالد نے کہا کنت امشی میں چل رہا
 تھا اور میرے اوپر چادر تھی جس کو میں ٹخنے سے نیچے تک کھینچ رہا تھا۔
 پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ارفع ثوبک فانہ انقی و البقی

اپنی چادر کو اونچا کر پس وہ صفائی اور اس کی حفاظت کا ذریعہ
 ہے پس میں نے کہا یہ چادر ہے مَدْحَاءُ (یعنی سفید و سیاہ
 خطوط والی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : کیا نہیں

ہے تیرے لئے میرے اندر نمونہ ؟ امالک فی اسوۃ ؟ پس انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی نصف ساق تک تھی ۔

قال فنظرت فاذا ازارہ الی انصاف ساقیہ

② حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ایک بد بخت شقی قلب مجوسی ابولؤلؤ نے زہر میں آلود خنجر پہوست کر کے قتل کر دیا تو آپ کرب و اضطراب کے عالم میں زندگی سے مایوس ہو کر اپنے رب کریم سے ملاقات کی منزل سامنے دیکھ رہے تھے ۔ ایسی حالت میں آپ نے ایک جوان کو دیکھا کہ اس کا لباس ٹخنے سے نیچے تھا تو فرمایا

ارفع ثوبک فانہ انقی لثوبک وانقی لربک

اے جوان ! اپنی لنگی اوپر کر ٹخنے سے پس یہ عمل تیرے کپڑے کے لئے باعث پاکیزگی اور تیرے رب کے لئے باعث تقویٰ ہوگا ۔

③ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ! الی حمش الساقین یعنی میری پنڈلیاں سوکھی ہوئی ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ان الله قد احسن كل شيء خلقه يا عمرو

ان الله لا يحب المسبل .

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی تخلیق کو حسین بنا یا ہے اے عمرو بے شک اللہ ٹخنے سے نیچے لباس پہننے والوں کو محبوب نہیں رکھتا ۔

شارح بخاری شریف حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ

ظاہرہ ان عمرو المذکور لم يقصد باسبالہ

الخنلاء وقد منع من ذلك لكونه مظنة -
 ترجمہ :- ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ صحابی رسول ہیں۔ ان کا
 قصداً سبال ازار سے تکبر کا نہیں ہو سکتا لیکن حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مظنہ خیلار سے بھی منع فرما دیا۔ یعنی اس طرح کا لباس
 جو ٹخنے سے نیچے ہو اگر تکبر نہ بھی ہو تو متکبرین کی علامت ہونے سے
 موضع تہمت ہے اور شریعت نے موضع تہمت سے بھی بچنے کا حکم
 فرمایا ہے۔ کما هو مصرح فی الحدیث اتقوا بمواضع التہم۔

نیز شارح بخاری امام حافظ ابن حجرؒ فیصلہ فرماتے ہیں،
 واما الاسبال لغیر الخنلاء فظاہر الاحادیث
 تحریمہ ایضاً

یعنی جو اسبال بدون تکبر ہو وہ بھی ظاہر احادیث حرام ہے۔
 امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں اسبال ازار سے متعلق
 یہ روایت نقل فرمائی ہے :-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسفل
 من الکعبین من الازار فی النار۔

جو حصہ ٹخنے سے نیچے لباس سے چھپا ہوگا اتنا حصہ دوزخ کی
 آگ میں ہوگا۔

مردوں کیلئے ٹخنے سے نیچے لباس لٹکانے سے ممانعت کے وجوہ و اسباب

(از فتح الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۲۶۳)

① قد یتجہ المنع فیہ من جهة الاسراف فینتھی

الی التحريم .

ایک وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ اس میں اسراف ہے جس کی حد حرام تک پہنچتی ہے۔ کسی ملک میں اگر دس کروڑ مسلمان ہیں اور وہ ٹخنے سے نیچے لنگی یا پانچامہ نہ استعمال کریں تو چار چار انگل صرف دو انچ فی کس اگر کپڑا بچتا ہے تو دس کروڑ پر اتنا کپڑا بچے گا جو ہزاروں بلکہ لاکھوں غریبوں کے پانچاموں کے لئے کافی ہوگا۔

② وقد يتجه المنع فيه جهة التشبه بالنساء

وہو امکن فیہ من الاقل .

اور منع کا دوسرا سبب یہ ہے کہ اس میں مشابہت ہے عورتوں کے ساتھ چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے :-

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الرجل

ان يلبس لبسة المرأة .

لعنت فرمائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مرد پر جو عورتوں

جیسا لباس پہنے۔

③ قد يتجه المنع فيه من جهة ان لا يسه

لا يامن من تعلق النجاسة .

اور منع کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ٹخنے سے نیچے

لباس والے نجاست سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

④ اور منع کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تکبر کے

لئے ایسا شخص مظننہ تہمت ہے۔

اسبالِ ازار کے متعلق حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا فتویٰ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۲۱ پر احکام متعلقہ لباس کے ذیل میں یہی فتویٰ دیا ہے کہ ہر صورت میں ٹخنے سے نیچے لٹکانا پاجامہ یا کچی کا معصیت ہے۔ البتہ تکبر سے لٹکانے میں دو معصیت کا اجتماع ہو جاوے گا۔ ایک گناہ اسبال ازار کا دوسرا گناہ تکبر کا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر امداد الفتاویٰ سے سوال و جواب پورا نقل کیا جاوے۔

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا تہبند لگانا اور دفعہ متعلقہ مسئلہ مذکورہ

سوال | زید کا خیال ہے کہ ازار تحت الکعبین ممنوع اس وقت ہے جبکہ براہ تکبر و خیلا ہو جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ اس پر فخر کیا کرتے تھے اور جبکہ تکبراً نہ ہو اور محض زینت اور خوبصورتی کے لئے ایسا کرے تو جائز ہے اور زینت محض امر زوقی ہے۔ ایک ہی امر ایک کو پسند ہوتا ہے دوسرا ناپسند کرتا ہے۔ اختلاف ملک اختلاف رواج کی وجہ سے بہت فرق ہو جاتا ہے۔ جس طرح نصف ساق تک پاجامہ اور اس سے بھی اونچا بُرا لگتا ہے۔ اسی طرح مافوق الکعبین بہ نسبت ماتحت الکعبین کہ اہل زمان کی نظر میں بدنما

لگتا ہے۔ صرف اس بدنما لگنے کی وجہ سے نیچا پہنتے ہیں۔ رہا کبر و تفاخر
سود و چار انگل کے گھٹنے بڑھنے سے ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ زینت و
پسندیدگی اس کی باعث ہے چنانچہ احادیث میں اکثر یہ قید مذکور
ہے من جزارا خيلاء وغيره میں خيلاء کی قید ضرور ہے اور
جو حدیثیں مطلق ہیں جیسے ما اسفل من الکعبین ففی النار
وغیرہ وہ بھی حسب دستور عرب اسی قید پر محمول ہیں اور مطلق کا مقید
پر محمول نہ ہونا اس وقت ہے جبکہ مطلق و مقید دونوں دو واقعہ پر
آئے ہوں جیسے کفارة قتل و کفارة ظہار اور اتحاد واقعہ کے وقت
حسب اصول حنفیہ مطلق مقید پر محمول ہو جاتا ہے جیسے کفارة قسم کا
قرارة ابن مسعود متتابعات کے ساتھ مقید ہو جانا۔ نیز اس کی
مؤید وہ حدیث ہے کہ حضرت نے ما اسفل من الکعبین کی
وعدید بیان کی اور فرمایا من جرتوبه خيلاء لن ينظر الله
اليه يوم القيامة تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا کہ یا رسول اللہ! میری ازار لٹک پڑتی ہے الا ان اتعاهد
تو حضرت نے فرمایا انك لست ممن تفعله خيلاء رواه
البخاری كذا فی المشکوٰۃ۔ پس اگر مطلقاً جبراً ازار ممنوع ہوتا تو
آپ اجازت نہ دیتے تو معلوم ہوا کہ یہ وعید خيلاء ہی کی صورت
میں ہے اور بلا اس کے جائز ہے۔ اس شبہ کا حل مطلوب ہے۔

الجواب

فی نور الانوار بحث حمل المطلق علی المقید فی حکم واحد

مانصه وفي صدقة الفطر ورد نصان في السبب ولا
مزاحمة في الاسباب فوجب الجمع بينهما يعني ان ما
قلنا انه يحتمل المطلق على المقيد في الحادثة الواحدة
والحكم الواحد انما هو اذا وردا في الحكم للتضاد
واما اذا ورد في الاسباب والشرط فلا مضائق ولا تضاد
فيمكن ان يكون المطلق سببا باطلاقه والمقيد سبباً
بتقييده اه

اور ما نحن فيه میں حکم معصیت ہے اور مطلق جبر اور جبر للخیلار
اسباب اس کے ہیں۔ یہاں مطلق مقید پر محمول کرنے کی کوئی وجہ
نہیں۔ پس مطلق جبر کو بھی حرام کہیں گے اور جبر للخیلار کو بھی۔ البتہ
دونوں حرمتوں میں اگر کسی قدر تفاوت مانا جائے تو گنجائش ہے،
کیونکہ ایک جگہ ایک منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنی جبر کا اور دوسری
جگہ دوسری منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنی جبر کا اور خیلا کا۔ پس یہ کہنا کہ
چونکہ عرب کا دستور یہی تھا کہ فخر ایسا کرتے تھے اس لئے حرمت
اسی کی ہوگی بلا دلیل ہے۔ کیونکہ خصوص مورد سے خصوص حکم لازم نہیں
آتا جبکہ الفاظ میں عموم ہو ویتفرع علیہ من الاحکام الفقہیہ
رہاقتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے نزدیک اس
حدیث کے معنی یہ ہیں کہ انک لست تفعلہ بالاختیار والقصد
چنانچہ الا ان اتعاہد اس کی دلیل ہے کہ بلا قصد ایسا ہو جاتا تھا
اور اسی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہے۔ رہا للخیلار کی
قید یہ اس بنا پر ہے کہ اکثر جو لوگ اس فعل کو اختیار کرتے ہیں وہ

براہِ خیلا کرتے ہیں۔ پس حدیث میں اطلاق بسبب (یعنی فعلہ
بالخیلاء) کا سبب (یعنی فعل بالاختیار) پر ہوا ہے۔ و
هو شائع في الكلام اسی شیوع فقط والله اعلم
(امداد الفتاویٰ جلد چہارم صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۲)

✽

جواب اشکال برکراہت اسبال بدون خیلا

سوال آنجناب کے کسی رسالہ کے منہیہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ
اسبال مطلقاً ممنوع ہے حالانکہ بعض احادیث میں
خیلا کی قید موجود ہے۔ والمطلق یحمل علی المقید وایضاً
یؤیدہ ما فی تاریخ الخلفاء للسیوطی مانصہ اخرج
البخاری عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من جر ثوبه خيلاء لن ينظر الله اليه
يوم القيامة فقال ابوبكر ان احد شقي ثوبي يسترخي
الا ان اتعاهد ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انك لست تضع ذلك خيلاء ۱۲

تاریخ الخلفاء فی فصل فی الاحادیث الوارۃ فی فضل
ابی بکر الصدیق مقرونہ بعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
والیہ ذهب الشیخ ولی اللہ المحدث الدہلوی
فی المصنفی

✽

الجواب

حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت میں مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی تقييد پر رہتا ہے اور دونوں پر عمل واجب ہوتا ہے کما هو مصرح فی الاصول اور جو حدیث تائید میں نقل کی ہے خود سوال میں تصریح ہے کہ وہ عمدًا نہ کرتے تھے۔ پس جواب کے بھی یہی معنی ہیں انك لست تضع ذلك عمدًا چونکہ خیلًا سبب ہوتا ہے تعدد کا پس سبب بول کر سبب مراد لیا گیا۔

امداد الفتاویٰ جلد چہارم صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳

کتابت : حسین احمد نجیب غفرلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

مقام عاشقانِ حق

مترجمہ

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مآظلالِ اعمال

مقامِ عاشقانِ حق

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ
 دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ
 ترجمہ :- اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دینِ اسلام
 سے مرتد ہو جاوے گا ہم عنقریب ایسی قوم پیدا کریں گے
 جن سے حق تعالیٰ شانہ محبت فرمائیں گے اور وہ اللہ
 تعالیٰ سے محبت کریں گے۔“

اہل ارتداد اور مرتد لوگوں کے مقابلے میں حق تعالیٰ شانہ
 نے اہل محبت کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ تقابلِ دلالت کرتا ہے کہ
 یہ حضرات ارتداد کی ذلت اور نحوست سے محفوظ ہوں گے اور
 پھر حسنِ خاتمہ کی نعمت سے مسرور ہونا لازماً ان کے لئے ثابت
 ہوتا ہے۔

فائدہ | حضرت حکیم الامت تھانویؒ اسی لئے نصیحت
 فرماتے ہیں کہ سالکین کو چاہئے کہ اہل محبت کی
 صحبت اختیار کریں۔ مولانا رومیؒ نے عاشقانِ حق کے لئے
 دعا بھی خوب مانگی ہے۔

آفتابِ عاشقانِ تابدہ باد بوستانِ عاشقانِ سرسبز باد

ترجمہ: ر اے خدا آپ کے عاشقوں کا سورج ہمیشہ چمکتا
 رہے اور آپ کے عاشقوں کا باغ ہمیشہ پرا بھر ایسے
 اردو زبان کے چند اشعار بھی اسی مضمون کی تائید
 کرتے ہیں :

لوٹ آئے جتنے نرزانے گئے
 تا بہ منزل صرف دیوانے گئے
 مستدرستے وہی مانے گئے
 جن سے ہو کے تیرے دیوانے گئے
 آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے
 آہ نکلی اور پہچانے گئے

تین علاماتِ اہلِ محبت

أَذِلَّةَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ
 يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ
 لَائِمَةٍ ————— (پہ ، سورۃ مائدہ)

مضمون ارتداد کے مقابلے میں اپنے عاشقوں کا ذکر فرمانے
 کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے اپنے عاشقوں کی تین علامات
 بھی بیان فرمادیں تاکہ ان کی شناخت ہو سکے ۔

① اپنے ایمانی بھائیوں کے ساتھ مہربانی اور تواضع
 اور نہایت خاکساری کے ساتھ ملتے ہیں اور کافروں

پر سخت اور مضبوط رہتے ہیں۔

علمی لطیفہ | حضرت مولانا وصی اللہ صاحب نے فرمایا کہ جب کسی بستی میں ملوک (بادشاہ لوگ) داخل ہوتے ہیں تو اس بستی کے معزز سرکشوں کو گرفتار کر لیتے ہیں اور ان کو ذلیل کر دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً .

تو اسی طرح جس دل کی بستی میں نسبت مع اللہ القار کی جاتی ہے تو حق تعالیٰ جو احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین ہیں اس دل کے اندر تکبر اور عجب اور حسد اور بغض اور انانیت کے تمام سرکشوں کو گرفتار کر کے ذلیل کر دیتے ہیں۔ پس ہر صاحب نسبت کی اس علامت تو واضح سے اس کے صاحب نسبت ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جو جس قدر قوی نسبت پر فائز ہوتا ہے اتنا ہی قوی فنائیت اور عبدیت کاملہ کا اس میں ظہور ہوتا ہے۔

② دوسری علامت عشاق حق کی یہ ہے کہ وہ ان کی راہ کی تکلیف کو خوش خوشی جھیلتے ہیں۔ رَبِّبِ التَّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ (سورہ یوسف) کی آیت اس مجاہدہ کی لذت پر دلالت کرتی ہے۔ جن کی راہ کے قید خانے محبوب بلکہ احب ہوتے ہیں ان کی راہ کے گلستاں کیسے ہوں گے۔ تمام کائنات

کے پھول انفراداً یا اجتماعاً اگر حق تعالیٰ کے راستے کی کلفت کے لئے سلام کریں تو ہمیں اس کا نئے کی عظمت کا حق ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کو نسبت طریق اور راہِ حق سے ہے۔ کلفت کا احساس تو تب ہوتا ہے جب الفت نہ ہو اور یہاں تو محبت منصوص کا ذکر ہے اور پھر جس محبت کا آغاز خود حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہو **يُحِبُّهُمْ** پھر بتائیے کہ جس سے حق تعالیٰ محبت فرمائیں اس کی حیات کا کیا عالم ہوگا۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ۖ
ان کے لئے تو دو جنت ہیں ۖ

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :-

وَقَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ
جَنَّةٌ فِي الدُّنْيَا وَجَنَّةٌ
فِي الْآخِرَةِ .
اللہ والوں کے لئے ایک جنت
دنیا ہی میں عطا ہوتی ہے
اور ایک آخرت میں عطا ہوگی ۖ

دنیا کی جنت سے مراد حیوۃ طیبہ ہے جس کا ترجمہ حضرت تھانویؒ نے بالطف زندگی سے فرمایا ہے۔ مرقاۃ کی یہ عبارت حضرت خواجہ مجذوب عزیز الحسنؒ کے اس شعر کی تائید کر رہی ہے جس میں اللہ والوں کی حیات کا نقشہ کھینچا ہے ۵

میں دن رات رہتا ہوں جنت میں گویا
میرے باغ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

ان آیات مذکورہ میں پورا دین سمو دیا گیا ہے۔ چنانچہ

ملا علی قاریؒ مرقاۃ ج ۱ ص ۶ پر فرماتے ہیں :-

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ مَدَامُ الَّذِيْنَ عَلَى
التَّعْظِيمِ لِأَمْرِ اللَّهِ وَالشَّفَقَةِ عَلَى خَلْقِ اللَّهِ -
ترجمہ: بعض عارفین نے فرمایا کہ دین کا مدار دو باتوں

پر ہے

① اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم

② مخلوق حق پر شفقت

عاشقانِ حق کو خداوندی تہنیت | ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۗ

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے محبوب بندے اور محب بندے مسلمانوں پر مہربان اور کافروں پر تیز ہونگے اور جہاد کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے ان نعمتوں پر فائز ہونے کے بعد ان کو اپنے اوپر ناز نہ ہونا چاہئے کہ یہ ہمارے صفات قابل فخر ہیں بلکہ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمادیں اور وہ بڑی وسعت والے اور بڑے علم والے ہیں۔ پس ان کو شکر گزار ہونا چاہئے حق تعالیٰ کی عنایت کا اور اپنے کو عجب اور کبر سے حفاظت کا اہتمام ہونا چاہئے۔ یہ بندہ کا کمال نہیں ان کا انتخاب ہے جسے چاہیں اپنا بنالیں۔

نہ ہر سینہ راززدانی دہند ۶ نہ ہر دیدہ رادیدہ بانی دہند

نہ ہر گوہرے دُرّۃ التاج شد
 نہ ہر مُڑ سے اہل معراج شد
 برائے سراخجام کار صواب

یہی از ہزاراں شود انتخاب

ترجمہ ① ہر سینے کو حق تعالیٰ اپنی محبت کا راز نہیں دیتے
 اور نہ ہر آنکھ کو دوسری آنکھوں کی رہنمائی والی شان
 دیتے ہیں۔

② نہ ہر موتی تاج شاہی میں لگتا ہے نہ ہر رسول کو
 معراج عطا ہو جاتی ہے۔

③ حق تعالیٰ شانہ کے دین کی خدمت کے لئے ہزاروں
 سے کسی ایک کا انتخاب ہوتا ہے۔

سرمد غم عشق بوالہوس را نہ دہند

سوز غم پر وا نہ مگس را نہ دہند

اے سرمد! حق تعالیٰ اپنی محبت کا غم ہر بوالہوس کو
 نہیں عطا فرماتے اور پروانہ کا سوز غم مکھوں کو نہیں دیا کرتے۔
 ① لاوے بُت خانے سے وہ صدیق کو

کعبہ میں پیدا کرے زندیق کو

(زندیق سے مراد ابو جہل ہے۔ اس کی ماں حاملہ
 تھی طواف کر رہی تھی کعبہ ہی میں درِ دِزہ ہوا، اور
 مطاف میں پیدا ہوا۔

② زَادَةُ آذَرِ خَلِيلِ الشَّهِيدِ ؛ اور کنعان نوح کا گمراہ ہو

③ اہلیہ لوطِ نبی ہو کا منیرہ

زوجہٴ منرعون ہوئے طاہرہ

④ فہم سے برتر خدائی ہے تری

عقل سے بالا خدائی ہے تری

اللَّهُمَّ وَفَقْنَا لِمَا نَحِبُّ وَتَرْضَى

اے خدا ! تو ہی توفیق عطا فرما ہم کو اپنی بھزار

اور محبوب اعمال کی۔ آمین !



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

گناہ کے نقصانات

مرتبہ

حضرت اقدس مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ العالی

گناہ کے نقصانات



- ① گناہ کرنے سے دنیا کی رغبت اور آخرت سے وحشت پیدا ہو جاتی ہے۔
- ② گناہ کرنے سے دل پر ایک دھبہ لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کیا وہ مٹ جاتا ہے ورنہ بڑھتے ہی رہتا ہے۔
- ③ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔
- ④ گناہ کرنے سے رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔
- ⑤ گناہ کرنے سے بسا اوقات طاعت کے فائدے ضائع ہو جاتے ہیں۔
- ⑥ گناہ کرنے سے دل کی مضبوطی اور دین کی سچتگی جاتی رہتی ہے۔
- ⑦ بے حیائی کے افعال و اعمال سے طاعون میں اور ایسی نئی نئی بیماریوں میں مبتلا کیا جاتا ہے جو پہلے لوگوں میں نہیں تھیں۔

- ۸) زکوٰۃ نہ دینے سے بارش میں کھی ہوتی ہے۔
- ۹) ناحق فیصلہ کرنے اور عہد شکنی کرنے پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔
- ۱۰) ناپ تول میں کھی کرنے پر قحط و تنگی اور حکام کے ظلم میں مبتلا کیا جاتا ہے۔
- ۱۱) خیانت کرنے سے دشمن کا رعب ڈال دیا جاتا ہے۔
- ۱۲) دنیا کی محبت اور موت سے نفرت کرنے پر بزدلی ہوتی ہے اور دشمن کے دل سے رعب دور کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے اس حالت میں گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہئے۔ خواہ دل کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں خواہ بندوں کے ہوں لیکن ہر توبہ کا طریقہ الگ ہے جس کو اہل علم حضرات سے معلوم کر لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم رحمن ہے کیسا ہی بڑا گناہ ہو توبہ کرنے سے اس کو معاف کر دیتے ہیں۔

بڑے گناہ جن پر وعیدیں آئی ہیں

- ۱) حقارت سے کسی پر ہنسنا ۲) طعن کرنا ۳) بے لقب سے پکارنا ۴) بدگمانی کرنا ۵) کسی کا عیب تلاش کرنا، ۶) کسی کی غیبت کرنا ۷) بلا وجہ کسی کو برا بھلا کہنا ۸) جعلی کھانا ۹) تہمت لگانا ۱۰) دھوکہ دینا ۱۱) عار دلانا ۱۲) کسی کے نقصان پر خوش ہونا ۱۳) تکبر کرنا ۱۴) فخر کرنا،

- (۱۵) ضرورت مند کی، باوجود قدرت کے، مدد نہ کرنا (۱۶) کسی کے مال کا نقصان کرنا (۱۷) کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا (۱۸) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا (۱۹) بڑوں کی عزت نہ کرنا (۲۰) بھوکوں اور شنگوں کی، حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا (۲۱) کسی دنیوی رنج سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑنا (۲۲) کسی جاندار کی تصویر بنانا (۲۳) کسی کی زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا (۲۴) ہٹے کٹے کو بھیگ مانگنا (۲۵) ڈاڑھی منڈوانا یا ایک مُشت سے کم کھتروانا، (۲۶) کافروں اور فاسقوں کا لباس پہننا (۲۷) مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا (۲۸) عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا (۲۹) بکاری کرنا (۳۰) چوری کرنا (۳۱) ڈکیتی ڈالنا (۳۲) جھوٹی گواہی دینا (۳۳) یتیم کا مال کھانا (۳۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ان کو تکلیف دینا (۳۵) بے خطا جان کر قتل کرنا (۳۶) جھوٹی قسم کھانا (۳۷) رشوت دینا (۳۸) رشوت لینا (۳۹) رشوت کے معاملہ میں پڑنا (۴۰) شراب پینا (۴۱) جوا کھیلنا (۴۲) ظلم کرنا (۴۳) کسی کی کوئی چیز بغیر اجازت لینا (۴۴) سود دینا (۴۵) سود لینا (۴۶) سود لکھنا (۴۷) سود پر گواہ بننا (۴۸) جھوٹ بولنا (۴۹) امانت میں خیانت کرنا (۵۰) وعدہ خلافی کرنا۔

ماخوذ از "حیات المسلمین" و "جزائر الاعمال"



حفاظت نظر

مرتبہ

حضرت مولانا و مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب امت بگاہم

♦

اما بعد؛ بدنگاہی کی مضرات اس قدر ہیں کہ بسا اوقات ان سے دنیا اور دین دونوں ہی تباہ و برباد ہیں۔ آج کل مرض روحانی میں مبتلا ہونے کے اسباب بہت زیادہ پھیلتے جاتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بعض مضرات اور اس سے بچنے کا علاج مختصر طور پر تحریر کر دیا جائے تاکہ اس کی مضرات سے حفاظت کی جاسکے۔ چنانچہ حسب ذیل امور کا اہتمام کرنے سے نظر کی حفاظت بہ سہولت ہو سکے گی :-

① جس وقت مستورات کا گذر ہوا ہتمام سے نگاہ نیچی رکھنا خواہ کتنا ہی نفس کا تقاضا دیکھنے کا ہو جیسا کہ اس پر عارف ہندی حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب نے اس طو پر متنبہ فرمایا ہے :-

دین کا دیکھ ہے خطر اٹھنے نہ پائے ہاں نظر

کوئے بتاں میں تو اگر جائے تو سر جھکائے جا

② اگر نگاہ اٹھ جائے اور کسی پر پڑ جائے تو فوراً نگاہ کو نیچے کر لینا خواہ کتنی ہی گرانی ہو خواہ دم نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

③ یہ سوچنا کہ نگاہ کی حفاظت نہ کرنے سے دنیا میں ذلت

کا اندیشہ ہے۔ طاعتیں کا نور سلب ہو جاتا ہے۔ آخرت کی تباہی یقینی ہے۔

④ بدنگاہی پر کم از کم چار رکعت نقل پڑھنے کا اہتمام اور کچھ نہ کچھ حسب گنجائش خیرات اور کثرت سے استغفار کرے۔

⑤ یہ سوچنا کہ بدنگاہی کی ظلمت سے قلب ستیا ناس ہو جاتا ہے اور یہ ظلمت بہت دیر میں دور ہوتی ہے حتیٰ کہ جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے باوجود تقاضے کے اس وقت تک قلب صاف نہیں ہوتا۔

⑥ یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے میلان پھر میلان سے محبت اور محبت سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اور نا جائز عشق سے دنیا و آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔

⑦ یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے طاعات، ذکر و شغل سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہو جاتی ہے حتیٰ کہ ترک کی نوبت آتی ہے پھر نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔

زندگی کا ویرا
نا قابل توسیع ہے
اور

دنیا کی لذاتِ فانیہ کی حقیقت

✽

از

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مظاہر العالی

محمد خان مظہری

گائشن اقبال ۲۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲۔ کراچی

زندگی کا وزیر انا قابل تو وسیع ہے

اور

دنیا کی لذات فانیہ کی حقیقت



ہم لوگ دنیا کے نیشنل نہیں ہیں اور وزیر ا بھی نا قابل تو وسیع ہے۔ یہاں تو کلرک کو کچھ دے کر ویزا میں تو وسیع بھی کرا لیتے ہیں اور زندگی کا وزیر ا جب ختم ہوتا ہے تو اگر پوری ریاست و سلطنت حضرت عزرائیل علیہ السلام کے قدموں پر قربان کر دیا کہ صرف اتنی مہلت دے دو کہ دو رکعت پڑھ کر سجدہ میں میاں سے رولیں، معاملہ صاف کر لیں، درخواست رحم کر لیں تو اتنا بھی موقع نہ ملے گا۔ پس اس وقت کو ہر وقت یاد رکھئے کہ جب منہ میں زبان تو ہوگی لیکن اُس وقت ہم بے زبان ہوں گے۔ بیوی اپنے رخسار کو مُردہ شوہر کے لبوں سے مس کرتی ہے لیکن یہ لب اب ادراک لذت سے قاصر ہیں۔ آنکھیں کھلی ہوئی ہیں لیکن اب سینما اور ٹیلی ویژن اور غیر محرموں کے دیکھنے سے عاجز ہیں۔ اس وقت

۵ کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں (اکبر) کان اب عورتوں کے نعماں مشورہ از ریڈیو کو سن نہیں سکتے۔ زبان پر شامی کباب اور مرغ کی بریانی رکھی ہے لیکن احساس لذت اور حلق سے نیچے اتارنا ناممکن ہے۔ پس تمام لذاتِ فانیہ کی جب حقیقت یہی ہے کہ اچانک ہم ان سے الگ ہو جاویں گے تو زندگی کا ویزا ختم ہونے سے پہلے پہلے اسی حیاتِ عارضی کے چراغ سے حیاتِ اُخروی کا چراغ روشن کر لینا چاہئے ورنہ حیاتِ دنیا کا چراغ گل ہونے کے بعد کس نعمت کو اپنی جان کا بھیکہ اور سہارا بناؤ گے اور اگر تعلق مع اللہ کی دولت اپنی جان میں سے نیم جان دے کر حاصل کر لو گے تو پھر اس جان میں صد جان محسوس کرو گے۔ نیم جان دینے کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے بچنے میں جو کلفت پیش آوے اس کو برداشت کر لو ۵

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

انچہ در بہت نیاید آں دہد

اس نعمتِ قرب کی لذت کے سامنے کائنات کے خزانوں پر نگاہ کرنا اپنی توہین معلوم ہوگی جس طرح باز شاہی بوجہ قرب شاہ کے اس قدر عالی حوصلہ ہو جاتا ہے کہ بجز شیر نر کے، ہرن اور چیتوں کے شکار کو اپنی توہین سمجھتا ہے۔ بادشاہ کی نظر اس کی نگاہ میں غیرت و بہت کا معیار اس قدر بلند کر دیتی ہے کہ یہ جانوروں کے بادشاہ یعنی شیر نر پر حملہ کرتا ہے ۵

می نگسرد باز شہ جُز شیر نر
 کر گناں بر مرد گال بچشادہ نر (اختر)
 اسی طرح جب مومن کی روح مجاہدات اور ریاضات کے ذریعہ
 اور کسی مصاحب حق کی صحبت کے فیض سے مصاحب سلطان
 حقیقی ہو جاتی ہے تو بزبان حال پکارا اٹھتی ہے سے
 رُخ زریں من منگر کہ یائے آہنیں دارم
 چہ میدانی کہ در باطن چہ شاہ ہمنشین دارم
 ترجمہ : اے مخاطب ! میرے پیلے چہرے کو دیکھ کر یہ
 خیال نہ کرنا کہ میں کمزور ہوں بلکہ راہِ حق پر میں لوہے
 کے پاؤں رکھتا ہوں تجھے کیا معلوم کہ میرے باطن کو
 کس سلطان السلاطین اور احکم الحاکمین کی معیت
 خاصہ حاصل ہے ۔

پس یہ مبارک اور خوش بخت جان عارف و مصاحب حق
 مثل باز شاہی کے ہے کہ ساری کائنات ولذات مافیہا
 سے اپنی نگاہ پرواز کو قطع نظر کرتی ہوئی عرش اعظم اور صاحب
 عرش اعظم سے رابطہ قائم رکھتی ہے اور اس کی نگاہوں میں تمام
 ماسوی اللہ ناقابل التفات اور بے قدر ہو جاتے ہیں سے
 روح او سیرغ بس عالی طواف

ظل او اندر زمین چوں کوہ قاف
 ترجمہ : عارف کی روح عرش پاک کا طواف کرتی ہوتی ہے
 اور جسم اس کا دنیا کی زمین پر مثل پہاڑ پڑا ہوتا ہے ۔

حلاوتِ ایمان

یعنی

ایمان کی میٹھاس

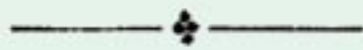
||

از

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی

حلاوتِ ایمان

(ایمان کی مٹھاس)



حدیث :

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ
مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَ
مَنْ أَحَبَّ عَبْدًا إِلَّا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ
تَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ
أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ — متفق عليه

(مشکوٰۃ، کتاب الایمان ص ۱۲)

ترجمہ:۔ تین خصائل جس میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت
پالے گا۔ ایک یہ کہ اللہ اور رسول اس کے قلب میں
تمام موجودات سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسرے یہ کہ
کسی بندے سے صرف اللہ کے لئے محبت کرے۔
تیسرے یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا اس کو اس قدر ناگوار
ہو جیسے کہ اس کو آگ میں ڈالا جانا ناگوار ہو۔

ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۲ پر حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات تحریر فرمائی ہیں :-

- ① استلذ اذ الطاعات - طاعات میں لذت محسوس کرنا -
- ② ایشارہا علی جمیع الشہوات والمستلذات اور ذکر و طاعت کو تمام خواہشات نفسانیہ و لذات پر ترجیح دینا -
- ③ وتحتل المشاق فی مرضات اللہ درسولہ - اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائے کے لئے ہر مشقت اور ہر کلفت کو خوشی خوشی برداشت کرنا - (بقاعدہ اذا جاءت الالفۃ رفعت الکلفۃ جب الفت آتی ہے تو کلفت ختم ہو جاتی ہے)
- ④ وتجرع المرارات فی المصیبات - اور مصائب کے تلخ گھونٹ کو پی جانا (المرارات بفتح المیم جمع مرارة بفتح المیم - مرارة : پتہ) گذر گئی جو گذرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلانے کے جو روستم سے جس نے کیا دل کو پاش پاش احمد نے اس کو بھی تہ دل سے دُعا دیا (حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ)

⑤ الرضاء فی القضاء فی جمیع الحالات
 اور ہر حال میں حق تعالیٰ کی قنار و فیصلہ اور تقدیر سے
 خوش رہنا۔ تنگی، فراخی، صحت، مرض، خوشی، غمی ہر حال
 میں یرضون عن موئلہم اپنے مولیٰ سے راضی رہتے ہیں۔
 (مرقاۃ)

۵ کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
 ہر زمان از غیب جان دگر بست
 ملا علی قاریؒ
 ایک روایت
حلاوتِ ایمانی پر سن خاتمہ کی بشارت
 نقل فرماتے ہیں :-

وقد ورد ان حلاوتِ الایمان اذا دخلت
 قلباً لا تخرج منه ابداً ففیہ اشارۃ الی بشارتِ
 حسن الخاتمة له . (مرقاۃ ج ۷ ص ۷۲)
 ترجمہ :- وارد ہے کہ بے شک جس دل میں ایمان کی حلاوت
 (مٹھاس) داخل ہو جاتی ہے تو پھر اس دل سے مٹھاس
 ایمان کبھی نہیں نکلتی۔ پس اس روایت میں بشارت
 ہے اس کے حسن خاتمہ کی جس کے دل میں حلاوت
 ایمانی داخل ہو جاوے۔

حلاوتِ ایمانی سے مراد معنوی حلاوت
 ہے یعنی باطن میں قلب و روح اس
 حلاوت کو محسوس کرتے ہیں لیکن
حلاوتِ ایمانی سے
کیا مراد ہے ؟

حافظ ابن حجر عسقلانی نے عجیب بات بیان فرمائی کہ حسی اور معنوی دونوں حلاوت مراد ہے۔

واعرب ابن حجر حیث قال ذوقاً حسیاً اد
معنویاً۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۷۶)

احقر عرض کرتا ہے کہ بہت سے عشاق حق کو حسی طور پر یہ
مٹھاس محسوس ہونا منقول ہے۔ چنانچہ مولانا رومی فرماتے ہیں

اللہ اللہ ایں چہ شیرین ست نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

ترجمہ :- اللہ اللہ کیا پیارا نام ہے کہ اس نام سے جان میں دودھ
اور شکر کے مل جانے والی مٹھاس محسوس ہو رہی ہے۔
اور اس مٹھاس پر مولانا نے عجیب استدلال دیوان شمس تبریزی
پیش کیا ہے

لے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

لے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

ترجمہ :- لے دل یہ شکر (چینی) زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا خالق
اور بنانے والا زیادہ میٹھا ہے اور لے دل یہ چاند جیسے حسین
زیادہ اچھے ہیں یا ان کا بنانے والا زیادہ اچھا ہے۔

چہ باشد آں نگار خود کہ بندد ایں نگار ہا

مثنوی میں ایک جگہ اور ارشاد ہے

نام او چو برزبانم می رود

ہر بن مواز عمل جوئے شود

ترجمہ: جب میں اللہ پاک کا نام پاک لیتا ہوں تو اتنا
لطف محسوس ہوتا ہے جیسے کہ میرے بال بال سے شہد کی
نہریں جاری ہو گئیں۔

اس صدی کے بعض بزرگ ایسے گذرے ہیں کہ انہوں
نے اپنا حال بتایا کہ جب اللہ کا نام لیتے ہیں تو منہ واقعی میٹھا
ہو جاتا ہے۔

مولانا رومیؒ ایک جگہ اور بیان فرماتے ہیں:۔
بویں آل دلبر چوں پڑاں می شود

ایں زبا نہا جملہ حیراں می شود

ترجمہ:۔ جب حق تعالیٰ جو محبوب حقیقی ہیں ان کی طرف سے
قرب کی ہوائیں ہماری روح تک آتی ہیں تو اس لذت
کو بیان کرنے کے لئے تمام زبانیں اور لغات محو حیرت
ہو جاتے ہیں۔

اسی مفہوم کو حضرت شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ تہجد کے
وقت جب اپنی روح میں اس قرب کی بہار کو محسوس کرتے
تھے تو یوں تعبیر فرماتے تھے:۔

کیوں باد صبا آج بہت اشکبار ہے

شاید ہوا کے رخ پھلی زلف یار ہے

اور اللہ والوں کے نام لینے کی بہاریں دور دور تک محسوس ہوتی
ہیں۔ حضرت عارف رومیؒ نے فرمایا:۔

گفت پیغمبر کہ بردست صبا ؛ ازین می آیدم بویں خدا

یہی وہ کیفِ مستی بے خودی ہے جس کو حافظ شیرازی
فرماتے ہیں ۵

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد

بیک جو مملکت کا دوس و کے را

ترجمہ ۴۔ جب حافظ نے خود اور مست ہوتا ہے تو کاؤس
اور گے کی سلطنت کو ایک جگہ کے بدلے بھی شمار نہیں کرتا۔
گداے میکرہ ام لیک وقت مستی میں

کہ ناز برفلک و حکم برستارہ کنم

ترجمہ ۵۔ اگرچہ کہ محبتِ حق کے میکرہ کا ادنیٰ گدا ہوں لیکن
جب ان کے نام کی لذت سے مست ہوتا ہوں تو ناز
سے آسمان پر اور ستاروں پر حکم کرتا ہوں۔

۵ جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا میں میری

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

(مجدوب)

احقر کے چند اشعار :

۱۔ ہر لمحہ حیات گزارا ہم نے

آپ کے نام کی لذت کا سہارا لیکر

۲۔ ہر وادی ویراں میں گلستانِ نظر آیا

تسرباں میں ترے نام کی لذت پہ خدایا

۳۔ مجھ کو جینے کا سہارا چاہئے

دل ہمارا غم تمہارا چاہئے

۴ دل چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد سہرا دل لئے ہوئے

۵ ارے یارو! جو خالق ہو شکر کا

جمال شمس کا نورِ مستر کا

۶ نہ لذت پوچھ پھر ذکر خدا کی

حلاوت نام پاک کبریا کی

وہ کیا اعمال ہیں جن سے ایمان کی حلاوت دل کو نصیب ہوتی ہے

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام موجودات کا بننا
سے زیادہ ہو۔ اس محبت سے مراد محبت عقلی ہے یا محبت ایمانی
مراد ہے، محبت طبعی مراد نہیں۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

ولیس المراد الحب الطبعی لانہ لا یدخل

تحت الاختیار (مرقاہ ج ۱ ص ۷۳)

جس طرح سے مریض اپنے اختیار سے دوا پیتا ہے باوجود طبعی
ناگواری کے لیکن عقلاً دوا کو مفید سمجھ کر پی لیتا ہے۔

کحب المریض الدواء فانہ یمیل الیہ

باختیارہ (ایضاً)

لفظ حلاوت کی وجہ تسمیہ | چونکہ مٹھاس کا حیات اور
محسوسات میں انسان کے لئے

محبوب ہونا بہت واضح تھا اس لئے یہ لفظ استعمال فرمایا

گیا۔ (مرقاۃ)

وقال هكذا حافظ ابن حجر عسقلاني في
فتح الباري (ج ۱ ص ۶۱) وعبر الشارع عن هذه
الحالة بالحلاوة لانها اظهر اللذائذ المحسوسة

محبت رسول سے کیا مراد ہے؟

ومن محبته نصر سنته والذنب عن شريعته
وتمنى ادراكه في حياته ليبذل نفسه و
ماله دونه .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حقوق سے یہ ہے کہ
آپ کی سنت کو زندہ کرے اور غیر شریعت کو مثل بدعت و
رسومات جہل کو شریعت سے دور کرے اور تمنا کرنا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کہ اگر ہم حضور علیہ السلام کو پا جاتے
تو آپ کے لئے اپنی جان اور مال کو فدا کر دیتے جیسا کہ صدیق
کی تعریف میں علامہ آلوسی نے بیان کیا ہے :

الذی يبذل الكونين في رضاء محبوبه
صدیق وہ ہوتا ہے جو اپنے محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ اور محبوب رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر دونوں جہاں لٹا بیٹھے ۔
دونوں عالم دے چکا ہوں مے کشو

یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی
جہاں آخرت کس طرح فدا کرے یعنی ثواب اور جنت سے

زیادہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے۔ کیونکہ ثواب اور جنت نعمت اور منعم (نعمت دینے والا) کا درجہ نعمت سے زیادہ ہوتا ہے۔

سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں سے

بذکر حبیب از جہاں مشتغل

بہ سودائے جانال زجاں مشتغل

بہ یاد حق از خلق بگر سخیتمہ ،

جناں مست ساقی کہ مے ریختہ ،

ترجمہ : محبوب حقیقی کی یاد میں سارے جہاں سے بے پرواہ

ہیں اور اس محبوب کی محبت میں اپنی جان کو بھی بھولے ہوئے

ہیں اور یاد حق میں مخلوق سے بھاگے ہوئے ہیں اور ساقی

ازل پر ایسے مست ہوئے کہ مے اور جام مے بھی پھینک

چکے یعنی نعمتوں کی طرف التفات نہ رہا جب منعم حقیقی کی یاد

چھا گئی جیسا کہ علامہ ابوالقاسم قشیریؒ رسالہ قشیریہ میں فرماتے

ہیں کہ شکر کی حقیقت منعم حقیقی کی یاد میں غرق ہونا ہے نہ کہ

نعمتوں میں غرق ہو کے منعم حقیقی کو بھول جانا۔

ایک حکایت | محبت طبعی اور محبت عقلی کو سمجھنے کے لئے

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ایک

قصہ بیان فرمایا ہے۔

ایک بزرگ نے ایک بزرگ سے کہا کہ ہمارے دل میں

اپنے والد صاحب کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے زیادہ

معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے ایمان کا کیا حال ہوگا۔ وہ بزرگ
 محقق عارف تھے خاموش ہو گئے۔ بعد مدت ایک دن فرمایا کہ
 آج آپ کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محاسن سیرت کا ذکر
 شریف کریں گے۔ خوب فصاحت اور محبت سے حالات اور
 اوصاف سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے کرتے اچانک
 رک کر فرمایا کہ مگر آپ کے والد صاحب میں بھی حسب ذیل خوبیاں
 ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ بزرگ ناراض اور غصہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ کیا
 جوڑ ہے؟ کہاں ذکر حبیب مدنیہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں آپ نے
 ہمارے ابا کا نام اس وقت بے موقع لے لیا۔ مولانا ابا کا ذکر
 چھوڑیے جو بیان فرما رہے ہیں اسی کو بیان فرمائیے۔ بس اُن محقق
 عارف بزرگ نے فرمایا کہ اب تو سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ محبت آپ
 کے دل میں کس کی زیادہ ہے۔ آپ کا شبہ اور غلجان دور ہوا یا
 نہیں؟ خوب سنئے اور فرمایا سے
 جزاک اللہ کہ چشم باز کر دی

مرا با جانِ جاں ہمساز کر دی

فرمایا، ہاں بھائی ہم غلطی پر تھے۔ محبت طبعی کے سبب ہم کو یہ
 شبہ تھا اب معلوم ہوا کہ محبت عقلی اور محبت ایمانی اصل
 چیز ہے اور اس کا پتہ تقابل سے ہوتا ہے۔

حدیث بالا بخاری شریف میں مروی ہے اور اس میں حلاوت
 ایمانی کو شرح بخاری میں ملاحظہ فرمائیے :

حلاوتِ ایمانی کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری کی تحقیق

حلاوتِ ایمانی کے متعلق بخاری شریف میں اسی حدیث کے متعلق امام بخاریؒ نے مستقل باب حلاوتِ الایمان قائم فرمایا ہے اور ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ مقصود مصنف کا اس باب سے یہ بتلانا ہے کہ ان حلاوتِ الایمان من ثمرات الایمان ایمانی حلاوتِ ایمان کے پھلوں سے ہے چونکہ کلمہ طیبہ کی مثال حق تعالیٰ شانہ نے شجرہ طیبہ سے قرآن میں بیان فرمایا ہے:

كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

فالكلمة هي كلمة الاخلاص والشجرة اصل الایمان و
اغصانها اتباع الامر واجتناب النهي وورقها ما يهتم به
المؤمن من الخير وثمرها عمل الطاعات وحلاوتِ الشمر
حبي الشمرة وغاية كماله تناهي نضج الشمرة وبه تظهر
حلاوتها (فتح الباری ج ۱ ص ۶۰)

ترجمہ: یہ کلمہ طیبہ کی مثال شجرہ طیبہ ہے پس کلمہ وہی کلمہ اخلاص ہے اور شجرہ ایمان کی جڑ ہے اور اس کی شاخیں احکام کی اتباع اور نواہی سے اجتناب ہے اور اس کے اوراق مومن کا جملہ خیر کے اعمال کا اہتمام ہے اور اس کا پھل طاعات ہیں اور پھل کی مٹھاس نچنگی ہے پھلوں کی اور کمال حلاوت پھل کا خوب پختہ ہو جانا ہے اور اسی سے اس کی حلاوت کا ظہور ہوتا ہے۔

محبت سے مراد حُبِ عقلی ہے۔ تفسیر بیضاوی کے حوالہ سے ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

والمراد هنا الحب العقلي الذي هو ايشار ما يقتضى العقل السليم رجحانه لان المريض الصفرى يجد طعام العسل مراً والصحيح يذوق حلاوته على ما هي عليه .
ترجمہ :- اور مراد محبت سے اس حدیث میں محبت عقلی ہے جس کو عقلِ سلیم اختیار کر لے کیونکہ مریض صفری شہد کو کڑوا محسوس کرتا ہے اور تندرست اس کا اصلی ذائقہ پاجاتا ہے ۔

ومعنى حلاوة الايمان استلذذ اذ الطاعات وتحمل المشاق في الدين وايشار ذلك على اعراض الدنيا .
اور حلاوتِ ایمانی کا مفہوم عبادات میں لذت محسوس کرنا دین کی تمام تکالیف کو برداشت کرنا اور دنیا کے مال و اسبابِ یرہ ایمان کے تقاضوں کو ترجیح دینا ۔

یہ محبت کیسے حاصل ہوتی ہے ؟

ومحبة العبد لله تحصل بفعل طاعته وترك مخالفته
و كذلك الرسول .

بندہ کو اللہ تعالیٰ کی محبت ، اطاعت کے اہتمام اور نافرمانی کے اجتناب سے حاصل ہوتی ہے ۔

صوفیائے محققین نے فرمایا کہ یہ محبت ان دو باتوں کے علاوہ ذکر اللہ کے دوام اور العامات البیہ میں تفکر کے التزام اور صحبت

عاشقانِ حق کے اہتمام سے حاصل ہوتی ہے ۔

(از افادات حکیم الامت تھانویؒ)

ثلث سے مراد ثلثِ خصال ہے یعنی یہ تین خصائل جن میں ہوں گی وہ حلاوتِ ایمان پالے گا ۔ اور بھن کی شرح ملا علی قاریؒ نے یہ فرمائی : ای بوجودہن فی نفسہ ۔

پہلی خصلت کہ محبت اللہ اور رسول کی زیادہ ہو تمام موجوداتِ کائنات سے ۔

ان یكون الله درسولة احب اليه مما سواهما
اس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں مہما کے بجائے مہمن کیوں نہیں فرمایا تو اس میں یہ بلاغت ہے کہ من ذوالعقول کے لئے آتا ہے اور ما عام ہے من یعقل اور من لا یعقل پر یعنی ما سے تمام موجوداتِ کائنات کا شمول ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو اور رسول کی محبت کو عطف سے جمع فرما کر دونوں محبتوں کو شانِ استقلال سے بیان فرمادیا کیونکہ اگر

فمن يدعى حب الله مثلاً ولا يحب رسوله لا ينفعه ذلك
جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور محبت رسول سے نہ کرے اس کو محبتِ حق کچھ نافع نہیں ۔

ویشیر الیہ قولہ تعالیٰ : اطیعوا الله واطیعوا الرسول و
أولی الامر منکم ۔

پس حق تعالیٰ نے اطیعوا امر کا اعادہ رسول کے لئے فرمایا اور اولی الامر کے لئے نہیں فرمایا لانہم لا استقلال لہم

فی الطاعة کیونکہ اولی الامر لوگ مستقلاً مطاع نہیں جب تک وہ اطاعتِ حق اور اطاعتِ رسول پر قائم ہوں گے۔ طفیلی ہو کر متبوع اور مطاع ہوں گے ورنہ ان کی اطاعت خلافِ حق اور خلافِ رسول میں ہرگز نہ ہوگی۔
(فتح الباری ج ۱ ص ۶۲)

حلاوتِ ایمانی کے لئے دوسرا عمل

(من أحب عبداً إلا بحبه إلا لله ۷)

اس حدیث کا دوسرا جز یہ ہے کہ کسی بندے سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کرے۔

ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں :

لا یحبہ الا لله : ای لا یحبہ لغرضٍ و عرضٍ و عوضٍ و لا یثوب محبته حظاً دنیوی ولا امرئیشی (مرقاۃ ج ۱ ص ۷۷)
صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کسی بندے سے محبت کی پانچ علامتیں
مرقاۃ میں بیان فرمائی ہیں :

- ۱۔ وہ محبت کسی غرض سے نہ ہو صرف رضائے حق کے لئے ہو۔
- ۲۔ دنیا کی دولت اور مال و متاع حاصل کرنے کے لئے نہ ہو۔
- ۳۔ کسی معاوضے اور بدلہ کے لئے یہ محبت نہ ہو۔
- ۴۔ یہ محبت کسی دنیوی لذت کے لئے نہ ہو۔
- ۵۔ یہ محبت کسی تقاضائے بشری کی تکمیل کے لئے نہ ہو۔

بل محبته تكون خالصه لله تعالى فیکون متصفاً بالمحب

فی اللہ تعالیٰ و داخل المتحابین فی اللہ (مرقاۃ)

بلکہ یہ محبت ہو صرف اللہ کے لئے پس ہوگی یہ محبت حُب فی اللہ اور یہ دونوں متحابین فی اللہ کہلائیں گے یعنی آپس میں اللہ والی محبت ہے۔

کسی بندے سے اللہ کے لئے محبت پر بخاری شریف کی حدیث سے بشارت

بخاری شریف میں امام بخاریؒ نے باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلوة وفضل المساجد کے ذیل میں اس حدیث کو روایت کیا ہے:

سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا يزال الاظله: الامام العادل وشاب نشأ في عبادة ربه ورجل قلبه معلق في المساجد ورجلان تحابا في الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه ورجل طلبته ذات منصب وجمال فقال اني اخاف الله ورجل تصدق اخفى حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه۔

ترجمہ: حضرت ابو بربیرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات قسم کے آدمی ہیں جن کو عرش کا سایہ حق تعالیٰ ایسے دن عطا فرمائیں گے جس دن کہ کوئی سایہ اس سایہ کے علاوہ نہ ہوگا۔

① انصاف کرنے والا امام (خلیفہ و امیر)

② وہ جوان جس نے اپنی جوانی کا عیش و نشاط حق تعالیٰ کی عبادت اور رضاء میں قربان کر دیا۔ جیسا کہ شرح بخاری میں ابن حجرؒ نے دوسری روایت پیش کی:

وفي حديث سلمان افنى شبابه ونشاطه في

عبادۃ اللہ (فقہ الباری ج ۲ ص ۱۳۵)

- ③ وہ آدمی جس کا دل مساجد میں لٹکا رہتا ہے یعنی منتظر رہتا ہے کہ کب نماز کا وقت آوے اور ہم اس کریم کے دربار میں حاضر ہوں
- ④ اور وہ دو آدمی جو آپس میں صرف اللہ کے لئے محبت رکھتے ہوں اور ان کا اجتماع اور افتراق محبت حق پر ہو۔
- ⑤ اور وہ آدمی جس کو کسی عورت خوب رو اور صاحب حسب نسب نے گناہ کے لئے دعوت دی اور اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں
- ⑥ اور وہ آدمی جس نے صدقہ اس طرح چھپا کر دیا کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ داہنے ہاتھ سے کیا خدا کی راہ میں خرچ کیا۔
- ⑦ وہ آدمی جو حق تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

ان سات خصائل میں سے صرف ایک خصلت کی یہاں تشریح کرتا ہوں جس کا تعلق محبت لہ اور محبت فی اللہ سے ہے۔

محبت لہ اور فی اللہ کی تشریح | حافظ ابن حجر عسقلانی
شرح بخاری شریف میں

فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور کا چوتھا جزو محبت فی اللہ و اللہ اور اس پر اجتماع اور افتراق سے کیا مراد ہے ؟ (از فتح الباری ج ۲ ص ۱۳۵)

تھا با : اسی اشتراک فی جنس المحبة واحب کل منهما الاخر
حقیقۃ لا اظہاراً فقط ۔

محبت آپس میں ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لئے حقیقت میں ہو صرف اظہار کے لئے نہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ :

رجلان قال کل منہما للاخر انی احبک فی اللہ
فصدرا علی ذلک .

دو آدمیوں نے کہا ہر ایک سے کہ میں تجھ سے اللہ کے لئے
محبت رکھتا ہوں اور پھر اسی محبت پر ایک نے دوسرے سے واپس ہوئے۔
اجتماع علی ذلک وتفرقا علیہ . ای علی حب المذکور
یعنی یہ اجتماع اور افتراق اسی محبت للہی پر ہوا۔
والمراد انہما داما علی المحبة الدینیة ولم یقطعا
بعارض دنیوی سواء اجتماعا حقیقة ام لاحتی یفارق
بینہما الموت۔

اور مراد یہ ہے کہ یہ دونوں اس محبت دینیہ پر ہمیشہ قائم رہیں اور
اس تعلق اور محبت للہی کو دنیوی تکالیف اور دنیا کے حقیر کی خاطر سے
قطع نہ کریں خواہ یہ اجتماع ظاہری طور پر ہو کہ ایک جگہ رہتے ہوں یا دور
قیام رکھتے ہوں مگر دل سے قریب ہوں یہاں تک کہ ان دونوں کو
موت ہی جدا کر دے۔ یعنی آخری سانس تک اس پاک محبت کو قائم
رکھتے ہوئے اپنی اپنی قبروں میں سو گئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ۛ دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست

تاناہ پنداری کہ تنہا می روی

ترجمہ :- سعدی کی آنکھیں اور دل تیرے ہمراہ ہیں تاکہ تو یہ نہ

سمجھے کہ میں تنہا جا رہا ہوں۔

فائدہ :- مطلب یہ ہے کہ اگر جسم دور ہو تو دل سے قریب ہونا

کافی ہے اور اگر قرب حسی ہو اور دل نہ ملے تو یہ ملنا نہیں۔

بقول شاعر سہ

آدمی آدمی سے ملتا ہے ؛ دل مگر کسی سے ملتا ہے

اور احقر کا شعر ہے نہ

آنکھ سے آنکھ ملی دل سے مگر دل نہ ملا

عمر مہر ناؤ پہ بیٹھے مگر ساحل نہ ملا

بعض لوگ عمر بھر شیخ کے پاس رہتے ہیں مگر مناسبت باطنی

نہ ہونے سے نفع تام نہیں ہوتا۔

افسوس کہ بعض لوگ دنیا کے حسینوں سے محبت کرنا جانتے ہیں

لیکن اللہ والے جن کی روہیں آفتاب اور ماہتاب سے زیادہ حسین

اور روشن ہیں ان کی محبت کرنا نہیں جانتے حالانکہ دراصل یہی حضرت

محبت کے قابل ہیں۔ بقول عارف رومیؒ سہ

مہر پیا کال در میان جاں نشاں

دل مدہ الایہ مہر دل خوشاں

مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کی محبت کو

جان کے اندر رکھ لو، جمالو اور خبردار! دل کسی کی محبت میں مت

دینا مگر ان کو دل دینا جن کا دل اللہ والا ہونے سے اچھا دل ہوتا ہے۔

ایسے دل کو قرآن میں قلب سلیم سے پکارا گیا ہے۔ اِلَّا مَرْتٌ

اَللّٰهُ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اَلّٰیۃ۔ برعکس دنیا کے فانی حسینوں کے

جن کا انجام یہ ہے کہ افسردہ گل کی طرح کل مرجھاے ہوئے ہونگے،

اور ان کے عاشق بھی ندامت سے افسردہ ہوں گے۔

احقر کے اشعار سے

اُن کے عارض کی عارضی ہے بہار
 پھول ان کے سدا بہار نہیں؛
 اپنے کچھ پُرانے اشعار بھی یاد آئے سے
 ان کے عارض کو لغت میں دیکھو
 کہیں مطلب نہ عارضی نکلے
 ۵ یہ چین صحرا بھی ہوگا یہ خبر بلبیل کو دو
 تاکہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے
 ۵ تم نے دیکھا بگڑتی بہت صورتیں
 اُن کی صورت بھی اک دن بگڑ جائے گی
 اللہ تعالیٰ کی محبت کا اگر ذرہ غم مل جاتا تو بقول علامہ سید
 سلیمان ندویؒ کے یہ دل تہیتی ہو جاتا۔
 ترے غم کی جو محب کو دولت ملے
 غم دو جہاں سے فراغت ملے
 محبت تو لے دل بڑی چیز ہے
 یہ کیا کم ہے جو اس کی حسرت ملے
 اس غم عشق حقیقی پر احقر کا شعر سے
 قلب جو غم سے ہمکنار نہیں
 خارِ صدا ہے گلخوار نہیں

محبت اللہ اور فی اللہ کا ایک اور انعام عظیم بزرگ محشر

اللہ تعالیٰ کے کسی بندے سے صرف اللہ کے لئے محبت رکھنے کا معمول صوفیاء میں سب سے زیادہ ہے کیونکہ یہ طبقہ اپنے اپنے شیخ سے اور مرشد سے صرف اللہ کے لئے اس قدر محبت رکھتا ہے کہ اس محبت کی روئے زمین پر مثال اور نظیر نہیں ملتی۔ ہمارے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ جب بھی حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا نام لیتے یا ذکر فرماتے تو آنکھوں میں فرط محبت سے آنسو آجاتے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا پور میں دوران تقریر فیضانِ مرشد کی کرامت کا مشاہدہ کر کے فرط محبت اور فرط شکر سے لائے امداد اللہ کا نعرہ مارا اور پھر منبر پر خاص کیفیت کی حالت میں بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر سکوت طاری رہا۔ تمام مجمع کا عجیب عالم تھا ہمارے حضرت مرشد تاجپھولپوریؒ بھی اس وعظ میں موجود تھے اور چشم دید نقشہ احقر کو بتایا۔

ایک مرتبہ ایک بیسٹرنے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا وعظ سنا اور بہت متاثر ہو کر کہا ۛ
تو مکمل از کمال کیشتی تو مجمل از جمال کیشتی

حضرت والا نے فرمایا ۛ

من مکمل از کمال حاجیم من مجمل از جمال حاجیم
یہ رفاقت اللہ والوں کی جو دنیا میں ہے اسی کا انعام حشر میں یہ ملے گا کہ ان کو اللہ تعالیٰ جمع فرمادیں گے اگرچہ دونوں بہت دور دنیا

میں سکونت پذیر ہے ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضور
حدیث صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ :

لوان عبدین تحاتا فی اللہ عزوجل واحدٌ فی
 المشرق وأخر فی المغرب لجمع اللہ بینہما یوم
 القیامة یقول هذا الذی کنت تحبہ فی -

(مشکوٰۃ - باب الحب فی اللہ ومن اللہ ص ۲۲۵)

ترجمہ :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو بندے
 جو صرف اللہ کے لئے محبت رکھتے ہیں اگر ایک مشرق میں رہتا ہے
 اور دوسرا مغرب میں رہتا ہے (یعنی انتہائی دوری جس کو بعد
 المشرقین والمغربین سے تعبیر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ میدانِ محشر میں
 ان کو آپس میں ملا دیں گے اور ان دونوں سے ارشاد فرمائیں گے یہ
 وہی بندہ ہے جس سے تو صرف میری رضا کے لئے محبت رکھتا تھا۔
 (فی ای لاجلی)

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :-

لجمع اللہ بینہما یوم القیامة : ای لشفاعۃ
 احدہما للأخر اذ فی الجنة علی سبیل المصاحبة
 والمزاورة والمجاورة، ویقول : وهو ان یحتمل
 ان یقول علی لسان ملک اذ بغير واسطۃ لكل
 واحد منہما۔ هذا الذی کنت تحبہ فی ای

لاجلی - (مرقاۃ ج ۹ ص ۲۵۹)

ترجمہ :- ان عاشقانِ حق کو میدانِ محشر میں حق تعالیٰ شانہ اس لئے جمع فرمائیں گے تاکہ ایک دوسرے کی شفاعت کریں یا جنت میں سہا رہنے کی خواہش پوری ہو اور ملاقات اور قرب کے لئے پڑوس میں ہاں بھی رہیں۔

ع عاشقاں باہم دگر آمیختند (از معارف شمس تبریزی)
مولانا رومی فرماتے ہیں کہ دنیا میں بھی عاشقوں کو آپس میں ملا دیتے ہیں اور آخرت میں بھی۔

حضرت مرشدی پھولپوری فرماتے تھے کہ اہل اللہ سے دنیا میں رفاقت کا ثمرہ جنت میں رفاقت کی صورت میں عطا ہوگا کہ یہی جزاءِ موافق عمل ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمایا جَزَاءَ ذِی قَاتِلًا اور فرمایا بابا فرید عطار نے فرمایا کہ

بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق

عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

جو شخص بدون رفیق اور رہبر اللہ تعالیٰ کی محبت کے رستے میں قدم رکھتا ہے اس کی تمام عمر بھی گزر جاوے مگر عشقِ حق کی حقیقت سے اس کی رُوح آشنا نہ ہوگی۔ اس شعر کو حضرت نے پڑھ کر فرمایا کہ عام لوگ سمجھتے نہیں کہ یہ رفیق کا لفظ بابا فرید عطار کہاں سے لائے ہیں، دراصل یہ لفظ اسی آیت قرآنی سے لیا ہے وَ حَسُنَ اُولَٰئِكَ رَفِیقًا یہ منعم علیہم بندے بڑے اچھے رفیق ہیں اور فرمایا کہ بظاہر تو یہ جملہ خبریہ ہے لیکن دراصل اس میں انشائیہ بھی پوشیدہ ہے وہ یہ کہ ان کو اپنا رفیق بنا لو اور فرمایا کہ حَسُنَ کا لفظ

حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا کہ ان اللہ والوں سے رفاقت
میں جس قدر حسن رفاقت ہوگا اسی قدر نفع ان سے تام ہوگا۔
۵ اگر میں آپ صادق اپنے اقرارِ محبت میں
طلب خود کر لئے جائیں گے دربارِ محبت میں

(مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم)

احقر عرض کرتا ہے کہ عام حضرات کونوَامَعَ الصَّادِقِينَ پر
عمل کرتے ہیں لیکن ان صادقین متعین کا ملین کی صحبت سے نفع پورا
نہیں پاسے کیونکہ ان کی طرف سے صدق میں کمی تھی۔ حضراتِ صادقین
تو قیامت تک حق تعالیٰ شانہ پیدا فرماتے رہیں گے اور ہر دور اور
ہر صدی میں جماعت کی جماعتِ صادقین کا وجود اس آیت کے صدق
کے لئے عقلاً ضروری ہے ورنہ یہ لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے ہم کو
صادقین کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم دیا اور صادقین کو دنیا سے اٹھالیا
اور قرآن قیامت تک کے لئے نازل ہوا ہے لہذا تا ابد عاشقانِ حق
کا دنیا میں وجود ضروری ہوا۔ البتہ ہماری طرف سے بھی ان
صادقین کے پاس رہنے میں صدق ضروری ہو۔ یعنی یہ حضرات افاذہ
میں مخلص اور صادق ہوں اور ہم استفادہ میں مخلص اور صادق ہوں
پھر نفع میں کوئی چیز مانع نہیں۔

۵ انہیں کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے

دہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

۵ اُن سے ملنے کی ہے یہی اک راہ

ملنے والوں سے راہ پیدا کر

- ۵ مجھے سہل ہو گئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
 ترا ہاتھ ہاتھ میں آ لگا تو سپراغ راہ کے جل گئے
 حضرت مرشدی شاہ عبدالغنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ حکیم اختر! شیخ
 کامل متبع سنت و شریعت کے فیض سے اللہ تعالیٰ کا راستہ نہ صرف
 یہ کہ آسان ہو جاتا ہے بلکہ لذیذ تر بھی ہو جاتا ہے۔
 چنانچہ خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے تھانہ بھون کیا پایا:
 ۵ آمدہ بودم بتوبت در بجل
 از در فیضت مسلمان می روم
 ۵ آہن کو سوزِ دل سے کیا نرم آپ نے
 نا آشنا سے درد کو بسمل بنا دیا
 ۵ نقشِ بُتاں مٹایا دکھایا جمالِ حق
 آنکھوں کو آنکھیں دل کو مرے دل بنا دیا
 ۵ مجذوب در سے جاتا ہے دامن بھیرے ہوئے
 صد شکر حق نے آپ کا سا مل بنا دیا
 علامہ سید سلیمان ندویؒ جو پہلے تصوف کی طرف التفات بھی نہ
 کرتے تھے۔ چند روز حکیم الامت تھانویؒ کی مجلس تھانہ بھون کا
 لطف چکھنے کے بعد یوں بزبانِ حال و بزبانِ قال گویا ہوئے ۵
 جانے کس انداز میں تعتریر کی
 پھر نہ پیدا شبہ باطل ہوا
 آج ہی پایا مزہ فترآن کا
 جیسے فترآن آج ہی نازل ہوا

چھوڑ کر تدریس و درس و مدرسہ

شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا

سید صاحبؒ کے تدریس و درس و مدرسہ کے "چھوڑنے" سے اہل ظاہر کو اشکال نہ ہونا چاہئے کہ ترک سے مراد وہ ترک اکتفا اور قناعت ہے جو اصلاح باطن اور نسبت مع اللہ کے حصول سے غافل رکھے اور اہل اللہ کے پاس جو پندار علم جانے سے اور استفادہ سے مانع بن جائے اس پندار کا ترک مراد ہے۔ اور جب سید صاحبؒ نے ذکر شروع کیا تو وہ لطف آیا کہ بے ساختہ کہہ اُٹھے

نام لیتے ہی نشہ سا چھپا گیا

ذکر میں تاثیر دور جام ہے

اور لطف نماز تہجد کے متعلق فرمایا

وعدہ آنے کا شب آخر میں ہے

صبح سے ہی انتظار شام ہے

ما احب عبد عبد الله الا اكره ربه

عز وجل۔ رواه احمد (مشکوٰۃ)

حدیث

جو بندہ کسی بندے سے (اس کے اہل اللہ ہونے کے سبب) محبت کرتا ہے صرف اللہ کے لئے تو اس نے حق تعالیٰ کی عظمت اور جلالتِ شان کا اکرام کیا۔ یعنی حق تعالیٰ کے ساتھ جو ان کی نسبت ہے اس کا احترام کیا۔

ایک ملفوظ حضرت حکیم الامت تھانویؒ

از ملفوظات حسن العزیز ص ۱۵۴ (مطبوعہ ملتان)

فرمایا کہ میں نے ہمیشہ اللہ اللہ کرنے والوں کا ادب کیا ہے۔ گو ان سے کچھ لغزشیں بھی ہوتی ہوں حالانکہ میں صاحب فتویٰ ہوں مگر اہل اللہ پر فتویٰ کبھی جاری نہیں کیا۔ سب اہل اللہ سے میں نے دعائی ہے۔

محبت للہی اور فی اللہی کا انعام

حدیث قدسی؛

وجبت محبتی للمتحابین فی دالمتجاالین فی
 دالمتزادین فی دالمتباذین فی (مشکوٰۃ ص ۴۲۶)
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت معاذ بن جبلؓ روایت
 کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے کہ میری محبت ان بندوں کے
 لئے واجب ہو جاتی ہے جو آپس میں ہمارے لئے محبت رکھتے ہیں اور
 ہمارے لئے بیٹھے ہیں اور ہمارے لئے ایک دوسرے کی ملاقات
 کرتے ہیں اور ہمارے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔
 ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ فی سے مراد فی حبیبی اور سبیلنی ہے اور
 وجبت سے مراد ثبوت اور تقدیمت ہے۔

فائدہ :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی محبت حاصل

کرنے کے لئے بہترین راستہ اہل اللہ سے صرف اللہ کے لئے محبت کرنا ہے۔

سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا کہ اس دور میں اہل علم، علم نبوت تو حاصل کر لیتے ہیں اور نور نبوت اللہ والوں کے سینوں سے ان کی محبتوں میں رہ کر نہیں حاصل کرتے اسی سبب سے اعمال اور اخلاق میں کوتاہیاں طاری رہتی ہیں اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ والوں کی محبت کا سوال اس طرح فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَ
الْعَمَلِ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ .

اس دعا میں تین محبتوں کا سوال ہے :-

① اللہ تعالیٰ کی محبت

② عاشقانِ حق کی محبت

③ اُن اعمال کی محبت جو محبتِ الہیہ سے قریب کرنے والے ہیں۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا کہ دنیا میں حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اس سے آسان اور لذیذ تر اور قریب تر راستہ کہ اہل اللہ سے محبت کی جائے میرے نزدیک اس حدیث کی روشنی میں نہیں ہے۔

اس مضمون کی تائید میں ملاحظہ ہو

ملفوظِ حضرت حکیم الامت تھانویؒ (کمالاتِ اشرفیہ ص ۵۵ م ۲۵۲)

فرمایا کہ محبتِ حق پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ محبتِ والوں

کے پاس بیٹھنا شروع کر دے۔
آہن کہ پیارس آشنا شد

فی الفور بصورت طلا شد

ترجمہ :- جو لوہا کہ پیارس پتھر سے مل گیا فی الفور سونا بن جاتا ہے۔

اہل اللہ کی صحبت سے ذکر اللہ کی توفیق

ہو جاتی ہے۔ جس طرح تسبیح ہاتھ میں

ملفوظ ۷۷ ص ۲۵

رکھنے سے خدایا دعا جاتا ہے اسی طرح اللہ والوں کو دیکھ کر بھی خدایا دعا

آتا ہے اور ذکر خواہ ناغہ سے ہو، بے لذت ہو اپنا کام دکھا جاتا ہے

ایک دن ایسا اللہ نکلے گا کہ اسی وقت صاحب نسبت ہو جاؤ گے،

اور واصل ہو جاؤ گے۔

یہاں تک کی تعبیرات احقر کی طرف سے حضرت والا کے دیگر

ملفوظات سے پیش کی گئیں جو کمالات اشرفیہ میں موجود ہیں اب الفاظ

و عبارت کی نقل ملاحظہ ہو جو صفحہ مذکور پر ہے :

فرمایا کہ ذکر بے لذت پر بھی مداومت کرنے سے معیت حق کا

انکشاف اور قلب کی صحت حاصل ہو جاتی ہے جس کے سامنے

ساری لذتیں گر دہیں۔

محبتِ للہی اور فی اللہی کا ایک اور انعام

(اس محبت کی برکت بہت جلد آدمی دیندار ہو جاتا ہے)

حدیث :-

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

المراء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من ینخال
(مشکوٰۃ ص ۳۲۷)

ترجمہ :- ہر شخص اپنے گہرے دوست کے دین پر ہو جاتا ہے پس چاہئے کہ جس کو خلیل بناؤ خوب دیکھ لو کہ کیسا ہے ؟
ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :-

تولہ علی دین خلیلہ - اسی غالباً وأخلة الحقیقة
لا تصور الا فی الموافقة الدینیة أو الخلة الظاہرة قد
تفضی الی حصول ما غلب علی خلیلہ من الخصلة الدینیة -
وقال الغزالیؒ مجالسة الحرص ومخالطة تحرك
الحرص ومجالسة الزاهد ومخالطته تنهد فی الدنیا
لان الطباع مجبولة علی التشبه والقتداء بل الطبع یسرق
من الطبع من حیث لا یدرئی وأخلة الصداقة والمحبة
اللتی تخللت القلب مضاربت خلاله اسی فی باطنہ -

(مرقاۃ ج ۹ ص ۲۵۷)

حقیقی محبت اور خلع صرف اہل اللہ میں پائی جاتی
خلاصہ ترجمہ ہے - امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حرص دنیائی کی
صحبت اور میل جول حرص دنیائی بنادیتی ہے اور دنیا کی محبت سے
پاک بندے یعنی زاہدین کی صحبت زاہد بنادیتی ہے کیونکہ انسان کی طبیعت
میں فطری طور پر تشبہ اور اقتداء اور نقل کا مادہ ہوتا ہے پس طبائع
غیر شعوری طور پر دوسری طبائع سے اخلاق چرا لیتے ہیں -
خلة :- وہ محبت ہے جو قلب کے باطن میں داخل ہو جاوے -

محبتِ للہی اور فی اللہی کا ایک اور انعام

(اس محبت کی برکت سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے)

حدیث:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان رجلاً زار اخالہ فی قریۃ اخری فارسل اللہ لہ
علی مدرسجۃ مَلکاً قال این ترید قال ارید اخیاً
لی فی ہذہ القریۃ قال هل لك علیہ من نعمة
تربہا قال لا غیرانی احببتہ فی اللہ قال فانی
رسول اللہ الیک بان اللہ قد احبک کما احببتہ
فیہ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخص نے ایک
شخص کی دوسری بستی میں جا کر ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ نے راستے میں
ایک فرشتہ مقرر فرمایا اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اُس نے کہا میرا
بھائی جو اس بستی میں رہتا ہے اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے
دریافت کیا کہ کیا وہ آدمی تیرا مملوک ہے یا تیری اولاد ہے یا ایسا
شخص ہے جس کا خرچ تجھ پر لازم ہے یا اس پر شفقت تیرے ذمہ ہے؟
کہا، نہیں! میں صرف اس سے اللہ تعالیٰ کی رضاکے لئے محبت
رکھتا ہوں۔ اس فرشتے نے اس کو خوشخبری سنائی کہ میں اللہ تعالیٰ کا
رسول یعنی بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنا محبوب بنا لیا
جیسا کہ تو نے اس بندے سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کی۔

شرح مرقاة ج ۹ ص ۲۲۹

هل لك عليه من نعمة تسبها : اى تقوم باصلاحها و
اتمامها اى هل هو مملوكك او ولدك او غيرهما من
هونى نفقتك وشفقتك لتحسن اليه من رب فلان
الضيعة اى اصلحها و اتمها .

حصول حلاوة ايمان كيلة حدیث کا تیسرا جزو

ومن يكره ان يعود في الكفر بعد ان انقذه الله
منه كما يكره ان يلقى في النار .

یعنی جس شخص کو کفر کی طرف لوٹنا اس قدر ناگوار ہو جیسے کہ اس کو
اگر آگ میں ڈالا جائے تو اُسے ناگوار ہو اس آگ میں جانا ، ایسے شخص
کو بھی حلاوت ايمان کی عطا ہوگی ۔

ملا علی قاریؒ مرقاة ج ۹ ص ۷۶ پر اس حدیث کی شرح کے ذیل
میں فرماتے ہیں :-

وفيه ايماء الى القول السادة الصوفية الحجاب اشد
من العذاب .

اس جُز میں اشارہ ہے صوفیائے کرام کے اس قول کی طرف کہ
حجاب اشد ہے عذاب سے ۔

اس حدیث کے جز اول اور جز ثانی میں فضائل سے سخی ہے

اور اس تیسرے جز میں رذائل سے تخلصی ہے۔

حصولِ حلاوتِ ایمانی کھیلے ایک اور خاص عمل

(بد نظری یعنی بندگاہی سے بچنے پر بھی اس انعام کا وعدہ ہے)
حدیثِ قدسی؛

عن ابن مسعودٍ ان النظر سهم من سهام ابليس
مسموم من تسكرها مخافتى ابدنته ايماننا يجد
حلاوته في قلبه (طبرانی . ابن کثیر)

(کنز العمال ۳۲۵ ج ۱)

ترجمہ :- نگاہِ بدابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر سچھا ہوا تیر ہے،
جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے گا میں اس کے بدلے میں اسے
ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

حدیثِ قدسی وہ حدیث ہے جس کا
مفہوم پیغمبر کے دل پر نازل ہوا ہے۔

حدیثِ قدسی کی تعریف

الہام یا خواب یا بواسطہ فرشتہ القاء کیا جاتا ہے پھر نبی اس کو اپنے
الفاظ سے تعبیر کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کر کے بیان کرتا ہے
اور قرآن پاک کا ہر لفظ معین جبریل علیہ السلام کی طرف سے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں :-

الفرق بین الحدیث القدسی والقرآن ان الاول

یکون بالالهام ادمنام اوبواسطة ملك بالمعنى فيعبره
بلفظه وينسبه الى ربه والثانى لا يكون الا بانزال جبريل
باللفظ المعين . (مرقاة ج ۱ ص ۹۵)

نگاہ بچانے میں چونکہ مجاہدہ شدید ہوتا ہے اس لئے اس پر اجراور
مشاہدہ بھی عظیم ہے اور یہ مجاہدہ ایک دن کا نہیں تمام عمر کا ہے ۔
ہائے جس دل نے پیا خون تمنا برسوں

اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلمان ہونگے
علامہ ابن قیم جوزیؒ نے لکھا ہے کہ جس نے اپنی بصارت کو خدا
کے خوف سے حرام جگہوں سے بچایا اس کو اس کے بدلے میں
بصیرت (باطنی روشنی) دے دی جاتی ہے ۔

حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص بدنگاہی کا ارتکاب
کرتا ہے اس کو ذکر کی حلاوت محروم کر دیا جاتا ہے تا وقتیکہ توبہ نہ کرے
احقر عرض کرتا ہے کہ جب نگاہ کی حفاظت پر حلاوت ایمانی کا وعدہ ہوتا ہے
کی حفاظت نہ کرنے پر حلاوت حاصل شدہ چھن جانے کا خطرہ ظاہر ہے ۔

احقر نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ہم لوگ نگاہ کی حفاظت کے حضرت
سلطان ابراہیم بن ادہمؒ کا مقام یعنی حق تعالیٰ کی راہ میں سلطنت بلخ
لٹانے کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں اگرچہ ہم سلطان نہیں اور نہ سلطنت
لٹانے کے لئے سلطنت کے مالک ہیں ۔ ایک صاحب نے دریافت
کیا وہ کیسے ؟ میں نے عرض کیا اگر اچانک کسی ایسے حسین پر نظر
پڑ جائے جس کو آپ سلطنت بلخ دے کر بھی حاصل کرنا ارزاں سمجھے ہوں
اُس وقت خدا کے خوف سے تعلق نہ قائم کیجئے اور نہ دیکھے بس آپ نے

گویا سلطنت بلخ کا متبادل خدا کے نام پر لٹا دیا ۔
حضرت اصغر گوندوی فرماتے ہیں سہ

ہم نے لیا ہے درد دل کھو کے بہار زندگی
اک گل تر کے واسطے ہم نے چمن لٹا دیا

درحقیقت ان حسینوں کو دیکھنے سے جو عارضی لذت حاصل ہوتی
ہے وہ ان کی یاد میں جلنے اور تڑپنے اور نیند حرام ہو جانے نیز صحت
جسمانی اور روحانی کے تباہ ہو جانے سے کہیں مہنگی پڑتی ہے ۔

ان سے جو اٹھانی پڑی ہے ہم کو مصیبت

ہم جانتے تو ہرگز انہیں پیار نہ کرتے
اس کے بعد جو رسوائیاں اور ذلتوں کے چرچے اس حسن پرستی پر ان
کے عاشقوں کو سننے پڑتے ہیں وہ الگ عذاب ہوتا ہے ۔

جو پہلے دن ہی سے دل کا نہ ہم کہا کرتے

تو اب یہ لوگوں سے باتیں نہ ہم سنا کرتے
بعض نادان لوگ کہتے ہیں کہ صرف دیکھ لینے یا ان کا معانقہ کرنے سے
یا صرف لبوں سے ان کا بوسہ لینے سے کیا ہوتا ہے گناہ نہ کریں گے ۔
اس نادانی کے متعلق ایسے نادانوں کی خدمت میں صرف اتنا ہی عرض ہے
سہ میرے لب اور ان کے رُخ پر انتہا ہوتی نہیں

بے ہوئے رسوائی حشم مدعا ہوتی نہیں

یعنی نفس کے یہ بتدائی منازل کشاں کشاں انتہائی منزل تک ضرور
پہنچا دیتے ہیں ۔ ایک گناہ سے دوسرے گناہ کی زور دار خواہش اور
کشش پیدا ہوتی ہے ۔

یہاں پر

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے چند ارشادات

نقل کرتا ہوں جس سے ہر گناہ سے بچنا آسان ہے اور خاص کر بزرگاہی کے گناہ سے

فرمایا کہ شیطان کے گمراہ کرنے کے لئے دوسرا
ملفوظ ۱ شیطان نہیں آیا تھا بلکہ یہی نفس تھا جس نے اس
 کو ابلیس بنایا ورنہ اس کا نام عزادیل تھا پس نفس کا مغلوب کرنا
 کفار کے مغلوب کرنے سے اہم ہے۔ اسی واسطے مجاہدۂ نفس کو
 جہاد اکبر کہا گیا ہے۔ (کمالات اشرفیہ ص ۲۵)

فرمایا؛ یاد رکھو! خدا کی نافرمانی کے ساتھ مشاہدہ
ملفوظ ۲ جمال حق تکبھی نہیں ہو سکتا۔ دل اور روح کی آنکھیں
 اُس وقت کھلتی ہیں جب نفس کو شہوت و لذت کی حرام جگہ سے روکا
 جائے۔ (ص ۲۵)

فرمایا؛ جس قدر نافرمانی ہوتی جاتی ہے حق سبحانہ
ملفوظ ۳ سے تعلق بندہ کا گھٹتا چلا جاتا ہے اور اس دوسرے
 ضرر کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر گناہوں پر عقوبت اور سزا کا اندیشہ نہ بھی
 ہوتا تب بھی گناہ نہ کرتا چاہئے۔ (ص ۵۳)

فرمایا؛ معصیت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول
ملفوظ ۴ ہمت خود کرے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ
 سے ہمت طلب کرے اور خاصانِ خدا سے بھی دعا کرے۔

انشاء اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچنے کی ضرورت سمجھتی ہوگی۔

صاحبو! کامیابی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ ایک اپنی بہت دوسرے بزرگوں کی دعا۔ ان دونوں پہیوں سے گاڑی کو چلاؤ۔ ایک پہیہ کافی نہیں۔ (کمالات اشرفیہ ص ۵۲)

ملفوظ ۵ | فرمایا کہ تقاضائے معصیت پر عمل کر لینے کے بعد جو ایک قسم کا سکون محسوس ہوتا ہے ہرگز قابل قدر نہیں کیونکہ یہ کیفیت ہے عمل نہیں۔ اور کیفیت موجب قرب نہیں بلکہ عمل باعث قرب ہے۔ (ص ۵۴)

ملفوظ ۶ | فرمایا کہ طاعات کے ساتھ تقاضائے معصیت موجب قرب ہے اور معصیت کے ساتھ عدم تقاضہ موجب قرب نہیں ہو سکتا بلکہ ارتکاب سے پہلے جو اس تقاضہ کی وہ مخالفت کرتا تھا۔ یہ مقاومت (مقابلہ) اور مجاہدہ کی ایک ذرہ تھی جو موجب قرب ہے۔ (ص ۵۴)

ملفوظ ۷ | فرمایا کہ درحقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضا کم ہو جائے گا۔ کیونکہ ارتکاب معصیت سے فی الحال کچھ دیر کو تقاضا کم ہو جائے گا مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ مادہ معصیت قوی ہو جائے گا اور ازالہ قدرت سے باہر ہو جائے گا۔ (یعنی گناہ کرنے سے وقتی سکون ہوگا لیکن کچھ دیر بعد پہلے سے بھی شدید تقاضا ہوگا اور بار بار گناہ سے یہ تقاضا روز بروز اتنا بڑھتا جاوے گا کہ گناہ چھوڑنا مشکل ہو جائے گا)

ملفوظ ۷۷

فرمایا کہ گناہوں کی آگ خدائی آگ ہے جس کی خاصیت یہ ہے نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي

تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ - یہ اللہ کی آگ ہے روشن کی ہوئی کہ دلوں تک اپنا اثر داخل کر دے گی۔ اس کا اصل محل قلب ہے اور دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ گنہگار کا دل بے چین رہتا ہے۔ اس کو راحت و چین نصیب نہیں ہوتا۔ گناہ سے دل ضعیف اور کمزور ہوجاتا ہے جس کا تجربہ نزولِ حوادث کے وقت (یعنی مصیبتوں کے نزول میں) ہوتا ہے کہ متقی اُس وقت مستقل مزاج ہوتا ہے اور گنہگار حواس باختہ ہوجاتا ہے۔ (کمالات اشرفیہ ص ۵۷)

احقر عرض کرتا ہے، گنہگار کو نہ موت آتی ہے نہ حیات سُکھ کی پاتا ہے۔ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ کی زندگی جو دوزخیوں کی ہوتی ہے وہی دنیا ہی میں اس کی ہوجاتی ہے۔ اعمال دوزخ سے زندگی کا دوزخی کے مثل بننا اور اعمال جنت سے دنیا ہی میں زندگی کا پُرسکون ہونا یعنی مثل جنتی کے ہونا عقلاً اور تجربہً مسلم ہے۔

حضرت برتا بگڈھی فرماتے ہیں ۷

اُن کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم

انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

احقر کا ایک شعر ۷

نہ نکلی نہ اندر رہی جانِ عاشق

عجب کشمکش میں رہی جانِ عاشق

اور نصِ قطعی سے قرآن میں اس بات کا اعلان فرمادیا گیا ہے کہ

نیک بندوں کو حیوۃ طیبۃ (بالمطہ زندگی) عطا ہوتی ہے اور نافرمانوں کو معیشۃ ضنکاً (تلخ زندگی) ملتی ہے۔

فرمایا کہ مسلمان کو گناہ کرتے وقت خدائے تعالیٰ کا خوف ضرور ہوتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے اور آخرت میں عذاب ہوگا۔ یہ خیال ساری لذت کو مکدر کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان کو گناہ میں پوری لذت نہیں مل سکتی۔

احقر عرض کرتا ہے بالخصوص وہ مسلمان جو نیک صحبتوں میں رہتے ہیں اور اہل اللہ کے پاس آنا جانا رکھتے ہیں۔ ان کی مجالس میں ان کی روحانی باتیں سنتے ہیں اور کچھ اللہ اللہ کرنے کی توفیق بھی ہو جاتی ہے، جن کو اصطلاح میں سالکین سے تعبیر کیا جاتا ہے، ایسے حضرات کے اگر کبھی گناہ ہو جاتا ہے تو ان کو بہت ہی بے چینی اور سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ جس گھر میں روشنی پہلے سے ہو پھر اندھیرا اچانک بجلی فیصل ہونے سے ہو جاوے تو گھر والے گھبرا جاتے ہیں اور جس گھر میں پہلے ہی سے اندھیرا ہو ان کو اندھیروں سے کیا گھبراہٹ ہوگی۔ وہ تو مثل چمگاڈر اندھیروں سے مانوس ہو گئے ہیں اور روشنی ہی سے نفور اور دور ہو چکے ہیں۔ مولانا رومیؒ نے اسی کو فرمایا ہے ۵

بر دے سالک ہزاراں غم بوڈ

گر زباغ او حنلا لے کم بوڈ

سالک کے دل پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں اگر اس کے باغِ دل

سے ایک خلل (یعنی تنکا) بھی کم ہوتا ہے اور جن کا دل خدا کی غفلت سے ویران ہے ان کو کیا محسوس ہوگا ؟

ملفوظ ۷۱ عشق مجازی کے متعلق فرمایا کہ یہ سخت ابتلا کی چیز ہے۔ اس سے بہت بچنا چاہئے۔ میں قسم کھا کر

کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں خود مجھ کو اپنا اعتبار نہیں اور چونکہ میں خود کوئی چیز نہیں اس لئے میری حیثیت سے یہ بے اعتمادی کوئی ایسی اہم نہیں۔ لیکن جو شخص مجھ کو بڑا سمجھتا ہے اور مجھ سے عقیدت رکھتا ہے اس کے لئے یہ عبرت کی بات ہے کہ جس کو ہم بڑا سمجھتے ہیں جب اس کی یہ حالت ہے تو بہت ہی احتیاط رکھنا چاہئے۔

(کمالات اشرفیہ ص ۱۸۵)

ملفوظ ۷۱ فرمایا کہ عشق حسین لڑکوں کا حرام ہے اور اس کی تاریکی عورتوں کے عشق سے بھی شدید ہے۔ گو

دونوں حرام ہیں لیکن اُمردوں (لڑکوں) کا عشق حرام درحرام ہے اور گودرگو ہے۔ کیونکہ حلت کا وہاں گذر ہی نہیں۔ عورتیں تو فی نفسہ محل حلت تو ہیں گو عارض کے سبب وہ حلت ثابت نہیں (یعنی عورت کا شوہر مر جاوے تو اس سے نکاح کر لیا جاوے، لیکن اُمرد سے تو کبھی بھی یہ تعلق جائز نہ ہوگا)

علامہ شامی کی تحقیق ج ۱ ص ۳۰۰ حسین اُمرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔

اُمرد :- هو الشاب الذی طرَّ شاربہ ولم تنبت لحيته قال
فی الملتقط اذا بلغ مبلغ الرجل ولم یکن صبیحاً

فحکمه حکم الرجال وان کان صبیحاً فحکمه حکم النساء وهو عورة من قر قد لا الی قدمه۔

ترجمہ :- وہ لڑکا جس کے ڈاڑھی مونچھ نہ ہو اگرچہ بالغ ہو گیا ہو اور خوبصورت ہو تو اس کا حکم مثل عورت کے ہے یعنی سر سے پیر تک اس کا دیکھنا حرام ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ یہ شہوت سے دیکھنا ہو۔

اجمعوا علی انه یحرم النظر الی غیر الملتحی بقصد التلذذ بالنظر وتمتع البصر ببحاسنه۔

اور علامہ شامی فرماتے ہیں : لیکن اگر ڈاڑھی تھوڑی تھوڑی ہو اور کسی کو اس کے دیکھنے میں شہوت اور میلان نفس محسوس ہو تو اس کا دیکھنا بھی حرام ہوگا۔ بلکہ بعض فاسقوں کو ایسے لوگوں کی طرف میلان زیادہ ہوتا ہے۔

اقول وهذا شامل لمن نبت عذارة بل بعض الفسقة یفضلہ علی الامر دخالی العذر۔

اور علامہ شامی فرماتے ہیں کہ عورتوں کی طرف بد نظری شدید گناہ ہے لیکن مردوں کی طرف نظر شہوت اشد گناہ ہے۔

ان حرمة النظر الیہ بشهوة اعظم اثماً لان خشية الفتنة به اعظم منها ولانه لا یحیل بحال بخلاف المرأة (ج ۱ ص ۳۰۰)

لیکن اگر شہوت اور میلان نفس نہ ہو تو خلوت و نظریں کوئی مفاد فقہ نہیں واما الخلوۃ والنظر الیہ لاعن شهوة لا بأس به ولهذا لم یثبت الباطن

مرقاۃ ج ۶ ص ۱۹۶ | ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوٰۃ، مرقاۃ میں فرمایا ہے کہ :-

و كذلك يحرم النظر الى الامرء اذا كان حسن الصورة
 آمن من الفتنة ام لا هذا هو المذهب الصحيح المختار -
 ترجمہ :- حسین امرد کو دیکھنا حرام ہے خواہ قطن سے مامون اور
 محفوظ ہی کیوں نہ ہو -

لانہ فی معنی العورة فانه یتھمی و صورتہ فی الجمال
 كصورة المرأة بل ربما كان كثير منهم احسن صورة من
 كثير من النساء بل هم بالتحريم اولی لما یتمكن فی
 حقهم من طرق الشر ما لا یتمكن من مثله فی حق المرأة ام
 ترجمہ :- کیونکہ امرد معنوی طور پر عورت ہے کہ وہ محل شہوت
 ہے - اور اس کی صورت جمال میں مثل عورت کے ہے بلکہ اکثر امارد
 حسن میں اکثر عورتوں سے اشد اور احسن ہیں - بلکہ امارد کی حرمت
 عورتوں کی حرمت سے شدید تر ہے - کیونکہ امارد تک رسائی کے
 برائے شہوت بہت طریقے ہیں برعکس عورتوں تک رسائی کے کہ
 وہاں موانع زیادہ ہیں -

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :

لیکن فیصلہ جمہوراً امت کا یہ ہے کہ انہ انما یحرم النظر
 اذا كان علی وجهه الشهوة یعنی حسین امارد کو دیکھنے کی حرمت
 مشروط ہے جبکہ دیکھنا شہوت سے ہو -

علامہ نووی شارح مسلم کا ارشاد

ملا علی قاری علامہ نووی کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

قال النووی وینبغی ان یحترز عن مصافحة الافرء الحسن
الوجه فان النظر الیه حرامٌ واصحابنا کل من حرم النظر
الیہ حرم مسه اشد فانه یحل النظر الی الاجنبیة اذا اراد
ان یتزوجها وفي حال البیع والشراء ونحو ذلك ولا یجوز
مسها فی شیء من ذلك - (مرقاۃ ج ۹ ص ۷۴، باب المصافحة)
ترجمہ: حسین امرد سے مصافحہ سے بھی احتراز چاہئے کیونکہ جب
اُن کی طرف نظر حرام ہے تو مصافحہ بدرجہ اولیٰ قابل احتراز ہے۔
(کہ مس اشد ہے نظر سے)

ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہر وہ کہ جس کو دیکھنا حرام ہوگا اس
کا چھونا اشد حرام ہوگا۔ پس تحقیق کہ اجنبیہ کو بوقت نکاح دیکھنا
جائز ہے اور اسی طرح بیع و شرا کے وقت اور مثل اس کے (اور
بعض مواقع میں) لیکن مس یعنی چھونا ان مواقع پر بھی جائز نہیں۔

ایک صاحب نے کہا کہ ایک صورت سے بڑا
مجاہدہ کرنا پڑا تھا لیکن چند دن بعد اُن کی توند

نکل آئی اور جسم نے ہنگم ہو گیا اور سارا عشق ٹھنڈا پڑ گیا۔ احقر نے
عرض کیا ان فانی محبتوں کا یہی انجام حسرت اور ندامت ہوتا ہے اور فی البیہ بیخیر ہوا

سے اس کو بے ہنگم جو دیکھا سرد تھا ہنگام عشق
سرنگوں سرد گر گیاں تھا مرا انجام عشق

حاجی املا اللہ صاحب مہاجر مکیؒ فرماتے تھے کہ جو محبت
شہوت اور نفس کے لئے ہوتی ہے اس کا انجام ہمیشہ عداوت
اور نفرت ہوتا ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا یہ ارشاد آپؒ
سے لکھنے کے قابل ہے۔ رات دن اس کے تجربات لوگوں کو پیش
آتے رہتے ہیں۔ چند ہی دن میں ڈاڑھی مونچھ آجانے پر صورتیں کسی
ہو جاتی ہیں اور عشق کے سبب ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔
آنکھ ہے وہی آنکھ لیک شرمندہ

دل وہی دل ہے لیک نادم ہے

۵ مہر اس دن جنازہ الفت کا

اپنے ہاتھوں سے دفن کر دو گے

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ۵

زیں سبب ہنگامہ باشد کل ہدر

باشد این ہنگامہ ہر دم گرم تر

عشق مجازی کے سارے ہنگامے کچھ ہی دن میں صورتوں کے

بدل جانے سے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی محبت کا بازار

ہمیشہ گرم تر رہتا ہے مرجھانے والے پھولوں سے دل لگانے والوں

کو ایک دن ضرور مرجھانا پڑتا ہے اور عاشقان حق کا کیا مقام

ہے کہ ان کا عشق روز بروز بڑھتا ہی رہتا ہے۔

کُلُّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

حق تعالیٰ کی ہر دن ایک نئی شان ہوتی ہے اس وجہ سے ان سے

محبت رکھنے والوں کی شان بھی ہر دن ایک نئی شان ہوتی ہے۔ جس کو یقین نہ آئے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کے دیکھ لے اور بد نظری عشق مجازی کے عذاب اور دل کی پریشانی ان کی صحبت سے سکون اور محبت حق سے بدل جائے گی ورنہ سوچ لو

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ

جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

حفاظتِ نطفے متعلق علامہ آلوسی کا ارشاد | علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں

لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نطفہ کی حفاظت کا جو حکم دیا ہے اس کے متعلق خود فرمایا کہ

ذَلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ . اِطَهْرَ مِنْ دَنَسِ الرِّيْبَةِ اِد

الْفَعْلُ مِنْ حَيْثُ الدِّينُ وَالْدُنْيَا فَاِنَّ النَّظَرَ يَرِيْدُ الزَّنَا وَفِيهِ
مِنَ الضَّارِّ الدِّيْنِيَّةِ وَالْدُنْيَوِيَّةِ مَا لَا يَخْفَىٰ وَاَفْعَلُ لِّلْمِبَالِغَةِ
دَرَجَةِ التَّقْوِيْلِ . (روح المعانی پٹ ص ۱۳۹)

آنکھوں کی حفاظت کا جو حکم نازل ہوا یعنی
تشریح و ترجمہ | مِنْ اَبْصَارِهِمْ مَوْمِنِينَ كَالْمَلِيْنِ اِسْنِي نَكَا هُوْنَ
کی حفاظت کریں۔ آگے فرمایا وَ يَحْفَظُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِسْنِي عَمَّا
لَا يَحِلُّ مِنَ الزَّنَا وَاللَّوَاطَةِ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں
اعمالِ حرامِ زنا اور لواطت سے۔ اس کے آگے ارشاد ہوا:

ذَلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ

یہ عمل پاک رکھنے والا ہے ان کو ان بے حیائی کے کاموں سے

جو شرمگاہ کے متعلق ہیں اور شک و شبہ اور بدگمانی تہمت اور بے چینی بے کلی کی گندگیوں سے بچانے والا ہے اور دین اور دنیا دونوں کے لئے نافع ہے۔ کیونکہ نظر زنا کا ڈاکخانہ (مسندوق البرید) ہے اس کے اندر دین اور دنیا کے مصائب اس قدر ہیں جو مخفی نہیں اور صیغہ اذکی مبالغہ کے لئے ہے تفضیل کے لئے نہیں ہے۔

ارشاد حضرت مجدد الف ثانی (رج ۲ مکتوب ۴۱)

جانتا چاہئے کہ دل آنکھ کے تابع ہے تا وقتیکہ آنکھ محرمات سے بند نہیں رکھی جائے گی دل کی حفاظت مشکل ہے۔ جب دل گرفتار ہوتا ہے تو شرمگاہ کی حفاظت سخت دشوار ہو جاتی ہے پس آنکھ کا محرمات سے بند رکھنا ضروری ہوتا کہ حفاظت شرمگاہ میسر آجائے اور خسارت دینی اور دنیوی تک بات نہ پہنچے۔

امردوں کی طرف نظر کرنا اور شہوت کے ساتھ ان کو چھونا حرام ہے۔ یہ بھی جانتا چاہئے کہ حدیث نبوی میں آیا ہے کہ آنکھوں کا زنا نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنا ہے اور ہاتھوں کا زنا نامحرموں کا ہاتھوں سے پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا نامحرم کی طرف چلنا ہے۔

چند آخری کلمات

آخر میں رسالہ "جزائر الاعمال" مصنفہ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علیؒ سے ایک بڑے ہی کام کا ملفوظ نقل کرتا ہوں۔ غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا

اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے مطابق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔

میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطہ تحریر سے خارج ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔

(انتہی کلامہ)

فائدہ نگاہ بد اور گناہ سے بچنے کے لئے اہل اللہ کی صحبت، اُن سے دعائیں کرانا اور اُن کے مشورہ سے ذکر اللہ کا اہتمام نہایت اکیسر اور مجرب ہے۔ البتہ جو لوگ ذکر میں لطف نہ آنے سے ذکر چھوڑ دیتے ہیں اُن کے لئے حضرت والا تھانویؒ کا ایک ملفوظ پیش کرتا ہوں۔

ملفوظات الامالات اشرفیہ ۳۹
فرمایا کہ ذکر بے لذت پر بلا امت کرنے سے معیت حق کا انکشاف اور قلب کی صحت حاصل ہو جاتی ہے جس کے سامنے ساری لذتیں گریں ہیں (پس ذکر کو مقصود بنائیے۔ کیفیت جو غیر مقصود ہے اس کا انتظار نہ کریں۔ ورنہ ذکر کی محرومی سے گناہ سے بچنا مشکل ہو جاوے گا)

کتابت : حسین احمد نجیب عفا اللہ عنہ

❖

جادوے بنگال

احقر کی ایک نظم جو ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ ڈھاکہ میں ہوئی
جس کو ہمارے مرشد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب امت برکاتہم نے
بہت پسند فرمایا۔

کیسی ظالم ہے تعسیر ؛ کیسی ظاہر ہے تحسیر
یہ ہے نالہ شبگیر ؛ یہ ہے آہوں کی تاثیر
سب کو مارے ہے بے تیر
میرا خواجہ میرا پیر

لایا سینے میں وہ دل ؛ دل ہے درد کا حامل
درد دل ہے درد دل ؛ اس کو مت کہہ آب و گل
تو بھی جا کے اس سے مل
دیکھو کیسا ہے بسمل

اس کا عشق معتبر ؛ اس کی آہوں میں اثر
بجلی گرتی ہے دل پر ؛ جب وہ ڈالے بے نظر
یہ ہے برق یا شرر
جو ہے بات پر اثر

سب کو خالق سے آگاہ ؛ اس نے کر دیا ناگاہ
کرتا ہے وہ آہ آہ ؛ میرا خواجہ میرا شاہ
ہے سراپا ، یا اللہ
چلتی مھپرتی خالفتاہ

کیسی شیریں ہے گفتار ؛ کیسی مست ہے رفتار
سارا شہر ہے بیمار ؛ اس کے درد کا لے یار

میرا خواجہ ابرار

ہے وہ حامل اسرار

جام و مینا و سبو ؛ اس کا میکدہ ہو
ہر دم حق کی جستجو ؛ جو بہ جو، کو بہ کو

دیکھو ہر طرف ہر سو

اس کا حق اس کا ہو

اس کا جام ہے لبریز ؛ اس کا شہر ہے تبریز
میرا ساقیا بر خیز ؛ مئے معرفت بریز

میرا درد با انگیز

میرا شمس دیں تبریز

سقا جو خار ہے گلریز ؛ ملا زاہد ہے مے ریز
زمین سخت شرانگیز ؛ تیری صحبت ہے زرخیز

پلا دے جام مئے تمیز

رومی آیا ہے تبریز

تجھ سے میری ہے فریاد ؛ میرے دل کو کر دے شاد
تیرے بن دلِ ناشاد ؛ کیسے ہو الہ آباد

آجا میرے لے مراد

دل کو کر مراد آباد

پیش شیخ باجمال ۽ ڪردو نفس ڪو پامال
 چھوڙو اپنا ٿيل وڌال ۽ بنواب مرد صاحب حال
 مبارڪ لے زبان حال
 توہی ہے جادوے بنگال

نعت شریف

از حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگدی دامت بکاتہم

جب زبان پر محمد کا نام آگیا
 دستو زندگی کا پیام آگیا
 آگیا انبیاء کا امام آگیا
 لے کے فیضان دارالسلام آگیا
 پاگیا پاگیا حاصل زندگی
 در پہ آقا کے جس دم غلام آگیا
 دور ظلمت ہوئی دل منور ہوا
 جب مدینہ میں ماہِ تمام آگیا
 آپ کی مدح انسان کیا کر سکے
 عرش سے جب درود سلام آگیا
 قلب شاداں ہوا روح رقصاں ہوئی
 لب پہ احمد کا شیریں کلام آگیا

بیوی کے حقوق



حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

بیوی کے حقوق

احقر اتم الحروف محمد اختر عرض کرتا ہے کہ شوہر اور بیوی کے حقوق کا علم نہ ہونے سے اکثر گھرانے پر لطف زندگی سے محروم ہیں۔ اس لئے چند مدفوظات حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانویؒ پیش کرنے سے قبل عورت کی تخلیق اور فطرت پر چند سطور تحریر کرتا ہوں۔

حضرت علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی پر
تاریخ تخلیق عورت | صفحہ ۲۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں :

عن بن مسعود وبن عباس وناس من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان اللہ تعالیٰ لما اخرج ابلیس من الجنة واسکنها آدم بقى فيها وحده وما كان معه من یتماً نسبه فالتقى اللہ تعالیٰ علیہ النوم ثم اخذ صلعا من جانبہ الایس وضع مکانہ لهما وخلق حواء منه فلما استيقظ وجدها عند رأسه قاعداً فساء لها من انت ؛ قالت امرأة قال لما خلقت قالت لتسكن الی۔

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کو جنت سے نکالا اور آدم علیہ السلام کو جنت میں مقیم فرمایا تو آدم علیہ السلام تنہا رہ گئے اور

کوئی نہ تھا جس سے دل بہلاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری فرمادی پھر بائیں طرف کی پسلی نکالی اور اس کی جگہ پر گوشت رکھا اور حوا علیہا السلام کو خلق فرمایا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو دیکھا سر بانے ایک بڑی بی بی ہیں دریافت فرمایا کون؟ کہا عورت۔ فرمایا کیوں پیدا کی گئی؟ کہا تاکہ آپ مجھ سے سکون اور انس حاصل کریں۔

اس کے بعد ملائکہ نے دریافت کیا حضرت آدم علیہ السلام سے آپ کے علم کا اندازہ کرنے کے لئے کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ عورت ہے سوال کیا کہ ان کا نام عورت کیوں ہے؟ فرمایا کیونکہ یہ خلقت من المراء یہ توجھگڑے اور اعتراض کے مادہ سے پیدا ہوئی ہے۔ پھر دریافت کیا ما اسمہ ہا ان کا نام کیا ہے؟ فرمایا حواء قالوا سمیت حواء۔ دریافت کیا کیوں ان کا نام حوا ہے؟ فرمایا لانہا خلقت من الحی کیونکہ یہ پیدا کی گئی ہے زندہ سے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں خُلِقَ الْإِنْسَانُ تَفْسِيرُ رُوحِ الْمَعَانِي ضَعِيفًا رَرَجْمًا، انسان ضعیف پیدا کیا گیا۔

علامہ آلوسی؟ تفسیر فرماتے ہیں خلق الانسان ضعيفا

ای فی امر النساء لا یصبر عنهن وقالہ طاؤس (یعنی عورتوں کے بارے میں انسان کمزور ہے ان کے معاملات میں صبر نہیں کر پاتا۔

و فی الخبر لا خیر فی النساء ولا یصبر عنهن یغلبن مرثا و یغلبهن لیسوا فاحب ان اکون کسر یعما مغلوبا

حدیث

عہ اسی نوع کی روایت حاشیہ طحاوی ص ۲۰ پر ان الفاظ میں ہے۔

یغلبن انکرام ویغلبن بن اللشام

(روح المعانی پٹ ۱۴)

روایت ہے کہ نہیں ہے خیر عورتوں میں علی الاطلاق یعنی
ترجمہ کچھ نہ کچھ ان میں ایسی باتیں ہوتی ہیں جن پر مجاہدہ اور صبر
 کرنا پڑتا ہے) اور نہ ان سے صبر کیا جاسکتا ہے۔ یعنی ان کے بغیر چارہ
 بھی نہیں۔ غالب ہو جاتی ہیں یہ عورتیں کریم مردوں پر (یعنی شریف اور
 اچھے اخلاق والے مردوں پر) اور غالب ہو جاتا ہے ان پر مغلوب الغضب
 بد اخلاق اور کینہ۔ پس میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں اگرچہ
 مغلوب رہوں اور نہیں محبوب رکھتا اس بات کو کہ اپنے اخلاق کو خراب
 کر کے ان پر غالب ہو جاؤں اور لیتیم ہو جاؤں۔

(روح المعانی پٹ ۱۴)

عورت مثل ٹیڑھی پسلی ہے

باب المدارة مع النساء

ج ۲ ص ۷۹

بخاری شریف کی حدیث

عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المرءۃ
 كالضلع ان اقمته اکنرتھا وان استمعت بہا استمعت بہا
 وفيہا عوج۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے اگر

ترجمہ

اس ٹیڑھی پسلی سے نفع اٹھاتے ہو تو اس سے اسی حالت میں نفع اٹھا لو اور اگر اس کو سیدھا کر دگے ٹوٹ جاوے گی۔ اس کے اندر تو فطری ٹیڑھا پن ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی وہ اخلاقی کجی جو ہمارے حقوق سے تعلق رکھتی ہے اس میں صبر۔ حلم۔ کرم اور عفو سے کام لیں اور نرمی سے سمجھا بھی سکتے ہیں۔ البتہ دین کی مخالفت پر نرمی نہ برتی جائے گی۔ دقتی معاملات اور امور دین کے اندر کس قدر سختی ہو معافی اہل علم اور فہم دین کھنے والے ہزدگوں سے مشورہ کر لیا جاوے۔

باب المداراة مع النساء کی شرح

از فتح الباری ج ۹ ص ۲۵۲ قولہ باب المداراة هو بغیر
همن بمعنی المجاملة والملاينة

واما بالهمن فمعناه المدافعة وليس مراداً هنا
حافظ بن حجر فرماتے ہیں کہ مدارات مفہوم المیہ کے ساتھ
ترجمہ سلوک میں جمال اور حسن اخلاق اور نرمی کرنا ہے اور یہ مفہوم
مدارات بدون ہمز کے ہے ورنہ ہمز کے ساتھ مفہوم مدافعت ہے جو یہاں
مراد نہیں۔

اور ایک روایت امام مسلم کی تخریج سے بیان فرماتے ہیں :
ان المرأة خلقت من ضلع من استقیم لك علی طریقہ
عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے ہرگز تم اپنی منشا اور مرضی کے
مطابق کسی طرح سے بھی سیدھی نہیں کر سکتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے خلقت المرأة من ضلع فان

تقہما تکسرھا فندارھا تعش بھا۔

عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے پس اگر تم سیدھی کر دو گے تو زردی

پس مدارات کرو یعنی حسن سلوک کرو اور زندگی اسی طرح گزار لو۔

دیگر احادیث مبارکہ

استوصوا بالنساء خیراً فان المرأة خلقت

من ضلع اعوج الخ (جمع الفوائد ص ۶۲)

حدیث ۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کو حضرت ابو ہریرہ

نے مرفوعاً روایت فرمایا ہے کہ لوگو! وصیت کرو عورتوں کے

ترجمہ

ساتھ اچھا سلوک کرنے کی پس تحقیق کہ عورت کو پیدا کیا گیا ہے ٹیڑھی پسلی سے اور اسی روایت میں ہے کہ اگر ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کر دو گے تو زردی

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

جب ہمارے پاس تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے تشریف

حدیث ۲

لاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا ایک حق یہ بھی ہے اور آج ہم

لوگوں کا معمول یہ ہے کہ باہر دوستوں میں خوب ہنسیں گے مسکرائیں گے

اور گھر میں داخل ہوتے ہی تقدس آباؤ نیاں بڑبڑھائی بنے ہوئے

نہایت منانیت اور سنجیدگی کا چہرہ پر نشان لئے ہوئے جیسے کوئی حاکم قوی اپنے

ماتحتوں سے گارڈ آف آنر لینے کو باوقار آ رہا ہو۔

عورت سے خدمات بھی اس کی طاقت اور صحت کے انداز

حدیث ۳

سے لینا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جانوروں کی پیٹھ کو منبر
نہ بناؤ۔ (مشکوٰۃ)

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے زبان جانوروں کے
حدیث ۴ بارے میں۔ جب سواری کرو تو ان کی توت کا اندازہ کر لو
اور قبل تھکنے کے ان کو چھوڑ دو۔ اتقوا اللہ فی ہذا البہائم المعجمہ
فازکبوا صالحۃ و استرکبوا صالحۃ (مشکوٰۃ)

جب جانوروں کو نہ تھکانے کا حکم ہے تو کمزور عورتوں کی طاقت کو
بھی دیکھ کر ان سے کام اور خدمت لیا جانا چاہیے۔ ان کے تھکنے کے متعلق
سوال کر لیا جلتے اور اپنی سمجھ سے بھی کام لیا جائے کہ اسے شرم کے اور مرد
کے شائد نہ بتائیں۔ البتہ ضروری ہے کہ عورتیں بھی شوہر کی خدمت کو اپنی
سعادت اور نجات آخرت سمجھیں اور ان کی عزت و احترام میں حق تعالیٰ
کی خوشنودی سمجھیں کیونکہ شوہر کی ناراضگی سے ان پر لعنت کی وعید ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت اگر پانچ
حدیث ۵ وقت کی نماز پڑھ لے اور رمضان شریف کے روزے رکھ
لے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر لے اور اپنے شوہر کی اطاعت کر لے
اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا حشر کے دن کہ جنت
کے جس دروازے سے تیرا حق چلے داخل ہو جا۔

عورتوں کے لئے جنت کس قدر آسان ہے لیکن حدیث مثزلیف میں ہے
کہ عورتیں شوہر کی نافرمانی اور ناشکری کے وبال سے جہنم میں کثرت
سے داخل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلم عورت کو محفوظ فرمائیں شوہر کی
نافرمانی اور ناشکری سے۔

حدیث ۶ | جس عورت کا انتقال ہو اور اس کا شوہر اس سے
راضی ہو جنت میں داخل ہوگی۔

(ترمذی، مع الفوائد ص ۵۹۵)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ارشادات

(از کمالات اشرفیہ)

(۱) ملفوظ ص ۵۵۶ صفحہ ۱۲۰ | فرمایا بی بی کا یہ بھی حق ہے کہ اس

کو کچھ رستم بھی دے جس کو وہ اپنی مرضی سے خرچ کرے جس کو جیب خرچ کہتے
ہیں۔ اس کی تعداد اپنی اور بیوی کی حیثیت کے موافق ہو سکتی ہے مثلاً
روپیہ - ڈر روپیہ - دس بیس پچاس روپے جیسی گنجائش ہو۔

(۲) ملفوظ ص ۵۶۱ صفحہ ۱۲۱ | فرمایا کہ مردوں کو غور کرنا چاہیے

کہ اللہ تعالیٰ نے کس عمدہ پیرا یہ میں عورتوں کی سفارش کی ہے۔
فرماتے ہیں :-

وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعیسئان

تکرهوا شیئاً ویجعل الله فیہ خیراً کثیراً

عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور اگر کسی وجہ سے تم کو وہ ناپسند
ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت
سی سہولتیاں رکھ دی ہوں مثلاً عورت کی بد خلقی پر صبر کرنے سے اجر
کثیر کا وعدہ ہے یا مثلاً اس سے کوئی اولاد ہو جائے جو قیامت میں

دستگیری کرے۔

(۳) ملفوظات ۵۷ صفحہ ۱۲۴ فرمایا کہ ہر صورت میں مردوں کو اپنی بیبیوں کی قدر کرنی چاہیے دو وجہ سے ایک تو نبی بنی ہونے کی وجہ سے کہ وہ ان کے ہاتھ میں قید ہیں اور یہ بات جو ان فردی کے خلاف ہے کہ جو ہر طرح اپنے بس میں ہو اس کو تکلیف پہنچائی جائے۔ دوسرے دین کی وجہ سے کیونکہ تم مسلمان ہو وہ بھی مسلمان ہیں جیسے تم دین کے کام کرتے ہو وہ بھی کرتی ہیں اور یہ کسی کو نہیں معلوم کہ دین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون زیادہ مقبول ہے۔ یہ کوئی بات ضروری نہیں کہ عورت مرد سے ہمیشہ گھٹی ہوتی ہو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرد کے برابر بلکہ اس سے زیادہ ہو۔ پس عورتوں کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بے کس اور مجبور اور شکستہ دل کا تھوڑا سا بھی عمل قبول فرما لیتے ہیں اور اس کے درجے بڑھا دیتے ہیں۔

(۴) حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ایک دن خطوط کا جواب لکھنا چاہا مضاہین کی آمد بند ہو گئی۔ تفسیر لکھنا چاہا۔ مضاہین کی آمد بند تھی دل میں عجیب بے کیفی اور قبض طاری ہوا۔ حق تعالیٰ شانہ سے دُعا کی کہ اے رب! جو کوتاہی ہو گئی ہو اور جس کے سبب دل لکھیہ حال ہو رہا ہے اس پر ہم کو تنبیہ اور ہدایت فرما دیجئے تاکہ اس کی تلافی کر لوں۔ دل میں وار د ہوا کہ بڑی پیرانی صاحبہ نے کہا تھا کہ ہم کہیں ضرورت سے جا رہے ہیں، آپ صبح مرغیوں کو کھول کر دانہ پانی دے دیجئے گا اور حضرت والا بھول گئے تھے۔ بس فوراً خانقاہ سے گھر تشریف لے گئے اور ڈر بے سے اُن کو کھولا۔ مرغیوں کو ڈر بے کے اندر گھٹن ہو رہی تھی، بھڑک پیاس

کی تکلیف الگ تھی جیسے اُن کو آزادی ملی اور دانہ پانی ملا اور اُن کی گھٹن دور ہوئی حضرت دالاکے قلب سے قبض باطنی اور بے کیفی دور ہوئی اور رمضان کا فیضان شروع ہو گیا۔ یہ بات احقر نے عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب دامت برکاتہم سے سنی ہے۔

جب جانوروں کے دل کو گھٹانے سے یہ حال ہوتا ہے تو جو لوگ مخلوق خدا کو یا اپنی بیوی کو یا ماں باپ کو ستاتے ہیں اُن کے دل کا کیا حال ہو گا۔

فاعتبروا یا ادنی الابصار

عبرت

الاسترجاع والاستسلام
و

مَا عَلَيْهِمَا مِنَ الْإِنْعَامِ

”رضابہ قضا ، مصائب میں صبر اور مسائل
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ کے موضوع پر“



حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

الاسترجاع والاستسلام

وما علیہما من اللّٰعَامِ

”رضا بہ قضا، مصائب میں صبر اور مسائل

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ کے موضوع پر“

دبشرا مصابریین
الذین اذا اصابتهم
مُصِیْبَةٌ قَالُوا

تفسیر بیان لقرآن اور تفسیر فُرح المعانی
کی روشنی میں سنت استرجاع کی تفصیل

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ

ایسے صابریں کو بشارت سنا

ترجمہ و تفسیر از بیان لقرآن پ ۲ صف ۸۹

دیکھے جن کی یہ عادت ہے کہ جب ان پر کوئی مُصِیْبَت پڑتی ہے تو وہ دل سے سمجھ کر یوں کہتے ہیں کہ ہم تو مع مال اور اولاد حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کے ملک ہیں اور مالک حقیقی کو اپنے ملک میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار حاصل ہے اس سے مملوک کو تنگ ہونا کیا معنی اور ہم سب نیا سے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں سو یہاں کے نقصانوں کا بدلہ وہاں مل جائے گا اور لُحُث علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ

و اولئك من المهددون -

یہی وہ لوگ ہیں جن پر خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پمدردگار کی طرف سے ہوں گی اور عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ حقیقت حال تک رسائی پانگے کہ حق تعالیٰ کو مالک اور نقصان کا تدارک کرنے والا سمجھ گئے۔

و : نفع صبر پر قدر مشترک ہونے کے رحمت عام ہر صابر پر ہوگی لیکن شان ہر صابر کی اور خصوصیت ہر صابر کے صبر کی جدا ہے اس لئے ان خصوصیات کا صلہ جدا جدا خاص عنایتوں سے ہوگا۔
(انتہی کلامہ)

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زمان از غیب جان دیگر است

اُس خنجر تسلیم سے یہ جان حزیں بھی

ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب فرماتے ہیں :-

مالک ہے جو چاہے کرے تصرف

کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے

بیٹھا ہوں میں مطمئن کہ یا رب

حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

علامہ آلوسی "تفسیر روح المعانی ج ۲ ص ۲۳

پر تحریر فرماتے ہیں :

تعریف مصیبت

المصيبة نعم ما يصيب ! لانسان من مكرهه في نفسه

مالٍ اِوَاهِلٍ قَلِيْلًا كَانَ الْمَكْرُوْهُ اَوْ كَثِيْرًا حَتّٰى لَدَعَ الشُّرْكَهٗ
وَلَسَعَ الْبَعُوْضَهٗ وَاَنْقَطَعَ الشَّلْعُ وَاَنْظَفَا الْمَصْبَاحَ وَتَد
اَسْتَرْجَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَالَ كُلْ مَا
يُوْذِي الْمُوْمِنَ فَهُوَ مُصِيْبَةٌ لَهُ وَاَجْرٌ

مصیبت عام ہے جو تکلیف بھی انسان کو پہنچے اس کے نفس
ترجمہ | کو یا مال کو یا اہل و عیال کو قلیل ہو وہ ناگوار بات یا کثیر
 ہو یہاں تک کہ کانا چہو جانا۔ پھر کا کاٹنا۔ جوتے کا تہ ٹوٹ جانا۔
 چراغ بجھ جانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام مواقع پر انا للہ وانا
 الیہ راجعون پڑھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن
 کو جو بھی اذیت اور تکلیف دے وہ مصیبت ہے اور اس کے لئے اجر ہے۔
 اذا اصابتم میں اذلتے اشارہ ہے کہ ان الاجر لمن صبر وقت اصابتہ
 یعنی اجر اس شخص کے لئے ہے کہ جب تکلیف پہنچے اس وقت صبر کرے۔
 جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے انما الصبر عند
 اول مصیبة جزئ نیت کہ صبر اول مصیبت کے وقت ہے دیکھو کہ
 دن گزرنے سے تو صبر سب ہی کو آجاتا ہے، اسی لئے علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں
 دوسری جگہ رضا۔ بقضا کی تعریف کی ہے رضا وھو سیر ورا لقلہ
 بمرور القضاء دل کا سرور ہونا قضا کے درد کے وقت لیکن اس
 رضا کا نام رضا طبعی ہے جو غلبہ اُنس اور غلبہ شوق میں نصیب ہوتا ہے
 جس کا بندہ مکلف نہیں۔ جس رضا کا درجہ فرض ہے وہ رضا
 عقلی ہے۔

تعریف رضا عقلی جو حضرت حکیم الامت ستمنائویؒ نے بیان فرمائی

ہے وہ قضا پر عدم اعتراض ہے۔ وہو ترک الاعتراض علی القضاء
 نیز فرمایا کہ رضائے عقلی میں احساس الہم کا ہوتا ہے اور رضائے طبعی میں احساس
 الہم باقی نہیں رہتا۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ صبر صریح زبان سے انا للہ وانا
 الیہ راجعون پڑھ لینے کا نام نہیں بلکہ صبر زبان سے بھی ہو اور قلب سے بھی
 ہو اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرے جو ان سے کہیں زیادہ ہیں جو
 حق تعالیٰ نے اس سے واپس لی ہیں۔ اس سے صبر کرنا آسان ہوگا اور تسلیم
 کی شان پیدا ہوگی اور استرجاع یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا اس
 امت کے لئے خاص انعام ہے۔

استرجاع کا اس امت کے لئے
 خاص انعام ہونے کا ثبوت

عن ابن عباس قال ان بنی صلی اللہ
 علیہ وسلم اعطیت امتی شیئاً
 لم یعطہ احدٌ من الامم
 ان تقول عند المصیبة انا للہ وانا الیہ راجعون ولو اعطیها
 قبلہم لا عطیہا یعقوب اذ یقول یا اسفا علی یوسف
 روح صفحہ ۲۳ (پ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت کو
 ایک چیز ایسی دی گئی ہے جو کسی امت کو نہیں دی گئی سابقہ امتوں سے
 اور وہ یہ کہ مصیبت کے وقت تم انا للہ وانا الیہ راجعون کہو اور اگر
 کسی کو یہ استرجاع دیا جاتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیا جاتا جس
 وقت کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی جدائی میں فرمایا تھا یا اسفا علی یوسف
 ہائے یوسف افسوس!

سنت استرجاع کی تکمیل | علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں ویسین ان

يقول بعد الاسترجاع اللهم اجزني في مصيبي واخلف لي خيراً منها فقد اخرج مسلم عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من عبد تصيبه مصيبة فيقول انا لله وانا اليه راجعون اللهم اجزني... الا آجره الله في مصيبة واخلف له خيراً منها قالت فلما توفي ابو سلمة قلت كما امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخلف الله تعالى لي خيراً منه رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور منوں یہ ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کے بعد یہ کہے اللہم **ترجمہ** آجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منها اے اللہ مجھے اجر عطا فرما میری مصیبت میں اور اس سے بہتر کوئی نعمت مجھے عطا فرما۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی بندے کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ کہ دُعا پڑھ لے یعنی انا للہ سے خیراً منها تک تو حق تعالیٰ شانہ اس کو اجر عطا فرماتے ہیں اور اس سے بہتر نعمت عطا فرماتے ہیں۔ پس جب ابو سلمہ (ان کے شوہر) کی وفات ہوئی تو انہوں نے اس کو پڑھا اور حق تعالیٰ نے ان سے بہتر عطا فرمایا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔
ہ یہ نصیب اللہ اکبر لٹنے کی جائے ہے

علامہ اوسٹی فرماتے ہیں اولئک علیہم صلوة من دہم کو حق تعالیٰ شانہ نے جملہ اسمیہ سے بیان فرمایا ہے جس میں اشارہ ہے ان نزول ذالک علیہم فی الدنیا والآخرۃ یعنی دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں اللہ تعالیٰ کی خاص و عام رحمتوں کا صابریں پر نزول ہوتا ہے گا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی اس حدیث سے اس اشارہ کی تائید بھی ہوتی ہے جس کو روح المعانی میں اسی مقام پر درج کیا گیا ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً من استرجع عند المصیبة جبر اللہ تعالیٰ مصیبتہ واحسن عقباہ وجعل له خلفاً صالحاً یرضاه

جس شخص نے مصیبت پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا

ترجمہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کی مصیبت کے نقصان کی تلافی فرماتے ہیں اور اس کے عقبی کو احسن کر دیں گے اور اس کو ایسا نعم البدل فرمائیں گے جس سے وہ خوش ہو جائے گا۔

تکالیف میں مومن کی شان

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجب للمؤمن ان

حدیث اول اصابه خیر حمد اللہ وشکروا ن اصابتہ مصیبة حمد اللہ وصبر فال مؤمن یوجد فی کل امرۃ حتی فی اللقمۃ یرفعها الی فی امداتہ

(ترجمہ) مومن کی عجب شان ہے اگر اس کو کوئی سہلائی ملتی ہے تو خدا کی حمد کرتا ہے اور شکر کرتا ہے اور اگر اس کو کوئی ایذا پہنچے تو خدا کی تعریف کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ مومن کی ہر بات پر اجر و ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اس لقمہ میں بھی جس کو وہ اپنی عورت کے منہ کی طرف اٹھاتا ہے۔ (بیہقی)

حدیث دوم | ان العبد ان اسبقت له من الله منزلة فلم يبلغها بعمله ابتلاء الله في جسده في ماله
 او في ولده ثم صبره على ذلك حتى يبلغه المنزلة التي
 سبقت له من الله عز وجل (احمد و ابوداؤد)

ترجمہ : ارشاد فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی بندہ کے
 واسطے خدا کی طرف سے جب کوئی درجہ مقدر ہو چکے اور پھر بندہ اس درجہ
 کو اپنے عمل سے نہ پہنچ سکے تو اللہ تعالیٰ اس پر تکلیف بھیجتا ہے اس کے بدن میں
 یا اس کے مال میں یا اس کے بچوں میں پھر حق تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق عطا
 فرماتے ہیں یہاں تک کہ اس درجہ تک پہنچا دیتے ہیں جو اس کے لئے اللہ
 تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہے۔

حدیث سوم | اذل من يدعى الجنة يوم القيامة الذين
 يحمدون الله في السراء والضراء (مشکوٰۃ)

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت کی
 طرف سب سے پہلے قیامت کے دن جو بلا یا جاوے گا وہ لوگ ہوں گے جو
 فراخی اور تنگی میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔

علامہ آلوسیؒ روح المعانی میں سراء و ضراء کی تفسیر میں
 فرماتے ہیں السراء المحالة للتي تسر والضراء المحالة للتي تضر
 (پہ ۵۸)

ترجمہ :- سراء ہر وہ حالت ہے جو خوشی پیدا کرے اور ضراء
 ہر وہ حالت ہے جو ضرر سے نکلین کرے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب | حالت خوشی میں اللہ تعالیٰ کی

حمد سمجھ میں آتی ہے لیکن حالت ابتلا۔ اور حالت غم میں اللہ تعالیٰ کی حمد کس طرح کی جائے تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ تکالیف میں حمد سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ پر اعتراض نہ ہو اور اپنے مولیٰ سے راضی رہیں۔ عبارت مرقاة ملاحظہ ہو :-

فی الاستلاء والنضراء ای فی الصحۃ والمرض او الرخاء والشدة
او الغنی والفقری یعنی الذین یرضون عن مولیٰہم بما اجری
علیہم فی المحکم غنًا کان او فقراً شدة کان او رخاءً فالمراد
الدوام فهو من اسالیب البدیع الغریبہ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۱۱)
یعنی رہنی رہتے ہیں اپنے مولیٰ سے جملہ ان تصرفات پر جو ان پر
قضاء جاری ہوتا ہے۔ یعنی اہم یا فقر کلفت ہو یا راحت، مراد دوام رضائے
جس کو عنوان بدیعہ غریبہ سے بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا جواب ملا علی قاری نے یہ لکھا ہے کہ مومن حالت تکلیف میں
خدا تعالیٰ کی حمد اس لئے کرتا ہے بعلمہ بما ثیاب علیہ او بما وقع
اکثر منها او اکبر (مرقاۃ) یعنی مومن اجر آخرت کے علم کے سبب خدا
کی حمد کرتا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ جو بلا آئی ہے شکر ہے کہ اس سے بڑی
بلا نہیں آئی یا اس سے کثیر نہیں ہے اکبر یا اعتبار کیفیت اور اکثر
یا اعتبار کمیت دونوں صورتوں سے حفاظت پر حمد کرتا ہے۔ اسی کو مولانا
ردیؒ بیان فرماتے ہیں۔

سے اس بلا دفع بلا ہائے بزرگ
یہ بلا کسی بڑی بلا کو دور کرنے کے لئے آئی ہے۔

صبر اور غم کے متعلق حضرت حکیم الامت تھانویؒ

کا عجیب ارشاد

(از کمالات اشرفیہ ملفوظات ۶۴ ص ۱۲۹)

فرمایا کہ غم کا علاج یہ ہے کہ سوچو مت - خیال مت کرو - تذکرہ مت
 کرو اس صورت میں غم تو ہوگا مگر معتدل غم ہوگا اور وہ مضر نہیں بلکہ مفید
 ہے کیونکہ قدرتی طور پر غم میں بھی حکمت اور نفع ہے اگر غم نہ ہو تو تمدن
 نہ ہو۔ بیان اس کا یہ ہے کہ سائنس اور طب کا مسئلہ ہے کہ جس قوت کا
 استعمال ہوتا ہے اس میں ترقی ہوتی رہتی ہے ورنہ وہ قوت کم ہو جاتی ہے
 پس اگر غم نہ ہو تا تو رحمدلی کا ہیجان کیسے ہوتا اور جب اس کا ہیجان نہ ہوتا تو
 اس کا مادہ جاتا رہتا اور بدن رحمدلی کے تعاون نہیں ہو سکتا۔ اس لئے غم میں
 بڑی مصلحت ہے کہ یہ محافظ ہے رحم کا اور وہ محافظ ہے تعاون و تمدن کا
 اور غم میں اپنی ذات کے متعلق بھی مصلحت ہے کہ اس سے اخلاق درست
 ہوتے ہیں۔ غرض غم میں انفرادی اور اجتماعی دونوں مصلح ہیں اگر کسی کو غم
 اور فکر نہ ہو اس لئے نہ ہی ہوں تو کوئی کسی کا کام نہ کرے۔ سائے ندرت
 ہی رہیں اور بیمار ہی نہ ہوں تو ڈاکٹر طبیب، عطار سب بیکار ہو جائیں۔
 یہ تو دنیاوی نفع ہے اور دین کا نفع یہ ہے کہ اگر کوئی خرب نہ ہو تو زکوٰۃ
 کس کو دو گے؟ پس صل میں تو غم مفید چیز ہے مگر کس قدر؟ جس قدر
 حق تعالیٰ کا دیا ہوا ہے یعنی طبعی ہے باقی آگے جو حواسی ہم نے بڑھائے
 ہیں وہ بڑے ہیں۔

ملفوظات ۶۴ ص ۱۲۹ فرمایا کہ حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے۔

ادرگناہ بھی بے لذت اور علاج کرانا واجب ہوگا چنانچہ اس آیت
 ماعندکم ینفد و ما عند اللہ باقی میں لیے ہی عم کا علاج
 بیان ہے اور یہ بیان ایک مقدمہ پر موقوف ہے وہ یہ کہ اگر شے مرغوب
 کے جاتے رہنے سے عم لاحق ہو مگر وہ دوسری چیز کا پتہ ہم کو مل جائے اور
 اس کے ملنے کا یقین ہو جو کہ اس شے مرغوب سے ہزار ہا درجہ بڑھی ہوئی
 ہو تو پہلی چیز کا عم نہیں ہونا چاہیے جیسے کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ ہو
 اور اس کو چھین کر کوئی سو روپیہ دیدے الخ

تسلیم و رضا بالقضار فرض ہے

ہر تکلیف میں مومن کے لئے خیر ہے اور اس میں خیر سمجھنا ایسا ہی
 فرض ہے جیسے نماز روزہ فرض ہے۔ میرے مرشد حضرت شیخ مولانا شاہ
 عبدالغنی صاحب پھولپوریؒ نے احقر سے فرمایا کہ ہمارے حضرت حکیم الامت
 تھانویؒ نے فرمایا کہ اخلاص سے ادنیٰ کبھی ایک مقام ہے اس کا نام رضا بالقضاً
 ہے۔ یہ مقام بہت آخر میں عطا ہوتا ہے جس طرح مرض جاہ کا بہت آخر
 میں نکلتا ہے آخر ما ینخرج من راس الصدیقین حب الرجاء
 یہ محققین صوفیاء کرام کا قول ہے۔

ہر تکلیف کا مومن کے لئے خیر ہونے پر

عقلی دلیل

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ عقلاً بھی ہر مومن کی

تکلیف کا خیر ہونا ثابت کرتا ہوں وہ یہ کہ جو تکلیف مومن کو آتی ہے اس کی صورت چار ہی شکلیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) پہلی شکل یہ کہ بندہ کی تکلیف میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع ہو اور یہ محال ہے کہ حق تعالیٰ بندہ مومن کو تکلیف دے کر نفع حاصل فرمائیں کیونکہ اس سے اہتیاہ باری تعالیٰ لازم آتا ہے۔

(۲) دوسری شکل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا صرت نصف نفع ہو اور بندہ کا بھی آدھا نفع ہو اور یہ بھی محال ہے کیونکہ اس صورت میں بھی اہتیاہ کا ثبوت لازم آتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہیں۔

(۳) تیسری شکل یہ ہے کہ اس تکلیف میں نہ بندہ کا نفع ہو نہ اللہ تعالیٰ کا نفع ہو یہ بھی محال ہے کیونکہ بے فائدہ کا کرنا فعل لغو ہے جس سے حق تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

(۴) اب چوتھی شکل باقی رہ گئی کہ حق تعالیٰ شانہ کی بھی ہوئی تکلیف میں صرت بندہ ہی کا نفع ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ كَيْعَقَلِي دَلِيلُ فَرَايَ -

حکایت | ایک بار حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور تھانہ بھون حضرت اقدس حکیم الامتؒ کی خدمت میں بغرض اصلاح حاضر تھے کہ گھر سے گھر والوں کی علالت کا خط آیا جس سے مفتی صاحب بہت پریشان ہو گئے۔ حضرت دالاسے عرض کیا کہ حضرت گھر سے خط آیا ہے بیٹی بیوی اور لڑکا کئی افراد بیمار ہیں طبیعت پریشان ہے ارشاد فرمایا مفتی صاحب جب مومن کا اعتقاد مقدر پر ہے تو پھر اس کو مکدر ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

صبر بگنایدند و صدیقین شدند
مولانا رومی کا ارشاد
 صبر سے ایمان کی ترقی اس قدر ہوتی ہے کہ
 مؤمن صدیق ہو جاتا ہے اور حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے
 کہ سالک کو مجاہدہ اختیار یہ سے تو عجب بھی پیدا ہو سکتا ہے لیکن مجاہدہ
 غیر اختیار یہ جو مصائب وغیرہ آجاتے ہیں ان سے تو شکستگی ہی شکستگی پیدا
 ہوتی ہے۔ اس لئے مشائخ کا ارشاد ہے کہ مجاہدہ اضطراریہ انفع ہے مجاہدہ
 اختیاریہ سے۔ البتہ ہم ضعیف میں عافیت ہی طلب کرتے رہنا چاہیے جیسا کہ
 حدیث میں مصرح ہے کہ بلار نہ مانگو عافیت مانگو اور پھر حق تعالیٰ شانہ
 کی طرف امور کو تفویض کر دے۔

صدیق کا ایمان کتنا قوی ہوتا ہے؟

علامہ آلوسی صدیق کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں۔

(۱) الذی لا یتغیر باطنہ من ظاہرہ

جس کا باطن اس کے ظاہری ماحول سے متاثر نہ ہو

(۲) الذی لا ینخالف قالہ حالہ

جس کا قال اس کے حال کے مخالف نہ ہو

(۳) الذی ینذل الکوین فی رضا محبوبہ

جو دونوں جہاں اپنے محبوب حقیقی پر فدا کر دے

(ردح المعانی ۳ ص ۷۷)

خواجہ عزیز الرحمن صاحب مجاز و سب نے خوب فرمایا ہے

دونوں عالم سے چکا ہوں میکشور

یہ گراں سے تم سے کیا لی جلے گی

رائے عالی برائے تصانیف حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

از حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کلندھلوی دامت برکاتہم
پابستہ نایا

عنایت فرمائے مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلمہ بعد سلام مسنون۔ آپ کی دُکوتا میں
معارف مشنوی اور دنیا کی حقیقت پہنچ کر موجب منت ہوئیں۔ اس سے بہت مسرت
ہوئی کہ آپ کا تعلق اولاً مولانا پھولپوری سے اور آخراً مولانا ابراہیم صاحب سے ہے اللہ تعالیٰ دونوں
کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدیہ سینہ کا دونوں جہان میں بہترین
بدلہ عطا فرمائے۔ یہ دونوں کتابیں سن بھی لیں، مضامین، اشارات اللہ بہت اچھے ہیں۔ دل پراثر
کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو قبول فرمائے۔ صدقہ جہاد یہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ
معارف شمس تبریز کی طباعت کا بھی جلد از جلد انتظام فرمائے اور لوگوں کو ان مسافروں سے
زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ آپ کی دیگر تالیفات کی قبولیت کے لئے دُعا کرتا ہوں
اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ذخیرہ آخرت بنائے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے
نوازے۔

(حضرت شیخ الحدیث) محمد زکریا (دامت برکاتہم)

مدینہ طیبہ ۱۱/۵/۶۷ھ

رائے عالی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مہتمم مدرسہ عربیہ نیوٹاون کراچی

و صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادر محترم جناب مولانا حکیم محمد اختر صاحب کی تالیف لطیف معارف مشنوی پر زبرد کر موصوفت
اتنی عمقیت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہ ہو سکتا تھا۔ فارسی اور عربی قدرے شعر، جن ذوق پاکیزگی خیالات
در دل کا بہترین مرتع ہے۔ اب موصوف نے دیوان شمس تبریز جو عارف رومی مکمل کے شیخ ہیں ان کے
حقائق و معارف کا انتخاب و تشریح و بیان کھل کر اپنے حسن ذوق، لطافت طبع، سلامت فکر کا ایک اور شاہ
مذہب میں کیا اللہ تعالیٰ اس باب ذوق کو ان کے شگفتہ تالیفات و تفہیمات سے مزید مستفید فرمائے۔ آمین

محمد یوسف بنوری

سرشبہ مدرسہ اولیٰ اولیٰ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمْتُ مِنْ الْعِصَمِ وَمَنْ نَسِيَ رُكْعًا مِنْ رُكْعَاتِي فَلْيُحْسِنْ رُكْعًا مِنْ رُكْعَاتِي
 ارشاد نبوی ﷺ سے بیجا ہے محبت کی میری محبت کی نسبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا ہے
 بغض رکھنے کی وجہ سے رکھا
 تَذَكَّرْنَا سَيِّدَنَا

حَضْرَتِ الْوَدَّ غِفَارِيِّ

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

بس میں ان کی زندگی کے ہم سیدو نمایاں کئے گئے ہیں۔ اسلام قبول کرنا مسلمان ہونے پر مینا
 دنیوی اور حق گوئی میں یکتا ہونا، علم کی حرص کرنا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیروی جو دیگر صحابہ
 آخرت کا فکر مند اور دنیا سے زائد ہونا، حساب کے خوف سے مال سے بچنا، وغیرہ وغیرہ
 آخر میں ان کی وفات کا عجیب واقعہ لکھا ہے۔

تالیف
 حضرت مولانا محمد عاشق الہی بلند شہری مدظلہ

ناشر

کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی

تالیف: حضرت مولانا محمد عاشق الہی صاحب مدظلہ

عربی مدارس کیلئے بے مثال تحفہ

زَاوَالطَّالِبِينَ

مِنْ كَلَامِ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ کتاب عربی کے مفیدی طلبہ کے لئے لکھی گئی ہے۔ بیت سے مدارس میں داخل نصاب ہے۔ یہ طالبین کو لغویہ عربی کے درمیان پر حال بناتی ہے۔ کتاب وہ کی بہ نونات نو کے میں اور عبادات حب امدادیت شرف کی میں ہوئی کتاب دو بابوں پر مشتمل ہے پہلے باب میں جوامع الکلم اور دوسرے باب میں چالیس قصبے جمع کئے گئے ہیں تاکہ مبتدی طلبہ بھی حدیث سے محسوس نہ رہیں۔

الابرار حضرت بیٹے حضرت ذوالخیر محمد صاحب جلیل حضرت علامہ علیہ حضرت مولانا ابو طیب صاحب مدظلہ مدظلہ واصلہ اور مولانا مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کتاب کو بے حد پسند فرمایا۔ طلبہ عربی زبان سے جو لیتے ہیں عربی ادب کے ساتھ ترقی و تمدن کا نفع بھی حاصل ہوتا ہے۔

پتہ: ۱۰، سمیت اریو، رب کتابت و طباعت مولانا محمد عاشق الہی صاحب مدظلہ

کتب خانہ منظرہری کراچی ۴۷